مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ ۔ لاہور

بسم الله الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ — وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا — وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مکتبہ حنفیہ | قادری رضوی کتب خانہ لاہور

مرتب
مولانا محمد عبدالاحد قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نام کتاب ——— رسائلِ میلاد شریف
مرتب ——— مولانا محمد عبدالاحد قادری
تصحیح ——— صلاح الدین سعیدی
کمپوزنگ ——— غلام محمد یٰسین
صفحات ——— 712
اشاعت باراول ——— ۱۴۳۴ھ/فروری 2013ء
زیرنگرانی ——— چودھری محمد خلیل قادری
تحریک ——— چودھری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر ——— چودھری عبدالمجید قادری
تعداد ——— 1100
قیمت ——— 450 روپے

حسب فرمائش .... جناب عبدالرؤف صاحب

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور
قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور
Hello: 042-7213575, 0333-4383766

حُسنِ ترتیب

☆☆☆

تقریظ

مفکر اسلام، نامور دانشور، ادیبِ ملت، صاحب طرز نعت گو شاعر،
حضرت علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسا سدا بہار گلشن ہے جس کی ہر کلی عنبر فشاں ہے جس کی مہک لازوال اور ہمہ گیر ہے جس سے افکار مہکتے اور جذبات عقیدت کی جلوہ ریزی سے حیات نو پاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا چاند ہے جس کی جگمگاہٹ کبھی ماند نہیں پڑی۔ اک ماہ پُرنور ہے جس کے حسن میں کبھی کمی نہیں آئی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو اس خوشبو، روشنی اور جگمگاہٹ سے مستفیض ہو گیا ہمیشہ کے لئے اس حقیقت کا مظہر بن گیا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اُجالا کر دے

فاضل اجل عالم اکمل خطیب یگانہ حضرت علامہ محمد عبدالاحد قادری صاحب ایسے نابغہ فکر دینی علوم پر گرفت رکھنے والے صاحب علم وقلم ہیں کہ جن کی فکری سرفرازوں میں سے ایک زمانہ عشق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کی مرتب کردہ کتاب ''میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''میلادِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم'' نگاہوں سے گزری دل ودماغ مہک اُٹھے اور بے اختیار صاحب مرتب کے حق میں دعائیں

برآمد ہوئیں۔

خوشی اور مسرت کی بات یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالاحد قادری صاحب کی زیرِ نظرنئ مرتب کردہ کتاب ''رسائل میلادشریف'' منظرعام پر آگئی ہے جس کے مطالعہ سے قارئین یقیناً پہلے سے کہیں زیادہ علمی جگمگاہٹ ،فکری وسعت ،روحانی دلکش اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دائمی وابستگی کی دولت نصیب ہوگی۔ دعا ہے کہ رب کونین عزوجل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ہر آن نئ ذہنی وروحانی تجلی سے بہرہ ور کرے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ کہیں رکتا نہیں بلکہ ہمیشہ محوسفر رہتا ہے۔ اسی طرح اس قافلے کے کسی بھی رکن کے قدموں میں کبھی کمی رونما نہیں ہوئی۔ خدا کرے کہ ہر آنے والا دور علامہ محمد عبدالاحد قادری کے لئے سرمایہ بصیرت ثابت ہو اور ان کے الفاظ لعل وجواہر کی طرح نگاہوں کی روشنی بن کر جگمگاتے رہیں۔ علامہ عبدالاحد قادری صاحب جس راہ نور پر چل نکلے ہیں اس پر ان کا سفر ہمیشہ جاری وساری ہے۔
آمین بحرمته سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر محمد اکرم رضا
وحدت کالونی، گلی نمبر 10،
نزد مسجد سلطان باہو، گوجرانوالہ
31-01-2011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ
وعلی آلك واصحابك یاحبیب اللہ

میلاد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب نو ونظر ثانی

مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

☆=☆=☆

تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی کیفیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ (سورہ بقرہ)

ترجمہ: ''جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ایک خلیفہ (پیدا) کرنے والا ہوں۔''

اور فرمایا:

خلق الانسان من صلصال کالفخار۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی پہلے انسان ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ پانی اور مٹی سے۔ پھر اس میں روح پھونکی اور زندہ بولنے والا کھڑا کر دیا اور بزرگی وشرف عنایت کیا چنانچہ فرمایا ہے (مٹی اور پانی سے انسان کی تخلیق)

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔

خدا پاک کی وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کر کے نسب اور سسرال کے سلسلے اس میں جاری کیے۔

جب اللہ تعالیٰ نے عقل کلی کو پیدا کیا تب اس کے بعد نفس کو پیدا کیا اور ان دونوں سے فعل و انفعال کو ظاہر فرما کر ہیولیٰ مطلقہ میں ان دونوں کو جاری کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے جسمیت میں خوب کام کیے اور ان میں دونوں کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے جسم سے افلاک کو اور کواکب کو پیدا کیا۔ پھر ارکان اربعہ کو پیدا کر کے فعل و انفعال کو ان کی طرف متوجہ کیا انہوں نے قسم قسم کی مخلوقات مثل حیوانات، معدنیات،

نباتات ظاہر کیں۔ مگر پھر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی نہ عقل اوّل کو اشخاص جمادات وحیوانات وغیرہ کے پیدا کرنے سے اطمینان حاصل ہوا اور اس نے چاہا کہ ان اصناف ثلثہ سے بہتر اور عمدہ اور کامل شخص پیدا کیا جائے۔ جو سب سے افضل ہو تب انہی فعل وانفعال نے ایک عمدہ مادہ پانی اور مٹی میں دیکھا پس یہ دونوں اس کے اندر داخل ہوگئے اور وہ مادہ ربوبیت کے دروازے تک دراز ہوا یہاں تک کہ قدرت نے اس میں ارادے کی تاثیر کے ساتھ اثر کیا اور اس مادے میں ایک شخص مجوف مستوفی نطق کے لائق پیدا کیا پھر نفس کلی اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر ایسا اس کے ساتھ متعلق ہوا جیسے صورت مادے کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔ تب اس شخص کے قلب میں زندگانی کا نور روشن ہوا اور زمین پر چلنے پھرنے لگا اور اپنی پیدائش سے حیران تھا۔ اس وقت عقل کلی اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس نے اس کو اپنی کرامت اور بزرگی اور خلافت کا سزاوار بنایا اور اپنے جمال وکمال کو اس کی بصر اور بصیرت پر روشن کیا۔ تب عقل کی تائید اس کی زبان کھل گئی اور ان نعمتوں اور بخششوں پر جو بارگاہ خداوندی سے اس کو عنایت ہوئی تھی شکر پروردگار بجالایا اور کہنے لگا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَنِىْ لَاعَنْ فَاعِلٍ مَخْصُوْصٍ وَّلَاعَنْ مُنْفَعِلٍ مَحْسُوْسٍ۔

فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ۔ (سورۂ ص)

ترجمہ: ''اے فرشتوں جب میں اس کو بنا کر پورا کر دوں اور اپنی طرف کی روح اس کے اندر پھونک دوں اور اس وقت تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کو پلک جھپکنے میں پیدا فرما کر میدان
کبریائی میں ڈال دیا پھر نفس اس کی طرف اس طرح متوجہ ہوا کہ اس کو قبول کرے
چنانچہ قالب نے تھوڑے ہی عرصے میں قلب کا نور قبول کیا۔ جس کی خبر رسول ﷺ
نے اس فرمان میں دی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس روز اپنی شفقت سے خمیر
کیا ہے۔ ہر دس روز دس دس نعمتیں حضرت آدم علیہ السلام پر فرماتا تھا یعنی ان نعمتوں کی
برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں سے ارکان کی جمادیت بالکل جاتی رہی۔
خدا کے وعدے کے چالیس روز پورے ہوئے اور انہی چالیس روز کا نمونہ چالیس روز
تھے جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ذکر فرمایا ہے۔

پس حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا ظہور مٹی سے تھا۔ پھر اس نے اوج عقل کی
طرف حرکت کی۔ پس جب نور عقل نے اُس پر طلوع کیا زمین عبودیت میں یہ خدا
کے خلیفہ بن گئے۔ اور زمین جہالت سے انہوں نے علوم شریعت وحقیقت کے
آسمان پر ترقی کی۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ۔ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر تمام اشیاء کو
ملائکہ پر پیش کیا۔''

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے قالب کو مٹی سے پیدا کر کے عالم
کے اندر ڈال دیا۔ تب ملائکہ سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔

ترجمہ: ''میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

تم اس کی خدمت اور متابعت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ملائکہ نے جب یہ ندا سنی

تو اپنے اپنے مسکنوں سے نکل کر حضرت آدم علیہ السلام کی ہیکل کو دیکھنے گئے۔ اور ان کے
قالب کو جس وقت کہ وہ بیجان پڑا تھا دیکھ کر خیال کرنے لگے مثل اور حیوانات کے یہ
بھی ایک حیوان ہوگا اس میں کوئی قابل تعریف نہیں ہے نہ یہ تکلیفات شرعیہ اور
احکامات الٰہیہ کا اہل معلوم ہوتا ہے۔

انسان کی تخلیق پر فرشتوں کا اعتراض

اسی سبب سے انہوں نے عرض کیا:

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: ''(اے پروردگار) کیا تو زمین میں اُس شخص کو پیدا کرے گا جو
اس میں فساد برپا کرے گا اور خون خرابیاں پھیلائے گا حالانکہ ہم تو تسبیح
اور تقدیس کرتے ہیں۔

کیونکہ ہم ارواح طیبہ اور نفوس طاہرہ کے ساتھ زندہ ہیں یہ زمین کا رہنے والا
فانی زندگانی کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔ تو پھر بجز اعمال بد کے اور کیا کرے گا یہ ان کا
قول اس سبق سے تھا کہ انہوں نے مقدمات میں سے جزتین یعنی جہل اور ظلم کو لے کر
نتیجہ نکال لیا یہ نہ سمجھے کہ مقدمتین جزتین سے قیاس نہیں بن سکتا۔ اور نہ نتیجہ نکل سکتا
ہے۔ اسی سبب سے انہوں نے اس میں خطا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس بدگمانی سے ان کو
منع کیا اور اس نوع ایجاد مخلوق کی عیب جوئی سے دھمکایا یعنی فرمایا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: ''بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو''۔

تم اس کے ظاہر کو دیکھتے اور میں پوشدہ اور ظاہر سب کو دیکھتا ہوں۔ اور مجھ کو

معلوم ہے جو مخفی علوم میں نے اس میں ودیعت رکھے ہیں۔ میں اس کو سننے والا دیکھنے والا اور بولنے والا بناؤں گا۔ اور تم سب کو اس کے سجدے کا حکم دوں گا۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے نفس کلی وابستہ ہوا تب عقل کلی بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی اور تمام علوم ان کی روح میں منقش ہو گئے اور کل اسرار ان کے قلب پر ظاہر ہوئے۔ پس یہ عقل اور نفس کی امداد سے عالم زندہ اور ناطق بن گئے اور علم وعمل کے مستحکم ہونے سے حکیم ہو گئے۔ تب ان کو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے ان کو پیش کیا اور فرمایا:

أَنْبِئُوْنِيْ بِأَسْمَآءِ هٰؤُلَآءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: ''مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم اس خیال میں سچے ہو''۔

کہ ہم حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں اس وقت فرشتے سمجھے کہ انہوں نے واقعی اپنے قیاس میں غلطی کی تھی۔

ابلیس لعین نے سجدہ نہ کیا

حضرت آدم علیہ السلام کے فضائل کے ان انکشاف سے فرشتے حیرت میں غرق ہو گئے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ (سورۃ ص)

ترجمہ: ''سب فرشتوں نے مجموعی سجدہ کیا مگر ابلیس اس نے غرور کیا اور وہ تھا ہی کافروں میں''۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔ (سورۃ اعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے باز رکھا کہ تو اس کو سجدہ نہ کرے

جب میں نے تجھ کو حکم دیا ابلیس نے عرض کی میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مادہ میں بری صورت ہے اور آدم علیہ السلام اچھی مادہ میں اچھی صورت ہے تیرا گمان یہ ہے کہ آگ مٹی سے بہتر ہے کیونکہ یہ جلانے والی ہے اور میرا حکم یہ ہے کہ مٹی آگ سے بہتر ہے کیونکہ یہ نباتات کی پرورش اور حفاظت کرتی ہیں اور اس میں نرمی اور محبت اور ٹھنڈک ہے چونکہ میں بھی وہ خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ کو اس نافرمانی کی سزا دوں گا کہ تیری صورت کو تیرے ہی مادہ سے جلاؤں گا اور آدم (علیہ السلام) کی صورت کو اس کی مادہ میں حفاظت کروں گا۔ اور بے شک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

جنت کے مقامات میں سکونت

حضرت آدم علیہ السلام جب عقل کی برکت سے خلیفہ ہوئے اور آسمانوں میں داخل ہو کر جنت کے بلند مقام میں سکونت اختیار کی سب فرشتے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے خدا کی امانت کو انہوں نے اٹھا لیا اور بذات خود فعل وانفعال کی دونوں صورتیں بن گئے اور اسی سبب سے اپنی نوع کے ساتھ اپنی جنس میں سے مستغنی ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے ان کو شریعت کے ساتھ مقید کیا۔

انسانی بقا کے لیے شہوت کا پیدا ہونا

حضرت آدم علیہ السلام کے اندر جب فعل وانفعال کی دونوں قوتوں نے جگہ پکڑی زمین پر آ کر اور خواہش نے ان کے قلب کو حرکت دی ان کو بیوی کی ضرورت ہوئی تاکہ ان سے مباشرت کریں پس اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا فعل اور انفعال کی صورتیں بن گئے جیسے کہ لوح وقلم یعنی جو کچھ قلم لوح پر لکھتی ہے وہی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے

ساتھ ہوا اور توالد تناسل ان میں ظاہر ہوا حوا کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹوں کی شادیاں کر دیں تا کہ نسل آگے کو چلے چنانچہ اسی ذریعے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بڑھتی گئی اور ربوبیت کا راز عبودیت میں ظاہر ہوا اور قدرت کے نور نے صنعت کی ظلمت میں قرار پکڑا۔

مٹی سے انسانی پیدائش بند ہوگئی

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے باعث مٹی سے انسانی پیدائش بند کر دی کیونکہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی ذات ہی میں فعل وانفعال ہونے لگا یعنی نر و مادہ بنا دیے تب مٹی سے پیدا کرنے کی ضرورت نہ رہی پس آدم سب سے پہلے انسان ہوئے جیسے کہ عقل روحانیات میں اوّل ہے اور عقل حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی پر عاشق ہو گئے پس حضرت آدم علیہ السلام بلفعل ہیں اور عقل آدم بلقوہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت کو ہموار وزوں کر کے اس کے اندر روح پھونکی۔

امانت کا آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''پس ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس امانت سے وہ خوفزدہ ہوئے۔ (سورۃ احزاب)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آسمان وزمین حیات عالم کے ساتھ زندہ ہیں کیونکہ عالم ایک ایسا اسم ہے جو آسمان وزمین اور اس کے درمیان سب چیزوں پر واقع ہے اور عالم زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ خود زندہ اور قائم ہے۔

انسان نے امانت کو اٹھالیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (سورۃ احزاب)

یعنی نفس معدنی اور نباتی اور حیوانی کو مراد لیا ہے۔ اور "فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا" سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے کہا ہم میں امانت کے رکھنے کی استعداد اور قابلیت نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ" انسان کے نفس ناطقہ کی قوت سے اس کو اٹھالیا اور یہ نفس ناطقہ سب نفوس سے افضل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بعد طبیعت اور قوت شریعت کے ساتھ قرب حق حاصل کرنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے" انہ کان ظلوما جھولا"۔ یعنی انسان امانت کو قبول کرنے سے پہلے طبیعت کی ظلمت میں آلودہ اور نفس ہی کی جہالت میں گرفتار تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی نفس ناطقہ کے ساتھ تائید فرمائی اور عقل کامل کے ساتھ اس کو قوت دی یہاں تک کہ اس نے عقل کی قوت سے امانت کو اٹھالیا حالانکہ پہلے وہ ظلمانی تھا اور اپنے رب کو اس نے پہچان لیا اگرچہ پہلے وہ نہیں جانتا تھا اور قوی ہو گیا اگرچہ پہلے وہ کمزور تھا پس اسی سبب سے نفس ناطقہ کے ساتھ انسان کا رتبہ تمام مخلوقات سے بڑھ گیا اور قلب مطمئن نے امانت الٰہی کو اٹھالیا اس کا سبب یہ ہے کہ نفوسوں کے کئی مرتبے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ نفس معدنی ہے۔ اور سب سے اعلیٰ نفس ملکی ہے۔ اور یہی نفس ملکی سب نفوس پر شامل ہے عقل نے سب سے پہلے جس نفس کو قبول کیا ہے وہ نفس معدنی ہے پھر اس کے بعد نفس نباتی کو قبول کیا پھر اس کے بعد نفس حیوانی کو قبول کیا۔ پھر اس کے بعد نفس انسانی کو قبول کیا اور یہی آدم کی صورت ہے۔ پس تمام نفوس حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی میں جمع ہوئے اور اس نے اپنی عقل قوت کے ساتھ نیچے کے سب مرتبوں سے ترقی کی اور نفس انسانیہ کے ساتھ تمام نفوس پر شامل ہو گیا۔

انسانوں میں مومن کون ہوئے

پس ان کی اولاد بھی بحسب قوائے نفسانیہ کے مختلف مرتبوں میں منقسم ہوئی چنانچہ بعض افراد وہ ہیں جن پر نفس نباتی غالب ہوا۔ اور وہ کافر ہو گئے اور بعض وہ

ہیں جن پر نفس حیوانی غالب ہوا اور منافق بن گئے اور بعض وہ ہیں جن پر نفس انسانی غالب ہوا اور مومن ہوئے اور یہ تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے فرمائی ہے۔

فرمان خداوندی ہے:

لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنَافِقِیْنَ وَ الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: ''اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے او وہ مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے۔''

پس نفس امارہ منافقوں کو حرکت دیتا ہے اور نفس لوامہ شرکوں کو ابھارتا ہے اور نفس مطمئنہ مومنوں کو ہدایت کرتا ہے ''وکان اللہ غفورا رحیما'' اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

تمام انسانوں کے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پس آدم ایک ایسا نام ہے جو جامع ہے۔ تینوں نفوس کے معانی اور نور عقل کے اس پر غلبہ کرنے اور مستحق خلافت الٰہی بننے کو۔ آدم پہلے انسان کی صورت ہے اور آدم ہی خاتم النبیین کی حقیقت ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں بمنزلہ آدم کے ہیں صورت میں۔ پس آدم نوع انسانی کا مبدء ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم متمم نوع ہیں۔ اور نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور روحانیوں کے حق میں ایسے ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام جسمانیوں کے حق میں اور وہی خلافت آدم سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین کے پشت چلی آئی ہے کبھی ظاہر ہوتی رہی اور کبھی پوشیدہ یہاں تک کہ حضور میں آپ کے کمال اعتدال مزاج اور اخلاق کے وقت ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عادل مزاج اور خوش اخلاق تھے۔

وہی خلافت پانچ مرتبہ ظاہر ہوئی

وہی خلافت مورثہ جو عہد آدم علیہ السلام سے چلی آتی تھی اپنے کمال ذات اور تمام صفات کے ساتھ صرف پانچ مرتبہ ظاہر ہوئی ہے کیونکہ اس سے زیادہ اس کے اسباب کے جمع ہونے کا موقع نہ ہوا۔ اور جن نبیوں پر مختلف زمانوں میں اس کا ظہور ہوا وہی اولوالعزم رسول ہیں جیسے حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام۔

جن مقامات پر خلافت ظاہر ہوئی

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے پر خلافت کشتی پر ظاہر ہوئی اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ کا نام لے کر اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کے اختیار میں ہیں اس کے چلانا اور ٹھہرانا''۔ (سورۃ ھود)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں سطح کعبہ پر خلافت ظاہر ہوئی اور فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص اس میں داخل ہوا وہ امن سے ہو گیا اور اللہ کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے''۔ (سورۃ آل عمران)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں خلافت وادی مقدس کے اندر شجرہ مبارکہ کی ٹہنیوں پر نمودار ہوئی اور کہا:

اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔ (سورۃ قصص)

''بے شک میں ہوں اللہ پروردگار تمام عالموں کا''۔

پھر یہ خلافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مہد میں ظاہر ہوئی اور (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا زمانہ) کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی گفتگو کی تھی اور کہا تھا۔

ترجمہ: ''میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں مجھ کو اس نے کتاب دے کر

ہدایت اور برکت کے ساتھ بھیجا ہے۔'' (سورۃ مریم)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: ''مسیح ہرگز اس بات سے نفرت نہیں کرتا ہے کہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مکرب فرشتے ہی خدا کے بندے بننے سے نفرت کرتے ہیں۔ (سورۃ النساء)

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف کہہ دیا:

ترجمہ: ''بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور جہاں کہی میں ہوں مجھ کو بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھ کو نماز اور زکوۃ اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۃ مریم)

ختم نبوت کا اعلان قرآن مجید نے کردیا

اس کے بعد پوری خلافت اور کمال نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کہ عہد ہدایت میں ملت ظاہرہ اور حجت باہرہ کے ساتھ ظاہر ہو کر نبوت ختم ہوئی۔

چنانچہ فرمایا:

ترجمہ: ''محمد ﷺ تم میں سے کسی شخص کے باپ نہیں مگر وہ خدا کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (سورۃ احزاب)

حضور ﷺ کے بعد سے نبوت اور رسالت کی حقیقت جبروت کی چادر میں پوشیدہ ہوگئی اور رسول خدا ﷺ نے اپنی خلافت کا نور اپنے اصحاب پر ظاہر کیا اور اپنی امت کو قیامت سے نزدیک بیان فرمایا میں اور قیامت اس طرح پاس پاس ہیں اور دونوں کلمہ کی اور بیچ کی انگلیوں سے اشارہ کیا معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور زندہ اور ناطق بنایا چنانچہ فرمایا میں نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی اور تمام موجودات میں ان کو اپنی خلافت کے ساتھ برگزیدہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں

باپ کے پیدا کیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر ماں پیدا کیا پھر ان سے توالد اور تناسل کا سلسلہ برابر ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ زمانہ کے امتداد سے لوگ پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی کیفیت سے ناواقف ہوگئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بغیر ماں باپ کے پیدائش ممکن نہیں بعض جاہلوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدا ہونے کا بھی انکار کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بغیر باپ کے پیدا کیا کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی بغیر ماں باپ کے پیدائش کا یقین کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پیٹ میں بغیر باپ کے نطفہ کے حاصل ہوئے اور بغیر ان فعل کے جو کسی نر سے سابق ہوا ہو پیدا کیا یہ بات ظاہر ہے کہ انفعال کی قوت فعل کی قوت سے کمزور ہے پس انفعال ہی قوت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طبیعت میں ایک لڑکا عاقل کامل پیدا کیا اور نبی مرسل بنایا تاکہ عقلمند اس بات کی دلیل حاصل کرے کہ بغیر قوت انفعالی کے محض قوت فعلی سے حوا کا پیدا ہونا ممکن ہے اور پھر امکان خلق آدم پر بغیر ان دونوں قوتوں کے استدال پورا ہوا اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کہ شہوات سے محفوظ ہونے کی خبر دی۔

چنانچہ فرمایا:

ترجمہ: ''مریم بیٹی عمران کی، جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا اور اپنی رحمت کو ان پر مفتوح کرنے کی خبر دیتا ہے یعنی ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تصدیق کی اس نے اپنے رب کی باتوں کی

اور کتابوں کی اور تھی وہ فرمانبرداروں میں سے۔ (سورۃ تحریم)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے ان کو مٹی سے پھر فرمایا ہو جا پس ہو گیا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ سب دلیلیں اور نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت

پس حضرت آدم علیہ السلام پہلی مخلوق ہیں جس کے ماں باپ نہیں اور حضرت حوا علیہا السلام پہلی موجود ہے جن کی ماں نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے موجود ہے جن کے باپ نہیں اور انسان پہلی صورت نہیں جس کا مثل نہیں ہیں اور عقل پہلا مبدع ہے جس کا شریک نہیں ہے اور قلم پہلا صانع ہے جس کے پاس آلہ نہیں ہے اور نفس پہلا غلام ہے جس کو آزادی نہیں ہے۔

حضور ﷺ پہلے نبی ہیں

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلے نبی ہیں جن کے لیے زوال نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ سب سے اوّل ہے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اوّل اور ثانی سب سے منزہ ہیں جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے۔

(وہی ہے) جو رحم مادر میں تمہاری صورت جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔ (سورۃ آل عمران)

حضرت محمد ﷺ اوّل الایمان ہیں

اے طالب اس بات کو جان لیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں اور حضرت محمد ﷺ اوّل الایمان ہیں پس اوّل ایمان نے اوّل انسان میں قرار پکڑا یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ ایک ہو گئے پس جب تو صاحب ایمان کو پکڑے

گا تو تیرا عرفان سچی ہو گا جیسے کہ اوّل انسان کے پکڑنے سے تیرا نسب صحیح ہوتا ہے پس اپنے ان دونوں نسبوں کو یعنی ایمانی اور جسمانی کو صحیح کر اور آدمیوں کے حقوق کو خوب معلوم کرتا کہ تجھے نجات حاصل ہو۔

وہ احادیث جو لفظ اوّل کی نسبت وارد ہوئی ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا: ''یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ عقل ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے''۔

یہ بھی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہے اس سے فرمایا لکھ اس نے عرض کیا اے پروردگار کیا لکھوں فرمایا میری توحید اور میری مخلوق پر میری فضیلت اور برتری لکھ اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ لکھ۔

معلوم ہوا کہ اوّلیت کے دو معنی ہیں ایک اوّلیت زمانے کی ہوتی ہے مثلاً باپ بیٹے سے پہلے ہوتا ہے اور بیٹا اس کے بعد ہوتا ہے دوسری اوّلیت رتبہ اور مکان کی ہے جیسا کہ رتبہ میں سب سے افضل نبی ہیں پھر صحابہ پھر امت جو چیز زمانے میں اوّل ہیں ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی چیز اوّل ہوں جس کے مقابلے میں یہ چیز دوسرے درجے کی ہو جائے مگر جو چیز کے مرتبہ اور حقیقت دونوں میں اوّل ہے اس سے کوئی چیز اوّل نہیں ہو سکتی جس کے مقابلے میں یہ دوسرے درجے کی ٹھہری پس جو چیز کہ زمان میں اوّل ہے اس کا اوّل ہونا مجازی ہے اس لیے اس سے بھی کسی چیز کا اوّل ہونا ممکن ہے اور وہ چیز جو مرتبہ اور حقیقت میں اوّل ہے اس کا اوّل ہونا حقیقی ہے کیونکہ تغیر سے محفوظ ہے پس یہی حقیقی اوّلیت عقل اور نور کے لیے ہیں فقط کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کسی چیز کو پیدا نہیں فرمایا اور نہ مخلوق میں سے کسی کو اس کے

برابر رتبہ عنایت کیا۔

غرض کہ مفرد اور مرکب سب چیزوں میں سے عقل اور نور اوّل ہے کیونکہ یہ جوہر مطلق ہے فرد علام ودرّاک۔ عقال۔ اور باقی کل اشیاء کا ظہور اسی سے ہیں اور اسی کی طرف آخر میں سب چیزیں رجوع کرتی ہے پس یہی اوّل ہے یہی آخر ہے اور یہی مبداء ہے اور یہی معاد ہے۔

اللہ عزوجل نے سب سے زیادہ عقل مدنی تاجدار ﷺ کو عطا فرمائی

نبوت ایک قوت ہے جو تمام رسولوں میں پھیلی ہوئی ہیں یعنی قوت افادہ اور قوت افاضہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باواسطہ عقل کلی پر سے نفس کلی پر پہنچی ہے جن ہستیوں نے رسالت کی گود میں نبوت کی چھاتی سے دودھ پیا ہے وہ سب وحی الٰھی کی مناسبت سے بمنزلہ ایک ہستی کے ہیں کیونکہ اگرچہ رسولوں کے اعداد مختلف ہیں مگر نبوت کے اعداد مختلف نہیں ہے پس جبکہ نبوت کی حقیقت مختلف نہیں ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت ان کی طرف ایسی ہے جیسے حضرت محمد ﷺ آخر میں ایسے ہوئے جیسے آدم اوّل میں تھے کیونکہ حضور ﷺ صورت نفس اور مہبط عقل اور محل وحی الھی ہے اور عقل بھی ایک ہے اور نفس میں ایک ہے وحی بھی ایک ہے اور رسول بہت ہیں اور راستے بھی بہت ہیں مگر مقصود ایک ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ حقیقتاً حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں بھی حضرت محمد ﷺ تھے پس جبکہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کیا تو گویا اپنی ہی بات کی جب اپنی ذات کا کمال ثابت کیا تو گویا حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کا کمال ثابت کیا۔

اوّل نور کا مطلب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو فرمایا:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"

اس سے مراد نور نبوت ہے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان سے نور نبوت ہی مراد ہے کیونکہ نبی نبوت سے قائم ہوتا ہے اور نہ کسی چیز سے اور یہ کلمہ حضور نے دو مطلبوں سے فرمایا ہے ایک مطلب یہ ہے کہ نبوت تمام ہستیوں میں ایک ہے جب ایک وجہ سے ایک نبوت ایک نبی میں پائی گئی تو سب نبیوں میں اس وجہ سے پائی گئی لہٰذا جب آپ نے فرمایا نوری اس سے نور نبوت مراد لیا اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نور نبوت تمام موجودات سے سابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اسی نور کو پیدا کیا ہے تاکہ تمام عالم نور نبوت کا اتباع کریں اور دوسرا مطلب حضور ﷺ کے فرمان کا یہ ہے حضور خاتم النبیین ہیں اسی مطلب کے لیے آپ نے فرمایا:

كُنْتُ نبیاوّ آدم بیْنَ المآءِ والطین۔

ترجمہ: ”میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی میں تھے“۔

یعنی ان کا وجود بھی خلق نہ ہوا تھا۔ اس وقت میں نبی تھا یعنی اوّل نبوت بھی ہوں اور آخر نبوت میں بھی ہوں آپ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ﷺ پر نبوت کو ختم فرمایا اور اسی سبب سے آپ تمام انبیاء سے بزرگ تر اور اعلیٰ تر تھے اور فقط آپ کی نسبت نبوت سے تمام انبیاء اور مرسلین کی نسبت سے برابر ہے۔

پس پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے اطلاق اور اولیت حقیقی کے ساتھ پیدا کی عقل کلی ہے۔ جو حضور ﷺ کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہے پس عقل روحانیات سے بھی اوّل ہے اور موثرات سے بھی اوّل ہیں اور انبیاء سے بھی اوّل ہے کیونکہ نبوت عقل اوّل ہی کہ فیضان سے پیدا ہوتی ہے جو وہ نفس اول پر کرتی ہے اور کتابت میں قلم اوّل ہے اور ایجاد میں ایجادِ انبیاء اوّل ہے یعنی جب کہ اللہ تعالیٰ نے بمنزلہ مکتوبات کے بنایا تو عقل کو قلم گردانا اور جب اشیاء کو بمنزلہ معانی کے کیا تب اس کو عقل قرار دیا۔

حضورﷺ نبوت کے نور کے مبدء ہیں

ہر نوع کا ایک مبدء ہے جس سے اس کے اشخاص ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ عقل روحانیات کا مبدء ہے اور قلم جسمانیات کا مبدء ہے اور حضرت محمدﷺ نبوت کے نور کے مبدء ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام انسانوں کے مبدء ہے اور ان تمام مبدءوں کا مبدء اللہ تعالیٰ کا لفظ کن ہے جس کو اس نے اوّل اوائل قرار دیا ہے اور یہ سب مبدء اللہ تعالیٰ کا لفظ کن ہے جس کو اس نے اوّل اوائل قرار دیا ہے اور یہ سب مبدء اس کے مقابلے میں دوسرے اور تیسرے درجے میں ہے۔

حضورﷺ سید الانبیاء ہیں

حضرت محمدﷺ بزرگ ترین نبی ہیں اور دعوت میں سب سے آخر میں ہیں اور ترتیب میں بھی سب سے اوّل ہیں اور لوگوں کے درمیان میں آپ تبلیغ کلام الٰہی کی روح سے بمنزلہ قلم کے ہے جو کاتب کے ہاتھ میں ہوتا ہے جیسے کہ کاتب قلم سے اپنا مافی الضمیر لکھ کر غائب اور دور کے لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدﷺ کے ذریعے سے ضمائر نبوت کو مومنوں پر منکشف کیا پس گویا حضور خدا کی قلم ہیں اور دعوت کی حقیقت اور شریعت کے وضع کرنے میں آپ عقول جزویہ میں صورت عقل ہیں۔ پس آپ کی احادیث میں جو لفظ اوّل (یعنی ان تینوں میں جو لفظ اوّل کا آیا ہے اس سے آپ ہی کی ذات مراد ہے وہ تینوں حدیثیں یہ ہیں:

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلُ ○ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ ○ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ○

مذکور ہیں ان کے معانی آپ ہی کی طرف راجع ہیں۔ یعنی حضورﷺ کا نور سب اشیاء میں پہلی چیز ہے اور نبوت سے اوپر بجز الہیت کے اور کوئی مرتبہ نہیں ہے پس نور

نبوت اوّل لاشیاء اور ثانی البقاء ہے۔

نور نبوت عقل اور قلم دونوں پر غالب ہے

اللہ تعالیٰ وہی اوّل اور وہی آخر اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اوّل سے وہ اوّل مراد ہے جس سے پہلے کوئی نہیں اور آخر سے وہ آخر مراد ہے جس سے آخر کوئی نہیں وہی اللہ واحد قیوم ہے اور باقی جس قدر اوائل ہیں وہ بحسب اضافات مختلف ہیں اے طالب تو خوب سمجھ لیں کہ مرتبہ میں سب سے پہلے عقل ہے اور حقیقت میں سب سے اوّل نور حقیقت ہے اور یہ نور نبوت ہے اور یہ نور نبوت عقل اور قلم دونوں پر غالب ہے پس نبی مکرمﷺ کی شریعت کو مضبوطی سے پکڑ تا کہ نور نبوت میں سے تجھ کو بھی کچھ مل جائے اور آخرت کی کامیابی نصیب ہو اور عذاب الٰہی سے نجات پائے۔

انبیاء اور مرسلین کے مقام کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: ”ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا ہے۔ اور بعض وہ جن کے درجے بلند کیے ہیں۔“

معلوم یہ ہوا کہ انبیاء بحیثیت نبوت کے ایک مرتبہ میں ہیں علاوہ اس کے کہ نبوت کے وقت قبول کی رو سے بھی ان میں فرق ہے۔ یعنی بعض نبی ایسے ہیں جن پر نبوت کا اظہار خواب میں ہوا ہے اور بعض ایسے ہیں جن پر بیداری میں ہوا ہے مگر نبوت میں سب برابر ہیں۔

کیونکہ نبوت علم کا کمال ہے جو وحی الٰہی کے ذریعہ سے اس بندے کے نفس میں حاصل ہوا جو اپنے وقت میں سب سے زیادہ کامل اور عاقل تھا یہ نبوت جو عقل اول کا نور ہوا اور یہی کلمۃ اولیا ہے تمام انبیاء اس کے خداوند تعالیٰ سے خلیفہ ہوتے آئے ہیں۔ پھر انبیاء رسالت کے مرتبوں اور رسالت کی کیفیتوں اور مقامات کی کمیتوں کے ساتھ مختلف ہیں۔ کیونکہ انہیں اسے ہر ایک کے ساتھ ایسی خصوصیتیں ہیں جو ایک کو دوسرے سے تمیز کرتی ہے۔

تمام انبیاء کی جُدا جُدا، خصوصیات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے کلام کی خصوصیت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے خلت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رویت (دیدار خداوندی) کی خصوصیت ہے۔ اور میرا اس خصوصیت سے یہ مطلب ہے کہ ہر رسول ایک خصوصیت کے ساتھ مشہور ہوتا ہے یعنی ایک بات ان کے ساتھ ایسی مخصوص ہوئی کہ لوگ اسی کے ساتھ ان کو پکارنے لگے جیسے کہ کہا جاتا ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حالانکہ حضرت ابراہیم بھی کلیم اللہ۔ تھے مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی خلیل اللہ۔ مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مگر کلام خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات کے لیے ہوا۔ اور باقی مراتب انہوں نے کلام تبعیت سے پائے ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلت کی تبیعت میں تمام مدارج طے کیے۔ سب انبیاء نبوت کے اندر وحی کے قبول کرنے اور نفوس کے وحی کی روشنی قبول کرنے میں ایک درجہ کے اندر ہیں۔ مگر رسالت اور اختلاف شریعت میں وہ بحساب اوقات کے مختلف ہیں۔ اس لیے کہ نبوت زبان اور مکان سے بالاتر ہے۔ اس میں کسی جگہ یا کسی وقت میں اختلاف نہیں ہوتا۔ بخلاف رسالت کے کہ وہ آسمان کے نیچے ہے اور لوگوں کی مصلحتوں سے متعلق ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ لوگوں کے مزاج اور طبیعتوں اور زبانوں میں زبان اور مکان کی حیثیت سے اختلاف ہوتا ہے اور انہیں اختلافوں کے ساتھ رسالت مختلف ہوتی ہے

تا کہ شریعت اور کتاب لوگوں کی زبان اور ان کی اصطلاحوں کے ساتھ پلٹ جائے حضرت نوح علیہ السلام کا رسالت میں جو درجہ اور مرتبہ اور دعوت اور زبان تھی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نہ تھی حالانکہ نبوت میں دونوں برابر تھے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ایسی قوم تھی جس سے ان کو بالکل بھلائی کی امید نہ رہی۔ اور ان کی ہلاکت کو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر سمجھ کر خداوند تعالیٰ سے دعا کی:

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ (سورۃ نوح)

ترجمہ: ''اے پروردگار زمین پر کسی کافر کو بسنے والا نہ چھوڑ''

یعنی سب کو ہلاک کر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کی طبیعتوں میں لطافت غالب تھی اور آپس میں محبت والفت کا چرچا تھا اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ:

''حسن خلقك ولومع لكفار''۔

ترجمہ: ''خوش اخلاقی سے پیش آؤ اگرچہ کفار کے ساتھ ہو۔''

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا حکم فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔ (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: ''تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سرکشی کی ہے اور نرمی کے ساتھ اس کو نصیحت کو مانے یا ڈر جائے۔''

حضور ﷺ بڑے خوش مزاج اور مجاہد تھے

حضور ﷺ بڑے خوش مزاج اور مجاہد تھے۔ ایک قوم کے ساتھ خوش مزاجی فرماتے تھے اور ایک قوم کے ساتھ جہاد کرتے تھے جیسا کہ آپ نے اپنی رسالت کی مصلحتوں کے مناسب دیکھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے کمال پر پہنچایا تھا۔

انبیاء کرام کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے انبیاء بہت بڑی تعداد کے ساتھ ہوئے۔ چنانچہ بعض کا قول ہے کہ ایک لاکھ چار ہزار بیس نبی (یا چوبیس ہزار) مختلف اصناف سے ہوئے ہیں اور زیادہ ان میں بنی اسرائیل میں سے ہوئے تھے یہ تعداد انبیاء کی ہے۔ ان میں سے تین سو تیرہ رسالت کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں۔ کیونکہ نبوت نور منفرد ہے اور رسالت نور مرکب ہے اس کے انعکاس کے ساتھ جو فائن کے مرکب میں ہے وہ مفرد میں نہیں پایا جاتا اور چونکہ نور نبوت کا انعکاس بہت کم اشخاص میں ہوا ہے اس سبب سے رسولوں کی تعداد نبیوں سے کم ہے کیونکہ نور جب صاف شفاف چیز پر پڑتا ہے تو منعکس نہیں ہوتا مگر جب زمین پر پڑتا ہے تو منعکس ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا منعکس ہونا مثل رسالت کے اور چمکنا مثل نبوت کے ہے۔ دن جب بھی ہوتا ہے جب سورج کی روشنی منعکس ہوتی ہے ایسے ہی خلقت کی ہدایت اسی وقت ہوتی ہے جب رسالت ظاہر ہوتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا نور مومنوں کے نور سے زیادہ ہے

ہر نبی کے ساتھ ان کے نور نبوت سے ایک قوت مخصوص ہوتی تھی۔ اور ہر رسول کے پاس یہ سبب انعکاس کے نور نبوت سے زائد نور تھا۔ چنانچہ انبیاء کا نور مومنوں کے نور سے زیادہ ہے اور رسولوں کا نور نبیوں کے نور سے زیادہ ہے کیونکہ نبیوں کے پاس

ایک نور ہے اور رسولوں کے پاس دو نور ہے اور نور نبوت کا اور دوسرا نور رسالت کا یہ بات تم کو پہلے ہی معلوم ہو چکی ہے۔ کہ نبوت کا نور عقل سے ہے اور رسالت کا نور نفس سے ہے۔ اور دونوں نوروں کا جمع ہونا۔ ایک نور کے برابر کیسے ہو سکتا ہو۔ پس نور علی نور نبوت اور رسالت کا جمع ہونا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ تین نوروں کا جمع ہونا دو نوروں کے جمع ہونے سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

اولوالعزم رسولوں میں تین نور

اور وہ تین نور یہ ہیں۔ نور رسالت، نور نبوت، نور ظہور جو بمنزلہ وجود کے ہیں۔ یہ تینوں اولوالعزم رسولوں میں جمع ہوئے ہیں۔ پس جیسے کہ رسل ﷺ نبیوں میں مخصوص ہیں ایسے ہی اولوالعزم رسولوں میں مخصوص ہیں۔ اور ان کی گنتی رسولوں سے بھی بہت تھوڑی ہے کل رسول تین سو تیرہ ہیں۔ اور اولوالعزم ان میں سے چھ ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ اولوالعزم رسول چھ ہیں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ۔

(نبوت اور رسالت کسبی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول کے مبارک مادہ میں فطرتی رکھا)۔

تحقیق کلام کی رو سے

تحقیق کلام کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام اولوالعزم کی گنتی سے خارج ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔

یعنی آدم بھول گئے اور ہم نے اُن کا عزم نہیں پایا اور اگر اس عزم سے معاصی کا عزم مراد لیا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام اولوالعزم رسولوں میں شمار ہوں گے۔ جو رسول کے اولوالعزم سے ہیں۔ ان کو صاحب دورہ تامہ کہا جاتا ہے اور انہی کے لیے

دائرہ کبریٰ ہے اور دائرہ کبریٰ ان چیزوں پر مشتمل ہے رسالت نبوت کتاب عزیمت دعوت ملت امت شریعت خلافت۔ اور دائرہ تامہ ہزار برس کا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

ترجمہ: ”بے شک تیرے رب کے پاس کا ایک روز تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہے۔“

پس یہ دسوں باتیں رسولوں میں سے جس شخص میں مجتمع ہوں وہ اولوالعزم میں پانچ اولوالعزم میں ہے۔ مگر ان چھ آدمیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی گئیں اور ایک اور روایت میں پانچ اولوالعزم آئے ہیں۔ ان کی شریعتیں اور کتابیں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے بعض کی امتیں بھی موجود ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی الواح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور حضرت محمد ﷺ کا قرآن مجید یہ سب کتابیں موجود ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور کو جو لوگ ان میں شامل کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ زبور میں تورات ہی کے چھٹے ہوئے کچھ احکام ہیں۔ مجوسیوں کی کتاب ژند میں اس بات کا دعویٰ ہے۔ سبا میں جملہ صحف ابراہیم علیہ السلام کے ہیں مجوس کے کلام اور ان کتابوں کے متعلق ہماری بہت بڑی بحث ہے۔ مگر اس کا یہاں موقع نہیں ہے۔ پہلی کتابوں میں سے اس زمانہ میں جو کتابیں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں سبا مجوس کے اندر اور توریت یہودیوں میں اور انجیل نصاریٰ میں اور فرقان (یعنی قرآن مجید) جو سب منزلہ کتابوں میں بہتر ہے اور خوب تر مسلمان میں۔

قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں سے افضل ہے

رسولوں کا تفاوت اور ان کے درجوں کا فرق ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم

ہو جاتا ہے۔ یعنی جو کتاب کامل اور وافی ہوگی اور اس کے معانی کثیر اور واضح اور خوب ہونگے اس کے رسول بھی جن پر وہ کتاب نازل ہوئی ہے کامل اور اشرف اور اظہر اور انور ہونگے۔ چنانچہ تورات احکام کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اور تشبیہ کے کلام سے آمیز ہوا اور انجیل مقدمات حکمت اور علم اخلاق کی طرف مائل ہے اور صحف ابراہیم اخلاق اور آسمانی امور میں نظر کرنے کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ اور زبور علم مواعظ پر شامل ہے کہ اور قرآن مجید جس کی شان یہ ہے:

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝

ترجمہ ”باطل کا گزر اس میں آگے سے ہے نہ پیچھے سے ہے۔ اور یہ نازل ہوا ہے حکمت والے کے پاس سے جو لائق حمد ہے پس یہ قرآن شریف کل آسمان وزمین کے علوم پر شامل ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

ترجمہ: ”یعنی کوئی تر وخشک ایسا نہیں ہے جو کتاب روشن یعنی قرآن شریف میں نہ ہو۔“

قرآن مجید بحر محیط ہے

یہ ایک دریا محیط ہے۔ اس میں گزشتہ وآئندہ کی سب چیزیں ہیں اور زمانہ موجودگی کے احکام بھی ہیں اور یہی کہ وہ قاف ہے اور یہی حق کی میزان ہے جو شخص اس کے اندر اپنے علم وعمل کو تولتا ہے وہ خسارہ اور نقصان سے نجات پاتا ہے۔

قرآن شریف کا ہر کلمہ مثل درجہ کے ہے۔ اور ہر حرف مثل دقیقہ کے اور ہر آیت مثل برج کے اور ہر سورت مثل آسمان کے جن کے اندر معانی ربانیہ کے آفتاب سیر کر رہے ہیں۔

ترجمہ:'' اگر زمین کے جس قدر درخت ہیں سب کی قلمیں اور سات سمندروں کی سیاہی بنا کر ان سے خدا کی باتیں لکھی جائیں تب بھی ختم نہ ہوں۔'' (سورۃ لقمان)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

ترجمہ:'' فرمادو اگر سمندر کی سیاہی ہو میرے رب کے کلمات لکھنے کے لیے تو کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سیاہی ختم ہو جائے اور اگر چہ اس کے ساتھ اس کی برابر سیاہی ہو۔ تو وہ بھی ختم ہو جائے مگر رب کے کلمات ختم نہ ہوں۔'' (سورۃ الکھف)

قرآن مجید صراط مستقیم

یہ قرآن شریف کلام اللہ ہے اور جبل المتین ہے صراطِ مستقیم ہے اور یہی خط استواء ہے اور یہی تریاق اکبر ہے اور یہی کبریت احمر ہے اس میں کل معانی اور مثالیں پائی جاتی ہیں اور اس میں تنزیل اور تاویل ہے اور اسی میں تحقیق اور تعطیل اور نقص اور تکمیل ہے۔

اسی میں تورات انجیل اور زبور پائی جاتی ہیں اور اسی سے آسمان وزمین اور ظلمت ونور کی پہچان کا علم پیدا ہوتا ہے۔

الحمد کے الف اور بسم اللہ کی ب

چنانچہ صحیح حدیث میں روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی شخ نے عرض کیا کہ یہود کہتے ہیں۔ توریت چالیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ الحمد کے الف اور بسم اللہ کی ب میں اس قدر معانی ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو چالیس بوجھ ہو جائیں پس

بے شک قرآن کا ایک حرف توریت اور اس کے کل مضامین سے بہتر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میری پیروی کرتے

حضور ﷺ سے صحیح طور پر وارد ہے کہ آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک جزو دیکھا۔ فرمایا اے عمر یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ توریت کا ایک جز ہے پس یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا اے عمر کیا کتاب اللہ اور اس کی قرأت تجھ کو کافی نہیں ہے۔ قسم ہے خدا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی سوا میری پیروی کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ بس اے طالب قرآن مجید نظر کر اور اس کے معانی میں غور فکر کر اور پھر اس سے رسولوں کے درجے معلوم کر لے کیونکہ رسولوں کے درجوں کا فرق ان کی کتابوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔

صاحب قرآن تمام رسولوں سے افضل ہیں

اور وہ رسول جو صاحب کتاب نہیں تھے۔ اولوالعزم رسولوں کی پیروی کرتے تھے اور ہر دو، وروں کے درمیان میں پانچ پانچ شخص تھے جیسے حضرت زکریا حضرت یحیٰ اور حضرت ادریس، حضرت یونس بن متیٰ، حضرت ذوالکفل، حضرت ایوب، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت مسیح ، حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت یوسف وغیرہ ہم علیہم السلام اور یہ سب صالحین میں سے تھے اور بعض ان رسولوں میں سے اولوالعزم کے خلیفہ ہوئے جیسے حضرت شیث، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت ہارون وغیرہ علیہم السلام ان کے مراتب کی شرح اور تفصیل نہایت طویل ہے ہم کو ان سب کے مراتب اور مقامات معلوم ہیں۔ ان کے مدارج کا فرق بھی معلوم ہے خوب معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کے حالات واضح

طور سے بیان کر دیئے ہیں جس کو حالات اُن کے معلوم کرنے کا شوق ہو۔ وہ قرآن شریف میں غور وتامل کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی آنکھ کو کھول دے گا اور وہ رسولوں اور اولوالعزموں کے مراتب اچھی طرح دیکھ لے گا۔

انبیاء کرام کی معراج

معلوم ہو کہ ہر ایک رسول کو ان کے مرتبہ اور قرب حق کے موافق معراج ہوئی ہے جس میں وہ اپنے اعلیٰ مقام میں پہنچے ہیں چنانچہ ان میں سے اکثر مراتب ارکان سے آگے نہیں بڑھے اور کسی کی معراج مٹی کی طرف ہوئی ہے اور کسی کی پانی کی طرف اور کسی کی ہوا کی طرف اور کسی کی آگ کی طرف ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کی معراج مٹی یعنی زمین کی طرف ہوئی اور حضرت نوح اور حضرت یونس علیہم السلام کی معراج پانی کی طررف ہوئی اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی معراج ہوا کی طرف ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج آگ کی طرف ہوئی اور ہمارے حضور سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی معراج عالم طبائع سے ملکوت اعلیٰ کی طرف ہوئی:

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی۔(سورۃ النجم)

پس رسولوں کی تفصیل رسالت کے مرتبوں میں ہے اور ان کی خصلتوں میں جو ان کی جوہر ذات کے اندر ہیں۔ مگر نبوت کے اندر سب نبی برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ پس رسالت کی حقیقت نبوت سے مستفاد ہے اور نبوت خاص ذات باری تعالیٰ سے مستفاد ہے۔

جب خداوند تعالیٰ کسی بندہ کے قالب کی طرف روح قدس کے ساتھ نظر کرتا

ہے۔ اور وہ بندہ نظر بندہ کی طرح کے ساتھ اتصال کرتی ہے تب اس سے رسالت کی روشنی نمودار ہوتی ہے پس گویا رسالت نبوت کی معاد اور نبوت رسالت کا مبداء ہے۔

حضور ﷺ کا عروج

حضرت آدم علیہ السلام پہلی ہستی ہیں جن میں رسالت کے نور نے جلوہ کیا ہے اور نبوت کی جناب سے دعوت کی زمین کی طرف باہر کیے گئے اور حضور ﷺ آخری شخصیت ہیں۔ جن پر نبوت نازل ہوئی اور حضیض رسالت سے ان کو اوج نبوت پر پہنچایا۔ یعنی آدم علیہ السلام کا نزول تحقیق نبوت سے تنزیل رسالت کی طرف تھا اور حضرت محمد ﷺ کا عروج تنزیل دعوت سے نور نبوت اور حقیقت آدمیت کی طرف تھا۔

پس اے طالب تجھ کو لازم ہے کہ انبیاء اور مرسلین کا اتباع کرے یہ تجھ کو رحمت کی زنجیر سے باندھ کر نجات کی حضور میں پہنچا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔(سورۃ نساء)

ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین سے۔ انبیاء حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اور حضرت صدیق حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور شہداء حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں اور صالحین میں سے حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی وغیرہ ہیں (وحسن اولئك رفيقا) اور لوگ اچھے رفیق ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت وہ حضرت مہدی ہیں۔ جن کی شان میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے (لامهدی الا

عیسی بن مریم) یعنی نہیں ہے مہدی مگر عیسیٰ بن مریم۔ (واللہ بالصواب)

غلط فہمی کا ازالہ

بعض مشہور حدیثوں میں اس کے خلاف وارد ہے یعنی ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حضور ﷺ کی اولاد میں سے ایک شخص ہونگے۔ جن کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ (از محمد عبدالاحد قادری)

نور محمد ﷺ کی تقسیم

حضور ﷺ خود فرماتے ہیں:

اول ماخلق اللہ نوری۔

پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اس نور کے بعد اللہ تعالیٰ نے چار حصے کیے ہیں ایک حصہ سے عرش بنایا دوسرے حصے سے قلم بنائی اور اس سے فرمایا کہ عرش کے گرد لکھ اس نے عرض کی کیا لکھوں فرمایا میری توحید اور میرے نبی کی فضیلت لکھ۔ تب قلم عرش کے گرد جاری ہوا اور اس نے لکھا (لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور تیسرے حصے سے اللہ تعالیٰ نے لوح کو پیدا کیا۔ اور قلم سے فرمایا لوح پر لکھ قلم نے عرض کیا اے پروردگار میں کیا لکھوں فرمایا میرا علم اور جو کچھ میں قیامت تک پیدا کروں گا پس قلم نے لوح پر لکھنا شروع کیا۔ اور چوتھا حصہ ایک عرصہ تک متردد رہا۔ یہاں تک کہ عظمت سے متصل ہوا اور سجدہ بجالایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے چار حصے کیے اور پہلے حصہ سے عقل کو پیدا کیا اور سر میں اس کو جگہ دی دوسرے حصے سے معرفت کو پیدا کیا اور سینہ میں اس کو جگہ دی تیسرے حصہ سے سورج اور چاند کے نور کو اور آنکھوں کی روشنی کو پیدا کیا۔ چوتھے حصے۔ سے عرش کے اوپر خلاف (یعنی اس کے گرد حجابات) پیدا کیے۔ پھر اس کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کے اندر ودیعت رکھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کی اصل وہی نور محمدی ﷺ تھا

حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کی اصل نور محمدی ﷺ تھا۔ عرش کا نور بھی حضرت محمد ﷺ کے نور سے ہے اور قلب کا نور بھی حضرت محمد ﷺ کے نور سے اور لوح کا نور بھی حضرت محمد ﷺ کے نور سے ہے اور عقل کا نور بھی حضرت محمد ﷺ کے نور سے ہے اور معرفت کا نور بھی حضرت محمد ﷺ کے نور سے ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور دن کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور آنکھوں کا نور بھی محمد ﷺ کے نور سے ہے اور محمد ﷺ کا نور جبار جل جلالہ کے نور سے ہے۔

یہ حدیث عزیز حسن ہے اور بہت سے معانی کا مجموعہ ہے اس کو حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کا انکار وہی شخص کرے گا جو نبوت کے کمال سے ناواقف ہے اور جو اس کو خوب جانتا ہے جیسا کہ جاننا چاہیے اور اس کے دل میں حضور ﷺ کا یہ فرمان جگہ پکڑے ہوئے ہے (کنت نبیا والادم بین الماء والطین) وہ جانتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں۔ اگرچہ آپ کا جسم جسمانی اور شخصیت نورانی مثل اور موجودات کے تھا۔ مگر آپ اپنے نور اور صفاء جوہر اور کمال ذات کے ساتھ ایک مفرد ہستی تھے۔ بغیر تغیر اور تعلق اور آلہ اور آداۃ اور موضوع اور حیز اور وضع کے۔ وجود آپ کا زمان اور مکان سب سے پہلے تھا اور آپ نور الٰہی اور نبوت ربانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمۂ علیا کے ساتھ آپ کو پیدا کیا تھا اور اپنے صحیح علم سے اپنے ارادہ کے ساتھ آپ کو نکال کر ذات عقل میں مرکوز رکھا جیسے کہ نیک خطرہ عالم عاقل کے قلب میں رہتا ہے اور نبوت عقل اوّل کے اندر اس طرح سے ہوگئی جیسے مکان کا نقشہ معمار کے دل میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت عقل اوّل کی ذات کے اندر تھی جو روحانیات کی عمارتوں کی معمار ہے۔ پھر یہ نور نبوت شائع ہوا اور

اللہ تعالیٰ نے اس کو سب چیزوں سے کامل تر اور کل موجودات سے سابق تر بنایا اور اس کے نور اور روشنی کو تمام اجرام و اجسام علوی و سفلی پر تقسیم کیا تاکہ سب اجزاء موجودہ مرتبہ میں اس سے کم رہیں اور شریعت طبیعت پر مقدم ہو۔

معمار جب مکان بنانا چاہتا ہے۔تب وہ سب سے پہلے اُس کے نقشے کی فکر کرتا ہے۔پھر مکان کے لیے جو جو سامان مہیا کرنے ہوتے ہیں۔اُن کو مہیا کرتا ہے۔جیسے اینٹ پتھر مٹی چونا لکڑی وغیرہ اور یہ سب چیزیں اسی نقشہ کے تابع ہوتی ہیں۔جو معمار کے دل میں ہے اور جس کے اوپر اس نے مکان کی بیاد ڈالی ہے۔پس اسی طرح تمام موجودات نور نبوت کے تابع ہیں۔جس کے سبب سے یہ پوری ہوئی ہیں اور وجود کامل ہوا ہے۔

نورِ محمد ﷺ

جب اللہ تعالیٰ نے عالم روحانی کو ابداع کیا اور عالم جسمانی کو خلق کیا۔نور نبوت کو عقل کی ذات سے اس طرح نکالا جیسے مکان کی صورت معمار کی ضمیر سے نکلتی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے حصے کیے اور تمام عالم کے ہر ایک جز کو اس نور میں اسکا حصہ عنایت کیا۔چنانچہ اسی نور سے چاند سورج روشن ہوئے اور اسی نور سے عرش اور لوح و قلم کا نور ہے اور اسی نور سے آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ زینت دی گئی ہے اور اسی نور سے زمینیں بچھائیں گئی ہیں۔پھر دوبارہ نور نفس اوّل کی قوت میں آدم کی پیدائش تک رکھا گیا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بنایا گیا۔اور اس کی ترکیب اور ترتیب ہوکر وہ نور ربانی اس کے قلب میں ڈالا گیا۔پس اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کامل عاقل عالم بن گئے۔

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہم

یہی نور نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں ڈالا گیا تھا۔ان کی نسل میں

جاری کیا گیا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام سے منتقل ہوا حضرت شیث علیہ السلام میں آیا اور شیث علیہ السلام سے اسی طرح پاک باپوں کی پشتوں اور پاک ماؤں کے رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے اندر منتقل ہوا اور وہاں اس نے صورت محمدی اختیار کی اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور سے عالم روحانی کو ابداع کیا تھا ایسے ہی عالم جسمانی کو اس سے مجسم کیا پس گویا یہ نور ابتداء میں معمار کا نقشہ تھا جو آخر میں مثل اس آخری اینٹ کے ظاہر ہوا جس پر مکان کی تعمیر ختم ہوتی ہے پس جو چیز علم الٰہی میں تھی وہ آسمانوں اور زمین کو محیط تھی اور اسی کے نور سے نورانیت کے آخر تک نور پہنچا اور کل اشیاء موجود ہوئیں۔

چنانچہ فرمایا:

کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین۔

اور جب یہ نور ہیکل جسمانی میں ظاہر ہوا تو اس آخری اینٹ کی طرح اپنے ابناء جنس میں مشترک ہوگیا چنانچہ فرمایا گیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔ (سورۃ کہف)

اور اللہ نے فرمایا:

وانك لتهدی الی صراط المستقیم۔

یعنی اور بے شک تم سیدے راستے کی ہدایت کرتے ہو۔

جب آپ نورانیت محضہ میں تھے تو مثل معمار کے نقشے میں تھے جس کے بغیر وجود صحیح نہیں ہوسکتا تھا جب آپ اپنی ہیکل کے ساتھ مجسد ہوئے تب مکان کے اجزاء میں سے ایک جز کی مثل ہوگئے۔

نور مصطفیٰ ﷺ کے طفیل حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا

پس نور الٰہی جب جنس شخص میں منتقل ہوا تو اس کے ادراک اس کے صغر حجم سے

دیکھنے والوں کی نظر سے آسان ہو گیا جیسا کہ سورج جب بادل میں آ جاتا ہے تو دیکھنے والوں کو دیکھنا آسان ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں مرکب کیا تب اسی نور کے اٹھانے سے حضرت آدم علیہ السلام سجدہ کے مستحق ہوئے۔

وہ امانت کیا تھی

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی امانت۔ یہی نور نبوت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا تھا اور ڈر گئے تھے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا پس اسی نور اور اسی امانت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو فرمایا کیونکہ سجدہ نور محض کے لیے تھا اور سجدہ کرنے والے بھی نور ہی کے جز سے تھے اور نور نبوت کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ ظلمت پائی جائے تا کہ اس کی ضد ہو۔

نور کے مقابلے میں ظلمت

اسی سبب سے شیطان حضرت آدم علیہ السلام کا مخالف ہوا تا کہ نور کے مقابلہ میں ظلمت پائی جائے پھر جب وہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک میں منتقل ہوا ابلیس لعین کی ظلمت بھی ابوجہل بن ہشام کی بدصورت میں منتقل ہوئی۔

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک شیطان ہوتا ہے اور میرے لیے بہت شیطان ہیں پس حضور ﷺ درحقیقت نور الٰہی یا نور کے نور ہے اور شیطان آپ کے مقابل میں ایک ظلمت ہے پس اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ظلمت سے نور کی طرف لاتا ہے اور دشمنوں کو نور سے ظلمت کی طرف لے جاتا ہے جب حضور ﷺ ظاہر ہوئے

تو وہ ظلمت آپ کے سامنے مقابل ہوئی اور اس نے آپ کو تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسکین اور تقویت کے لیے فرمایا یعنی ہم آپ کو مذاق کرنے والوں سے کافی ہو گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود بناتے ہیں۔

حضور ﷺ کو ایک شخص شمار نہ کرو

پھر جبکہ جاہلوں نے آپ کو مشخصات میں سے شمار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس زمرے سے آپ کی علیحدگی ظاہر فرمائی۔

چنانچہ فرمایا:

"حضرت محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہے مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔" (سورۃ احزاب)

یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حضور کی تحدید اور تعدید سے منع فرمایا کہ ان کو ایک شخص سے واحد شمار نہ کرو اور نہ بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر کرو تا کہ ان کو اجزاء بشر میں سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس نورانی صورت پر نظر کرو جو وجود سے پہلے تھی تا کہ تم ایک نور دیکھو جس نے آخر موجودات تک احاطہ کر رکھا ہے۔

حضور ﷺ کو اپنی مثل سمجھنے والا اندھا ہے

جس شخص نے آپ کو مثل اور شخصوں کے ایک شخص دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی فرمایا یعنی تم دیکھتے ہو ان کو کہ تمہاری طرف نظر کرتے ہیں مگر کچھ نہیں دیکھتے اور فرمایا:

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: "یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں سمجھتے ہیں۔"

حضور ﷺ کے کمالات

اللہ تعالیٰ نے آپ کے کمالات اسی طرح بیان فرمایا ہے۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

ترجمہ: ’’قسم ہے قرآن حکیم کی کہ آپ رسولوں میں سے ہے سیدھے راستے پر اور تذلل اور مشقت اٹھانے سے آپ کو منع فرمایا۔‘‘

طٰہٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی ○ (سورۃ طٰہٰ)

ترجمہ: ’’اے محبوب ﷺ ہم نے تم پر قرآن پاک اس لیے نہیں نازل کیا ہے کہ تم مشقت میں پڑو‘‘۔

اور آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہمیشہ اپنے عنصر ربانی کی طرف مبدء اور معاد کی طرفوں میں نظر رکھیں چنانچہ فرمایا اے میرے پروردگار مجھ کو اچھے ٹھکانے میں داخل فرما اور اچھی طرح سے نکال اور اپنے پاس سے میرے لیے فتح یابی کا غلبہ نصیب فرما اور پھر آپ کے نور کی برکت واقع ہونے کو فرمایا یعنی حق آیا اور باطل دور ہوا بے شک باطل دور ہونا ہی تھا۔ (سورۃ بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا راستہ

آپ کو مزید عنایت کے ساتھ مخصوص کیا اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلانے کا خود آپ کو حکم فرمایا اور فرمایا فرمادو اے لوگو! اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو میری اتباع کرو خدا تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور آپ کی دعوت کے مرتبوں کی تین قسمیں فرمائی۔

اپنے حبیب ﷺ کو تمام پر فوقیت عطا فرمائی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور بیاں پر نور عیاء کی زیادتی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے تا کہ جو کچھ آپ فرمائے رویت حق سے فرمائے نا علم حق سے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے اور حکمت سے بھرا ہوا ایک طشت لائے اور اس حکمت کو میرے قلب میں ڈالا پس میں امور کو ظاہر دیکھتا ہوں اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک حضرت ابراہیم میرے خلیل ہے اور حضرت موسیٰ میرے محبّ ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ میرے حبیب ہیں۔ قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور محبّ سب پر فوقیت دی۔

خالق نے وہ مرتبہ تجھ کو دیا

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بلند مقام عنایت کیا ہے جہاں کوئی سالک نہیں پہنچا اور نہ کسی کو اس کی حقیقت کا عرفان نصیب ہوا تمام موجودات اس کے درجے سے گر گئیں اور کل مخلوقات اس کی بلندی سے منقطع ہو گئیں اور اس مقام میں آپ کو پہنچایا جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی رفاقت سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی موافقت سے خبر دی ہے (معراج کی رات) پھر جب آپ حق کی جناب میں پہنچے اور اپنے رب کو چشم حق سے دیکھا خداوند تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور وہ باتیں آپ کو تعلیم کی جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ سے فرمایا:

وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تعلم۔

باتیں آپ کو تعلیم کی جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ سے فرمایا:

وعلمك مالك تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی

طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنایا اور ہدایت کرنے والا اور تقسیم کرنے والا اور
میزان اور صراط اور شاہد اور متوسط اور شفیع اور نبی اور جنت اور نور اور سرور خطیب اور
ادیب اور رفیق اور قدیر بنایا ہے۔

چنانچہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھوں میں ایسا رسول
بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب
اور حکمت ان کو سکھاتا ہے اگرچہ وہ پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔ (سورۃ جمعہ)

حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین بنایا کیونکہ آپ میں
کل اخلاق نبوت اور رسالت کے جمع فرمائے نبوت اخلاق الٰہی میں سے بہت سے
اخلاق پر شامل ہیں جیسے جود، کرم، قدرت، قوت، شجاعت، علم، مغفرت، عفو، پردہ
پوشی، فساد کی اصلاح، حق کی طرف مائل ہونا، باطل سے روگردانی کرنا، ظلمت کو دفع
کرنا حق کو قائم کرنا، دین کی مدد کرنا، لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، اور سعادت
حاصل کرنے کے لیے ان کے لیے قواعد مقرر کرنا۔

حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ

رسالت کے یہ اخلاق ہیں۔ نرمی، خوش اخلاقی، خوش کلامی، لوگوں سے محبت
کے ساتھ میل جول حق کی جانب اختیار کرنا، عدل کو قائم کرنا، قواعد اسلامی کو شائع کرنا
مسلمانوں کو راحت پہنچانا۔ تکلیف ان سے دور کرنا اور ان کی مدد کرنا دشمنوں کو دفع
کرنا، دوستوں کو عنایت کرنا، خدا کے بندوں کو راہ راست بتانا، خدا کی طرف ان کو
بلانا۔ حکمت اور نصیحت اور مجادلہ کے ساتھ۔ اور یہ سب باتیں علم کے کمال اور فصاحت
کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ان کے لیے رفیقوں اور مددگاروں اور کارکنوں کا ہونا بھی

ضروری ہے جن کے ذریعے سے تنزیل کی اشاعت کی جائے اور نیز ضرورت ہے کہ
عمدہ عمدہ باتیں سنت اور فرض مقرر کی جائیں پس یہ کل اخلاق کے رسالت و نبوت اللہ
تعالیٰ نے سب اولوالعزم رسولوں میں نہیں جمع کیے بلکہ ان میں سے اکثر ان میں
موجود تھے یہ سب ہمارے حضور ﷺ ہی میں کلی طور پر جمع فرمائے۔

چنانچہ فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورۃ القلم)

ترجمہ: "بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔"

اور خود حضور ﷺ نے فرمایا:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔

ترجمہ: "میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کو پورا کروں"۔

سب اخلاق آپ کی ذات میں مجتمع ہیں اور جتنی باتیں محبوب اور افضل ہیں
سب پر آپ کی مبارک روح مشتمل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبوت ختم فرمائی
اسی سبق سے لوگ آپ کے بعد مصلحوں سے مستغنی ہو گئے کیونکہ اب کسی کی اصلاح کی
گنجائش ہی نہیں رہی تھی۔

دنیا کی اصلاح اور آخرت کی نجات

لوگ دو باتوں میں رسولوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک اُن کے قواعد کے مقرر
کرنے میں جن سے دنیا سلامت رہے۔ دوسرے عقبیٰ کی سعادت حاصل کرنے میں
چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

بعثت لصلاح دنیا کم ونجاۃ عقبکم۔

ترجمہ: "میں بھیجا گیا ہوں تمہاری دنیا کی اصلاح اور عاقبت کی نجات
کے لیے"۔

پس اسی سبب سے حضور ﷺ کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور آپ نے

فرمایا: (لانبی بعدی) یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ڈال دی اور اپنی مخلوق پر اُس کے ساتھ احسان فرمایا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: ''خداوند تعالیٰ کی ہی ذات پاک ہے۔ جس نے اے (محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تائید کی''۔

اور ارشاد فرمایا:

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دلوں میں محبت ڈالی اگر تم ساری دنیا کا مال خرچ کرتے جب بھی تم سے ان کے دل میں محبت قائم نہ کی جاتی اور لیکن اللہ نے ان کی آپس میں محبت ڈال دی۔''

اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ ہی کی رحمت سے ان پر مہربان ہوئے ہو۔ اگر آپ غضبناک اور سخت قلب ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے دور ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور اُن کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور ان سے ہر ایک بات میں مشورہ کیا کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو خوش کرنے کے لیے فرمایا ہے۔

یاایھاالنبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین،

ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اللہ اور تمہارے پیروی کرنے والے مومنین کافی ہیں''۔

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھ کو کل انبیاء پر چھ باتوں پر فضیلت دی گئی ہے (۱) یہ کہ مجھ کو جوامع کلم عنایت ہوئے ہیں۔ (۲) رعب کے ساتھ میں مدد دیا گیا ہوں۔ (۳) مال غنیمت کو میرے لیے حلال کیا گیا ہے۔ (۴) میں کل مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (۵) میرے ساتھ نبوت کو ختم کیا گیا ہے۔ (۶) میرے لیے تمام زمین مسجد اور اس کی مٹی پاک کی گئی ہے۔''

پس ان چھ مرتبوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء پر فوقیت اور شرف حاصل ہے۔

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب مصاعد پر پہنچے اور شرف کمال پر صعود کیا۔ تو فرمایا ادم ومن دونه تحت الوالی یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب انبیاء اور مرسلین وغیرہ قیامت کے روز میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور فرمایا'' انا سید والد آدم ولافخر ''یعنی میں کل اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور اس پر کچھ فخر نہیں کرتا۔ اور چونکہ ذات پاک آپ کی صورت نورالٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی باگ آپ ہی کے ہاتھ میں دی کیونکہ شفاعت کیا ہے۔ نفوس کو عذاب سے رہائی دینا اور عذاب ظلمت کا ایک جزء ہے اور ظلمت نور کے مقابل ہے اور حضور نور کی صورت ہیں۔ پس اسی سبب سے نفوس کی عذاب سے رہائی آپ کے ہاتھ میں منحصر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی ہدایت کے ساتھ لوگوں کو گمراہی کی ظلمت سے اور اپنی شفاعت کے ساتھ گنہگاروں کو عذاب کی تاریکی سے نجات دینے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوشیدہ اور

ظاہر ہر حالت میں بارگاہ کبریائی کے دروازہ کی طرف رجوع ہونے کا حکم فرمایا۔ تاکہ ابواب رحمت مفاتیح شفاعت کے ساتھ مفتوح ہوں۔

چنانچہ فرمایا ہے:

''رات کو تہجد کی نماز پڑھو یہ تمہارے لیے نفل ہے۔ عنقریب تمہارا رب تمہیں قیامت کے روز تم کو ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری تعریف کریں گے''۔

گنہگاروں کی شفاعت

حضور ﷺ نے فرمایا ہے: شفاعتی لاھل لکبائر من امتی۔

ترجمہ: ''میری شفاعت ان لوگوں کے لیے ہوگی جنہوں نے میری امت میں سے گناہ کبیرہ کیے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیاں اور بیاں کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور آیت ایمان اور برہان آپکو عنایت کی ہے اور کل مخلوق پر آپ کو پوری فضیلت دی ہے اور آپ کو میزان کے دونوں پلے قرار دیا ہے اور آپ کی امت کو خیر الامم اور آپ کی کتاب کو خیر الکتب گردانا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے لوگوں بیشک تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے آئے ہیں جس بات سے تم کو تکلیف ہو۔ وہ ان کو ناگوار ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی کے وہ حریص ہیں مومنوں پر نہایت نرم اور مہربان ہیں۔ پس اگر پھر بھی وہ سرتابی کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو اللہ کافی ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

آپ ہی طرف شفاعت تفویض ہوئی اور آپ ہی کے شفاعت سپرد کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا تمہاری رضا میری رضا ہے اور تمہاری ناراضگی میری ناراضگی ہے اور آپ کا ایسے لوگوں کو اصحاب بنایا جو خیر کے سرچشمہ اور ہدایت کے قانون اور آسمان کے ستارے اور اندھیرے کے چراغ ہیں۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کی شان میں فرمایا ہے۔ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ پھر ان اصحاب میں سے چار شخصوں کو آپ نے خاص امتیاز عنایت فرمایا اور وہ چاروں شخص ایسے ہیں کہ نہیں محبت کرتا ہے ان سے مگر مومن اور نہیں بغض رکھتا ہے ان سے مگر منافق بد بخت۔

حق چار یار

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کرامت اور سعادت کا ایک مکان بنایا ہے اور حضور ﷺ نے اپنے چاروں یاروں کو اس مکان کے ستون قرار دیا ہے۔

چنانچہ فرمایا ہے:

انا مدینہ العلم وابوبکر اساسھا و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا وعلی بابھا

ترجمہ: ''میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر اس کی چاردیواری ہیں اور عثمان اس کی چھت ہیں اور علی اس کے دروازہ ہیں رضی اللہ عنہم''۔

اہل بیت کی شان

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی اہل بیت کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو بزرگ لوگ ہیں۔ رحمت کے درخت ہدایت کے کلمے تقویٰ کی کنجیاں صدق اور اخلاص کی آگ انہیں کے ہاتھ میں ہے اور انہیں سے علاج اور خلاصی ہے اور انہیں کی شان میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لیے امان ہیں۔

سرداروں کے سردار

حضور ﷺ سرداروں کے سردار، حق کے آئینہ، دین کی ترازو، صدق کی معیار کتاب اللہ کے عامل اور خدا کے وہ بندے ہیں۔ جن کی طرف خدا نے وہ وحی کی شان میں وہ فرماتا ہے۔

وماینطق عن الھوی (النجم)

خداوند تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب کے اسرار اپنے خطاب کے ساتھ مخصوص کرنے سے پہلے ہی تعلیم کر دیئے تھے۔

چنانچہ اس کا فرمان ہے ۔

الرحمن ○ علم القرآن ○ خلق الانسان ○ علم البیان ○

ترجمہ: ''رحمان نے سکھایا قرآن، پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب کے مطالعہ کا حکم فرمایا۔

چنانچہ فرمایا۔

اقراء باسم ربك الذی خلق۔

ترجمہ: ''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے''۔

پس حضور ہی لوح اور قلم اور عرش اور عقل اور نفس ہیں اور حضور ﷺ ہی بمنزلہ ارواح کے ہیں اشخاص کے لیے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے لیے ایسی ہیں جیسے عقل کے لیے نفس ہے۔

سورہ الفتح میں شان مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی شان میں سورۃ فتح میں ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ ارسال فرمایا ہے۔ تاکہ اس دین حق کو کل باطل کے دینوں پر غالب کر دے اور کافی ہے اللہ اس دین کے حق ہونے کی گواہی دینے والا۔

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ سخت ہیں کفار پر اور مہربان ہیں آپس میں تم ان کو دیکھتے ہو۔ رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کو وہ لوگ چاہتے ہیں ان کی نشانی سجدہ کے اثر سے ان کی پیشانیوں میں موجود ہے۔ یہ مثال ان کی تورات اور انجیل میں مذکور ہے۔ (سورۃ الفتح)

تورات انجیل اور زبور میں حضور ﷺ کا ذکر خیر

حضور ﷺ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے تورات انجیل اور زبور میں فرمایا ہے اور آپ کے یہ نام ذکر کیے ہیں۔ حادی، ماحی، احمد، نور، جس نے اس کے نور عرش کو مضبوط پکڑا اس نے نجات پائی اور اپنے مقصد کو پہنچا اور جس نے اس کے نور کی مخالفت کی وہ ہلاک اور برباد ہو گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں سب نبیوں سے بہتر اور بزرگ تر ہوں اور میری امت سب امتوں سے بزرگ تر ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کو سب امتوں پر حرام کیا ہے۔ جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔(سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''آدمیوں کی جس قدر امتیں پیدا کی گئی ہیں تم ان سب میں بہتر امت ہو نیک بات کا حکم کرتے ہو اور بری بات سے تم منع کرتے ہو''۔

پھر ہمارے حضور ﷺ نے باوجود اس کمال ذات اور جلال صفات کے دنیا میں فقر اختیار کیا اور تونگری پر مسکینی کو پسند فرمایا اور یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

والله الغني وانتم لفقراء۔

ترجمہ: ''اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو''۔

الفقر فخری

حضور ﷺ نے فرمایا:

الفقر فخری یعنی فقر میرا فخر ہے۔

اور فرمایا ہے۔

اللهم احيني مسكينا وامتني مسكينا وحشرني زمرة المساكين۔

ترجمہ: ''اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ مسکینی کے ساتھ اور مجھ کو دنیا سے اٹھا مسکینی کے ساتھ اور میرا حشر کا مسکینوں کے ساتھ۔

اور آپ غریبی ہی کی حالت میں دنیا میں تشریف لائے اور غریبی کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے اور تمام عمر آپ نے اس غریبی میں خوشی سے گزاری۔

صدق حضرت ابوبکر کے ساتھ مخصوص ہوا اور عدل حضرت عمر کے ساتھ اور حیا حضرت عثمان کے ساتھ اور علم حضرت علی کے ساتھ رضی اللہ عنہم اور حضور ﷺ اول امر کو

اپنے نور کے ساتھ اور آخر امر کو اپنے ظہور کے ساتھ شامل ہوئے۔

چنانچہ فرمایا نحن الآخرون۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اے طالب تجھ کو معلوم ہو کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ ہی اس ترازو کے ساتھ تولنے والے ہیں جس کے دونوں پلے نفی اور اثبات ہیں۔ یعنی لا الہ الا اللہ کے دونوں کلمے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہی دونوں پلوں میں اپنے علم کے تولنے کا حکم فرمایا پھر آپ کی امت کے علموں کے تولنے کا حکم دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: ''اس بات کو جان لو کہ بیشک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اے رسول تم اپنے خاصوں اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کے لیے مغفرت مانگو اور اللہ تعالیٰ تمہارا چلنا اور آرام کرنا جانتا ہے۔''

پس اے آخرت کی نجات اور سلامتی کی طلب کرنے والے اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ڈھونڈو تم کو اپنی رحمت میں سے دگنا حصہ عنایت کرے گا۔ اور اس کے حق میں پختہ کلمہ، اور کثرت کے ساتھ خدا کا ذکر کرو صبح وشام اس کی تسبیح بجالاؤ۔ خدا کی وہ ذات پاک ہے کہ وہ خدا کے اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں۔

''اے ایمان والو! رسول خدا پر درود اور سلام بھیجو اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''من صلی علی واحدة صلی الله علیه عشرا'' یعنی جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں بھیجتا ہے پس اے لوگوں اس رسول امین ﷺ کی اقتداء کرو اور ان کی شریعت کو مضبوط پکڑو اور ان کے دین میں اپنی اصلاح

اور فلاح کو تلاش کرو اور اس رسول ﷺ کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ جو اس رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ ایمان لاؤ اور اُس نور کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اس رسول امین ﷺ کی ذات اور ان کی اہل بیت اور ان کے خلفاء میں جاری کیا ہے۔ اور ان کی شریعت کی رسی کو مضبوط پکڑو اور اس کا اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

رسول اللہ ﷺ عالم میں سب سے زیادہ خوشبو دار اور معطر اور خوش خلق اور خوبصورت اور خوش بیان اور خوش کلام تھے۔ قول و فعل میں سب سے زیادہ سچے اور مزاج میں سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ باریک بین اور جلد معلوم کرنے والے مرتبے میں سب سے زیادہ، عقل میں سب سے زیادہ کامل، نفس میں سب سے زبردست اور خدا سے سب سے زیادہ قربت رکھنے والے اور نور کے جذب کرنے والے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام آپ کی ذات استودہ صفات کا سایہ حضرت نوح علیہ السلام آپ کے نشان بردار حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کی صفات کے قصہ خواں، حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے معجزات کے، نائب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شرع کے بشارت دینے والا حضرت ادریس علیہ السلام آپ کے ستارہ شناس حضرت زکریا علیہ السلام آپ کی مسجد کے موذن حضرت یونس علیہ السلام آپ کی قوم کے ساقی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا (انا املح یوسف احسن) میں ملیح ہوں اور یوسف خوب صورت ہیں۔

ان اللہ کساحسنه من حسن الکرسی ولساحسنی من حسن عرش

''اللہ تعالیٰ نے اس کو کرسی کے حسن سے حسن عنایت کیا تھا اور مجھ کو عرش کے حسن سے حسن عنایت کیا۔''

خالق نے تجھے ایسا طرحدار بنایا
یوسف کو بھی تیرا طالب دیدار بنایا

ازل سے پہلے ہی آپ نبوت کو اٹھا چکے تھے اور ازل کے وقت آپ نے رسالت کو اٹھایا اور اپنے وجود کے ظاہر کرنے سے پہلے تمام رسولوں کو بھیج دیا۔ تو آپ کے جمال میں سے تین ۳۰۹ تین سو نو چشمے چشمہائے کبریائی سے بہہ نکلے۔ پس گویا کہ رسول آپ کے فلک جلال کے ستارے ہیں۔ ابلیس لعین آپ کے سامنے آپ کے دین کی مخالفت پر کھڑا ہوا اور اس نے اور اس کی ذریات آپ کے نور کو گل کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی اور اپنے قہر کے تازیانہ سے اُس کی تنبیہہ اور تادیب فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں اپنی پھونکوں سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کا پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ مشرک اس کو برا سمجھیں۔

کسی شاعر نے آپ کی تعریف۔ میں آپ کی زبان سے کیا اچھا کہا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

پس آپ ہی مرکز دوائر ہیں۔ اور آپ ہی پر عالم گردش کر رہا ہے۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

لولاك لما خلقت الجنة والنار۔

ترجمہ: ''اگر آپ نہ ہوتے تو تو میں دوزخ اور جنت کو پیدا نہ کرتا۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے، شعر

قمر منیر دائم الاشراق   قامت علیه قیامة العشاق

ترجمہ: ''آپ روشن چاند ہیں ہمیشہ چمکنے والے عشاق کے لیے آپ کا

جمال باکمال نہ ملنا قیامت ہے۔

اگر میں ساری عمر آپ کے اخلاق اور شرف میں سے ایک ذرہ کے وصف وتوصیف میں صرف کروں تب بھی اس کا حق کچھ ادا نہیں کر سکتا۔

کیونکہ حضور ﷺ جب انتہا مقامات پر پہنچے اور اعلیٰ سعادات سے مشرف ہوئے۔ تب آپ نے حضیض بشر کی طرف رجوع فرمایا اور فقر اختیار کیا۔

چنانچہ فرمایا۔ (انا بشر ملکم) یعنی میں بھی مثل تمہاری ایک انسان ہوں اور آپ کے پروردگار نے آپ سے فرمایا۔

انا اعطینک الکوثر ○ فصل لربك والنحر ○ ان شانئك هوالابتر○

ترجمہ: ''بیشک ہم نے آپکو حوض کوثر عنایت کیا ہے۔ پس آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ بیشک جو آپ سے مخالفت رکھتے ہیں۔ وہی نیست ونابود اور بے نام ونشان ہونے والے ہیں۔''

☆=☆=☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یارسول اللہ
وعلی آلك واصحابك یاحبیب اللہ

المیلاد النابلسی

مصنف

الامام عارف باللہ

الشیخ عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب نو ونظر ثانی

مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

OOOO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تذکرہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدی عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی بن اسمٰعیل بن احمد بن ابراہیم نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۵ ذوالحج ۱۰۵۰ ہجری میں دمشق (ملک شام) میں ہوئی۔ آپ حنفی المسلک بزرگ تھے اپنے دور کے اولیائے عارفین میں سے آج تک کے اولیاء تک مشہور شخصیت ہوگذرے ہیں۔ زمانہ کے جید علماء سے علوم حاصل کیے اور ۲۰ سال کی عمر میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی میدان تصنیف میں اترے اور بے شمار لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری وباطنی علوم، فیوض وبرکات سے اپنا دامن بھرا اور آپ کی نیکی کی دعوت اور پاکیزہ خیالات سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تصوف کا بھی غلبہ تھا اور اس زمانہ کے جید علماء واولیاء سے بیعت کا شرف حاصل کیا ان میں مصر کے شیخ حضرت سیدنا علی شراملسی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل تھی اور سلسلہ قادریہ میں حضرت سیدنا عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل تھی۔

آپ نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور لوگوں کو رشد وہدایت کا درس دیا پھر ۱۱۱۹ ہجری میں طرابلس سے اپنے آباء کے شہر دمشق میں واپس آگئے اور تمام عمر وہیں رہے اور ۲۴ شعبان المعظم ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۱ء بروز اتوار کو بوقت عصر انتقال فرمایا اور صالحیہ میں دفن کیے گئے آپ کے سوگ میں دن بھر تمام شہر بند رہا۔ آپ نے تقریباً ۲۵۰ سے زیادہ یادگار کتب چھوڑیں جن میں زیر نظر رسالہ، میلاد بھی ہے جس کو علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "جواہر البحار" میں نقل کیا ہے

جوایک ہی مجلس میں پڑھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی علماء کے صدقہ سے اپنے حبیب کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

محمد عبدالاحد قادری

۹ محرم الحرام بروز پیر ۱۴۳۳ھ بمطابق ۵ دسمبر ۲۰۱۱ء

گوگڑاں تحصیل وضلع لودھراں

(حاصل مقیم حبیب گنج، لاہور)

OOO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے اس کائنات کے تالے جناب سید السادات ﷺ کے ظہور کی چابی سے کھولے ان کی امت کو "وسط امت" بنایا اور عبادات میں تمام امتوں پر فضیلت دی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف ایک ہی اللہ مستحق عبادت ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ایسا معبود جسے نہ وزیر کی ضرورت اور نہ اس کی نظیر ہے۔ اور ہر جہت واعتبار سے اس کا کوئی وزیر، مشیر اور نظیر نہیں۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا، ہمارے نبی اور ہمارے حبیب حضرت محمد ﷺ اس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں۔ جن کے وجود انور کی بدولت اللہ تعالیٰ نے جہالتوں کے اندھیرے ختم کر دیئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الذین لم تاخذھم الاخر۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار صلوۃ وسلام آپ کی ذات عالیہ پر، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر نازل ہوں، جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تمام حالات کے اندر کسی کی ملامت کرنے والے کی ملامت لغزش نہ دے سکی۔

پس پاکیزگی اس ذات کے لئے جس نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت بخشی اور بعض کے بعض پر درجات بلند فرمائے۔ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفوت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات عطا کیں۔ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اندھوں کو بینائی، کوڑھوں کو شفا، اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات دے کر مبعوث فرمایا، جس نے حضرت محمد ﷺ کو حبیب وشفیع بنایا

اور ساتویں آسمان کی طرف بلندی عطا فرمائی۔ جن پر صلوۃ وسلام بھیجنے کو اعمال صالحہ کا در یتیم بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمتیں و برکتیں آپ پر آپ کی آل واصحاب پر نازل ہوں۔ ایسی برکتیں جو حضور ﷺ کے لئے فخر ہوں اور ہمارے لئے دنیا و آخرت میں امانت و ذخیرہ ہوں۔ اس وقت تک جب تک خشکی و تری میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ذکر کرتے ہیں اور اس کی نہی و امر سے جب تک غفلت کرنے والے غفلت برتتے ہیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ سے بروایت صحیحہ ثابت ہے آپ نے فرمایا:

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا۔

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ صلوۃ بھیجی اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوۃ بھیجے گا۔

...... صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

نور اوّل

آپ ﷺ ہی نورثانی میں نور اوّل ہیں۔ نور "علی نور" ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم اور سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائے۔ آپ کے لئے "حضور" تام و مکمل کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو انقسام کے بغیر حقائق کائنات کے اعیان پر تقسیم کیا پھر روحانی اور جسمانی صورتوں میں اس کو پھیلایا گیا۔ لہٰذا شاہد بھی آپ ہی اور مشہود بھی آپ ہی ہوئے۔ قریب وبعید کی حقیقت میں آپ ہی کی جلوہ نمائی ہوئی۔ اور جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عدم کے اندھیرے سے وجود کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور اس کا یہ ارادہ محض جود و کرم اور اس کے فضل سے تھا۔ یہ ارادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک قول کے اشارہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کیا جس کا ذکر حدیث قدسی میں یوں آیا ہے "

میں پوشیدہ خزانہ تھا جو غیر معروف تھا پس میں نے پسند کیا کہ کوئی ہو جو میری معرفت حاصل کرے تو میں نے ایک "خلق" کو پیدا کیا اور ان کے نزدیک میری پہچان ہو گئی پس میرے وسیلہ سے ہی انہوں نے مجھے پہچانا"۔

حسین وجمیل اور قدرت محمدیہ کا راز

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت عبداللہ کے صاحبزادے، حسین وجمیل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سب افضل خلیل ہیں اور اس کے اکمل حبیب ہیں۔ تمام موجودات سے مراد باری تعالیٰ ہونے میں آپ ہی اخص اور اشرف ہیں۔ سو آپ ہی وہ پہلا موجود ہیں جو کن کے خزانہ سے قدرت صمدیہ کے راز سے ظاہر ہوئے اور آپ ہی وہ اشرف "محمود" ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے صفت احدیت کی معرفت کی اہلیت ہونے کی بناء پر اپنا محبوب بنایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات سے پہلے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اور آپ کے ظہور کو عالمین کے لئے رحمت بنایا۔ اس وقت نہ عرش تھا نہ کرسی تھی، نہ فرشتہ تھا اور نہ کوئی جن وانسان تھا۔ نہ جنت و دوزخ تھی اور نہ دن اور رات تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے آپ کا سرانور بنایا، خوشبو سے آپ کے سانس بنائے۔ شفقت سے آپ کا قلب انور بنایا صبر سے آپ کا پیٹ اور دل بنایا۔ سخاوت سے ہاتھ، ذکاء سے ناک، جمال سے آنکھیں، لذیذ خطاب سے کان اور شرف سے قدم مبارک بنائے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار صلوۃ وسلام آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر نازل ہوئی۔ ایسے صلوۃ وسلام جو آپ کے شرف کی بلندی کو اور بلند کریں اور آپ کے علو کو اور مشرف فرمائیں اور آپ کے خصائص کو عظیم شان عطا کریں۔ آپ کے حالات کو عظمت اور عظمت کو جلال بخشیں اور جلال کو جمال اور جمال کو کمال بخشیں۔

...... صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

صفات محمدیہ ﷺ

وجود کی "فاتحہ" آپ ﷺ کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہوئی۔ "آل عمران" کی "بقرہ" نے آپ کے گھاٹ سے پانی پیا اور نیک عورتوں۔ (النساء) نے اپنے لئے آپ کے نور سے "یونس، ھود اور یوسف" نے اپنے اوپر پڑھنے والے بوجھل شدائد کے "وعد" سے نجات پائی اور "ابراہیم" نے "حجر" کی تعمیر میں آپ سے سعادت پائی۔ "نحل" کو آپ کے وسیلہ سے وحی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی عزت کے "کہف" میں رات کے وقت کمال نے "حجر" کے بغیر "اسراء" کیا۔ اور "مریم" کے حمل میں آپ ہی جلوہ فرماتھے۔ اس لئے کہ 'انبیاء" کا "طٰہٰ" اور "مومنین" کا "حج" آپ ہی ہیں۔ "شعراء" کاملین کا "نور" اور فرقان" بھی آپ ہی ہیں۔ "نمل" نے آپ کے ہاں "قصص" کی وجہ سے نجات وامن پایا۔ اور "عنکبوت" نے آپ ہی کی غار جالا تنا۔ اور "روم" نے آپ کے بارے میں یقین کرلیا کہ آپ ہی حکمت کے "لقمان" اور "احزاب" کا "سجدہ" ہیں۔ دلوں نے آپ کی محبت کا "سباء" پیا۔ پس آپ دلوں کے "فاطر" ہوگئے۔ ملائکہ کی "صافات" کے آپ "یٰسین" ہیں۔ اور مبارک گروہ کی جماعت کے "صادؔ" ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفور کی صفت "غافر" الذنب کے راز ہیں۔ جس سے امور کی تفصیل (فصلت) ہوئی۔ اشراف کے درمیان "شوریٰ" وہ نفس جو آپ سے "حاشیہ" ہے اس کے "دخان" کے "زخرف" میں "احقاف" ہیں۔ آپ "محمد" ہیں تجلیات عرفانیہ کے صاحب "فتح" اور "حجرات" ہیں۔ نفوس انسانیہ کے "طور" سے "ذاریات" کا "قاف" ہیں۔ افلاک کے "نجم" املاک کے "قمر" ہیں۔ اس "رحمٰن" کے نور سے مستمد ہیں جن کے واسطہ سے "مجادلہ" میں "حدید" کا "واقعہ" ہے۔ "جمعہ" میں "منافقین" کے ساتھ "صف" میں "ممتحنہ" کا "حشر" اور

مقاتلہ کے تغابن میں ہیں۔ اور آپ سے ہی "ملک" میں "تحریم" کی "طلاق" اور احسان کے "الحاقہ" کا "نون" بھی آپ ہی ہیں۔ "نوح" اور سالکین "جن" کے مقامات ایمانیہ میں آپ ہی "معارج" ہیں۔ "مزمل" ہیں۔ "مدثر" ہیں اور قیامۃ" کی زینت اور فخر "انسان" ہیں۔ اہل "بناء" اور عرفان کے اخلاق "مرسلات" کے مالک ہیں۔ بڑے بڑے اوصاف کے اس لئے "نازعات" ہیں جس نے "تکویر" اور "انفطار" سے "عبس" کیا۔ "بروج" کے "انشقاق" سے "مطففین" کے لئے قاطع ہیں۔ داخل شدہ شہر میں "فجر" کے "غاشیہ" سے حضرت اعلیٰ کے "طارق" ہیں "شمس" کی ضیاء "لیل وضحیٰ" کا نور ہیں۔ "الم نشرح" ان پر نازل کی گئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ مبارک رسالت کے لئے خوب کھول دیا۔ "تین وعلق" بلکہ ہر مخلوق کے لئے اپنی "قدر" سے افتخار ہیں۔ سرکش نفس کے "ہمزہ" کے "عصر" میں "تکاثر" کے "قارعۃ" سے "عادیات" نے "زلزلہ" کیا۔ عام "الفیل" آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ "کوثر" وسلسبیل کے "ماعون" سے "قریش" خوش ہوئے۔ "ابولہب" کے خلاف "نصر" کے ساتھ "کافرین" پر غالب آئے۔ آپ کے لئے "اخلاص" کامل ہوا اور "فلق" واضح ہوا۔ پس آپ نے "الناس" کو ہدایت دی۔ حتیٰ کہ ہر شخص اپنے رب کے قریب ہوگیا۔

.... صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ....

آپ ہی ﷺ صاحب "فتوحات مکیہ" ہیں۔ "تنزلات مدینہ" کے وہ محل ہیں کہ "شیون المشجون" جس کی مدح سرا ہے۔ جن کی سخاوت سے "نزہۃ الفنون" نے عظمت پائی۔ آپ ہی مولانا روم کی "مثنوی" کے تنزل کا مقر ہیں۔ ہمارے اول وآخر کے لئے آپ ہی "شاہدی ومشہودی" کے راز ہیں۔ اور آپ ﷺ ہمیں خود ہم سے زیادہ اور بہتر جاننے والے ہیں۔ ایسے کیوں نہ ہو جبکہ آپ "شمس المعارف" ہیں اور

"عوارف العوارف" کی حقیقت ہیں۔ جن پر "بدایۃ الہدایۃ" کی انتہاء ہوتی ہے اور جن کی ارشدات وعود "طبقات" اہل منن وعنایت کی "میزان" میں نقل کئے جاتے ہیں۔ آپ ہی داؤد نبی علیہ السلام کے انسانیت میں باپ ہیں۔ (ابوداؤد) روحانیۃ جبرائیلیہ کے ساتھ آپ ہی "ابوعیسیٰ" ہیں۔ (صاحب صحیح ترمذی کی کنیت ہے) بحور جسمانیہ آدمیہ کے "ابن ماجہ" ہیں۔ "جامع صغیر" کے "جامع کبیر" ہیں۔ صاحبان تکبیر وتہلیل کے لئے "مواہب لدنیہ" ہیں۔ "شفاء عیاض" کی سیاہی ہیں۔ آپ کے کرم کا سمندر فیاض ہے۔ آپ لطیف "الشمائل" ہیں۔ اواخر واوائل کے "جامع" ہیں آپ کا دین "ریاض الصالحین" ہے اور آپ کی شرح "روض الریاحین" ہے۔ ظاہر و باطن کے "مجمع البحرین" ہیں۔ سورج و چاند کے "یواقیت و جواہر" کے ساتھ ملتقی ہیں۔ "کنز الدقائق، البحر الرائق، تنویر الابصار، عقد البحار، قاموس البلاغۃ والتبیان، صحاح جواہر القرآن، بدیع فنون المعانی والبیان" بھی آپ ہی کی ذات مقدسہ ہے۔ "اسرار" میں ہر "مختصر" کے "مطول" آپ ہیں۔ "صدر الشریعۃ المطہرہ، مشکاۃ الانوار، مغنی اللبیب عن قطر الندی، صاحب الہم، الکافیہ، الشافیہ من الروی" آپ ہیں۔

آپ ہی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی دکانیں آپکے ہاتھوں سے کھولی گئیں اور آپ کی مدد کی "وفا" سے شراب کے پیالے احباب پر پھیرے گئے۔ آپ کی ہی ساقی رحیق سے اخمار کی روایت کی گئی۔ اور آپ کے ہی باقی رہنے والے جود کے عبیر (خوشبو) سے اہل فلاح کے ارواح الگ کئے گئے۔

آپ کی چاند ایسی صفات کی روشنی پر محبت کرنے والوں کے دل معلق ہیں۔ اور آپ کی نشانیوں کے حقائق کے باغوں میں مقربین کی آنکھیں تر وتازگی پاتی ہیں۔ آپ ہی وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پوشیدہ راز پر گواہ بنایا۔ اور آپ کو پوشیدہ غیب پر مطلع فرمایا۔ اور آپ کی نبوت کے راستہ سے وہ راہ نمائی فرمائی۔ آپ کی

رسالت کے تحفہ دلیل قائم فرمائی۔ وجود کے آسمان میں آپ کی صفات کے سورج کو طلوع فرمایا۔ اور آپ کی مبارک تشریف آوری سے رحمت وسخاوت کے بادلوں سے بارش برسائی۔ اللہ تعالیٰ نے غیب کے خیموں کی منزلوں سے اس مولود کی آمد پر عجیب و غریب آیات ظاہر فرمائیں۔ سعد وسعود طالع کے وقت لگاتار احسانات عطا کئے۔ اور اپنی مدد کی تلوار سے ہر حاسد و دشمن کو ذبح کر دیا۔ آپ کی دعوت جس زمین پر واقع ہوئی اس نے باغیوں اور منکرین کے سب سے اگلے گھوڑوں کے پاؤں اپنے اندر دھنسا لئے۔

...... صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

پاکیزہ نسب

اس مجلس لطیف میں یہ تعین کیا گیا کہ حضور ﷺ کے پاکیزہ اور شریف نسب پر گفتگو کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے درخت سے نکالا جس کا اصل اصیل اور اس کی فرع طویل ہے۔ اس کا گاڑنے والا رب جلیل ہے۔ اس کا خادم صاحب امانت جبرئیل ہے۔ اس کے پھلوں میں سے پختہ پھل اسماعیل ہے۔ مکہ مکرمہ میں جسے گاڑا گیا۔ طیبہ میں جسے پانی بلند کیا گیا۔ تہامہ میں اگایا گیا۔ سو نبی کریم ﷺ کا نسب پاک آپ کے والد گرامی جناب عبد اللہ سے معد بن عدنان تک مسطور ہے اور اس کے اوپر والے حضرات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس لئے کہ جب حضور ﷺ اپنا نسب بیان فرماتے۔ تو معد بن عدنان سے اوپر بیان نہ فرماتے۔ پس آپ ﷺ کا نسب شریف یہ ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن حکیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان سید العرب فی الناس۔

یہ ایسا نسب صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ کو علم جو قرآن کریم کا نازل کرنے والا ہے۔

نرالی شان ظہور

جب اللہ تعالیٰ نے اس شخصیت کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا جو اس کی محبت میں ڈوبا ہوئی تھی۔ تو اس نے اپنے غیب کے پردہ سے اسے ظاہر فرمایا۔ ان کے نور کے منتقل ہونے بہت سی آیات اور نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ تمام مخلوقات نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ زمین و آسمان کے گوشوں میں ندا کی گئی۔ اے عرش! وقار کا برقع اوڑھ لے۔ اے کرسی! فخر سے بلند ہوجا۔ اے سدرۃ المنتہیٰ! خوش ہوجا۔ اے جنتی حورو! بناؤ سنوار کرلو۔ اے رضوان! جنتوں کے دروازے کھول دو۔ اے مالک! جہنم کے دروازے بند کردو۔ کیونکہ اب وقت آگیا تاکہ ابوالقاسم ﷺ کا ظہور ہو۔ ان کا جو عیدوں اور موسم کے مالک ہیں۔ جو مندروں، گرجاؤں اور گردواروں کو منہدم کریں گے، اپنی شریعت سے تمام پہلی شریعتوں کو منسوخ کریں گے۔ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنے فخر کا جھنڈا گاڑیں گے۔ ان کے عجلت میں کہے گئے حکم سے کعبہ میں سے تمام بت اٹھا کر باہر پھینک دیئے جائیں گے۔ ان کی صبح طلوع ہونے سے ظالم و جابر حکمرانوں کے دل جھک جائیں گے۔ اور جو بھی آپ کی ملت کی اتباع کرے گا وہ یہی کہے گا کہ آپ کا دین وہی حق اور سلامتی کا دین ہے۔ اس وقت فرشتوں نے تہلیل (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کہی۔ اور تکبیر پڑھی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مخلوق پر برسیں۔ ایمان کی ٹہنیوں میں اس وقت پھیلاؤ آیا۔ تایید و عرفان والوں کی ہمتوں نے اس وقت گفتگو کی۔ ہدایت کے منبر پر توحید کی زبان بولی۔ سخاوت اور کرم کی منفرد چادروں کے برقعے اس زبان نے زیب تن کر رکھے تھے۔ وہ

یہ کہہ رہی تھی۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ الاية۔ اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے اور کہو کہ عنقریب میرا رب مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دے گا۔ یہ وقت دعاء کی قبولیت کا وقت ہے یہ لمحے گڑگڑانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لمحے ہیں اور ساعت اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اشرف الخلق کے ظہور کی ساعت ہے، جسے کوئی حاجت ہو اسے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرنا چاہیے۔

...... صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ......

جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو عام عورتوں کی طرح دردزہ نے آلیا۔ اور نور فیاض کی روشنی سے ان کا گھر جگمگا اٹھا۔ انہوں نے اپنے دل سے محسوس کیا کہ کسی پرندے کے پروں کی طرح کسی نے چھوا ہو۔ اس سے ان پر طاری رعب اور تکلیف اور موجود پریشانی ختم ہوگئی۔ پھر انہیں سفید روشن پانی پینے کو بطور تحفہ دیا گیا۔ آپ نے لے کر اسے نوش فرمایا اور عجیب وغریب انوار نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ پھر اس وقت انہوں نے صالح عورتوں کی ایک جماعت کو دیکھا۔ انہوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو گھر کے کسی فرد اور گھریلو عورتوں کی ضرورت نہ رہنے دی۔ کہنے لگیں۔ اے آمنہ! فکر نہ کرو، مطمئن ہوجاؤ۔ ہم میں سے یہ فرعون کی بیوی آسیہ ہے۔ عمران کی بیٹی مریم ہے۔ اور یہ دیکھو حور العین کھڑی ہیں۔ جب معاملہ نے شدت پکڑی۔ عظیم املاک کا ٹکراؤ ہوا۔ اور زمین و آسمان کے درمیان دیباج (ریشم کا کپڑا) بچھا دیا گیا۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا۔ اسے لوگوں کی نظر سے دور لے جاؤ۔ تاکہ اسے آسمان اور زمینوں کا طواف کرایا جائے۔ اور نامور فرشتے ان کی زیارت کریں۔ پھر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے چاندی کے کٹورے دیکھے۔ جنہیں ہوا میں لئے کچھ مرد کھڑے تھے۔ پرندوں کا ایک گروہ آپ کی طرف بڑھا۔ حتیٰ کہ آپ کے حجرہ شریفہ پر آکر رک گیا۔ یہ گروہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا تھا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ

نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کے پردے اٹھا دیئے۔ اور انہوں نے اپنا مقصود پالیا۔ اس وت انہوں نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھے۔ اس کے بعد تین جھنڈے دیکھے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا بیت اللہ شریف کی چھت پر تھا۔ پھر ان کے پردوں سے حوریں ظاہر ہوئیں۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھی اور سیدہ آمنہ نے حضور ﷺ کو جنم دیا۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں عرض کیا تھا۔

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

واحسن منك لم ترقط عيني	واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب	كانك قد خلقت كما تشاء

آپ سے بڑھ کر حسین میری آنکھوں نے کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے بڑھ کر صاحب جمال، عورتوں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے۔ گویا کہ آپ کو جیسا آپ نے چاہا ویسا ہی پیدا کیا گیا۔

O=O=O

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ
وعلی آلك واصحابك یاحبیب اللہ

(افریقی ممالک میں میلاد پر پڑھی جانے والی مستند کتاب)

رسالہ المیلاد المغربی ﷺ

مصنف

حضرت علامہ السید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی۔۱۲۴۰)

ترتیب وترجمہ

مولانا محمد عبدالاحد قادری

فہرست

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تذکرہ مصنف

حضرت الشیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ھ)

آپ امام العارفین اور اولیاء محققین میں سے بزرگ ترین شخصیت تھے۔ اور باعمل علماء کرام کے سرکردہ تھے۔ طیب و طاہر سادات میں سے تھے۔ آپ کا تعلق بنو ناصر سے تھا۔ یہ افریقی ممالک میں ایک شریف قبیلہ کے طور پر متعارف و مشہور ہے۔ ''لاذقیہ'' میں نہ ان کی بیوی تھی اور نہ ہی کوئی اولاد۔ ان کی اسی لاذقیہ شہر میں ایک جامع مسجد ہے۔ جو پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے تعمیر کی گئی۔ اسی مسجد کی ایک طرف ان کا حجرہ تھا۔ جس میں آج ان کی قبر ہے۔ اس مسجد اور بزرگ کے نام بہت سے اوقاف ہیں۔ جن کی آمدنی جامع مسجد اور ان کے مزار پر خرچ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کی قبر شریف کے پاس ایک جماعت ہر وقت قرآن پڑھتی نظر آتی ہے۔

مختصر یہ کہ ان کی جامع مسجد اور ان کے مزار پر ہر قسم کی عبادات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ان کی زندگی میں کچھ کرامات و خارق عادت بکثرت ہوئے۔ جسے اہل لاذقیہ بیان کرتے ہیں۔ اور ان کی ایسی کرامات کا کہ جن سے ان کے اعلیٰ مرتبہ اور بلند مقام پر فائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل لاذقیہ میں مشہور ہے کہ آپ ''قطب'' تھے۔ جب آپ اپنا درس شروع فرمایا کرتے جو لاذقیہ کی نئی اور بڑی جامع میں ہوا کرتا تھا۔ تو یوں کہتے۔

"بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ وَ الْحَمْدَ لَهٗ كَلَامُنَا اِلَّا عَلٰى كَذَا"

بسم اللہ اور الحمد للہ کے بعد اب ہماری گفتگو یہ ہے۔ پھر آپ اپنی یادداشت سے

بہت سی باتیں لکھواتے۔ جو مختلف اقسام کے دینی فوائد سے بھرپور ہوتیں۔ اہل لاذقیہ ان کی تشریف آوری سے قبل انتہائی جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔ دینی امور کا انہیں بالکل علم نہ تھا۔ کیونکہ ان میں ایک بھی عالم دین نہ تھا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ شہر ''نصیریہ'' شہروں کے قریب تھا۔ ان میں ان کا کافی میل جول تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک بڑے بڑے شہر ایسے ہی تھے۔ جب شیخ مغربی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف لائے تو اس شہر میں انہوں نے دین کو تجدید بخشی۔ اس بارے میں انہی کے ایک بہت بڑے شاگرد جو لاذقیہ کے باشندے تھے جن کا نام علامہ محقق شیخ ''صالح الطویل'' تھا۔ جو باعمل عالم تھے۔ نے ان کی بہت مدد کی۔ جب وہاں والی مصر ابراہیم پاشا بن محمد علی پاشا جب شامی شہروں میں آیا۔ یہ ۱۲۴۵ھ کی بات ہے۔ اور سید محمد مغربی رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد کی طرف گیا۔ جو اس شہر کی اونچی جگہ پر تعمیر تھی۔ جس کا محل وقوع انتہائی خوبصورت تھا۔ مسجد کی تعمیر اور شیخ مغربی کے مزار کی عمارت دیکھ کر حیران ہوگیا کسی شخص نے اسے شیخ مذکور کی کرامات میں سے کچھ بتائیں۔ تو ابراہیم پاشا نے کہا۔ اس سے بڑی اس بزرگ کی اور کرامت کیا ہوسکتی ہے۔ کہ ایک پردیسی مسافر غریب ہوتے ہوئے اس شہر میں مقبول عام ہوا۔ اور ان کے لیے اتنی خوبصورت جامع مسجد تعمیر کی گئی کہ جس کی مثل بڑے بڑے امیروں اور حکمرانوں سے نہیں بن سکتی۔

سیدی شیخ محمد مغربی رضی اللہ عنہ کی تصنیفات میں سے زیر نظر کتاب ایک عظیم کتاب ہے۔ جو حضور ﷺ کی میلاد کے موضوع پر انہوں نے تحریر فرمائی۔ میلاد شریف کی محفلوں میں وہ پڑھی جاتی ہے۔ یہ کتاب ''میلاد نبوی'' کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے افضل، اکمل اور زیادہ بلاغت والی ہے۔ شیخ مغربی رضی اللہ عنہ نے اس میں

محدثین کی روایات اور محققین صوفیاء کے سرداروں کی عبارات جمع فرمائیں۔ آپ خود بھی بڑے محقق اور صوفی تھے۔ اس لئے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت شیخ مغربی رضی اللہ عنہ حضور سیدنا محمد سید المرسلین ﷺ کے اعلیٰ مرتبہ اور قدر و منزلت سے زیادہ شناسا تھے۔

(مزید حالات مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے معلوم نہیں ہوسکے)

محمد عبدالاحد قادری
گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں
۲۳-۰۲-۲۰۱۲

☆=☆=☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ الحمد للہ الذی بنعمۃ تتم الصالحات۔ اللھم لا سھل الا ما جعلتہ سھلا۔ وانت تجعل الحزن اذا شئت سھلا۔ سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحکیم۔ والصلاۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا محمد و علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ و رضی اللہ عنہ عن اصحاب رسول اللہ اجمعین۔ وعن التابعین۔ و تابع التابعین۔ وعن الاولیاء والعلماء العاملین۔ والائمۃ المجتھدین۔ ومقلدیھم باحسان الی یوم الدین۔

اما بعد!

ایھا الناس۔ ان احسن الکلام کلام اللہ وخیر الھدی ھدی سیدنا محمد بن عبداللہ و شرالامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ۔ و کل بدعۃ ضلالۃ۔ و کل ضلالۃ فی النار ای صاحبھا۔ و کلا منا الان علی قول ربنا جل جلالہ و عزجمالہ۔ وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین۔ (سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

’’اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں ۔تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی۔اور اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اپنی نعمتوں سے صالحات کی تکمیل فرمائی۔اے اللہ! آسان وہی ہے جسے

تو آسان کردے اور تو ہی جب چاہے تو پریشانی، آسانی میں تبدیل کردے۔تو ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ہمیں صرف اتنا ہی علم ہے جس قدر تو نے ہمیں سکھایا۔ بیشک تو ہی علیم وحکیم ہے۔اور کامل ومکمل صلوۃ وسلام ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء ومرسلین پر نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب سے اللہ راضی رہے۔ اور تابعین اور ان کے تابعین اور اولیاء امت،علماء ربانیین عاملین، ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین پر احسان کے ساتھ تا قیامت رحمتیں وبرکتیں نازل ہوں۔آمین

امابعد! لوگو! سب سے بہتر کلام ’’کلام اللہ‘‘ ہے۔اور سب سے بہتر ’’ہدیہ‘‘ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدیہ ہے اور تمام امور میں سے زیادہ برے وہ دین میں نکالے گئے کام ہیں جن کی کوئی اصل نہ ہو اور ہر ایسا کام ’’بدعت‘‘ ہے۔اور ہر بدعت ’’گمراہی‘‘ ہے۔ اور ہر گمراہی یعنی گمراہ جہنمی ہے۔اب ہماری گفتگو اللہ تعالیٰ کے قول ’’وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین ‘‘ پر ہوتی ہے۔

اے موجودات! اے مخلوقات! اے علامات اور اے کائنات! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطالع رحمانیہ کے عرش اور مشارق ربانیہ کے آسمان ہیں۔اور آپ ہی صلی اللہ علیہ وسلم عجائب نورانیہ کے غوث اور غرائب روحانیہ کے قطب ہیں۔لطائف صمدانیہ کے فلک، رقائق روحانیہ کے شمس اور کثائف جسمانیہ کے چاند بھی آپ ہی ہیں۔اسرار وانوار جبروتیہ کی زمین، حقائق ودقائق ورقائق ملکوتیہ کے سمندر، محاسن رسولیہ کے سدرۃ المنتہیٰ، عجائب نبویہ کے سورج، غرائب انسانیہ کے فلک، اسرار جبروت کے دولہا، ملک وملکوت کے انوار کے سلطان، عزت وعظمت

وکبریا، والوھیۃ کی ذات کے مظہر، ذات جلال وکمال وربوبیت کے چمکنے کی جگہ، ذات جلال کے اسرار کے عرش انوار ذات جمال کی کرسی، ارواح ذات کمال کی روح بھی آپ ﷺ ہیں۔

آپ ہی کبیر ومتعال باری تعالیٰ کا وہ قلم ہیں کہ جس سے اس نے عالم خلق وامر کے ہر ذرہ کو لکھا۔ آپ ہی اسرار معقولات کے سر، انوار محسوسات کے نور، جمیع موجودات کے شمس، رب العالمین کی نعمت، اکرم الاکرمین کا عطیہ، ارحم الراحمین کا ہدیہ، جمیع عالمین کا نور، برزخ المومنین کے اسرار کا سر، قیامت میں متقین کے انوار کا نور، میزان العارفین کی ارواح کے روح، فرشتوں، پیغمبروں کے حوضوں کی نہروں کے سمندر، صراط مقربین کے اسرار کا سر، رب العالمین کی انوار جنات کا سورج، ارحم الراحمین کی رحمت کا ٹیلہ، رب العالمین کی عظیم نعمت کہ جن کے قلب انور پر قرآن نازل کیا گیا۔ اور ''وما ارسلناك الارحمة للعالمين'' کے خطاب متین کے مخاطب آپ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے اصحاب، ازواج، ذریات واہل بیت پر بھی اس وقت تک صلوۃ وسلام نازل فرمائے جو اس کی ذات ربوبیت، مالکیت اور الوھیت کے احاطہ میں ہے۔ ایسی صلوۃ کہ جس کے وسیلہ اور برکت سے اے اللہ! تو ہمیں معاف فرمادے۔ ہمارے والدین، مشائخ، احباب، عشیرت اور ان تمام کو جن کے ہم پر احسانات ہیں۔ صاحب وقت، جمیع اقطاب، جمیع اہل دیوان، خواہ وہ زندہ ہیں یا انتقال کر گئے جن کا اس علاقہ سے تعلق ہے، اس کے علماء عوام، ہمارے دینی بھائیوں پر جو یہ حاضر ہیں اور جو غائب ہیں، ان کے والدین، اقارب اور تمام مسلمانوں کو معاف فرمائے۔

جب اس ''کتاب مسطور'' کے سورج، اس ''رق منشور'' میں اس ''بیت المعمور'' میں طلوع ہوئے۔ تو اس '' بحر مسجور'' کے چشمے محبین وعارفین کی زمینوں پر پھوٹ

پڑے۔ جو ''عالین ومقربین'' کے آسمانوں سے تھے۔ پھر اس ''سلطان امین'' کے شہروں پر اس ''فتح مبین'' کی فوجوں نے یلغار کردی۔ تو ''سلطان الاسرار'' کے منادی نے انوار کے فلک افلاک میں ندا دی، عجائبات کے سمندروں میں آواز دی، غرائب کے ساحلوں پر ڈھنڈورا پیٹا، کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں رب کائنات ہوں۔ اور میں نے آپ کو یا محمد ﷺ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ سو پاکیزگی اللہ تعالیٰ کی جس نے ہمارے آقا ﷺ کو عزت بخشی اور انہیں تمام اسماء وصفات کا مظہر بنایا۔ اور تمام موجودات میں چمکنے والا انور بنایا۔ اور کائنات کے ہر ذرہ میں محفوظ رکھا۔ جن کے لئے سبب سے اندھوں کی آنکھیں روشن کر دیں، بہروں کے کان سننے والے بنا دیئے، دلوں کے پردے دور کر دیئے، اور قرب کے لمعات (شعلے) ان کے وسیلہ سے لوگوں پر انڈیل دیئے۔ ریب وشک کے اندھیرے ان کی وجہ سے زائل کر دیئے اور مومنین کے دل ان کے وسیلہ سے روشن کر دیئے اور آپ کے ذریعہ مقربین کی راہ دکھائی۔

صلى الله عليه وآله وسلم وعلى اله واصحابه وازواجه و ذرياته واهل بيته صلاة تدوم بدوام ذات الله واسمائه وصفاته۔

اس گھر کی حفاظت جس میں اسم محمد ﷺ ہو

صاحب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو زمین کی سیاحت پر مامور کیا ہوا ہے۔ ان کی عبادت یہ قرار دی ہے کہ وہ ہر اس گھر والوں کی حفاظت کریں جس میں ''اسم محمد'' ﷺ موجود ہو۔

نام احمد (ﷺ) چومنے پر سو سال کے گناہ معاف

ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے جس کے راوی حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ

ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک نوجوان نے متواتر سو سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دیئے۔ پھر مر گیا۔ لوگوں نے اس کی لاش اٹھائی اور جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے وہاں جا کر پھینک آئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اسے وہاں سے اٹھایا جائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا باری تعالیٰ! تمام بنی اسرائیل اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس نے متواتر سو سال تیری نافرمانی ہی کی۔ (کوئی اچھا کام نہیں کیا) ایسے آدمی کا جنازہ اور دفن کیا جانا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی۔ کہ بات ٹھیک ہے مگر ایک اس کی ادا ایسی بھی تھی۔ جو لوگوں سے پوشیدہ تھی وہ یہ کہ جب بھی وہ تورات کھولتا۔ اور اسم "محمد" ﷺ پر اس کی نظر پڑتی تو اسے چوم لیتا اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیتا۔ میں نے اس کو اس بات کا اجر یہ دیا ہے کہ اس کی مغفرت کر دی ہے اور ستر حوریں اس کی زوجیت میں دے دی ہیں۔

حضور ﷺ کے عظیم القدر ہونے، شریف الامر اور اپنے رب کے قرب میں صاحب جلالت ہونے پر بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں۔ ایسے اعلیٰ اشارات، عظیم علامات موجود ہیں۔ جنہیں بلیغ عبارات سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک آیت کریمہ یہ بھی ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: "یقیناً تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک عظیم المرتبت رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا انتہائی گراں گزرتا ہے تمہارے بہت زیادہ خیر خواہ ہیں مومنین کے لیے مجسمہ رحمت اور مہربانی ہیں۔"

انبیاء علیہم السلام سے عہد

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ
ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے چکوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آجائیں جو تمہارے ہاں موجود اللہ تعالیٰ کے احکام کی تصدیق کرنے والے ہوں تو تمہیں لازماً ان پر ایمان لانا ہوگا اور ان کی مدد کرنا ہوگی۔ پوچھا کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟ اور تم نے اس پر مجھ سے پختہ عہد باندھا؟ سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پھر تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔"

ان دونوں آیات میں سے پہلی آیت کریمہ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ وہ شخصیت ہیں، جن کا "سر" تمام اسماء اور تمام صفات میں جاری ساری ہے اور اس طرف بھی کہ آپ ﷺ اللہ رب العالمین کے رسول ہیں۔ جو تمام مخلوقات کی طرف بھیجے گئے۔ اور جو ان میں سے ہی یا ان میں سے اعلیٰ اور نفیس ترین شخصیات میں سے جلوہ فرما ہوئے ان کی ارواح اور ان کی اشباح میں سے تشریف لائے۔ اس آیت میں تمام علوی اور سفلی مخلوقات ہے۔ اور اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ آپ ﷺ کو مخلوقات کا پریشانی میں پڑنا، شقاوت میں پڑنا اور اللہ

تعالیٰ سے دوری میں پڑنا نہایت دشوار گزرتا ہے اور یہ بھی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ تمام مخلوقات کا سعادت میں اور قرب الی اللہ میں پڑنا اس کے بہت زیادہ متمنی ہیں۔ اور مومنوں پر انتہائی مہربان ہونا اور کفار کے لیے بہت شدید اور غصہ والا ہونا بھی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

تفسیر

دوسری آیت کریمہ اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام اور ان کی امتوں سے یہ عہد و پیمان لیا۔ یہ عہد و پیمان "عالم روحانی" میں ہوا۔ اور "عالم جسمانی" میں بھی معرض وجود میں آیا۔ عہد و پیمان یہ تھا کہ اگر تم میں سے کسی کو حضور ﷺ کا زمانہ نصیب ہو۔ تو وہ آپ پر ضرور ایمان لائے گا۔ ان کی اتباع کرے گا اور ان کی اللہ کے راستہ میں مدد کرے گا۔ یہ عہد انبیاء کرام کی امتوں سے بھی لیا گیا۔ اور اس عہد و پیمان پر ہر نبی اور امت قائم رہی۔

اس شرط کا ہر دور میں اعتبار کیا گیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں اپنے حبیب ﷺ کو ظاہر فرمایا۔ جب نسیم صبح چلی، خوشبوئیں بکھیریں، روشنیاں چمکیں، شمس ربوبیت "عرش رحمانی" سے طلوع ہوا، اس کی روشنی مالکیت کی زمینوں پر پڑی، احدیت کے سمندر واحدیت کے ساحلوں پر جوش دکھانے لگے، تو الوہیت کی چوٹیوں پر بارگاہ رب العزت کے مؤذن نے اذان دی۔ ایسی اذان جو عظمت، کبریائی اور ابدی عزت کی زبان سے تھی۔ اس اعلان و اذان سے تقدیسات الٰہیہ کی زمینوں میں ہریالی اور نشوونما کی کیفیت آئی، پھر ہر رحمانی عجیبہ، ربانی غریبہ، نورانی لطیفہ، روحانی رقیقہ اور جسمانی کثیفہ سے پودے پھوٹے۔ پس ابدی سعادت کی روحیں بلندی پر پہنچیں، وہ روحیں جو عارفین، مقربین، محبین اور محبوبین کی تھیں۔ وہ بلندی جو منزل

عالیہ، مشہور قبروں، باقی رہنے والی نعمتوں کے حصول کے لئے تھی۔ یہاں تک کہ وہ "كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ"۔ (الرحمٰن:۲۹) سے متصف ذات باری تعالیٰ کے صحن میں جا اترے۔ پس وہ جہاں تھے وہاں نہ پہلے تھے اور نہ ہوں گے بہرحال جہاں بھی تھے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قرآن کی تلاوت سماعت کی۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ○ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف سے رحمت اور رضامندی کی خوشخبری دیتا ہے۔"

پھر "سلطان جبروت" نے ملک وملکوت کے آسمانوں میں بلند آواز سے کہا۔

اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیاء:۱۰۷)

آپ ہی وہ نور ہیں جس سے انوار پھوٹتے ہیں

اے موجودات! اے مخلوقات! اے علامات! اے کائنات! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہی وہ شیشہ ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز جمالہ اپنی تمام شہادت وخلق میں اپنی ذات کو دیکھتا ہے۔ آپ ﷺ ہی "امام المبین" ہیں۔ اور آپ ہی ﷺ رب العالمین کے تمام نفحات میں ایسی روح عظیم ہیں جو ہر ایک نفحہ میں جاری وساری ہے۔ آپ ﷺ ہی حضرات جبروتیہ کے آسمانوں پر مشرق سے طلوع ہونے والا سورج ہیں۔ اور "نسمات ملکوتیہ" کے کمالات کے مغرب میں غروب ہونے والا منور راز ہیں اور آپ ﷺ ہی وہ سر ہیں جس سے اسرار ذات پھوٹتے ہیں اور آپ ہی وہ نور ہیں جس سے انوار صفات پھٹتے ہیں۔

آپ ہی وہ نور ہیں جس میں تجلیات کے وعدہ جات رکھے گئے۔ آپ ہی وہ سر ہیں جس میں تجلیات کی بجلیاں کوندتی ہیں۔ آپ ہی ﷺ وہ بارش برسانے والا آسمان (بادل) ہیں جو حضرات جبروت کے انوار کی بارش برساتا ہے۔ آپ ہی وہ زمین ہیں جو ملک و ملکوت کے راز لگاتی ہے۔ آپ ہی ﷺ وہ عرش ہیں جس پر رحمٰن مستوی ہے۔ آپ ہی وہ کرسی ہیں جن میں دیوان قائم کئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ ہی وہ روشن راز ہیں جو حق و جبروت کے جہانوں کے عرش سے چمکتا ہے۔ آپ ہی وہ روح ہیں جو ملک و ملکوت کے جہانوں کے رازوں کی جامع ہے۔ آپ ہی ﷺ وہ قطب ہیں جو حضرات کے ستاروں کے سورج کے جامع ہیں۔ اور آپ ہی وہ فرد واحد ہیں جن کے جوہر روح کی طرف تمام اشارات کا اشارہ ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ ہی وہ عالی فرد ہیں جو اپنی ذات سے انوار و ظلمات کے جہانوں پر منور ہیں۔ آپ ہی وہ عرش محیط ہیں جس کی حقیقت کی تعبیر کے لیے مختلف قسم کی عبارات ہیں۔ آپ ہی روحانی آسمانوں سے اور دور چمکنے والے ماہتاب ہیں۔

آپ ہی وہ روشن صبح ہیں جو ہر قسم کی خوشیاں، مسرتیں اور فرحتیں لے کر طلوع ہوتی ہے۔ اور آپ ہی ﷺ تمام حقائق، دقائق، رقائق اور ارواح میں جاری و ساری روح ہیں اور آپ ﷺ ہی تمام کثائف، عقول، نفوس اور اشباح میں سرایت ہونے والا راز ہیں۔ آپ ﷺ ہی کا نور بلند ستارے میں ظاہر ہے۔ اور انمول موتی ہیں آپ ہی کا سر پوشیدہ ہے۔ اور ''نفحات رحمٰن'' جس سے جوش میں آتی ہیں آپ ہی وہ سمندر ہیں۔ کائنات کے ستارے جس قطب کے گرد گھومتے ہیں وہ قطب آپ ہی ہیں۔ عرش ربوبیت اور آسمان مخلوقیت بھی آپ ہی ہیں۔

آپ ہی ﷺ حق و جبروت کے جہانوں کے عرش سے چمکنے والا نور ہیں اور ملک و ملکوت کی کائنات کے سورج کا روشن راز بھی آپ ہی ہیں۔ تمام انوار کو فیض کے

ذریعہ روشن کرنے والا سورج آپ ہی ہیں۔ اور تمام اسرار کا احاطہ کرنے والی آپ ہی کی ذات ہے۔ آپ ﷺ ہی وہ نور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اس میں سے دیکھی۔ پس اپنے اسم ''قیوم'' کے نور سے اسے پیدا کیا۔ پھر تمام کائنات اس سے پیدا کی۔ پس کائنات میں آپ ہی کو اس نے اپنا محل نظر بنایا۔

تمام موجودات میں اشرف

حضور سرور کائنات ﷺ ہی منزلت و بلندی کے اعتبار سے تمام موجودات میں سے اشرف ہیں۔ اور مکان و رفعت کے اعتبار سے آپ ہی سب سے زیادہ ''مکرم'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں موجودات میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نہیں۔ اور اس کی معرفت میں کوئی بھی آپ سے بلند نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں کوئی بھی دوسرا آپ سے بڑھ کر زیادہ قریب نہیں۔ کیونکہ سید المقربین اور افضل العالمین آپ ہی ہیں۔ موجودات کی چکی آپ کے گرد گھومتی ہے۔ آپ ہی تمام مخلوق کے قطب ہیں۔ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ایک مخصوص وجہ کے لیے تخلیق فرمایا۔ اور ایک مخصوص رتبہ میں پیدا کیا۔ جو صرف اور صرف آپ میں ملحوظ اور محفوظ ہے۔

آپ ﷺ کی تمام ارواح، اسرار اور انوار کے معشوق ہیں۔ آسمانوں، زمینوں، جنت اور دوزخ کے محبوب بھی آپ ہی ہیں۔ اور آپ ﷺ ہی وہ روح ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے قرب و جبروت کی عظیم دولت رکھی۔ اور ملک ملکوت میں جس کی عظیم حمد و ثناء ہوتی ہے۔ آپ ﷺ ہی تمام کائنات کے ہر ذرہ ذرہ میں چمکنے والا نور ہیں۔ اور خدائی روشنیوں میں چمکتا راز بھی آپ ہیں اور آپ ﷺ ہی وہ سمندر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے قطرات سے تمام مخلوق کو جمع کیا اور آپ ہی وہ بارش ہیں جس کے قطروں سے تمام موجودات کو اکٹھا کیا۔ شمس و قمر، افلاک و نجوم کا نور بھی آپ ہی ہیں۔

زمان ومکان اور ابصار وعیون کا راز بھی آپ ہی ہیں۔ جوہر و یاقوت اور دیگر پتھروں کا نور بھی آپ ہی ہیں۔ پھولوں، درختوں اور نباتات کا راز بھی آپ ہی ہیں۔ لطائف، رقائق اور ارواح کے راز کو اٹھانے والا نور، ہر کثیف چیز، تمام نفوس اور اشباح میں روشن راز بھی آپ ہی ہیں۔ عرش وکرسی اور لوح وقلم کا احاطہ کرنے والا نور، آسمانوں، زمین، جنت، دوزخ اور تمام کائنات کو گھیرنے والی روشنی بھی آپ ہی ہیں۔ آپ ﷺ ہی فرشتوں، جنات، انسانوں، حیوانات، عناصر، جمادات، نباتات اور دیگر تمام کائنات میں اپنے چہرہ مقدسہ کے اعتبار سے ظاہر ہیں۔ اور آپ ﷺ ہی وہ ذات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں جو چیز پیدا فرمائی یا فرمائے گا وہ آپ کے چہرۂ انور کے نور کے گرد گھومتی ہے۔

آپ ﷺ ہی وہ نور کی مٹھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور قدیم سے بھری۔ پھر اسے فرمایا۔ کُوْنِیْ مُحَمَّدًا فَکَانَتْ۔ محمد (ﷺ) بن جا۔ تو وہ بن گئی۔

منزہ عن شریك فی محاسنه　　فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم　　واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم

ترجمہ: ''آپ ﷺ وہ شخصیت ہیں جو اپنے حسن وجمال وخوبیوں میں شریک نہیں رکھتے۔ آپ میں حسن کا جوہر ناقابل تقسیم ہے۔ عیسائیوں نے اپنی نبی کے بارے جس بات کا دعویٰ کیا۔ (کہ وہ اللہ یا اس کے بیٹے ہیں) یہ کہنا چھوڑ دے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی تعریف میں جو چاہے کہتے رہو سنتے رہو۔''

☆=☆=☆

باب دوم

صفات عالیہ وجمالیہ

''جبروت'' میں جب اس عزت، عظمت اور کبریاء کے سورج طلوع ہوئے اور ''ملک وملکوت'' میں اس احدیت کے سمندروں نے اسرار وانوار کا پانی بہایا۔ اور ''رحموت'' میں ان عجائبات وغرائب کی بلبلوں نے زبان غیب سے نغمہ سرائی کی۔ تو ''ناسوت'' میں ان حقائق ورقائق کے عرش سے پروردگار جل وعلا کی نسیم بہاری چلی۔ پھر حلیم ومنان کے ایک منادی نے فضل واحسان کے مینار پر کھڑے ہو کر ''ما کان وما یکون'' کے آسمان میں یہ ندا کی۔ کہ

اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○　(سورۃ الانبیاء)

اے موجودات! اے مخلوقات! اے علامات: اے کائنات!

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے ومولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وہ نور ہیں۔ جن میں اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے دونوں غیب وشہادت کا ظہور فرمایا۔ سو اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ اب بھی اسی حال پر ہے جس حال پر وہ تمام ''ما کان و ما یکون'' کے انسلاخ سے قبل تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تخلیق

اور قبل اس کے اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ، قضا وقدر کا اظہار فرماتا۔ اس کی طرف اشارہ وہ روایت کرتی ہے جس کو حضرت امام علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم نے

روایت کیا۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام۔

ترجمہ: ''حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے ''نور'' تھا۔''

وہ ستارہ میں ہی ہوں

اور یہ روایت بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا۔

ان النبی صی الله علیه وآله وسلم سأل جبریل علیه السلام فقال یا جبرئیل کم عمرت من السنین فقال یارسول الله لست اعلم غیر انه فی الحجاب الرابع نجم یطلع فی کل سبعین الف سنة مرة رایته اثنین و سبعین مرة فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یاجبریل و عزة ربی انا ذالك الکوکب۔

ترجمہ: ''حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کیا۔ میں نہیں جانتا۔ ہاں یہ جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے جو ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے۔ میں اسے بہتر (۷۲) مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اے جبرئیل! مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! میں ہی وہ ستارہ ہوں۔

اولیت

ایک اور روایت بھی اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں حضور ﷺ کا ارشاد مذکور ہے:

" قال اوّل ما خلق الله القلم"۔

دوسری روایت کیا ہے۔

"اول ماخلق الله العقل"۔

تیسری میں

" اول ما خلق الله روح نبیك یاجابر"۔

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ''قلم پیدا کیا۔''

سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ ''عقل'' ہے۔اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کی روح کو سب پہلے پیدا کیا۔

شرح

پس قلم، عقل اور روح اس عالم بالا میں حضور ﷺ کے روح مبارک کے مختلف چہرے ہیں۔ اور آپ کے ''نور'' کے مختلف اعتبارات ہیں۔ اور عالم عالی میں آپ کے مختلف اسماء ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی وہ نور ہیں تو تمام ارواح میں اتارا گیا۔ اور آپ ہی جمیع اشباح کے دلوں کا سر باطنی ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ جمیع موجودات کا خلاصہ، جمیع مخلوقات کا ''اصل'' ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کو ان کے رب نے ان حضرات عالیات اور تقدسیات ازلیات میں بتادیا تھا کہ آپ کی نبوت سب سے پہلے ہے۔ اور عظیم الشان رسالت کی خوش خبری سنادی تھی۔

پھر جب ''جبروت'' کے بادشاہ نے ''ملک وملکوت'' کے امام کو ''لاہوت'' میں

اپنے سورج کے اظہار اور ”ناسوت“ میں اس کی ضیاء پاشی کا حکم دیا۔ تو ”رقائق روحانیہ“ کے دریا ”کثائف جسمانیہ“ کی زمین پر بہہ پڑے۔ تو ”حضرات جمال“ کے منادی نے جلال کی چوٹیوں کے مینار پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہر عیب ونقص وکمزوری سے پاک ہوں۔ میں ہی عرش عظیم اور کرسی دیوان کا مالک ہوں، میں ایک تنہا اور دوسرے سے پاک ہوں۔ میں اکیلا ہی مالک ہوں۔ رحیم ورحمٰن ہوں، عزیز وجبار، کبیر متعالی، حی وقیوم ہوں اور ”کل یوم ھوفی شان“ میری صفت ہے۔

آپ ﷺ تمام موجودات کی اصل ہیں

اے موجودات! اے مخلوقات! اے علامات! اے کائنات۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ رب کائنات نے یہ ارادہ فرمایا کہ کوئی ایسا ہونا چاہئے جو میری صفت ربوبیت کا متعلق ہو۔ جس کی میں تربیت کروں۔ تو اس نے آپ سے تمام موجودات کی اصل ظاہر ہوئی۔ لہٰذا آپ ﷺ سے تمام عالمین کے لئے اصل مد ظاہر کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس اصل سے خود اپنی ذات کی طرف ارواح اور انوار کے تمام جہانوں میں نظر کی۔ اور اسی طرح ظلمات واشباح کے جہانوں کی طرف بھی دیکھا۔ تو ہمارے آقا ومولیٰ حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات مقدسہ اپنی نبوت ورسالت سیادت وعظمت اور قربت پروردگار کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام اور کائنات کی کوئی دوسری چیز پیدا نہ ہوئی تھی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ کوئی عارف ومحبوب اور نہ کوئی مقرب ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اسرار وانوار کا محبوب بنادیا۔ تمام کائنات اور اغیار کا معشوق

بنادیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم گرامی اپنے عظیم اسماء وصفات کے ساتھ ملا دیا۔ اور آپ کا نام پاک اس کائنات کی ہر چیز پر تحریر فرمادیا۔ خواہ وہ از قبیلہ ذات ہو یا صورت ورنگ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہی ﷺ وہ عرش ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ مستوی ہے۔ اور آپ ہی وہ کرسی ہیں جس میں تمام دیوان نصب ہیں۔ آپ ہی وہ قلم ہیں جس سے رحمٰن اس کائنات کے ہر ذرہ پر ”ماکان وما یکون“ لکھتا ہے۔ اس لئے کہ تمام ارواح آپ سے سوالی ہیں۔ تمام اشباح آپ سے مدد طلب کرتے ہیں اور یہ سب کچھ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں برس پہلے ہوا۔ اس لئے آپ ﷺ عظمت کے مظہر، جلال کے مرکز، اور ذات باری تعالیٰ کے مخصوص ہیں۔

آپ ہی ﷺ اقتدار الٰہی کے مظہر، امر ونہی کے نفوذ کے محل ہیں۔ اور رقائق خلقیہ کے ظاہر کرنے میں آپ ہی توجہ اوّل ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ سے ہی مخلوقات میں امر الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔ قضاوتقدیر کی فصل اور تدوین وتسطیر کے آپ ہی محل ہیں۔ آپ ہی سدرۃ المنتہیٰ ہیں۔ جس کے نیچے ہی تمام مقامات کی انتہا ہے۔ اور اس کی طرف جو اس قدس عالی اور تنزیہ غالی میں ہے۔

ربوبیت کے جلال کا مقام

حضرت جبرئیل علیہ السلام اشارہ کرتے ہیں جب شب معراج آپ کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ پھر ایک مقام آیا کہ حضور ﷺ آگے بڑھے۔ لیکن جبرئیل وہیں رک گئے۔ آپ نے جبرئیل کو کہا۔ جبرئیل! آگے بڑھو، جبرئیل نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں بال برابر بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔ کیونکہ اگلا مقام ”مقام خصوصی“ ہے۔ اس لئے کہ وہ الوھیت کے چمکنے کی جگہ ہے۔ ربوبیت کے جلال کا مقام ہے۔ خصوصیت کا مظہر اور مخلوقیت کا مغرب ہے۔ ایسا اعلیٰ واشرف مقام ہے کہ

موجودات ومخلوقات میں سے کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر جاسکتا ہے تو وہ جو ''صاحب محمدیۃ کبریٰ'' ہو، اور ''شفاعت کبریٰ'' کا مالک ہو۔ دنیا وآخرت کا سردار ہو۔ اور وہ صرف اور صرف ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کیونکہ آپ عبودیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ مکانات رحمانیہ میں اعلیٰ مکان کے مکین ہیں۔ ان تقدسیات امالیہ اور تنزلیات ابدیہ میں تمام فرشتے اور تمام پیغمبر پڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ عالیہ اور عظمت صمدانیہ سے آپ کی طرف وہ لطیفہ ذاتیہ وحی کیا۔ جو علوم الٰہیہ اور غیوب صمدانیہ تھا۔ جس نے کبریائی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ عظمت کی ازار رکھی تھی۔ احدیت وواحدیت اور رحمانیت وربوبیت کا تاج پہن رکھا تھا۔ جلال کا نقاب ڈالا ہوا تھا۔ لباس کمال میں مٹک رہا تھا۔ حجاب عزت سے چھپا ہوا تھا۔ عجائب رحمانیہ سے روشن تھا۔ غرائب ربانیہ سے مزین تھا وہ کہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم کلام، عظیم خبر، متین خطاب اور کتاب مبین میں اپنے اس قول کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

وکذلك اوحینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نور نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانك لتھدی الی صراط مستقیم۔ (سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کی وحی کی۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ہی ایمان کو۔ اور لیکن ہم نے اس کو نور بنایا۔ اپنے بندوں میں سے جسے ہم چاہتے ہیں راستہ دکھاتے ہیں اور آپ یقیناً صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ وہ عظیم روح ہیں جو رب العالمین کے دربار عالیہ میں

موجود اور قائم ہے۔ حضرات الٰہیہ او عظمات صمدانیہ میں تصرف کرنے کی اجازت آپ کو دی گئی ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ ان کے جلال کا عظیم مرکز اور ان کے ظہور کا کامل مظہر ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے فیض سے اللہ رب العزت نے تمام انبیاء ومرسلین کو ظاہر فرمایا ملائکہ ومقربین وعالمین کہ جن کو حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا جیسا کہ اسرافیل، میکائیل، جبرائیل عزرائیل اور ان سے اوپر والے فرشتے جیسا کہ کرسی کے نیچے کھڑے فرشتے، امام مبین کے نیچے موجود فرشتے ان سب کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیض سے ظاہر فرمایا۔ اسی لئے آپ ﷺ ہی ''سر مکنون، حرز مصون، عزیز المرام اور عظیم المقام'' ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ ہی وہ راز ہیں جس کا صراحۃً بیان کرنا درست نہیں۔ اور کتابت وتلویح سے ان کا سمجھنا ناممکن ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ ہی وہ ''قطب'' ہیں۔ جن کے اردگرد جمال کے افلاک گھومتے ہیں۔

آپ ہی وہ سورج ہیں جن سے کمال کے چاند روشنی پاتے ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ وہ حبیب اعظم ہیں۔ جن کے اوصاف نہایت عمدہ اور جن کی صفات نہایت پاکیزہ ہیں۔ جمال جن کو دہشت زدہ اور جلال جن کو کپکپا نہیں سکتا۔ اس لئے کہ آپ حکمت کے فلک الافلاک ہیں، رحمتوں کے دریاؤں کا دریا ہیں، عصمت کی تائید سے مؤید ہیں۔

اللہ نے اپنی صفات کے لیے حضور ﷺ کو پیدا کیا

اللہ تعالیٰ رب قدیر نے جب اپنے اسماء وصفات کے ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تاکہ مخلوق اس کی ذات کی معرفت حاصل کرے تو اس نے حضور ﷺ کی حقیقت سے یہ متمیز مظاہر ظاہر فرمائے جنہیں موجودات ذاتیہ کہتے ہیں جو مراتب الٰہیہ میں روشن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام کائنات کی طرف اپنا قدیم کلام دے کر بھیجا۔ اپنی عظیم خبر دے کر ارسال فرمایا۔ اپنے عظیم خطاب سے نوازا، اپنی عظیم کتاب عطا فرمائی۔ تاکہ آپ ﷺ ان کو یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو ''ادراک'' سے بلند و بالا ہے۔ شریک سے پاک ہے، تو اس سے عزت ربانیہ کی بلندی ظاہر ہوئی۔ اور اس کے ساتھ مرتبہ ربانیہ کا حق پہچانا گیا۔ جس کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم کلام، اپنی عظیم خبر اور اپنے متین خطاب میں اشارہ فرمایا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۃ زمر)

ترجمہ: ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق ہے اور تمام زمین قیامت کے دن اسی کے قبضہ قدرت میں ہوگی اور آسمانوں کو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے سمیٹنے والا ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک اور اس سے بلند ہے جو وہ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ ہی موجودات میں جمال کے سورج ہیں، مخلوقات میں تمام کمال کو (اپنے اندر) جمع کرنے والے ہیں۔ اسی لیے ﷺ ہی وہ نقطہ ہیں جس پر اسماء، صفات اور جلال کا محیط گھومتا ہے۔ اور آپ ہی وہ قبضہ ہیں جس پر اوّل و آخر اور اوسط کے محیط چکر لگاتے ہیں۔

وانسب الی ذاتہ ما من شرف ۔۔۔ وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ ۔۔۔ حد فیعرب عنہ ناطق بفم

ترجمہ: ''آپ کی ذات مقدسہ عالیہ کی طرف جو شرف اور جیسی بزرگی

منسوب کرنا چاہے اور آپ کی قدر و منزلت کی طرف جس اور جیسی عظمت کی بھی نسبت کرنا چاہے کرلے۔ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ رسول کریم ﷺ کے فضل کی کوئی حد نہیں۔ جس کو کوئی اپنی گفتگو میں کامل طور پر بیان کرسکے''۔

جب ان ''لطائف صمدانیہ'' کی ہوائیں چلیں، ان ''عجائب رحمانیہ'' کی خوشبوئیں مہکیں، ان ''غرائب ربانیہ'' کے لمحات چمکے، ان ''حقائق نورانی'' کے لشکر نے حملہ کیا ان ''رقائق روحانیہ'' کے دریا بہے اور اس ''کائنات جسمانیہ'' کے پردے زائل ہوئے تو اس ''حضرات الٰہیہ'' کے ایک منادی نے ان ''کواکب ھائیہ'' کی منازل میں اس ''وحدت سبحانیہ'' کے کلام کے ساتھ ان ''مظاہر ربانیہ'' کی زبان سے اسے مخاطب کرکے یہ ندا کی۔

اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

رب کہاں تھا

سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت ذکر کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ ارشاد فرمایا۔ وہ ''عما'' میں تھا۔ جس کے نیچے اور اوپر ہوا ہے۔ اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ''سفید یاقوت'' میں تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ''کنز یہ مخفیہ'' میں تھا۔

دلیل اس کی یہ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس

"عما" وہ کہ جس کے اوپر نیچے ہوا ہے سفید یاقوت اور کنزیہ مخفیہ اللہ تعالیٰ کے مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل تھی۔ تمام مخلوقات ناپید تھی۔ وہ تھا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ جیسا کہ وہ اب بھی اس طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔ جب اللہ رب العزت نے اس کائنات کو ظاہر فرمانا چاہا تو اس "سفید یاقوت" کی طرف نظر کمال سے دیکھا تو وہ پگھل گیا۔ اور پانی ہوگیا۔ پھر اس کی طرف "نظر عظمت" سے دیکھا تو وہ ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ جس طرح سمندری لہریں ٹھاٹھیں مارتی ہیں۔ پھر بعض کے بعض کے ساتھ ٹکرانے سے اس کی کثافت اوپر آگئی۔ جس طرح سمندر سے جھاگ اوپر آجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس جھاگ سے زمین کے سات طبقات بنائے۔ اور ہر زمین میں اس کی جنس کے مطابق آبادی بنائی۔ پھر اس پانی کے لطائف اوپر چڑھ گئے۔ جس طرح سمندروں سے بخارات اوپر اٹھتے ہیں۔ تو اس کو پھاڑ کر سات آسمان بنائے۔ اور ہر آسمان پر اس کی جنس کی مانند فرشتے پیدا کیے۔ پھر اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اردگرد موجود سات سمندر بنادیا۔ جب ان قہاری کڑک کے کھڑاک بلند ہوئے اور ان زواجر جباریہ کے عظمات جوش میں آئے۔ اور ان کڑکتی بجلیوں کی کڑک اٹھی اور ان "سبحانی زلزلوں" کی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی تو اس بلند وعالی بارگاہ کے سورج طلوع ہوگئے۔ اور ان "جبروتی انوار" کے دریا بہہ نکلے۔ اور ان "ملکوتی افلاک" کے سیارے چمکے تو رحمٰن کے منادی نے "ماکان و مایکون" کی فضا میں ندا کی۔

أَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

☆=☆=☆

باب سوم

نورانی لطیفہ

اے موجودات! اے مخلوقات! اے علامات! اے کائنات!

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے آقا و مولی جناب محمد مصطفیٰ ﷺ وہ "نورانی لطیفہ" ہیں جس سے علی الدوام اللہ تعالیٰ ظہور فرماتا ہے۔ اور آپ ﷺ ہی وہ "روحانی رقیقہ" ہیں۔ جس کے واسطے سے اللہ تبارک وتعالیٰ شب و روز کے گزرنے پر تجلی فرماتا ہے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ ہی "نور عجیب" اور "سر غریب" ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے بارگاہ ربوبیت سے نبی کریم ﷺ کی صورت مبارکہ کی طرف نظر فرمائی۔ جو روحی صورت تھی۔ تو وہ یوں ہوگئی کہ گویا وہ ٹکڑے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے نصف اوّل سے جو اس کے دائیں طرف تھا اس سے جنت بنائی۔ اور اسے مومنین کے سعادت کا گھر قرار دیا۔ اور دوسرے نصف سے جو بائیں طرف کے مقابل تھا۔ اس سے جہنم بنائی اور اسے کافروں کے شقاوت کا گھر بنادیا۔

تمام کائنات آپ کے فیض سے ظاہر ہوئی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے فیض سے عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان، جنت و دوزخ اور تمام کائنات ظاہر فرمائی۔

قلم کو حکم

جب اللہ تعالیٰ نے "قلم" کو پیدا کیا تو حکم دیا۔ اے قلم! لکھ۔ قلم نے عرض کیا۔ اے پروردگار! کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا۔ نوح (علیہ السلام) کی امت لکھو۔ اور لکھو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے اس کی

نافرمانی کی اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ اور امت ابراہیم میں سے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اسے اللہ تعالیٰ جنت میں اور جس نے نافرمانی کی اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ امت موسیٰ میں سے بھی جس نے اس کی اطاعت کی وہ جنتی اور نافرمانی جہنمی ہے۔ عیسیٰ کی امت کے فرمانبردار بھی جنتی اور نافرمان جہنمی ہیں۔ قلم نے یہ سب کچھ جب لکھ دیا۔ تو پھر وہ رک گیا۔ اور لکھنا بند کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی بارگاہ عالیہ، عظمت صمدانیہ سے الوہیت کے مظہر اور ربوبیت کی تجلی گاہ میں اس پر تجلی فرمائی۔ اور قلم کو خطاب عزت سے مخاطب کیا۔ اور عظمت کی زبان سے حکم دیا۔ کہ لکھ۔ یہ سن کر قلم کانپ گیا۔ تھرتھرا گیا اور اللہ کبیر وقہار کی ہیبت سے پھٹ گیا۔ اور عظیم وجبار کی جلالت سے چر گیا۔ عرض کیا۔ پروردگار! کیا لکھوں؟ حکم ہوا۔ لکھو۔ "اُمَّةٌ مُحَمَّدٍ اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ"۔ حضور ﷺ کی امت، گنہگار امت اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

حضور ﷺ لگاتار "حضرات عالیہ" سے حضرات عالیہ، نفحات رحمانیہ، نسمات ربانیہ اور تجلیات روحانیہ کی طرف گردش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ آپ کو آپ کی روحانی رقیقت اور جسمانی طینت میں دیکھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ مٹی لائے جو زمین کا دل ہے۔ اب حضرت جبرئیل علیہ السلام فردوس اور رفیع اعلیٰ کے فرشتوں کے ساتھ نیچے اترے۔ اور آپ کی قبر انوار کی جگہ سے مٹی کی ایک مٹھی بھری۔ اسے تسنیم کے پانی سے گوندھا، پھر جنت کی نہروں میں اسے ڈبویا۔ حتیٰ کہ وہ مٹی "سفید موتی" بن گئی۔ پھر فرشتے اسے عرش، کرسی، لوح، قلم، آسمان، زمین اور تمام سمندروں دریاؤں پر لئے چکر لگاتے رہے۔ یہاں تک کہ تمام فرشتوں اور ساری کائنات ومخلوقات نے آپ کو پہچان لیا۔ جبکہ آپ ابھی بھی طینت میں تھے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی طینت میں ان کی پہچان سے بہت

پہلے ہوا۔ پھر آپ ﷺ کے انوار عالیہ لگاتار آپ کی جسمانی طینت میں چمکتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اور بجنے والی مٹی میں ان کی صورت بنائی۔ اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیدا کی جو اس وقت چیونٹی کی طرح تھی۔ پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔ ان میں سے جو اہل سعادت تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کے دائیں جانب رکھا۔ اور اہل شقاوت کو ان کے بائیں طرف رکھا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت کی دائیں طرف جسم پر اپنی قدرت کا ہاتھ پھیرا، تو اس میں سے ایک ذریت، جو سفید چیونٹی کی طرح تھی۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ یعنی یہ جو عمل بھی کریں گے بالآخر یہ جنتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کی بائیں جانب دست قدرت پھیرا۔ اور سیاہ چیونٹیوں کی طرح ذریت نکالی۔ انہیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا یہ جہنمی ہیں۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ یعنی جو بھی عمل کریں گے بالآخر جہنمی ہوں گے۔

کیا میں تمہارا رب ہوں

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنے سامنے جمع کر کے پوچھا۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ (الاعراف: ۱۷۲)

"کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں"؟

یعنی میں تمہارا رب ہوں۔ تمہارا خالق ہوں، تمہارا بنانے والا اور تمہارا مصور ہوں۔ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی کائنات کا مالک اور پالنے والا ہوں، میں ہی تمہیں پیدا کرنے اور پھر مارنے والا ہوں۔ میں ہی وجود عطا کرنے والا اور وجود کے بعد معدوم کرنے والا ہوں۔ عزت وذلت، خوشی وغم، حرکت وسکون، سعادت وشقاوت، فنا وبقا سب میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔ میں ہی اللہ واحد رب

العالمین ہوں۔عطا کرنے والا، روکنے والا، نفع وضرر پہنچانے والا، ملانے اور کاٹنے والا، اکٹھا اور الگ کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔ بلندی عطا کرنے والا، نیچے گرانے والا، رفعت دینے والا میں ہی رب العالمین ہوں۔تمام صفات کا موصوف، تمام اسماء کا مسمّی، تمام مخلوقات کا خالق اور تمام مفعولات کا فاعل بھی میں واحد معبود رب العالمین ہوں۔ میں ہی تمام موجدات کا راز، تمام مخلوقات کی حقیقت، تمام کائنات کا نور۔تمام آسمانوں اور زمینوں کا قیوم ہوں۔ میں ہی موجود، قدیم، باقی ہوں۔ میں ہی تمام کائنات سے الگ ہوں۔ میں ہر ایک سے مستغنی ہوں۔ تمام میرے محتاج ہیں۔ افعال، اسماء اور صفات میں میں "واحد" ہوں۔مراتب، مقامات اور ذات میں واحد ہوں۔ اسرار، انوار اور نفحات میں واحد ہوں۔ ارواح، اشباح اور نسمات میں واحد ہوں۔ امثال اعراض اور تجلیات میں واحد ہوں۔ دنیا، آخرت اور لمحات میں واحد ہوں۔حی، علیم، قادر، مرید، سمیع، بصیر اور متکلم میری ہی صفات ہیں۔ واحد، احد، فرد، صمد اور "لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ" میری ہی شان ہے۔یہ تمام مخلوقات میری ملک، میری غلام ہے۔ میں ان میں جو چاہوں تصرف کروں۔ یہ تمام موجودات میر ملابس، مظاہر، مغارب، مشارق، مفاتیح اور مغالیق ہیں۔ یہ ساری کائنات میری علامت، میری معلومات، میری مقدورات، میری مرادات، میری مسموعات، میری مبصرات اور میرے کلمات ہے۔ان میں میرے ساتھ نہ کوئی نبی و مرسل، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی جن وانس، نہ کوئی حیوان ونباتات، نہ کوئی جمادات، نہ روح، نہ جسم اور نہ عرض کوئی بھی شریک نہیں۔

مخلوقات کا جواب

اللہ تعالیٰ کے اس خطاب (اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) کے جواب میں سب نے عرض کیا۔ تو ہی ہمارا رب، ہمارا راز، ہماری حقیقت، ہمارا نور، ہمارا قیوم ہے۔ تیرے سوا کوئی

معبود نہیں تو ہی رب العالمین ہے۔ دینے والا، روکنے والا، حرز ونقصان کا مالک، پیدا کرنے والا مارنے والا، وجود دینے والا پھر معدوم کرنے والا، عزت وذلت دینے والا، خوشی وغم عطا کرنے والا، حرکت وسکون، سعادت وشقاوت اور فنا وبقا عطا کرنے والا تو ہی واحد معبود رب العالمین ہے۔ وصل وقطع، افتراق واجتماع، بلندی وپستی، عزت وذلت سبھی تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں، تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔تو ہی موصوف بجمیع الصفات، تو ہی تمام اسماء کا مسمّی، تو ہی تمام مخلوقات کا خالق اور تو ہی تمام مفعولات کا فاعل ہے۔ تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔تمام موجودات کا راز، تمام مخلوقات کی حقیقت، تمام کائنات کا نور اور تمام آسمانوں زمینوں کا قیوم تو ہی ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔تو ہی تمام کائنات سے الگ ہے۔تو ہی ہر ماسوا سے مستغنی ہے۔ تیرا ہی ہر ایک محتاج ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔تو ہی افعال واسماء اور صفات میں واحد، مراتب ومقامات اور ذات میں واحد، دنیا وآخرت اور لمحات میں واحد ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے تو ہی حی، قیوم، قادر، مرید، سمیع، بصیر اور متکلم ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔تو ہی واحد، احد، فرد، صمد اور "لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (سورۃ الاخلاص) کی شان کا مالک ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔

یہ تمام مخلوقات تیری ملک، تیری غلام ہے۔تو اس میں جیسے چاہے تصرف کر، یہ تمام موجودات تیرے ملابس، مظاہر، مغارب، مشارق، مفاتیح اور مغالیق ہیں۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔ یہ تمام کائنات تیری علامات، تیری مقدورات، تیری مرادات، تیری مسموعات، تیری مبصرات اور تیرے کلمات ہے۔تو ہی معبود برحق رب العالمین ہے۔ ان میں تیرے ساتھ کوئی نبی، مرسل، مقرب فرشتہ، انسان، جن، حیوان، نباتات، جمادات، روح، جسم اور عرض شریک نہیں ہے۔تو ہی معبود برحق رب

العالمین ہے۔

اللہ کا عہد و میثاق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد ان سے اس بات کا عہد و میثاق لیا کہ جب وہ دنیا میں اتریں گے اور تکلیف کے مقام (احکام شرعیہ کے پابند) پر پہنچیں گے اور ان میں کتابیں نازل ہوں گے۔ رسول بھیجے جائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کیا وعدہ پورا کریں گے۔ اس پر ایمان لائیں گے۔ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کریں گے۔ اور ان تمام باتوں کی بھی تصدیق کریں گے۔ جو حضرات انبیاء کرام ان کی طرف اللہ تعالیٰ سے لائیں گے۔ پھر ان ذریات کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں دوبارہ رکھ دیا گیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور ان کی اولاد بھی یہیں پیدا ہوئی تو ان میں سے اہل سعادت یعنی وہ جنکا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اس کے رسولوں کی تصدیق کی اور پیغمبر کی تعلیمات کو مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے محض اپنے فضل سے جنت میں ہمیشہ رہنا مقرر کر دیا۔ اور اہل شقاوت یعنی وہ جن کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا کفر کیا۔ اس کے رسولوں اور ان کی تعلیمات کو جھٹلایا۔ تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے عدل سے جہنم میں ہمیشہ رہنا مقرر کر دیا۔

پیشانی آدم میں نور مصطفیٰ ﷺ

پھر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرمایا۔ اور حضور ﷺ کا نور ان کی پیشانی میں جگمگا رہا تھا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ہی تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بائیں جانب کی پسلی سے حضرت حوا پیدا کیں۔

حضرت حوا علیہا السلام کا حق مہر

حضرت آدم علیہ السلام نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو فرشتوں نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور کہا۔ اے آدم! رک جاؤ۔ پہلے ان کا حق مہر ادا کرو پھر ہاتھ لگانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا حق مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا۔ حق مہر یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر بیس مرتبہ درود پڑھو۔ ایک روایت میں دس مرتبہ آیا ہے۔

اسم گرامی عرش پر

اس دوران کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سیر فرما رہے تھے کہ آپ نے اچانک عرش کے پردوں میں ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے نور کو دیکھا اور آپ کا اسم گرامی عرش پر لکھا دیکھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ پوچھا اے پروردگار! یہ کون ہیں جن کا نام تیرے نام کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ فرمایا۔ یہ تیری اولاد میں سے ایک نبی ہیں۔ جن کا آسمان میں نام "احمد (ﷺ)" اور زمینوں میں "محمد" (ﷺ) ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا نہ عرش و کرسی اور لوح و قلم پیدا کرتا۔ زمین و آسمان، جنت و دوزخ اور دنیا و آخرت میں کوئی چیز بھی نہ بناتا۔

حضور علیہ السلام کے لیے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر

حضور سرور کائنات ﷺ لگاتار "حضرات عالیہ" سے نفحات رحمانیہ، نسمات ربانیہ اور تجلیات روحانیہ کی طرف جگمگاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کو پاک پشتوں کے محلات اور پاکیزہ ارحام کے بروج میں دیکھے۔ تو اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بلند و بالا جنت، سلامتی کے مقامات اور ابدی نعمتوں سے اس دنیا کی طرف بھیجا۔ جو فانی، حقیر اور بے وفا ہے۔ یہاں آنے

کے بعد آپ کے ہاں حضرت حوا کے بطن سے چالیس بچے پیدا ہوئے۔ ایک وقت یعنی ایک حمل سے جڑواں بچے ہوتے رہے جن میں ایک مذکر اور ایک مؤنث ہوتا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت

حضرت شیث علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو یہ اکیلے پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ کا نور پاک جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا ان کی طرف منتقل ہو گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں وصیت فرمائی کہ اس نور (محمد ﷺ) کو صرف ایسی عورت کے سپرد کرنا جو "پاکیزہ" ہو۔ پھر یہی نصیحت چلتی رہی۔ حتیٰ کہ پہنچتے پہنچتے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک آ گئی۔

نسب مبارک

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نسب شریف کو جاہلیت کے افعال اور قباحتوں سے پاک رکھا۔ پس آپ ﷺ سید الاولین والآخرین ہیں۔ افضل العالمین ہیں۔

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔

ابوالقاسم حضرت محمد ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن کعب بن لوی ابن غالب بن فہر بن مالک بن نضر۔ (یہاں تک قریش کی انتہا ہوتی ہے یا فہر تک۔ اس کے نسب شریف یہ ہے۔) نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک حضور ﷺ کا نسب شریف بالاتفاق ہے۔ اس سے آگے نسب شریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ جن کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں۔

طیب پشتوں میں منتقلی اور آسمانوں سے نداء

حضور ﷺ ان پاکیزہ پشتوں کے باغات سے ان طیب ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کو اس دنیا کے بہترین دن میں دیکھے اور انسانی اطوار میں اکمل طور پر دیکھے تو جس دن آپ کا حمل ٹھہرا اس دن

آسمانوں زمینوں میں ندا ہوئی۔ وہ نور جس سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہ وہ آج رات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں جلوہ فرما ہو گیا ہے اور لوگوں کے پاس بشیر و نذیر کر تشریف لائے گا۔

عجائبات کا ظہور

اللہ تعالیٰ نے رضوان جنت کو حکم دیا کہ جنت کے دروازے کھول دو۔ اس رات قریش کے ہر جانور کے زبان حال سے کہا۔ جناب محمد ﷺ اب حمل کی صورت میں جلوہ گر ہو گئے۔ رب کعبہ کی قسم! وہ دنیا کے امام، اس کے باسیوں کے سراج ہیں اور اس وقت تمام دنیا میں جہاں کہیں کسی کی بادشاہت تھی۔ ہر بادشاہ کا تخت شاہی اوندھا ہو گیا اور بادشاہ گونگا ہو گیا۔ اس دن کسی کو بولنے کی جرأت نہ رہی۔ مشرق کے وحشی جانور مغرب کے وحشی جانوروں کو خوش خبری دینے چل پڑے۔ اسی طرح دریاؤں اور سمندروں کی مخلوق نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ فارس کی وہ آگ بجھ گئی جس کی اہل ایران عبادت کیا کرتے تھے۔ اور دو ہزار سال سے متواتر جل رہی تھی۔ بحیرہ طبریا خشک ہو گیا۔ جس میں کشتیاں چلا کرتی تھیں۔ اس جگہ "ساوہ" نامی شہر آباد ہوا۔ کسریٰ کے ایوان میں جنبش آئی۔ وہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔ اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔

شیطان کا رونا

اور ان شیاطین کو دور نیچے پھینک دیا گیا ان پر ستاروں کے تیر برسائے گئے جو "مقام سمع" تک جایا کرتے تھے۔ اب "ابلیس ملعون" آسمانی خبروں سے محروم ہو گیا۔ اس پر وہ بہت رویا جیسے اس وقت رویا تھا جب اس پر لعنت کی گئی تھی اور اس وقت جب اسے جنت سے نکالا گیا تھا۔ اور اس وقت بھی رویا جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس وقت بھی جب آپ کو مبعوث کیا گیا اور اس وقت بھی رویا تھا

جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تھی۔

حورالعین کی آمد

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا لگاتار اس دوران عجیب وغریب باتیں دیکھتی رہیں۔ جو آپ کے عظیم ظہور کی دلیل تھیں۔ حتیٰ کہ حمل کے شب وروز مکمل ہوگئے۔ پھر اس نور سے پوری کائنات مشرف ہونے پر آئی تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف ہوئی جو بوقت ولادت عورتوں کو ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس کا کسی اور کو علم نہ تھا۔ اس وقت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک آواز سنی جس سے کچھ ڈریں۔ دیکھا کہ گویا ایک سفید رنگ کا پرندہ ہے اس نے آپ کے دل کو چھوا۔ مڑ کر دیکا تو ایک سفید رنگ کی چیز نظر آئی۔ جس میں دودھ تھا۔ آپ کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے نوش فرمالیا۔ پھر کچھ عورتیں نظر آئیں۔ جو درازی قد میں کھجور کی طرح تھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ انہیں دیکھ کر آپ تعجب میں پڑ گئیں۔ پھر ان عورتوں نے آپ سے کہا ہمارا نام آسیہ اور مریم ہے اور یہ ہمارے ساتھ ''حورالعین'' ہیں۔

مشک وعنبر کی بارش

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ہوا میں کھڑے چند مرد دیکھے۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کٹورے تھے۔ ان سے مشک وعنبر سے زیادہ خوشبو والے عرق کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ نے پرندوں کا ایک غول دیکھا۔ جو آپ کی طرف بڑھا۔ اور آپ کے حجرہ کو ڈھانپ لیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔ پھر اچانک ایک سفید رنگ کا ریشمی کپڑا دیکھا جو آسمان وزمین کے درمیان خلا میں بچھایا پھیلایا گیا تھا۔ اسی وقت ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔ خُذُوْهُ عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ۔ اسے لوگوں کی نظروں سے اوجھل کردو۔

ظہورسعادت

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے زمین کے مشرقی اور مغربی حصہ دیکھے۔ آپ کو تین تین جھنڈے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی پشت پر گڑا ہوا تھا۔ اب آپ کو دردزہ نے آن لیا۔ اور مشکل وقت آگیا۔ آپ گویا کہ ان عورتوں کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھیں۔ ان کی تعداد بہت تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ عورتیں اسی گھر کی رہنے والی ہیں۔ پس اس وقت نور اوّل محبوب خدا ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

درودوسلام کا نذرانہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ۔

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل، ازواج، اصحاب، ذریات اور اہل بیت پر اس قدر صلوٰۃ وسلام اور برکات نازل فرما جس قدر تیری ذات، تیری ظفات، تیری نفحات، تیرے اسماء، تیری نسمات اور تیری تجلیات کا احاطہ ہے۔

اے اللہ! تو ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل، ازواج، اصحاب، ذریات اور اہل بیت پر اس قدر صلوٰۃ وسلام اور برکات نازل فرما جس قدر تیری رحمت، تیری نعمت، تیرے فضل، تیرے کرم اور تیرے احسان کا احاطہ ہے۔

اے اللہ! تو ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل، ازواج، اصحاب، ذریات اور اہل بیت پر اس قدر صلوٰۃ وسلام اور برکات نازل فرما جس قدر تیرے جلال، تیرے جمال، تیرے کمال، تیری عزت، تیری عظمت اور تیری کبریائی

کا احاطہ ہے۔

اے اللہ! تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل، ازواج، اصحاب، ذریات اور اہل بیت پر اس قدر صلوٰۃ وسلام اور برکات نازل فرما جس قدر تیرے وجود، تیرے علم، تیری حیات، تیرے کلام، تیری قدرت، تیرے ارادے، تیرے سمع اور تیرے بصر کا احاطہ ہے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے بایں وجہ سوال کرتے ہیں۔ کہ تو ہی وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو احد وصمد ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَد۔ تیری شان ہے۔ تیری ذات، تیری اسماء، تیری صفات، تیرے جلال، تیرے جمال، تیرے کمال، تیری عزت، تیری عظمت اور تیری کبریائی کا واسطہ دیتے ہیں اور تجھے اسم اعظم، تیرے اسم ''اللہ'' رحمٰن اور تیرے اس روح کا واسطہ جس سے تمام کائنات میں تو نے روح پھونکی، تیری جبروت، ملک، ملکوت کا واسطہ اور تمام انبیاء ومرسلین، ملائکہ، مقربین، صدیقین، شہداء صالحین اور خاص کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی ذات، آپ کی روح اور آپ کی شریعت، آپ کی تجھ میں محبت ان سب کا واسطہ دیتے ہیں کہ تمہارے آقا و مولیٰ پر، آپ کی آل، اصحاب، ازواج، ذریات اور آپ کی اہل بیت پر ایسا درود بھیج جو تیری حکومت کے بقاء تک باقی رہے اور ایسا صلوۃ وسلام بھیج کہ جس کے سبب تو ہمارے مغفرت فرمادے۔ ہمارے والدین، ہمارے مشائخ، ہمارے احباب، ہمارے خاندان کی مغفرت فرمادے اور ان تمام حضرات کی بھی جنہوں نے ہم پر کسی قسم کا احسان کیا۔ صاحب وقت، جمیع اقطاب، جمیع اہل دیوان، جمیع اولیاء، خواہ وہ زندہ ہوں یا انتقال فرما چکے ہوں۔ اس شہر کے اولیاء اس کے علماء، اس کے عوام اور ہمارے حاضرین وغائبین، بھائی دوست ان کے والدین، ان کے اقرباء اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمادے۔ آمین

دعا

اے اللہ! ہماری عاقبت اس طرح اچھی فرمادے جس طرح تو نے متقین کی عاقبت احسن کردی اور ہمارے دنوں میں سے بہترین دن، بابرکت دن اور سعادتوں بھرا دن وہ دن کردے جس دن تیرا دیدار عطا ہو۔

اے اللہ! اپنی ملاقات سے ہمیں فرحت بخش، اپنی قضا پر صبر کرنے والوں میں ہمیں بھی شامل فرمادے۔ اپنی حدود کی حفاظت کرنے والوں میں ہمیں بھی داخل فرمادے۔

اے اللہ! تو اپنے سوا ہر ایک سے چھوڑا کر اپنا بنالے اور یہ غنا ہمیں عطا فرما۔ دنیا وآخرت میں ہمارا تو ولی، نصیر اور انیس بن جا۔

اے اللہ! نہ ہمیں ذلیل ورسوا کرنا، نہ دشمنوں کا آلہ کار بنانا۔ اے اللہ! دنیا کو ہمارا اہم کام اور مقصد نہ بنانا۔ اور نہ ہی اسے ہمارا ''مبلغ علم'' بنانا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم ایسے حاکم مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کریں۔ یا ارحم الراحمین

اے اللہ! ہمیں اپنی عفو کی چادر میں لپیٹ لے۔ اپنی مغفرت کی چادر اوڑھا دے۔ اپنی عزت کی چادر دنیا اور آخرت میں ہمیں پہنادے۔

اے اللہ! اپنی ابدی زندگی سے ہمیں زندہ رکھ۔ اور ہمارے طرف وہ نظر فرما جو تو اپنے اولیاء کی طرف فرماتا ہے اور ہمیں اپنی صفات اور اسماء کا حق دار بنا۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی ذات، اپنی محبت، اپنی معرفت، اپنا مشاہدہ عطا فرما۔ اور یہ عطا دنیا وآخرت میں دائما عطا ہو۔

اے اللہ! ہمیں اپنی وحدت کے سمندر، محبت کے دریا اور اپنی معرفت کے پانیوں میں ڈبو دے۔ اور ہمارے دلوں کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھنا۔ تاکہ ہم تیرے سوا کسی اور کے نہ ہوں۔

اے اللہ! ہمیں حق کو حق ہی دکھا اور اس کی اتباع کرنے کی ہمت بخش۔ ہمیں باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں اپنے متقین کی کتاب (دفتر) میں شامل فرمالے اور ہمیں اپنے عارف، محبّ، محبوب اور مقرب ولیوں میں شامل فرمالے۔

اے اللہ ہمیں تو اپنے اوپر ہی جمع فرمانا۔ اپنی طرف ہی ہدایت بخشنا۔ اپنے سوا کسی اور کی آزمائش میں نہ ڈالنا۔ کسی دوسرے کا محتاج نہ کرنا اور ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں ہمارے نفسوں کے سپرد نہ کرنا۔ اپنی عظیم رضامندی دنیا و آخرت میں ہم پر نازل فرمانا۔ یاارحم الراحمین یااکرام الاکرمین۔

اے اللہ! ہمارے لئے کام آسان فرمادے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دلوں کو چین بھی نصیب کردے۔ ہمارے بدن کو آرام عطا فرمانا۔ دین و دنیا میں ہمیں سلامتی اور عافیت عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں ہمارے والدین، حاضر و غائب بھائی، ان کے والدین، ان کے اقارب اور تمام مسلمانوں کو معاف فرمادے۔

اے اللہ! تمام اولیاء کرام کی مغفرت فرما۔ ان کے درجات، انوار میں اضافہ فرما۔ انہیں اور زیادہ اپنا قرب عطا فرما۔ تمام علماء کی مغفرت فرما۔ ان کے درجات، انوار اور اپنے قرب میں زیادتی بخش۔ ہمیں ہمارے والدین، ہمارے مشائخ، ہمارے خاندان، اس شہر کے تمام باشندوں اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

O=O=O

ولادتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی

ولادتِ حبیب ﷺ

حضورِ اقدس ﷺ کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ ''اصحاب فیل'' سے پچپن (۵۵) دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت با سعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اسی پر عملدرآمد ہے کہ وہ لوگ بارھویں ربیع الاول ہی کو کاشانہ نبوت کی زیارت کیلئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴)

تاریخ عالم میں یہ وہ نرالا اور عظمت والا دن ہے کہ اسی روز عالم ہستی کے ایجاد کا باعث' گردش لیل ونہار کا مطلوب' خلق آدم کا رمز' کشتی نوح کی حفاظت کا راز بانی کعبہ کی دعا' ابن مریم کی بشارت کا ظہور ہوا۔ کائنات وجود کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوارنے والا' تمام جہان کے بگڑے نظاموں کو سدھارنے والا یعنی ۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ماویٰ ' ضعیفوں کا ملجا یتیموں کا والی ' غلاموں کا آقا

سند الاصفیاء' اشرف الانبیاء' احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ ﷺ عالم وجود میں رونق افروز ہوئے اور پاکیزہ بدن' ناف بریدہ' ختنہ کئے ہوئے خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ' مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان کے اندر پیدا ہوئے باپ کہاں تھے جو بلائے جاتے اور اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال ہوتے۔ وہ تو پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ دادا بلائے گئے جو اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ یہ خوشخبری سن کر دادا ''عبدالمطلب'' خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ جوش محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگالیا۔ پھر کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی اور ''محمد'' نام رکھا۔ آپ کے چچا ابو لہب کی لونڈی ''ثوبیہ'' خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور ''ابولہب'' کو بھتیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارہ سے ''ثوبیہ'' کو آزاد کر دیا جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا۔ کہ اسکی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ۔

تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا بجز اس کے کہ ''ثوبیہ'' کو آزاد کرنے کے سبب سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہے۔

(بخاری ج ۲ باب وامہاتکم التی ارضعنکم)

اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایک بہت ہی فکر انگیز اور بصیرت افروز بات تحریر فرمائی ہے جو اہل محبت کیلئے نہایت ہی لذت بخش ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

''اس جگہ میلاد کرنے والوں کیلئے ایک سند ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب ابولہب کو جو کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے' اور باندی کا دودھ خرچ کرنے پر جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔'' (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۹)

مولد النبی

جس مقدس مکان میں حضورِ اقدس ﷺ کی ولادت ہوئی۔ تاریخ اسلام میں اس مقام کا نام ''مولد النبی'' (نبی کی پیدائش کی جگہ) ہے یہ بہت ہی متبرک مقام ہے۔ سلاطین اسلام نے اس مبارک یادگار پر بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی۔ جہاں اہل حرمین شریفین اور تمام دنیا سے آنے والے مسلمان دن رات محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے رہتے تھے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک مرتبہ اس محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو مکہ مکرمہ میں بارھویں ربیع الاول کو ''مولد النبی'' میں منعقد ہوئی تھی جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی اس مجلس سے کچھ انوار بلند ہوئے میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔

جب حجاز پر نجدی حکومت کا تسلط ہوا تو مقابر جنۃ المعلیٰ وجنۃ البقیع کے گنبدوں کے ساتھ ساتھ نجدی حکومت نے اس مقدس یادگار کو بھی توڑ پھوڑ کو مسمار کر دیا اور برسوں یہ مبارک مقام ویران پڑا رہا مگر میں جب جون ۱۹۵۹ء میں اس مرکز خیر و برکت کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو میں نے اس جگہ ایک چھوٹی سی بلڈنگ دیکھی جو مقفل تھی بعض عربوں نے بتایا کہ اب اس بلڈنگ میں ایک مختصر سی لائبریری اور ایک چھوٹا سا مکتب ہے اب اس جگہ نہ میلاد شریف ہو سکتا ہے نہ صلاۃ و سلام پڑھنے کی اجازت ہے میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلڈنگ سے کچھ دور کھڑے ہو کر چپکے چپکے صلاۃ و سلام پڑھا۔ اور مجھ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ میں کچھ دیر تک روتا رہا۔

دودھ پینے کا زمانہ

سب سے پہلے حضور ﷺ نے ابولہب کی لونڈی "حضرت ثوبیہ" کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے پھر حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں۔ اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸)

شرفاء عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کیلئے گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے دیہات کی صاف ستھری آب و ہوا میں بچوں کی تندرستی اور جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص اور فصیح عربی زبان بھی سیکھ جاتے تھے کیونکہ شہر کی زبان باہر کے آدمیوں کے میل جول سے خالص اور فصیح و بلیغ زبان نہیں رہا کرتی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں "بنی سعد" کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی۔ اس سال عرب میں بہت سخت کال پڑا ہوا تھا میری گود میں ایک بچہ تھا۔ مگر فقر و فاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا جو اس کو کافی ہو سکے۔ رات بھر وہ بچہ بھوک سے تڑپتا اور روتا بلبلاتا رہتا تھا اور ہم اس کی دلجوئی اور دلداری کیلئے تمام رات بیٹھ کر گزارتے تھے ایک اونٹنی بھی ہمارے پاس تھی مگر اس کے بھی دودھ نہ تھا مکہ مکرمہ کے سفر میں جس خچر پر سوار تھی وہ بھی اس قدر لاغر تھا کہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ چل سکتا تھا میرے ہمراہی بھی اس سے تنگ آ چکے تھے بڑی مشکلوں سے یہ سفر طے ہوا جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو جو عورت رسول اللہ ﷺ کو دیکھتی اور سنتی کہ یہ یتیم ہیں تو کوئی عورت آپ کو لینے کیلئے تیار نہیں ہوتی تھی کیونکہ بچے کے یتیم ہونے کے سبب سے زیادہ انعام و اکرام ملنے کی امید نہیں تھی۔ ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ کی قسمت کا ستارہ ثریا سے زیادہ بلند اور چاند سے زیادہ روشن تھا۔ ان کے دودھ کی کمی ان کیلئے رحمت کی زیادتی کا باعث بن گئی کیونکہ دودھ کم دیکھ کر کسی نے ان کو اپنا بچہ دینا گوارا نہ کیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے اپنے شوہر "حارث" "بن عبدالعزیٰ" سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی ہاتھ واپس جاؤں۔ اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں اس یتیم ہی کو لے چلوں شوہر نے اس کو منظور کر لیا اور حضرت حلیمہ اس در یتیم کو لے کر آئیں جس سے صرف حلیمہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر میں نہیں بلکہ کائنات عالم کے مشرق و مغرب میں اجالا ہونے والا تھا یہ خداوند قدوس کا فضل عظیم ہی تھا کہ حضرت حلیمہ کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہو گئی اور سرور کائنات ان کی آغوش میں آ گئے اپنے خیمہ میں لا کر جب دودھ پلانے بیٹھیں تو باران رحمت کی طرح برکات نبوت کا ظہور شروع ہو گیا۔ خدا کی شان دیکھئے کہ

حضرت حلیمہ کے مبارک پستان میں اس قدر دودھ اترا کہ رحمت عالم نے بھی اور ان کے رضاعی بھائی نے بھی خوب شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور دونوں آرام سے سو گئے۔ ادھر اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے حضرت حلیمہ کے شوہر نے اس کا دودھ دوہا اور میاں بیوی دونوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور شکم سیر ہو کر رات بھر سکھ اور چین کی نیند سوئے۔

حضرت حلیمہ کا شوہر حضور رحمت عالم کی یہ برکتیں دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا تم بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہو حضرت حلیمہ نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ نہایت ہی بابرکت بچہ ہے اور خدا کی رحمت بن کر ہم کو ملا ہے اور مجھے یہی توقع ہے کہ اب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم رحمت عالم کو اپنی گود میں لے کر مکہ مکرمہ سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر اب اس قدر تیز چلنے لگا کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہنچتی تھی۔ قافلہ کی عورتیں حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا کیا یہ وہی خچر ہے؟ جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں۔ یا کوئی دوسرا تیز رفتار خچر تم نے خرید لیا ہے؟ الغرض ہم اپنے گھر پہنچے۔ وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا تمام جانوروں کے تھن میں دودھ خشک ہو چکے تھے۔ لیکن میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے اب روزانہ میری بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دودھ نہیں ملتا تھا میرے قبیلہ والوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم لوگ بھی اپنے جانوروں کو اسی جگہ چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ اسی چراگاہ میں اپنے مویشی چرانے لگے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں مگر یہاں تو چراگاہ اور جنگل کا کوئی عمل دخل ہی نہیں تھا یہ تو رحمت عالم کے برکات نبوت کا فیض تھا۔ جس کو میں اور میرے شوہر کے سوا میری قوم کا کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔

الغرض اسی طرح ہر دم ہر قدم پر ہم برابر آپکی برکتوں کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا آپ کی تندرستی اور نشوونما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو سال میں آپ خوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے اب ہم دستور کے مطابق رحمت عالم کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق ہم کو انعام و اکرام سے نوازا۔

گو قاعدہ کے مطابق اب ہمیں رحمت عالم کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ مگر آپ کی برکات نبوت کی وجہ سے ایک لمحہ کیلئے بھی ہم کو آپ کی جدائی گوارا نہیں تھی۔ عجیب اتفاق کہ اس سال مکہ معظمہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وبائی بیماری کا بہانہ کر کے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو رضامند

کرلیا اور پھر ہم رحمتِ عالم کو واپس اپنے گھر لائے اور پھر ہمارا مکان رحمتوں اور برکتوں کی کان بن گیا اور آپ ہمارے پاس نہایت خوش و خرم ہو کر رہنے لگے گھر سے باہر نکلتے اور دوسرے لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے، مگر خود ہمیشہ ہر قسم کے کھیل کود سے علیحدہ رہتے۔

ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ اماں جان! میرے دوست بھائی بہن دن بھر نظر نہیں آتے۔ یہ لوگ ہمیشہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا مادرِ مہربان! آپ مجھے بھی میری بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کیجئے۔ چنانچہ آپ کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ کو حضرت حلیمہ نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ روزانہ جہاں حضرت حلیمہ کی بکریاں چرتی تھیں تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا جو تمام انبیاء اور رسولوں کی سنت ہے۔ آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں اپنی ایک خصلت نبوت کا اظہار فرما دیا۔

شق صدر

ایک دن آپ چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ کے ایک فرزند "ضمرہ" دوڑتے اور ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر پر آئے اور اپنی ماں حضرت بی بی حلیمہ سے کہا کہ اماں جان! بڑا غضب ہو گیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا ہے۔ اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں یہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بدحواس ہو کر گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہنچے تو یہ دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے حضرت حلیمہ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا کہ بیٹا! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین شخص جنکے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا۔ لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱)

یہ واقعہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بے حد گھبرائے اور شوہر نے کہا کہ حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ ان کے اوپر شاید کچھ آسیب کا اثر ہے لہٰذا بہت جلد تم ان کو ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں کیونکہ انہیں اس واقعہ سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اب ہم کما حقہ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ حضرت حلیمہ نے جب مکہ معظمہ پہنچ کر آپ کو والدہ ماجدہ کے سپرد کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حلیمہ! تم تو بڑی خواہش اور چاہ کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر

لے گئی تھیں پھر اس قدر جلد واپس لے آنے کی وجہ کیا ہے؟ جب حضرت حلیمہ نے شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم میرے نورِ نظر پر ہرگز ہرگز کبھی بھی کسی جن یا شیطان کا عمل دخل نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے پھر ایام حمل اور وقت ولادت کے حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ کو مطمئن کر دیا اور حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر کے اپنے گاؤں میں واپس چلی آئیں اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوشِ تربیت میں پرورش پانے لگے۔

شق صدر کتنی بار ہوا؟

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ "الم نشرح" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا۔ پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ کے گھر تھے جس کا ذکر ہو چکا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا۔ تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غارِ حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا۔ تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔

اُمِ ایمن

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت "اُمِ ایمن" جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں اُمِ ایمن کا نام "برکت" ہے یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں۔ یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے پہناتی تھیں آپ کے کپڑے دھویا کرتی تھیں آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

بچپن کی ادائیں

حضرت حلیمہ کا بیان ہے کہ آپ کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا اور آپ بچپن میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے تو چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا جب آپ کی زبان کھلی تو سب سے اول جو کلام آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر الحمدللہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ نے کپڑوں میں بول و براز نہیں فرمایا۔ بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے۔ اگر کبھی آپ کی شرم گاہ کھل جاتی تو آپ رو رو کر فریاد کرتے۔ اور جب تک شرم گاہ نہ چھپ جاتی آپ کو چین اور قرار نہیں آتا تھا اور اگر شرم گاہ چھپانے میں مجھ سے کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے کوئی آپ کی شرم گاہ چھپا دیتا۔ جب آپ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے لڑکے آپ کو کھیلنے کیلئے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں کھیلنے کیلئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۱)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات

حضور اقدس ﷺ کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوگئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آپ کے دادا کے ننہال بنوعدی بن نجار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کیلئے تشریف لے گئیں حضور ﷺ کے والد ماجد کی باندی اُم ایمن بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں وہاں سے واپسی پر "ابواء" نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی اور وہ وہیں مدفون ہوئیں والد ماجد کا سایہ تو ولادت سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا اب والدہ ماجدہ کی آغوش شفقت کا خاتمہ بھی ہوگیا لیکن حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ دریتیم جس آغوش رحمت میں پرورش پا کر پروان چڑھنے والا ہے وہ ان سب ظاہری اسباب تربیت سے بے نیاز ہے۔

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت اُم ایمن آپ کو مکہ مکرمہ لائیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا اور دادا نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کیا اور حضرت اُم ایمن آپ کی خدمت کرتی رہیں جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوگئی۔ تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔

ابوطالب کے پاس

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اور حضور ﷺ کی نیک خصلتوں اور دل لبھا دینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے ابوطالب کو آپ کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے اپنے پاس ہی آپ کا بستر بچھاتے اور ایک لمحہ کیلئے بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

ابوطالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں۔ یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو یا کبھی کسی کو کوئی ایذا پہنچائی ہو۔ یا بیہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے کیلئے گئے ہوں۔ یا کبھی کوئی خلاف تہذیب بات کی ہو ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق' نیک اطوار' نرم گفتار' بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیزگار رہے۔

آپ کی دعا سے بارش

ایک مرتبہ ملک عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑ گیا اہل مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ایک حسین و جمیل بوڑھے نے مکہ والوں سے کہا کہ اے اہل مکہ ہمارے اندر ابوطالب موجود ہیں جو بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ اور کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین بھی ہیں' ہمیں ان کے پاس چل کر دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ چنانچہ سرداران عرب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے ابوطالب! قحط کی آگ نے سارے عرب کو جھلس کر رکھ دیا ہے۔ جانور گھاس پانی کیلئے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے۔ آپ بارش کیلئے دعا کیجئے اہل عرب کی فریاد سن کر ابوطالب کا دل بھر آیا اور حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر حرم کعبہ میں گئے اور حضور ﷺ کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہوئے۔ درمیان دعا میں حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں۔ اور فوراً ہی اس زور کا باران رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہوگئی۔ جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔ قحط دفع ہوگیا اور کال کٹ گیا اور سارا عرب خوش حال اور نہال ہوگیا۔

چنانچہ ابوطالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں جس کو انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی مدح میں

نظم کیا ہے اس واقعہ کو ایک شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یعنی وہ (حضور ﷺ) ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخ انور کے ذریعہ بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا ٹھکانا اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔ (زرقانی علی المواہب ج ا ص ۱۹۰)

اُمی لقب

حضور اقدس ﷺ کا لقب ''اُمی'' ہے اس لفظ کے دو معنی ہیں یا تو یہ ''اُم القریٰ'' کی طرف نسبت ہے۔ ''اُم القریٰ'' مکہ مکرمہ کا لقب ہے۔ لہٰذا ''اُمی'' کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ یہ حضور اقدس ﷺ کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی نے بھی آپ کو نہیں پڑھایا لکھایا مگر خداوند قدوس نے آپ کو اس قدر علم عطا فرمایا کہ آپ کا سینہ اولین و آخرین کے علوم و معارف کا خزینہ بن گیا۔ اور آپ پر ایسی کتاب نازل ہوئی جس کی شان تبیاناً لکل شئی (ہر ہر چیز کا روشن بیان) ہے حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نگار من کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت بغمزہ سبق آموز صد مدرس شد

یعنی میرے محبوب ﷺ نہ کبھی مکتب میں گئے نہ لکھنا سیکھا۔ مگر اپنے چشم و ابرو کے اشارہ سے سینکڑوں مدرسوں کو سبق پڑھا دیا۔

ظاہر ہے کہ جس کا استاد اور تعلیم دینے والا خلاق عالم جل جلالہ ہو بھلا اس کو کسی اور استاد سے تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ

ایسا امی کس لئے منت کش استاد ہو؟ کیا کفایت اس کو اقرأ ربک الاکرم نہیں

آپ کے امی لقب ہونے کا حقیقی راز کیا ہے؟ اس کو تو خداوند علام الغیوب کے سوا اور کون بتا سکتا ہے؟ لیکن بظاہر اس میں چند حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

اول: یہ کہ تمام دنیا کو علم و حکمت سکھانے والے حضور اقدس ﷺ ہوں اور آپ کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو۔ کوئی انسان آپ کا استاد نہ ہو تا کہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پیغمبر تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

دوم: یہ کہ کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کر سکے کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کا استاد تھا تو شاید وہ حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ہوگا۔

سوم: حضور ﷺ کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور ﷺ چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لئے انہوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے اور قرآن انہیں کا بنایا

ہوا کلام ہے۔

چہارم: جب حضور علیہ السلام ساری دنیا کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پنجم: اگر حضور ﷺ کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی۔ حالانکہ حضور ﷺ کو خالق کائنات نے اس لئے پیدا فرمایا تھا۔ کہ سارا عالم آپ کی تعظیم کرے اس لئے حضرت حق جل شانہ نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرے اور کوئی اس کا استاد ہو۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

سفر شام اور بحیرئی

جب حضور ﷺ کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی تو اس وقت ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا سفر کیا۔ ابو طالب کو چونکہ حضور ﷺ سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لئے وہ آپ کو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ حضور اقدس ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل تین بار تجارتی سفر فرمایا۔ دو مرتبہ ملک شام گئے اور ایک بار یمن تشریف لے گئے یہ ملک شام کا پہلا سفر ہے۔ اس سفر کے دوران ''بصریٰ'' میں ''بحیرئی'' راہب (عیسائی سادھو) کے پاس آپ کا قیام ہوا۔ اس نے توراۃ و انجیل میں بیان کی ہوئی نبی آخر الزمان کی نشانیوں سے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بہت عقیدت اور احترام کے ساتھ اس نے آپ کے قافلہ والوں کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ سارے جہان کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں۔ جن کو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ شجر و حجر ان کو سجدہ کرتے ہیں اور ابر ان پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ اس لئے تمہارے اور ان کے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ اب تم ان کو لے کر آگے نہ جاؤ۔ اور اپنا مال تجارت یہیں فروخت کر کے بہت جلد مکہ چلے جاؤ کیونکہ ملک شام میں یہودی لوگ ان کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ وہاں پہنچتے ہی وہ لوگ ان کو شہید کر ڈالیں گے بحیرئی راہب کے کہنے پر ابو طالب کو خطرہ محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ انہوں نے وہیں اپنا تجارت کا مال فروخت کر دیا اور بہت جلد حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ بحیرئی راہب نے چلتے وقت انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کو سفر کا کچھ توشہ بھی دیا۔

(ترمذی ج ۲ باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ) (ماخوذ سیرت مصطفیٰ ﷺ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

ذکر ولادت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

کے وقت کھڑے ہونا مستحب ہے؟

مصنف

علامہ شیخ محمود عطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ ممتاز احمد سدیدی الازہری

ترتیب نو ونظر ثانی

مولانا محمد عبد الاحد قادری

عید میلاد ہے شاہ کونین کی' شادیانے خوشی کے بجاتے چلو
کیسی مستی میں ہے آج خلقت سبھی' جھوم کر ان کی نعتیں سناتے چلو

آج نعمت خدا کی ہوئی ہے تمام' لوٹ لو لوٹ لو آج ہے فیض عام
بن کے آیا جو رحمت جہاں کیلئے' جشن میلاد اس کا مناتے چلو

ساز پر دل کے چھیڑو وہ نغمے نئے' وجد میں آئے سارا جہاں بن پیئے
رنگ ایسا جے نہ کبھی ماند ہو' ذکر ان کا لبوں پہ سجاتے چلو

اک وہی ہیں مرا مقصد و مدعا' کاش آ جائیں وہ سب کرو یہ دعا
شوق دیدار ان کا اگر دل میں ہے' اپنی آنکھوں سے پردہ ہٹاتے چلو

آج خوشیوں میں شامل ہیں جن و ملک' رنگ بکھرا ہے اس کا زمیں تا فلک
کوئی تم بھی مسرت کا ساماں کرو' بام و در آج اپنے سجاتے چلو

تم سدا جب پڑھو گے درود و سلام' مل ہی جائے گا صابرؔ تمہیں بھی دوام
دل پہ لکھ کر نبی جی کی رحمت کا نام' عشق احمد کا جھنڈا اٹھاتے چلو

فہرست

☆=☆=☆

حالات مصنف

الشیخ محمود بن محمد رشید عطار دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ دین کے امام، عالم اور اپنے علم پر عمل پیرا، عبادت گزار، زاہد، اور اصول کے ماہر تھے۔

ولادت

۱۲۹۴ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے، اپنے والد گرامی سے قرآن پاک حفظ کیا، پھر اپنے عہد کے بڑے بڑے اصحاب علم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، سب سے پہلے الشیخ محمد حامی نابلسی کے شاگرد ہوئے، پھر الشیخ سلیم عطار، الشیخ بکری عطار، اور الشیخ محمد عطار سے حدیث، تفسیر اور علوم آلیہ (صرف، نحو منطق، بلاغت وغیرہ) کا درس لیا، اسی طرح الشیخ محمد خانی سے بھی اکتساب علم کیا۔

فاضل مصنف نے فقہ، اصول فقہ، توحید، تفسیر اور حدیث کا درس شیخ عبدالحکیم افغانی سے بھی لیا، پہلی مرتبہ جب یہ اس استاذ گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو استاذ گرامی نے نوعمر طالب علم (جس کی ابھی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں) کو پڑھانے سے معذرت کرلی، لیکن جب علم کے حریص طالب علم نے شدت سے التماس کی تو استاذ صاحب نے فرمایا: تمہیں اس شرط پر پڑھاؤں گا کہ ایک باریش طالب علم ہمیشہ تمہارے ساتھ درس حاصل کرے گا، سراپا ادب شاگرد نے اپنے استاذ کا حکم سر آنکھوں پر رکھا اور پڑھنا شروع کردیا، استاذ صاحب اپنے اس کمسن شاگرد کو اپنی نظر سے دور بٹھاتے اور تقریباً ایک سال کے بعد اس سے پوچھا: کیا تمہاری داڑھی اتر آئی ہے؟ مثبت جواب پاکر اپنے سعادت مند شاگرد کو اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی، اس سراپا شوق طالب علم نے تیس سال اپنے استاذ گرامی سے علمی استفادہ کیا، اور بالآخر ان کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہوئے۔

الشیخ محمود عطار نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تقریباً چالیس سال تک دارالحدیث الاشرفیہ میں علم حدیث کے استاذ الشیخ بدرالدین حسنی کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ان سے حدیث، اصول حدیث، بلاغت، نحو اور منطق کا درس لیا، یوں اپنے استاذ گرامی الشیخ بدرالدین حسنی کے اجل اور فاضل ترین شاگردوں میں شمار ہوئے، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

انہوں نے مصر کے بعض بڑے بڑے ذی علم لوگوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ان کے سامنے (رسم شاگردی کے مطابق کچھ) پڑھا اور ان سے سندیں حاصل کیں، ان اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) الشیخ عبدالرحمٰن بحراوی

(۲) الشیخ سلیم بشری (شیخ الازھر)

(۳) الشیخ احمد ابوخطوہ

(۴) الشیخ احمد بخیت مطیعی (مفتی مصر)

(۵) الشیخ محمد اشمونی

انہیں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ہندوستان کے علماء نے بھی اسناد عطا فرمائیں۔

ان کا وسیع علم، سخت جانفشانی، اور علوم پھیلانے میں ناپسندیدہ چیزوں کو برداشت کرنا مشہور و معروف ہے۔

اپنے محدث استاذ الشیخ بدرالدین کے کمرے سے متصل ایک کمرے میں عرصہ دراز تک قیام کیا اور ان کے دارالحدیث میں درس حدیث دیا۔

پھر اردن کے کرک نامی علاقے کے محلہ طفیلیہ میں مفتی مقرر ہوئے، پھر جدہ کے مدرسۃ الفلاح میں ان کی تقرری ہوئی، پھر ہندوستان کے شہر بمبئی میں اپنے ساتھی الشیخ امین سوید کے ساتھ بحیثیت مدرس مقرر ہوئے، پھر دمشق میں ثانویہ شرعیہ

(پاکستان کے میٹرک اور ایف اے کے مساوی کورس) کے مدرس مقرر ہوئے۔

جامع مسجد اُموی میں بھی بحیثیت مدرس تعیناتی ہوئی، جہاں ہر روز نماز ظہر کے بعد تشریف فرما ہوتے اور مسائل پوچھنے والوں کو شرعی احکام بتاتے۔

ایک مرتبہ ان کے حلقہ درس میں ترکی حکومت کا ایک نمائندہ حاضر ہوا تو ان کے علم و فضل سے متاثر ہو کر سلطان کو آپ کی علمی وجاہت سے آگاہ کیا، سلطان نے حضرت کو تعریفی سرٹیفکیٹ ارسال کیا۔

انکا حلقہ درس کفر سوسیۃ (کاف پر زبر) نامی جگہ بھی ہوا کرتا تھا، جہاں دمشق اور اس کے دیہاتوں سے طلبہ پیدل سفر کر کے اکتساب علم کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ نے دمشق کے جنوب میں واقع القدم (قاف پر زبر) نامی علاقے پر کافی عرصہ قیام فرمایا جہاں سے آپ نے شادی کی اور وہاں اپنی بچیوں کے بیاہ بھی کیے، جن سے آپ کے نواسے اور نواسیاں بھی ہوئے۔

آپ نے القدم کے علاقے میں ایک حلقہ درس قائم کیا جسے مجلس الخمیس کا نام دیا گیا جہاں آپ نے کثیر شاگردوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا، یہ علمی مجلس تقریباً نو بجے شروع ہوتی جس میں عمائدین شہر اور علماء کرام بصد شوق حاضر ہوتے، اس علمی مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا، پھر بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس ہوتا، جس میں حدیث کی سند اور شرح بیان فرماتے، خصوصی طور پر امام قسطلانی اور امام نووی کی شرح پر گفتگو ہوتی، اور مجلس کا اختتام سورہ یٰسین کی اجتماعی تلاوت کے ساتھ ہوتا۔

مصنف علامہ پوری زندگی تدریس سے وابستہ رہے حتی کہ بیماری میں بھی پڑھانا ترک نہیں کیا، درس و تدریس کا عمل اپنی وفات سے فقط ایک ہفتہ پہلے چھوڑا۔

بہت سے شاگردوں نے آپ سے اکتساب علم کیا اور دمشق کے معزز و مشہور عالم

بنے، چند تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) الشیخ ابوالخیر میدانی (۲) الشیخ ابراہیم غلاینی

(۳) الشیخ عبدالوہاب دبس وزیت (۴) الشیخ محمد سعید البرہانی

(۵) الشیخ تاج الدین حسنی (جو بچپن سے آپ نے حلقہ درس میں شامل ہوئے، طویل عرصہ اکتساب فیض کیا۔ لاء کالج دمشق میں لیکچرار مقرر ہوئے)

(۶) الشیخ المحدث العلامۃ عبدالفتاح ابوغدہ (جنہیں آپ کے اپنی سند عطا فرمائی)

القدم نامی علاقہ کے درج ذیل افراد آپ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں:

(۱) عبدالقادر برکہ (۲) عبدالجواد ذھیر

(۳) حسن زکریا (۴) محمد علی حامدہ

ان کی تالیفات سامنے نہیں آئیں، صرف ایک کتاب علم میں آئی ہے جس میں اپنے استاذ الشیخ المحدث بدرالدین حسنی کے حالات درج ہیں، اس کے علاوہ کتاب ہے جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے، الشیخ محمود العطار نے الشیخ عبدالحکیم افغانی کی کتاب ''کشاف الحقائق شرح کنزالدقائق'' کی طباعت اپنی نگرانی میں اپنے استاذ گرامی کی زندگی میں کروادی تھی، الشیخ محمود عطار اس کتاب کے بارے میں گہری معلومات رکھتے تھے، علاوہ ازیں قدیم مخطوطات کے بارے میں بھی تجربہ رکھتے تھے۔

وصال

الشیخ محمود عطار ۲۰ شوال ۱۳۶۲ھ کو ستاسی سال کی عمر میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم و تدریس میں گزاری، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں اپنی رضا عطا فرمائے۔

آپ کو "الباب الصغیر" کے قبرستان میں کثیر تعداد کی موجودگی میں دفن کیا گیا، اور آپ کے مرثیے بڑے بلیغ انداز میں کہے گئے، ان سب میں سے خوبصورت بات الاستاذ احمد مظہر نے کہی، اسی طرح الشیخ محمد بہجت بیطار نے کہی، انہوں نے اپنی گفتگو میں کہا: اے شیخ محمود اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، دمشق کے علماء آپ کے شاگرد ہیں یا آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

فائدہ

فاضل مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مندرجہ بالا کچھ کمی بیشی کے ساتھ "تاریخ علماء دمشق فی القرآن الرابع عشر الہجری ج ۲ ص ۵۹۴، ۵۹۸ سے لیے گئے۔

(ممتاز احمد سدیدی)

قارئین زیر نظر رسالہ قیام میلاد پر مستند رسالہ ہے مضبوط دلائل کے ساتھ مصنف نے مرتب فرمایا اور ایسے بدباطن شخص کا رد کیا جو قیام میلاد کو بدعت کہتا تھا مدینہ شریف سے حضرت علامہ سید احمد علی ہندی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بدعقیدہ کی عبارت اپنے دستخط کے ساتھ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ارسال کی آپ نے جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی أشرف خلقه أجمعین وبعد:

مدینہ منورہ سے آنے والا استفتاء

راقم الحروف مدینہ منورہ سے موصول ہونے والے استفتاء پر مطلع ہوا جسے سید احمد علی ہندی رامپوری نے اپنے دستخط کے ساتھ ارسال کیا، ان کے سوال کی عبارت درج ذیل ہے:

سوال:

مسلمانوں کے علماء (اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دین کی تائید فرمائے اور انہیں ملحدین کی طرف سے اٹھائے گئے شبہات کرکے ازالے کی توفیق عطا فرمائے) کا ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ جس سے نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے ذکر کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے درج ذیل جواب دیا:

"یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی، اس کی تعظیم کو قیام ہے، تو یہ بھی محض حماقت ہے، کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ ہونا چاہیے، اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے؟ پس ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے، سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں، معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا، اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تاریخ مقرر کرتے ہیں، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں

کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے، بلکہ یہ شرع میں حرام ہے۔"

کیا یہ جواب درست ہے؟ ہمیں شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب:

میں اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے کہتا ہوں:

"یہ جواب کئی وجہ سے غلط ہے، معززین کے لیے تعظیما کھڑے ہونے کا حکم بیان کرنے کے لیے ہمیں تفصیل سے بات کرنا ہوگی، اور اس سے حضور ﷺ کی ولادت کا تذکرہ سن کر کھڑے ہونے کا مستحب ہونا بہتر طریقے سے معلوم ہوجائے گا، کیونکہ ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے وقت کھڑے ہونے کا باعث اشرف الرسل ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی محبت ہے۔"

معززین اور علماء کے لئے کھڑے ہونا مستحب ہے

ہم کہتے ہیں: علماء کے علم کی تعظیم اور احترام کے لئے کھڑے ہونا مسنون ہے، ہمارے اس دعوے کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ یوں روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار کے لیے (احتراما) اٹھو"۔ (ابوداؤد سجستانی، امام۔ سنن ابی داؤد باب القیام، ۲/۳۵۲)

اس جگہ نبی کریم ﷺ کا اشارہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا جو صحابہ کرام کی طرف آرہے تھے اور معزز ہونے کے باعث قابل تعظیم بھی ٹھہرے۔

قیام کی نفی کرنے والی حدیث کا مطلب

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی آنے والے صاحب فضیلت آدمی کے لیے

اٹھنا مستحب ہے، اور یہ بات احادیث سے ثابت ہے اور اس سے روکنے والی کوئی صحیح اور صریح حدیث نہیں ہے۔ (علی بن احمد عزیزی، شیخ: السراج المنیر (المطبعة الازہریة) ۳/۶۳)

الجامع الصغیر کے شارحین کہتے ہیں: حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء کے لیے احتراما اٹھنا سنت ہے خود پسندی اور ریاکاری کے لیے نہیں، جبکہ امراء کے لیے لوگوں کا اٹھنا خوشامد کی نیت سے ہوتا ہے، حدیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض صحابہ جیسے حضرت عکرمہ اور حضرت عدی رضی اللہ عنہما کے لئے اٹھے، اور جب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لیے احتراما اٹھے تو انہیں منع نہیں فرمایا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اٹھنے کا حکم زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ تعظیم کے لئے تھا، انہیں بیماری کی وجہ سے سواری سے اتارنے کے لیے نہیں تھا اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو بعض کو حکم دیا جاتا، سب کو نہیں۔ (علامہ حفنی: حاشیہ بر سراج منیر ۳/۶۳)

امام احمد وغیرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرلے"۔

(سنن ابوداود: باب الرجل یقوم للرجل، ۲/۳۵۴۔ مسند احمد بن حنبل: عن معاویة بن ابی سفیان: ۴/۹۱)

یہ حدیث (ذی علم وعمل لوگوں کے لیے) قیام کے مستحب ہونے کے منافی نہیں کیونکہ امام طبری اور دیگر شارحین حدیث نے کہا ہے کہ: اس حدیث میں نہی ایسے شخص کے لیے ہے جو تکبر کی رو سے اپنے لئے لوگوں کا کھڑے ہونا پسند کرے، ایسے شخص کے بارے میں نہیں ہے جس کے لیے لوگ احتراما کھڑے ہوتے ہوں، امام نووی نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے، وہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا زیادہ صحیح اور بہتر بلکہ ایسا معنی کہ جس کے غیر کی طرف جانے کی ضرورت نہیں یہ ہے کہ شرعی احکام کے پابند مسلمان کو اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اپنے لئے لوگوں کے اٹھنے کی ممانعت پر

دلالت نہیں کرتی، بلکہ یہ نبی کریم ﷺ کی انکساری تھی اور آپ تو منکسر المزاجوں کے بھی سردار ہیں، نیز اپنی امت پر شفقت بھی تھی، اللہ تعالیٰ آپ کی رفعتوں میں اضافہ فرمائے، آپ تو اپنے گستاخوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے جیسا کہ سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے، آپ کو (اپنی تعظیم کے لیے) صحابہ کرام کا کھڑے ہونا اس لئے ناپسند نہیں تھا کہ یہ طرز تعظیم ممنوع ہے ورنہ آپ صحابہ کرام کو (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے احتراماً) کھڑے ہونے کا حکم نہ دیتے، اور خود بھی (حضرت عکرمہ وغیرہ) کے لیے نہ اٹھتے۔

اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ سے روایت ہے:

''عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کے لئے تعظیماً نہ اٹھو''

(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر (مذکور کی شرح میں) ۲۹۲/۳، ۲۹۳)

اس حدیث میں ایسے اٹھنے اور کھڑے ہونے کی ممانعت ہے جس کے پیچھے تکبر کا جذبہ کارفرما ہو، کیونکہ آقا کریم نے فرمایا: ''جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں۔''

ذکر ولادت پر قیام کرنا آئمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ معززین کے لیے تعظیماً کھڑے ہونا مطلوب ہے تو حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کا ذکر سن کر حضور ﷺ کی تعظیم کے لیے قیام میں کیا قباحت ہے؟ بلکہ حضور ﷺ کے کسی امتی کے لیے احتراماً کھڑے ہونے سے خود حضور ﷺ اس طرز تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں، فقہ کے چاروں مذاہب کے متعدد فقہاء، محدثین اور سیرت نگاروں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کے لیے (ذکر ولادت سن کر) کھڑے ہونے کو مستحب قرار دیا ہے۔

قابل اعتماد امر جس کے ماسوا کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے قیام تعظیم عوام مسلمانوں کے لیے مستحب ہی نہیں بلکہ نہایت اہم ہے؛

ابن حجر ہیتمی کے فتویٰ سے مغالطہ نہیں کھانا چاہیے، انہوں نے اپنے فتویٰ میں کہا ہے: کہ جب لوگ (ذکر ولادت کے وقت) تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں عوام تو بے خبر ہونے کی بنا پر معذور ہیں جبکہ خواص معذور نہیں ہیں۔

(احمد بن حجر ہیتمی، فتاویٰ حدیثیہ (طبع مصر) ص ۵۹)

ابن حجر ہیتمی کی یہ بات ان کی لغزش ہے، بلکہ خواص تو نبی ﷺ کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں، مشہور عالم دین تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ بے شمار لوگوں نے ایسا کیا، اور آج تک مسلمان ذکر ولادت خیر البشر کے وقت اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک ایسا ہوتا رہے گا، اور اس عمل کا انکار کرنے اور اسے حرام قرار دینے کی جسارت صرف غالی بدعتی اور انتہا پسند ہی کرے گا۔

ہر بدعت قابل مذمت نہیں

اگر اس کا یہ خیال ہو کہ یہ عمل قابل مذمت بدعت ہے تو ہم کہتے ہیں: ہاں یہ عمل بدعت ہے لیکن قابل تعریف بدعت ہے اور ہر بدعت قابل مذمت نہیں ہوتی، بلکہ بدعت پر پانچ حکم لگتے ہیں جیسا کہ سب کو معلوم ہے، کتنی ہی بدعتیں فرض ہیں یا واجب، جیسے دینی علوم کی تدوین اور ایسے گمراہ فرقوں کے شبہات کا رد کرنا جن میں سے قیام تعظیمی کا یہ منکر بھی ہے۔

قیام کو حماقت کہنے والا گستاخ ہے

ہم جو ایک دوسرے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو اس بارے میں حضور ﷺ کے لیے قیام تعظیمی کا منکر کیا کہتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ ذکر ولادت رسول کے وقت کھڑے ہونے میں تعظیم ہے یا نہیں؟ اگر وہ تعظیم رسول کا انکار کرتا ہے تو وہ حق کا منکر ہے اور محسوسات و مشاہدات کی دیدہ و دانستہ مخالفت کرنے والا ہے اور اس لائق نہیں

کہ اسے مخاطب کیا جائے اور اگر وہ تسلیم کر لے کہ ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہونے میں تعظیم ہے لیکن حضور ﷺ کی تعظیم کو حماقت شمار کرے تو یہ بات شانِ رسالت میں گستاخی اور اہانت ہوگی اور جو شخص حضور ﷺ کی گستاخی کرے اس کے کافر و مرتد ہونے اور اس کے قتل کے جائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ تمام فقہاء نے ارتداد کے باب میں لکھا ہے کہ علم یا علماء کا مذاق اڑانا یا ان کی توہین کرنا باعثِ کفر اور ارتداد ہے جب حضور نبی اکرم ﷺ کی امت کے کسی عالم کی توہین کفر و ارتداد کی موجب ہے تو افضل المخلوقات حضور نبی اکرم ﷺ کی توہین کا کیا حال ہوگا؟

گستاخ واجب القتل ہے

ملا خسرو نے شرح الدرر میں فتاویٰ بزازیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کی یا آپ کو گالی دی اگرچہ نشہ کی حالت میں ہو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام ثوری، اہل کوفہ اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا مشہور مذہب ہے۔

امام خطابی نے کہا ہے: میرے علم میں نہیں کہ مسلمانوں میں سے کسی نے (گستاخ رسول کا) قتل واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

امام ابن سحنون مالکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول کافر ہے اور اس کا فیصلہ قتل ہے۔ (ملا خسرو، علامہ: الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام، ۱/۳۰۰)

درمختار میں ہے، استہزاء اور تخفیف شان کو گالی کے حکم میں شامل کرنا ضروری ہے۔ (الدر المختار: باب المرتد (مجتبائی، دہلی) ۱/۳۵۶)

امام شعرانی نے اپنی کتاب ''کشف الغمة عن هذه الأمة'' کے ضمن میں کتاب الردۃ (ارتداد) کے تحت لکھا ہے۔

صحابی نے گستاخ بیوی کو قتل کر دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی بیوی نبی کریم ﷺ کو گالی دیتی تھی اور گستاخی کرتی تھی، وہ اسے منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتی، اسے ڈانٹتے تو وہ کوئی اثر قبول نہ کرتی، ایک رات یہ دریدہ دہن عورت حسب معمول گستاخی کر رہی تھی کہ نابینا صحابی نے کدال لیا اور اس نا ہنجار عورت کے پیٹ پر رکھا، اس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اس عورت کا خاتمہ کر دیا، جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا، حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رات کے وقت جو کچھ کیا سو کیا، وہ کھڑا ہو جائے، نابینا صحابی اٹھے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضور ﷺ کے سامنے آبیٹھے اور عرض کیا: میں ہی اس عورت کا مالک ہوں، جو آپ کے حوالے سے زبان درازی کرتی تھی اور گستاخانہ کلمات ادا کرتی، میں اسے منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتی تھی، اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، وہ مجھ پر بہت مہربان تھی (لیکن اس کے باوجود) کل رات جب اس نے آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تو میں نے کدال لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا، اور پھر اس پر اتنا بوجھ ڈالا کہ وہ مر گئی، تب سرکار دو عالم ﷺ لب کشا ہوئے اور آپ نے فرمایا: اے لوگو گواہ رہنا اس عورت کا خون ضائع گیا۔

(عبدالوہاب شعرانی: علامہ: کشف الغمہ (بیروت) ۲/۱۹۴)

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ لوگوں میں کسی بلند مرتبہ شخص کے لئے تعظیماً کھڑے نہ ہونے سے اس شخص کی توہین محسوس ہوتی ہے، اور یوں لگتا ہے کہ اس کی پرواہ نہیں کی گئی، اسی لئے یہ طرز عمل کینہ اور بغض پیدا کرتا ہے جیسے کہ ہمارا رواج ہے اور اسلامی معاشرے کا رواج شریعت اسلامیہ کے لیے ایسے امور میں سے ہے جس پر شریعت کے احکام کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

بہت سے مسائل میں نص شرعی موجود نہیں

علامہ ابن عابدین شامی اپنے رسالہ "آداب المفتی" میں فرماتے ہیں: شریعت میں عرف (رواج) کا بھی اعتبار ہے، اس لئے بعض اوقات اس پر حکم کا دارومدار ہوتا ہے۔ (ابن عابدین شامی، علامہ: رسائل ابن عابدین (لاہور) ۱/۴۴)

کتنے ہی مسئلے ایسے ہیں جن میں نص شرعی موجود نہیں، لیکن وہ لوگوں میں معروف ہیں، فقہاء کرام نے ان کی بنا پر فتویٰ دیا ہے اور یکے بعد دیگرے انہیں اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، پس قیام تعظیمی سے منع کرنے والا کس طرح کہتا ہے؟ کہ قیام کرنے والا بلاشبہ مستحق ملامت ہے اور یہ کہ قیام حرام ہے، فسق ہے اور مجوسیوں کے فعل سے مشابہ ہے۔ (نعوذ باللّٰہ من ذلك)

قیام کا مقصد تعظیم رسالت ہے

یہ بہت بڑا بہتان اور سینہ زوری ہے جو کسی عام مسلمان سے بھی متوقع نہیں، چہ جائیکہ کسی عالم سے ہو، موحد مسلمان جب ذکرِ ولادتِ سرورِ دوعالم ﷺ کے وقت کھڑا ہوتا ہے تو اس کا مقصد فقط اس منصب رسالت کی تعظیم ہوتا ہے، جس پر جانیں قربان کر دینا بھی ہیچ ہے، تاکہ رسول کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی منائی جائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، کیونکہ میلاد النبی ﷺ تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے، یہ خوشی ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے تکرار پر سجدہ مسنون ہے (شکرانے کے نوافل پڑھے جائیں) سب سے زیادہ عزت والے رسول ﷺ کے ظہور سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

کافر کے عذاب میں تخفیف

حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابولہب کو جب ولادت نبوی کی خوشخبری دی گئی

اس نے اپنی لونڈی کو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بدلہ دیا کہ ہر پیر کی رات اس کا عذاب کم کر دیا جاتا ہے حالانکہ وہ بدترین کافر تھا۔

اگر کافر کا یہ حال ہے تو رسول کریم ﷺ سے محبت رکھنے والے مسلمان کا کیا عالم ہوگا؟

قیام مجوسیوں کے عمل سے مشابہت نہیں رکھتا

مقصد تو ہر ممکن طریقے سے آقائے دوعالم ﷺ کی تعظیم کرنا ہے اور کھڑے ہونا بھی تعظیم کا ایک معروف طریقہ ہے اور اس طرز تعظیم سے منع کرنے والے کے کلام سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ تعظیمی قیام اس وقت تو ہونا چاہیے جب سرکارِ دوعالم ﷺ نے اس جہان رنگ و بو میں قدم رنجہ فرمایا، کیونکہ یہ نعمت کائنات کی عظیم تر نعمت ہے جیسے کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب بھی میلاد نامہ پڑھا جائے اس طرز تعظیم کا تکرار مجوسیوں وغیرہ کے طریقے سے مشابہت نہیں رکھتا ہے۔ (یہ منکر کے کلام کا خلاصہ ہے)

ذکر رسول ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہے

ہم اس شخص کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس کی بات محض سینہ زوری ہے اس لئے کہ جب کھڑے ہونے کا مقصد تعظیم رسول ﷺ ہے تو اس کی تکرار سے منع نہیں کیا جائے گا شریعت میں اس کی کئی مثالیں ہیں، ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے وقت قیام سے منع کرنے والے کی یہ بات درست نہیں کہ اس طرز تعظیم کی تکرار کی شریعت میں مثال نہیں ملتی، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب بھی سرکار دوعالم ﷺ کا ذکر ہو آپ پر درود بھیجنا واجب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے آئمہ نے فرمایا: اگر محفل میں سرکار

دوعالم ﷺ کا ذکر ہزار بار ہو تو ہزار بار درود شریف پڑھا جائے گا کیونکہ اس کا سبب پایا گیا ہے اور وہ سبب نام نامی کا ذکر ہے۔

حکم اپنے سبب کے تکرار مکرر ہو جاتا ہے

اصول فقہ کے علماء نے فرمایا ہے: حکم اپنے سبب کے تکرار کے ساتھ متکرر ہوتا ہے اور اسی طرح فضیلت والے دنوں اور راتوں کے احترام میں روزہ رکھنا اور شب بیداری کرنا ہے یہ تعظیم فضیلت والی راتوں اور دنوں کے بار بار آنے سے متکرر ہوگی۔

اسی طرح جب تعظیم نبوی کا سبب پایا جائے گا تو تعظیم نبوی ضروری ہوگی، اور اس کا سبب حضور ﷺ کی سیرت کا پڑھا جانا اور آپ ﷺ کے ان احوال عالیہ پر مطلع ہونا ہے جو ہر کمال کی بنیاد ہیں، اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان احوال مبارکہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھے، اور جب بیان کرنے والا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے ذکر تک پہنچے تو اس عظیم نعمت کو یاد کر کے آقائے نامدار ﷺ کی تعظیم اور رب کریم جل جلالہ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے کھڑا ہو جائے۔

کیا یہ ایسی بات ہے جس پر انسان کو ملامت کی جائے؟ اور یہ کہا جائے کہ وہ ان کافر مجوسیوں کی مشابہت اختیار کر رہا ہے جو اپنے معبود کی پیدائش کا ڈرامہ رچاتے ہیں؟ اور یہ کہا جائے کہ یہ طرزِ تعلیم اہل تشیع کے عمل سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی ہر سال سانحہ کربلا سے مشابہت رکھنے والا عمل دہراتے ہیں، لیکن ذکر ولادت پر قیام کرنے، مجوسیوں اور شیعوں کے عمل میں قطعاً مشابہت نہیں، اس لیے کہ مجوسیوں کا عمل تو بالکل ہی غلط اور ناقابل قبول ہے کیونکہ وہ اپنے معبود کو حادث اور پیدا ہونے والا خیال کرتے ہیں اور یہ صراحۃً کفر ہے اور جتنی دفعہ یہ لوگ اپنا ڈرامہ دہراتے ہیں

اتنا ہی ان کی گمراہی میں اضافہ ہوتا ہے، اور اسی طرح واقعہ کربلا کا ڈرامہ رچانا کئی مفسدات اور حرام امور پر مشتمل ہوتا ہے جو سب کو معلوم ہیں۔

ذکر ولادتِ رسول کے وقت قیام سے منع کرنے والا توحید پرست مسلمانوں کے عمل کو مجوسیوں اور شیعہ کے عمل سے کس طرح تشبیہ دیتا ہے؟ حالانکہ وہ مسلمان ایک محترم جگہ بیٹھے ہوئے ہیں، ماحول معطر و معنبر ہے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں اور کائنات کی معزز ترین ہستی کے واقعات سیرت پورے آداب کے ساتھ پڑھ رہے ہیں اور باعثِ تخلیق کائنات کے ذکر شریف پر درود وسلام پڑھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر سن کر آپ کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کی تشریف آوری کے تذکرے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اس طرز تعظیم سے منع کرنے والے کو مبالغہ آمیزی نے مہمیز دی تو اس نے اہل اسلام کے عمل کو مجوسیوں اور شیعوں کے عمل سے تشبیہ دے دی، اے اللہ تو پاک ہے اور یہ تشبیہ بہت بڑا بہتان ہے۔

دنیاوی اور برزخی زندگی میں بھی آواز پست رکھنے کا حکم ہے

شریعت میں اس تعظیمی قیام کی مثال حضور ﷺ کی دنیاوی زندگی میں آپ کے سامنے آواز پست کرنا ہے اور آپ کی برزخی زندگی کے دوران حدیث شریف اور آپ کی سیرت مبارکہ سنتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا ہے اور اسی طرح آپ کو پکارتے ہوئے ایسا نام لینا جس سے تعظیم کا اظہار ہوتا ہو مثلاً کہا جائے یارسول اللہ ﷺ۔

قرآن میں آداب رسول ﷺ کا بیان

ارشاد ربانی ہے:

یاایها الذین آمنوا لاترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض أن تحبط أعمالکم

وأنتم لا تشعرون ○ ان الذين يغضون أصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة و أجر عظيم ○ (القرآن: ۴۹/۲، ۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو، بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد گرامی ہے:

لاتجعلوادعا الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ○

''رسول کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (القرآن الکریم، ۲۴/۶۳)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنے اور آپ کا نام مبارک لے کر پکارنے کو حرام فرمایا، کیا یہ سب نبی اکرم ﷺ کی مزید تعظیم کے لیے نہیں؟

بندہ اظہار شکر ہر وقت کر سکتا ہے

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی ایک اور مثال وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، آپ نے ان سے روزہ رکھنے کی حکمت پوچھی تو انہوں نے بتایا: یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی، اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا چنانچہ ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تمہاری نسبت زیادہ حقدار ہوں اور پھر آپ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے۔

(صحیح مسلم: کتاب الصیام باب یوم عاشوراء، ۱/۳۵۹)

(صحیح بخاری: کتاب الصیام باب یوم عاشوراء، ۱/۲۶۸)

یہ حدیث صراحۃً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زمانہ ماضی میں حاصل ہونے والی نعمت پر اس تاریخ میں نئے سرے سے اظہار شکر کرنا مطلوب ہے، بلکہ یہ اظہار شکر تو ہر اس وقت مطلوب ہے جب نعمت یاد آئے۔

قربانی کا عمل ہر سال اظہار شکر ہے

میرے خیال میں سال بہ سال یاد منانے کی ایک اور مثال قربانی کے دنوں میں قربانی کا عمل ہے، جو صاحب استطاعت پر واجب ہے یہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نجات پر اظہار شکر ہے اور یہ اظہار شکر انہیں دنوں میں کیا جاتا ہے جس دن جنت سے ایک مینڈھے کی صورت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ نازل کیا گیا اور انہیں اپنے والد گرامی کے ہاتھوں ذبح ہونے سے نجات ملی، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل کا امتحان لینے کے لیے حکم فرمایا تھا کہ اپنا نور نظر لخت جگر اپنے ہاتھوں سے رب کریم کی رضا کے لیے ذبح کریں اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے پوری کوشش کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عظیم فدیہ نازل فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا اور ذبح ہونے سے محفوظ رکھا، انہیں عربوں کا عموماً اور اپنے حبیب ﷺ کا جد امجد بنایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ جس دن اس نے اپنے حبیب اور نبی ﷺ کے جد امجد (حضرت اسماعیل) کو نجات عطا فرمائی اس دن کو بڑی عید بنائیں، اس دن قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے گئے فدیہ سے مشابہت اختیار کریں اور اس طرح اظہار شکر کریں، یہ عمل ہر سال دہرایا جاتا ہے، اس تناظر میں اللہ تعالیٰ کے حبیب اعظم (سرکار دو عالم ﷺ) کے رحمۃ للعالمین بن کر دنیا میں تشریف آوری کے دن کو بڑی عید بنانا زیادہ درست اور حق کے قریب ہے۔

قیام کا عمل دلالۃ النص سے ہے قیاس سے نہیں

قارئین کرام! تعظیم رسول ﷺ کی ان مثالوں کو انصاف کی نظر سے دیکھیں جو قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں جن سے انبیاء علیہم السلام کی تعظیم مقصود ہے، کیا ذکر ولادتِ مصطفےٰ ﷺ سن کر کھڑے ہونا بھی تعظیم میں ان جیسا نہیں ہے؟ اور کیا یہ عمل بھی ایسا نہیں جس کا حکم دیا گیا ہو اور ناپسندیدہ بدعت نہ ہو؟ ہم اس عمل کو اس تعظیم کے افراد میں سے ایک فرد قرار دیتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اس تناظر میں ہمارا عمل قیاس کے ذیل میں نہیں آئے گا، بلکہ دلالۃ النص سے ثابت ہوگا۔

جس طرح اصول فقہ کے علماء نے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ۔ (القرآن الکریم: ۳۴:۱۷)

ترجمہ: ''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ''

جیسی آیتوں کے بارے میں لکھا ہے، قرآن پاک کا حکم صراحۃً یتیم کا مال کھانے کی حرمت پر دلالت کرتا ہے لیکن اہل زبان نے آیت کریمہ سے مطلقاً یتیم کا مال استعمال کرنے کی حرمت کا معنی اخذ کیا ہے، اب آیت کریمہ درج ذیل امور کی حرمت پر مشتمل ہوگی۔ یتیم کا پانی پینا، اس کے کپڑے پہننا، اور اس کے گھر میں رہنا وغیرہ۔

اور اس کی مثال ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ۔

ترجمہ: ''تو والدین سے ہوں نہ کہنا''۔ (القرآن الحکیم: ۲۳/۱۷)

اس آیت سے مطلق اذیت مراد ہے اب جو کچھ اذیت کے ضمن میں ہے اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہوگا، اسی طرح مارنا اور گالی دینا بدرجہ اولیٰ اس حکم میں داخل ہوگا۔

اسی طرح ہمارا قیام ہے، خصوصاً ہمارے زمانے میں یہ عمل نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے زمرے میں آتا ہے، لہٰذا اس آیت کریمہ کے ضمن میں آتا ہے جو حضور ﷺ کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے، ایسی نصوص قرآن حدیث میں بہت ہیں، ان میں سے اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات یہ ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہم پر فرض ہے

"اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا"۔ (القرآن الحکیم، ۲۳/۴۵)

ترجمہ: ''اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا''

"لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"۔ (القرآن الحکیم، ۲۳/۴۵)

ترجمہ: ''تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو''۔

"لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ"۔ (القرآن الحکیم، ۳/۸۱)

ترجمہ: ''تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا''

اللہ تعالیٰ نے ہم پر حضور ﷺ کی تعظیم فرض کی ہے اور اس تعظیم کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کی مثل قرار دیا ہے، قرآن کریم میں کتنی ہی آیتیں ہیں جو آقائے

دوعالم ﷺ کی تعظیم پر دلالت کرتی ہیں، اور جو شخص جاننا چاہتا ہے کہ ہر مکلف پر حضور ﷺ کی تعظیم فرض اور واجب ہونے کے دلائل کیا ہیں تو وہ درج ذیل سیرت کی کتابیں پڑھے، حضرت قاضی عیاض کی کتاب ''الشفاء'' اُس شخص کو اپنی پیاس بجھانے کے لیے مطلوبہ معلومات مل جائیں گی۔ اس طرح ہمارا قیام کرنا بدعت نہیں ہوگا، بلکہ دلالۃ النص کے ساتھ ثابت ہوگا اور جو شخص اس عمل کا انکار کرتا ہے اور اسے حرام جانتا ہے وہ گمراہ ہے اور بدعتی ہے، اور اگر سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہوگا جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

قیام کے عمل کو ناپسند کرنے پر اہم فتویٰ

مفتی الثقلین علامہ، امام ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جب لوگ تعظیم نبی ﷺ کے لیے کھڑے ہوں تو ایسے میں جو توہین رسالت کی نسبت سے یا اس عمل کو ناپسند کرتے ہوئے بیٹھا رہے گا وہ کافر ہو جائے گا، علامہ سمنودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

علاوہ ازیں جب سارے لوگ کھڑے ہوں اور کوئی شخص بیٹھا رہے تو ممکن ہے کہ اس طرح عوام میں فتنہ سر اٹھالے، اور لوگ ایسے شخص کو وہابی مذہب کی طرف منسوب کریں جو اہل توحید کو کافر قرار دینے میں غلو کی ساری حدیں تجاوز کر چکے ہیں، کیونکہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پکڑنے، ان کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنے، اور ان کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی التجائیں پیش کرنے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں، روزانہ بار بار کلمہ توحید پڑھنے والے موحد مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ یہ موحد مسلمان تو کلمہ توحید ہر گھڑی اور ہر لمحہ پڑھتے ہیں، جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی التجا کرتے ہیں تو کہتے ہیں: اے اللہ اپنے احباب

کی وجاہت کے صدقے ہماری حاجت پوری فرما، اور جو شخص ایسے لوگوں کو کافر کہتا ہے وہ خود کفر کے زیادہ قریب ہے، اگر ہم کسی مومن کو یہ کہتے ہوئے سنیں: ''یا رسول اللہ ﷺ! میری ضرورت پوری فرمادیں'' یا اسے یوں کہتے ہوئے سنیں: ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں آپ سے فلاں چیز مانگتا ہوں'' تو ہم اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیں گے، بلکہ اسے کہیں گے کہ وہ اپنے الفاظ کے ظاہر پر اپنے عقیدہ کی بنیاد نہ رکھے۔

فائدہ از مترجم

یہ عقیدہ نہ رکھے کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حاجت پوری کرنے میں خود مختار ہیں، بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ آپ وسیلہ ہیں اور حاجت پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے ۱۲ اسدیدی)

اور ہم اس کے کلام کو اسناد مجازی پر محمول کریں گے اور یہی مجاز عقلی ہے جیسے کہ علماء معانی نے بیان فرمایا ہے اور مجاز عقلی قرآن کریم میں بہت ہے، ارشار باری ہے:

''يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا''۔ (القرآن الکریم، ۴۰/۳۶)

ترجمہ: ''اے ہامان! میرے لئے ایک محل تعمیر کر''۔

اس لئے کہ تعمیر تو مزدوروں کا عمل ہے جبکہ ہامان تو ایسا سبب ہے جس نے تعمیر کا حکم صادر کرنا ہے، ہم اگر کسی عام آدمی سے کہیں: تم بندے سے یہ سوال کیسے کرتے ہو کہ وہ تمہاری حاجت پوری کرے؟ تو وہ کہے گا: کہ میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے اور اپنے ہاں اس کی وجاہت کے سبب میری مراد پوری کرے، جب ہمیں ایسا قرینہ مل جائے کہ کلام کرنے والا موحد ہے، تو ہم اس کے کلام کو جس کا ظاہری معنی افعال کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا ہے مجاز پر محمول کریں گے جیسے کہ کسی

شاعر کا قول ہے:

أَشَابَ الصَّغِيرَ وَأَفْنَى الْكَبِيرَ ... كَرُّ الْغَدَاةِ وَمَرُّ الْعَشِيِّ

گردشِ صبح وشام نے بچے کو جوان اور بوڑھے کو فنا کر دیا۔

اسے ہم نے مجاز پر محمول کیا، کیونکہ اس کا اپنا ہی شعر اس بات پر دلالت کرتا ہے۔

فَمِلَّتُنَا أَنَّنَا مُسْلِمُونَ ... عَلَى دِينِ صِدِّيقِنَا وَالنَّبِيِّ

ہماری ملت یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اپنے صدیق اور نبی ﷺ کے دین پر ہیں۔

دوسرا شعر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کہنے والا موحد ہے، اور اسی طرح وہ عام آدمی جو ہمیشہ کلمہ توحید پڑھتا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے کلام کا مجازی معنیٰ مراد لیں جس کا ظاہر غیر مقصود ہے۔

ولادت خیر الانام کے وقت قیام مستحب ہے

اب ہم اس مسئلے کی طرف رجوع کرتے ہیں جس پر ہم گفتگو کر رہے تھے، وہ یہ ہے کہ ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے وقت کھڑے ہونا مستحب ہے، خصوصاً اہل علم کے لیے، کیونکہ جب عام لوگ ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہوتے ہیں تو اہل علم ان لمحات میں کھڑے ہونے کے زیادہ حقدار ہیں تاکہ عام لوگوں کو بتائیں کہ دل وجان سے نبی کریم ﷺ کی تعظیم مطلوب ہے اور ظاہر وباطن کے اعتبار سے اس کی تاکید کی گئی ہے۔

مصنف اور قیام کے انکاری کے درمیان مباحثہ

ایک مرتبہ میں کسی محفل میں تھا، اس محفل میں میرا ایک ایسا جاننے والا بھی تھا جو

ذکر ولادتِ مبارکہ کے وقت کھڑے ہونے کو درست نہیں سمجھتا تھا، میں نے اس سے کہا: کیا اس کھڑے ہونے میں سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم نہیں ہے؟ تو اس نے کہا: تعظیم تو دل سے اور حضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے سے ہوتی ہے، اس عمل سے نہیں جو بدعت ہے، میں نے کہا: کوئی بات نہیں، یہ عمل تو دل سے تعظیم بجالانے کی علامت ہے اور تعظیم پر دلالت بھی کرتا ہے، شریعت مبارکہ کا معاملہ ظاہری ہے، حتیٰ کہ شریعت نے تو یہ حکم دیا ہے کہ جو بھی توحید ورسالت کی گواہی زبان سے دے، وہ مسلمان ہے اگرچہ ہم نے اس کے دل میں نہیں جھانکا، ہم یہ کیسے جان سکتے ہیں کہ دل میں کیا ہے جب تک ظاہر دل کی کیفیت پر دلالت نہ کرے؟ ہمارا ایک دوسرے کے لئے تعظیماً کھڑے ہونا، ہاتھ اور زبان سے تعظیم بجالانا، تعظیم وتکریم کے ایسے ذرائع بن چکے جن سے ہماری طبیعتیں بھی مانوس ہو چکی ہیں۔

اہل علم نے عرفی حمد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

وہ فعل ہے جو منعم کی تعظیم کا احساس دلائے، خواہ یہ تعظیم زبان سے ہو یا اعضاء سے یا دل سے، کسی شاعر (متنبی) نے کہا ہے:

أفادتكم النعماء مني ثلاثة ... يدي ولساني والضمير المحجبا

ترجمہ:۔ تمہیں تمہارے انعامات نے میری طرف سے تین فائدے پہنچائے ہیں، میرے ہاتھ، زبان اور میرا چھپا ہوا دل۔

ولادت کے وقت کھڑے ہونا بدعت نہیں

میری رائے ہے کہ آقائے کریم ﷺ کی ولادت کے وقت کھڑے ہونا بدعت نہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے احتراماً کھڑے ہونے کے مساوی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار

اللہ تعالیٰ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا بھلا کرے، جن کے پاس سے سرکار دوعالم ﷺ کا گزر ہوا تو وہ اپنے پیارے آقا کے لئے احتراماً کھڑے ہو گئے اور یہ شعر کہے:

قیامی للعزیز علی فرض　　وترك الفرض ماهو مستقیم

ترجمہ: ''اس من موہنی شخصیت کے لیے اٹھنا مجھ پر فرض ہے، اور فرض کو چھوڑنا درست نہیں''۔

عجبت لمن له عقل و فهم　　یری هذا الجمال ولا یقوم

ترجمہ: ''مجھے اُس عقل وفہم رکھنے والے پر تعجب ہے جو اس سراپا جمال کو دیکھتا ہے اور کھڑا نہیں ہوتا''۔

ایک روایت میں ''قیامی للعزیز'' کی بجائے ''قیامی للنبی'' بھی آیا ہے۔

اے قیام تعظیم کے منکر! میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: اگر تو کسی محفل میں آئے اور تیرے لئے اکثر لوگ تو احتراماً کھڑے ہو جائیں لیکن بعض بیٹھے رہیں، کیا تیرے اور دوسرے لوگوں کے دل میں یہ بات نہیں کھٹکے گی کہ تیرے لئے کھڑے ہونے اور تعظیم کرنے والے کے برعکس جو شخص کھڑا نہیں ہوا اس نے تمہاری توہین کی ہے؟

قیام منع کرنا احمقوں کا کام ہے

تو کتنا سیدھا اور جاہل ہے؟ خدا کی قسم جس نے قیام تعظیمی کا انکار کیا اور اسے حرام قرار دیا اور اس کے بجالانے والے کو مجوسیوں اور شیعہ سے تشبیہ دی اور مزید یہ کہا کہ یہ ان سے بھی زیادہ ہے اور یہ احمقوں کا کام ہے''۔ مجھے اس کے کفر وارتداد کا خوف ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی ذات سب سے بڑی نعمت ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت کے وقت آپ کے احترام اور آپ کی ولادت کی خوشی میں کھڑے ہونا نہ صرف مستحب ہے بلکہ انتہائی مستحسن ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں، مسلمانوں نے اسے پسندیدہ اور مستحسن قرار دیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے:

مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دارالفکر بیروت ۷۸۳)

ترجمہ: ''جس عمل کو مسلمان اچھا خیال کریں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے۔

نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے:

یَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔

(المستدرک للحاکم کتاب العلم:۹۱۶/۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی رحمت جماعت پر ہے، جو شخص جماعت سے الگ ہوا لقمہ جہنم بن گیا''۔

اس کے علاوہ بہت سی احادیث ہیں جو نجات پانے والے مسلمانوں کا راستہ اپنانے کی ترغیب دیتی ہیں۔

قیام تعظیمی کے اس منکر کے انکار، قیام کو حرام قرار دینے، اور قیام کرنے والے پر فسق کا حکم لگانے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، یہ تو شیطانی وسوسہ ہے جو اس کے دل پر چھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس شخص اور اس منکر جیسے دوسرے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے جو حضور اکرم ﷺ کا مرتبہ ومقام گھٹانے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں اور

اہل اسلام کو فاسق وکافر ٹھہراتے ہیں، ان لوگوں کا وجود مسلمانوں کے لیے بہت بڑی مصیبت ہے، کیونکہ یہ لوگ دعویٰ تو رشد وہدایت کا کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کے عقیدہ میں بہت بڑا فساد پھیلاتے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یا تو ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے اور یا ان کی دنیا بھر سے مٹادے، اور اہل سنت وجماعت کا بول بالا کردے جو لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور وصال کے بعد تعظیم پر ابھارتے ہیں اور آپ ﷺ کے صحابہ اور ان ائمہ دین (مجتہدین) کی تعظیم کا درس دیتے ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کی شریعت کی خدمت اور تدوین کی، جس پر لوگ قیامت تک عمل پیرا ہوں گے۔

ممتاز احمد سدیدی

۲۶ـ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق

۳۱ مئی ۲۰۰۰ء کو اس مبارک رسالہ کے ترجمہ سے فراغت ہوئی۔

☆=☆=☆

آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے سوالات پر محفل میلاد

اور دیگر مسائل پر اہم رسالہ

اختلافی مسائل پر

تاریخی فتویٰ

مصنف

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری

بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۷۲ھ)

ترجمہ وتخریج

حضرت علامہ مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

(انڈیا)

فہرست

☆=☆=☆

حرفِ آغاز

زیر نظر رسالہ سیف اللہ المسلول کا وہ تاریخی فتویٰ ہے جسے آپ نے ہندوستان کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ فتوی میں موجود علمی مباحث کی اہمیت اپنی جگہ مگر تاریخی حیثیت سے بھی یہ فتویٰ اس لیے اہم ہے کہ یہ ایک فرماں روا کے استفتا کے جواب میں یہ تحریر کیا گیا اور یہ اس وقت کے اکابر اور جید علماء کی تصدیق وتائید سے مزین ہے۔

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کے غیر منقسم ہندوستان کا تصور کریں معقول و منقول، تصوف وروحانیت اور علم ظاہر وباطن کے ایسے ایسے اساطین نظر آئیں گے کہ رہتی دنیا تک زمانہ ان پر ناز کرے گا۔ برصغیر کے علمی مرکز فرنگی محل کا شمس فضل وکمال دائرہ نصف النہار پر تھا، خیر آبادی درسگاہ اپنے عہد شباب میں تھی، دار الخلافت دہلی میں تو اہل فضل وکمال کی ایسی انجمن آباد تھی کہ پھر چشم فلک نے اس کے بعد اہل علم و فن کا ایسا اجتماع کبھی نہ دیکھا۔ مولانا عبد الوالی فرنگی محلی، مفتی نعمت اللہ فرنگی محلی، مولانا ولی اللہ فرنگی محلی اور مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی خانوادۂ فرنگی محل کی علمی وراثت کی نمائندگی کر رہے تھے، استاذ مطلق علام فضل حق خیر آبادی اپنے پورے علمی جاہ جلال کے ساتھ رونق افروز تھے۔ مولانا حیدر علی فیض آبادی (مصنف منتہی الکلام) مفتی عنایت احمد کاکوروی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی اپنے علمی فیضان سے زمانے کو سیراب کر رہے تھے، دہلی میں مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی انجمن علم و ادب کی شمع فروزاں تھے اور خود شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ مخصوص اللہ دہلوی مدرسہ رحیمیہ کی مسند درس پر جلوہ افروز تھے اور علم وفن کے دریا بہا رہے تھے۔ خدانخواستہ ان اساطین علم وفن کی تنقیص یا تخفیف مقصود نہیں ہے مگر قابل توجہ بات یہ ہے کہ مختلف فیہ اور متنازع مسائل میں جب حکم شرعی معلوم کرنا ہوا تو بادشاہ وقت کی نگاہ نے کسی ایسی

شخصیت کی تلاش کی ہوگی جو علم وتحقیق کی گہرائی کے ساتھ ساتھ علماء اور عوام دونوں میں یکساں طور پر پایہ اعتبار واستناد رکھتی ہوتا کہ اس کی رائے اس سلسلے میں قول فیصل قرار پائے، اس کے لیے پورے ہندوستان میں طواف کرنے کے بعد بادشاہ وقت کی نگاہِ انتخاب ایک ایسی شخصیت پر جاکر ٹھہرتی ہے جو مسند درس اور بوریہ فقر دونوں کو بیک وقت زینت بخش رہی تھی، یہ بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اگر بادشاہ اس ذات میں اپنے مطلوبہ تمام اوصاف نہ دیکھ لیتا تو نواب استقامت جنگ کو ہرگز آپ کی بارگاہ میں استفتا لے کر نہ بھیجتا۔ اس پہلو سے اگر اس فتوے کو دیکھا جائے تو اس حقیقت کا ادراک زیادہ مشکل نہیں کہ اپنے معاصر علماء میں سیف اللہ المسلول کس بلند رتبہ اور ممتاز مقام کے حامل تھے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

اس فتوے کے سلسلہ میں حضرت کے سوانح نگار مولانا ضیاء القادری اکمل تاریخ میں لکھتے ہیں:

حضرت اقدس کی تصانیف مطبوعہ مشہورہ اور غیر مطبوعہ کے علاوہ ایک فتویٰ ہے جس کو ہندوستان کے آخری اسلامی تاجدار، خاتم السلاطین ہند، حضرت ظل سبحانی، سلالہ دودمان تیموریہ، خلاصہ خاندان مغلیہ، سلطان ابن السلطان خاقان ابن خاقان ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ غازی جنت آشیانی نے دہلی سے بہ کمال حسن عقیدت آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔ یہ استفتا بارگاہ سلطانی سے نواب معلیٰ القاب علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان بہادر استقامت جنگ خلق الصدق جناب اعظم الدولہ معین الملک محمد منیر خان بہادر بدایوں لے کر آئے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں شاہانہ آداب کے ساتھ ٹھہرایا اور فوراً جواب استفتا مرتب فرمایا۔ دہلی کے تمام اکابر علمائے اعلام نے تصحیح وتصدیق کی مہریں کردیں فرمان سلطانی سے یہ فتویٰ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ میں دار الخلافت

شاہجہان آباد محلہ زیب باڑی مطبع مفید الخلائق میں مطبوع ہوا۔

(اکمل التاریخ، ج۲/۱۵۳)

جیسا کہ مذکورہ ہوا کہ یہ فتویٰ سب سے پہلے مفید الخلائق دہلی سے ۱۲۶۸ھ میں شائع ہوا۔ مولانا ضیاء القادری کی کتاب اکمل التاریخ ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوئی اس میں انھوں نے پورا فتویٰ نقل کرکے اس کو محفوظ کردیا۔

۱۹۷۰ء تا ۱۹۸۰ء کے درمیانی برسوں میں حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی کے دامن سے وابستہ اور ان کے خاص مرید وخادم ڈاکٹر شیخ علیم الدین قادری قدیری نے اس فتوی کا اردو ترجمہ کرکے اپنے قائم کردہ ادارہ مدینۃ العلم کلکتہ سے شائع کیا اور بعد میں یہی ترجمہ ماہنامہ مظہر حق بدایوں اور پاکستان کے کچھ رسائل میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ترجمہ سلیس اور عمدہ تھا مگر اس کو اب ۳۰/۴۰ برس گزر گئے، لہٰذا بعض وجوہات کی بنیاد پر از سرنو ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، راقم الحروف نے اپنی کم علمی کے باوجود فارسی کو اردو کا جامہ پہنانے کی کوشش کی ہے، ساتھ ہی یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ مصنف رسالہ نے جہاں علماء کی عربی عبارات لکھنے کے بجائے صرف فارسی ترجمہ لکھنے پر اکتفا کیا تھا، اب اصل کتابوں کی طرف رجوع کرکے ساتھ میں عربی عبارات بھی شامل کردی گئی ہیں۔ اور حتی الامکان آیات، احادیث اور عبارتوں کی تخریج بھی کردی گئی ہے، اب جدید آب وتاب کے ساتھ ۱۶۲ سال پرانا یہ فتویٰ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اسید الحق قادری بدایونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوالات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو مندرجہ ذیل باتیں کہتا ہے:

ا۔ دن مقرر کر کے محفل میلاد شریف کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۲۔ محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے۔

۳۔ کھانے اور شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔

۴۔ اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔

۵۔ قدیم رواج کے مطابق پنج آیات ختم کرنا بدعت سیءہ (بری بدعت) ہے

۶۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے۔

۷۔ قصداً تعزیہ کو دیکھنا یا بلا ارادہ دیکھنا کفر ہے۔

۸۔ ہولی کو دیکھنے اور دسہرہ کو جانے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے اگرچہ بغیر ارادے کے ہو اور اس سے اس کی بیوی پر طلاق ہوجاتی ہے۔

۹۔ کعبہ شریف اور مدینہ منورہ کے خطہ کو کوئی بزرگی حاصل نہیں ہے کیونکہ اس سرزمین پر ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے رہنے والے ظالم ہیں اس لیے کہ انھوں نے مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو مکہ شریف سے نکال دیا، اسوقت دین محمدی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے علمائے جو حقیقتاً مہاجرین تھے انھیں نکال کر ہندوستان بھیج دیا حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے اور حضرت عبداللہ

بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

لہٰذا ایسی صورت میں قائل مذکور کی اقتدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسلمانوں کا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ازروئے شریعت مطہرہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے نیز اس کے متبعین کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

نقل مہر حضرت ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی بادشاہ دیں پناہ

وفقه الله لما يحبه ويرضاه۔

المستفتی

ابوظفر سراج الدین

محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی

☆☆☆

حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اوّلاً اس بات کو جاننا ضروری ہے کہ علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل امور میں سے ہر امر کے متعلق کیا فرماتے ہیں تاکہ قائل کے حق میں حکم شرعی کا جاننا آسان وسہل ہوجائے۔

(۱) دن مقرر کرکے محفل میلاد شریف کرنا

علامہ احمد بن محمد قسطلانی علامہ ابن جزری کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابولھب الکافر نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده ویبذل ماتصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاؤه من الله الکریم أن یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیہ ج:۱ص:۱۴۷،پوربندر گجرات ۲۰۰۱ء)

ترجمہ: ”جب ابولہب جیسے کافر کو جس کی مذمت قرآن کریم میں نازل ہوئی ہے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی رات میں خوش ہونے کے باعث جہنم میں اس کے عذاب میں تخفیف کے ذریعہ بدلہ دیا جائے تو حضور علیہ السلام کے اس موحد ومسلم امتی کا کیا عالم ہوگا جو آپ کی ولادت پر خوش ہوتا ہے اور اپنی طاقت کے بقدر نبی ﷺ کی محبت میں خرچ کرتا ہے، بخدا اللہ رب العزت کی جانب سے ایسے شخص کی جزا یہی ہے کہ

خداوند قدوس اسے اپنے فضل عام سے جنت نعیم میں داخل فرمائے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

ولا یزال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولده علیه السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظھرون السرور ویزیدون فی المبرات و یعتنون بقرأة مولده الکریم و یظھر علیھم من برکاته کل فضل عمیم ومما جرب من خواصه انه أمان فی ذلك العام و بشری عاجلة بنیل البغیة و المرام فرحم الله امرء اتخذ لیالی شھر مولده المبارك اعیادا لیکون أشدعلة علی من فی قلبه مرض واعیاء داء۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیہ ج:۱ص:۱۴۷،پوربندر گجرات ۲۰۰۱ء)

ترجمہ: ”اہل اسلام حضور علیہ السلام کی ولادت کے مبارک مہینہ میں محفلیں قائم کرتے ہیں اور دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ماہ مبارک کی راتوں میں صدقات وخیرات کرتے ہیں خوشی ومسرت کا اظہار اور نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور اس مولود شریف سے ان پر فضل عظیم کا ظہور ہوتا ہے، محفل میلاد شریف کے خواص میں یہ بات بھی مجرب ہے کہ اس سال امن وامان رہتا ہے اور جلد آرزوؤں وتمناؤں کے حصول کی خوشخبری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم وکرم فرمائے جو اس ماہ مبارک کی راتوں میں عید وخوشی مناتا ہے تاکہ یہ خوشی ومسرت اس شخص پر سخت گراں گزرے جس کے دل میں (بدبختی کی) بیماری ہے۔“

امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م:۹۴۲ھ) اپنی کتاب ''سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' میں حافظ ابوالخیر سخاوی کا قول نقل فرماتے ہیں:

عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة وانما حدث بعد ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البهجة الرفیعة و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقرأة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم۔

(سبل الهدیٰ ج:۱ص:۴۳۹ قاہرہ)

ترجمہ: ''مولود شریف کا عمل قرون ثلاثہ میں سلف صالحین سے منقول نہیں ہے یہ عمل قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا پھر اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے مہینہ میں ہر جانب بڑے بڑے شہروں میں محفلیں قائم کرنے لگے اور پر تکلف دعوتیں کرتے ہیں جو مسرت آمیز اور بلند امور پر مشتمل ہوتی ہیں اور اہل اسلام اس ماہ مبارک کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں بہجت و سرور کا اظہار کرتے ہیں نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولود شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اس مولود شریف کی برکت سے ان پر فضل عظیم کا ظہور ہوتا ہے۔

پھر صاحب سبل الہدی حافظ ابن الجزری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ:

من خواصه انه امان فی ذلك العام و بشری عاجلة بنیل البغیة و المرام۔

(سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد ج:۱ص:۴۳۹ قاہرہ)

ترجمہ: ''میلاد شریف کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال امن و امان قائم رہتا ہے اور جلد تر حاصل ہونے والی مراد کی خوشخبری ہوتی ہے۔''

آگے چل کر علامہ ابن کثیر کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

قال الحافظ عماد الدین بن کثیر، رحمة الله تعالٰی فی تاریخه کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاوّل و یحتفل به احتفالاً هائلاً وکان شهما شجاعا بطلا عاقلا عادلا رحمه الله تعالٰی و اکرم مثواه وقد صنف الشیخ ابوالخطاب بن دحیة رحمه الله تعالٰی کتابا له فی المولد سمّاه "التنویر فی مولد البشیر النذیر" فاجازه بالف دینار۔

(سبل الهدیٰ ج:۱ص:۴۳۹)

ترجمہ: ''حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ''صاحب اربل ملک مظفر) ماہ ربیع الاوّل شریف میں مولود شریف کرتا تھا اور اس ماہ میں وہ پر تکلف محفل میلاد کرتا تھا وہ جری بہادر، ذہین، عدل و انصاف کرنے والا شخص تھا شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے اس کے لیے مولد شریف کی کتاب لکھی جس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' رکھا تو صاحب اربل نے انہیں ہزار دینار انعام میں دیئے۔''

صاحب سبل الہدی والرشاد فرماتے ہیں:

وقد اثنی علیه الائمة، منهم الحافظ ابو شامه شیخ النووی فی کتابه "الباعث علی انکار البدع و الحوادث" وقال مثل هذا الحسن یندب الیه و یشکر فاعله و یثنی علیه قال ابن

الجوزی لولم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان و ادعام اهل
الایمان وقال العلامة ابن مظفر رحمه الله تعالی : بل فی
الدر المنتظم وقد عمل المحبون للنبی ﷺ فرحا بمولده
الولائم فمن ذلک ماعمله بالقاهرة المعزیة من الولائم الکبار
الشیخ ابوالحسن المعروف بابن فقل قدس الله تعالی سره
شیخ شیخنا ابی عبدالله محمد بن النعمان وعمل ذلک قبل
جمال الدین العجمی الهمذانی و ممن عمل ذلک علی قدر
وسعه یوسف الحجار بمصر وقدرأی النبی وهو یحرض
یوسف المذکور علی عمل ذلک۔ (سبل الهدیٰ ج:۱)

ترجمہ:''اس عمل پر (یعنی مولود شریف کرنے پر) ائمہ کرام نے تعریف فرمائی ان میں امام نووی کے شیخ حافظ ابوشامہ بھی ہیں جنھوں نے اپنی کتاب'' الباعث علی انکار البدع و الحوادث'' میں فرمایا کہ اس طرح عمل کرنا مستحب ہے اس کے کرنے والے کو اجر دیا جائے گا اور وہ قابل تعریف ہوگا، ابن جوزی نے فرمایا اس محفل میلاد سے شیطان کو ذلت وخواری اور اہل ایمان میں مضبوطی و پختگی پیدا ہوتی ہے، علامہ ابن مظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ '' الدر المنتظم '' میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت والفت کرنے والوں نے آپ کے میلاد شریف کی خوشی میں بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا ہے، انہیں میں سے وہ دعوتیں ہیں جو شیخ ابوالحسن معروف بہ ابن فقل کرتے ہیں، جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن النعمان کے شیخ ہیں، ان سے پہلے یہ عمل (عمل مولود) جمال الدین ہمذانی بھی کرتے تھے وہ لوگ جو اپنی وسعت

کے بقدر یہ عمل کرتے تھے ان میں یوسف الحجار مصری بھی ہیں انھوں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کا دیدار کیا حضور علیہ السلام نے یوسف الحجار کو اس عمل پر ابھارا''۔

صاحب سبل الہدی والرشاد نے ان اکابرین امت کے واقعات بیان کیے ہیں نیز نبی کریم ﷺ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور خواب میں ایسا کرنے تاکید فرمائی ہے۔

صاحب سبل الہدی والرشاد اپنی تالیف میں فرماتے ہیں:

وقال الشیخ الامام العلامة نصیر الدین المبارک الشهیر بابن
الطباخ فی فتوی بخطه اذا انفق تلک اللیلة و جمع جمعاً
اطعمهم ما یجوز اطعامه و اسمعهم ما یجوز سماعه و دفع
للمسمع المشوق للاخرة ملبوسا کل ذلک سرورا بمولده ﷺ
فجمیع ذلک جائز و یثاب فاعله اذا احسن القصد و لا یختص
ذلک بالفقراء دون الاغنیاء الا ان یقصد مواساة الاحوج
فالفقراء اکثر ثوابا۔ (سبل الهدیٰ ج:۱)

ترجمہ:'' شیخ امام علامہ نصیر الدین مبارک المعروف ابن الطباخ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں شب ولادت جب کوئی شخص خرچ کرے لوگوں کو جمع کر کے انہیں جائز کھانے کھلائے اور جائز چیزیں انھیں سنائے نیز سننے والے آخرت کے مشتاق کو کپڑے وغیرہ دے اور یہ سارا عمل اس نے حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں کیا ہو تو یہ سب جائز ہے اور اس کے کرنے والے کو اجر وثواب دیا جائے گا جبکہ اس کی نیک نیتی اس

میں شامل ہو اور یہ (عمل) فقرا کے ساتھ مخصوص نہیں ہے الا یہ کہ وہ زیادہ ضرورت مند سے ہمدردی کا ارادہ کرتا ہو تو فقرا و مساکین میں زیادہ ثواب ہے"۔

جمال الدین بن عبدالرحمٰن المعروف بہ المخلص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مولد رسول اللہ ﷺ مبجل مکرم قدس یوم ولادتہ و شرف وعظم و کان وجودہ ﷺ مبدأ سبب النجاۃ لمن اتبعہ و تقلیل حظ جھنم لمن اعدلھا لفرحہ بولادتہ ﷺ و تمت برکاتہ علی من اھتدی بہ فشابہ ھذا الیوم یوم الجمعۃ من حیث ان یوم الجمعۃ لا تسعرفیہ جھنم ھکذا وردعنہ ﷺ فمن المناسب اظھار السرور و انفاق المیسور و اجابۃ من دعاہ رب الولیمۃ للحضور۔ (سبل الھدیٰ ج:۱)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کا میلاد شریف مکرم و معظم ہے اللہ نے اپنے حبیب کے یوم ولادت کو مقدس و معظم بنایا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود اس شخص کے لیے نجات کا سبب ہے جس نے آپ کی پیروی و اتباع کی اور جہنم کے عذاب میں کمی ہے، اس شخص کے لیے جس نے حضور کی ولادت پر خوشی منا کر اس کے لیے تیاری کی، اللہ کے رسول علیہ السلام کی برکات اس پر مکمل ہوگئی جس نے آپ سے رہنمائی حاصل کی، لہٰذا یوم مولود یوم الجمعہ سے مشابہ ہوگیا کیونکہ جمعہ کے دن جہنم نہیں بھڑکائی جاتی ہے ایسا ہی حضور ﷺ سے منقول ہے تو (یوم مولود میں) خوشی و مسرت کا اظہار کرنا بقدر وسعت خرچ کرنا اور کسی داعی کی دعوت

قبول کرنا مناسب ہے۔

علامہ ظہیر الدین جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھذا الفعل لم یقع فی الصدر الاوّل من السلف الصالح مع تعظیمھم و حبھم لہ اعظاما ومحبۃ لا یبلغ جمعنا الواحد منھم ولا ذرۃ منہ وھی بدعۃ حسنۃ اذا قصد فاعلھا جمع الصالحین و الصلوٰۃ علی النبی ﷺ و اطعام الطعام للفقراء والمساکین وھذا القدر یثاب۔ (سبل الھدیٰ ج:۱)

ترجمہ: "یہ فعل (یعنی مولود شریف منانا) سلف صالحین نے قرن اوّل میں واقع نہیں ہوا حالانکہ وہ حضرات حضور علیہ السلام سے اس قدر محبت و تعظیم فرمایا کرتے تھے کہ ہماری پوری جماعت (محبت و تعظیم میں) ان میں کسی ایک کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی۔ یہ عمل (محفل مولود) بدعت حسنہ ہے جبکہ اس کا کرنے والا نیک لوگوں کو جمع کرنے کا قصد کرے، حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجے، فقرا و مساکین کو کھانا کھلائے اتنی بات پر یقیناً ثواب دیا جائے گا"

شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (محفل میلاد شریف کے متعلق) فرماتے ہیں:

لیس ھذا من السنن و لکن اذا انفق فی ھذا الیوم و اظھر السرور فرحا بدخول النبی ﷺ فی الوجود و اتخذ السماع الخالی عن اجتماع المردان وانشاد مایثیر الشھوۃ من العشقیات والمشوقات للشھوات الدنیویۃ کالقد والخد والعین والحاجب وانشاد مایشوق الی الاخرۃ ویزھد فی

الدنیا فهذا اجتماع حسن یثاب قاصد ذلک وفاعله علیه۔

(سبل الهدیٰ ج:۱)

ترجمہ:''یہ عمل (محفل میلا شریف) سنت نہیں ہے لیکن کوئی شخص اس دن خرچ کرے اور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کرے اور (نعت ومناقب کی) محفل سماع قائم کرے جس میں امرد جمع نہ ہوں اور اس محفل میں عشقیہ اشعار نہ پڑھے جائیں جو شہوت کی آگ کو بھڑکاتے ہوں اور دنیوی خواہشات کا شوق دلاتے ہیں جیسے خدوخال واور چشم وابرو کی باتیں (بلکہ) وہ اشعار ہوں جو آخرت کا شوق پیدا کریں دنیا سے بے رغبتی ہو تو ایسا اجتماع ومحفل بہتر ومستحسن ہے اس کے کرنے والے کو اس پر اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔''

حضرت ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فالبدعة الحسنة متفق علی جواز فعلها و الاستحباب لها و رجاء لثواب لمن حسنت نيته عليها وهی کل مبتدع موافق لقوعد الشريعة غير مخالف لشئی منها ولا يلازم من فعله محذور شرعی و ذلک نحوبناء المنابر والربط و المدارس وخانات السبيل و غير ذلک من انواع البرالتی لم تعهد فی الصدر الاول فانه موافق لما جائت به الشريعة من اصطناع المعروف و المعاونة علی البرو التقویٰ و من احسن ما ابتدع فی زماننا هذا من هذا القبيل ما کان يفعل بمدينة " اربل" جبرها الله تعالیٰ کل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی

ﷺ من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلک مع مافيه من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبة النبی ﷺ و تعظيمه وجلالته فی قلب فاعله۔ (سبل الهدیٰ ج:۱)

ترجمہ:''بدعت حسنہ کے جواز اور اس کے استحباب پر اتفاق ہے اور حسن نیت پر ثواب کی امید ہے (بدعت حسنہ) ہر وہ بدعت ہے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہو اور کسی بھی اصول شرعی کے مخالف نہ ہو اور اس کے کرنے سے کوئی بھی شرعی محذور لازم نہ آتا ہو جیسے منبر، سرائیں، مدارس، مسافر خانے وغیرہ کی تعمیر جیسے نیک کام کرنا جو عہد نبوی میں نہیں تھے کیونکہ یہ جملہ کام شریعت مطہرہ کے موافق ہیں اس لیے کہ یہ نیکی اور تقویٰ پر معاونت کرتا ہے اور سب سے اچھی بدعت جو ہمارے زمانے میں اس قبیل (بدعت حسنہ کی قبیل سے) سے ایجاد ہوئی وہ ہے جو شہر اربل میں ہر سال میلاد النبی ﷺ کے دن ہوتا ہے جیسے صدقات وخیرات کرنا زینت اور خوشی ومسرت کا اظہار کرنا، یہ امور فقراو مساکین کے واسطے احسان پر مشتمل ہونے کے ساتھ ہی محبت نبی ﷺ اور فاعل کے دل میں آپ کی تعظیم وتکریم کی دلیل ہے۔''

صاحب سبل الہدیٰ والرساد رقم طراز ہیں کہ:

و کان اول من فعل ذلک بالموصل الشيخ عمر بن محمد الملاحد الصالحين المشهورين و به اقتدی فی ذلک صاحب اربل وغيرهم رحمهم الله تعالیٰ۔

ترجمہ:''سب سے پہلے یہ عمل (محفل مولود شریف) شہر موصل میں شیخ عمر

بن محمد نے کیا جو مشہور صالحین میں سے تھے پھر ان کی اقتدا اس عمل میں صاحب اربل وغیرہم نے کی (اللہ ان پر رحم فرمائے)۔

امام صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: ''انسان کو اس کی نیت وارادے کے مطابق میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر مسرت وخوشی کا اظہار کرنے پر اجر وثواب دیا جائے گا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة ولكنها مع جذلك قد اشتملت على محاسن و ضدها فمن تحرى فى عمله المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة و من لا فلا قال و قد ظهرلى تخريجها على اصل ثابت فى الصحيحين من ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون عاشوراء فسالهم فقالوا هذا يوم اغرق الله تعالى فيه فرعون و انجى فيه موسى فنحن نصومه شكرالله تعالى فقال انا احق بموسٰى منكم فصامه وامر بصيامه فيستفاد من فعل ذلك شكرالله تعالى على ما من به فى يوم معين من اسداء نعمة أودفع نقمة ويعاد ذلك فى نظير ذلك اليوم من كل سنة و الشكرالله تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود والصيام و الصدقة

والتلاوة واى نعمة اعظم من النعمة ببروزهذا النبى الكريم نبى الرحمة فى ذلك اليوم۔

ترجمہ: ''عمل مولود شریف بدعت ہے جو قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں لیکن اس کے باوجود وہ اچھائی اور بعض خرابیوں پر مشتمل ہے لہٰذا جس شخص نے عمل مولود میں خوبیوں کو اختیار کیا اور خرابیوں سے پرہیز کیا تو یہ بدعت حسنہ ہے اور جس نے ایسا نہیں کیا (خرابیوں سے اجتناب کرنے کے بجائے اس کا ارتکاب کیا) تو اس کے لیے یہ بدعت سئیہ ہے میرے نزدیک اس کی (محفل مولود شریف کی) اصل بخاری و مسلم سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے (اس کا سبب) ان سے دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نجات دی اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے زیادہ حضرت موسیٰ کا حقدار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ جس پر اللہ نے کسی معین دن کوئی نعمت عطا فرما کر یا ضرر رساں چیز کو دفع فرما کر احسان کیا تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور ہر سال اس معین دن اس شکر کا اعادہ کرے اور اللہ کا شکر کا عبادت، سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن وغیرہ مختلف طریقوں سے ہوتا ہے اور اس سے بڑی اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

دن نبی کریم ﷺ کو پیدا فرمایا۔

سبل الہدیٰ کے مصنف حافظ ابن جزری اور حافظ دمشقی سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف والے واقعہ سے دلیل نقل کر کے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

عندی أن اصل المولد الذی هو اجتماع الناس وقرأة ما تیسر من القرآن وروایة الاخبار والواردة فی مبدأ امر النبی ﷺ وما وقع فی مولده من الایات ثم یمد لهم سماط یاکلونه وینصرفون من غیر زیادة علی ذلك من البدع الحسنة التی یثاب علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی ﷺ واظهار الفرح و الاستبشار بمولده الشریف۔

ترجمہ: ”میرے نزدیک اصل مولود شریف بدعت حسنہ ہے، جو اس قدر ہے کہ لوگوں کا جمع ہونا اور بقدر وسعت قرآن کی تلاوت کرنا، نیز ان اخبار و آثار کا بیان کرنا جو نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں اور ان نشانیوں کو بیان کرنا جو آپ کے مولود شریف میں واقع ہوئیں ہیں پھر لوگوں کے واسطے دسترخوان آراستہ کرنا کہ لوگ کھائیں اور ان امور کے علاوہ اور کام کیے بغیر واپس چلے جائیں (یہ امور) بدعت حسنہ ہیں اس پر اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ کی تعظیم و تکریم ہے اور حضور کے میلاد پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عمل کو جو اصل حافظ ابن حجر نے بیان فرمائی

اس کے علاوہ ایک اور دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ فرمایا، پھر امام سیوطی سنن ابن ماجہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

الصواب انه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلا عن المنکرات شرعا۔

ترجمہ: ”صحیح یہ ہے کہ (مولود شریف) بدعت حسنہ مستحبہ ہے جبکہ شرعاً منکرات سے خالی ہو“۔

پھر اس کے بعد سبل الہدیٰ میں چند شعر ذکر کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

یامولداً فاق الموالد کلها　　شرفا وساد بسید الاسیاد

ترجمہ: ”اپنے مولود جس نے تمام مولودوں پر فوقیت وشرف پایا اور سید السادات (حضور) کے سبب تو بھی صاحب سیادت ہوگیا“۔

حافظ جلال الدین سیوطی علامہ فاکہانی (جنہوں نے میلاد کو بدعت سیئہ کہا ہے) کے کلام پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انما احدثه ملك عادل عالم و قصدبه التقرب الی الله تعالیٰ وحضر عنده فیه العلماء والصلحاء من غیر نکیر منهم وارتضاه ابن دحیة رحمه الله تعالیٰ وصنف له من أجله کتابا فهو لاء علماء متدینون رضوه واقروه ولم ینکروه۔

ترجمہ: ”میلاد شریف منانے کو ایک عالم عادل بادشاہ نے ایجاد کیا اور اس نے اس تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اس کے دربار میں علما وصلحا موجود تھے ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں فرمایا اور اس (مولود مبارک منانے) کو ابن دحیہ رحمہ اللہ نے پسند فرمایا اور اس کے لیے انھوں نے

ایک کتاب تصنیف فرمائی تو یہ سب دیندار علمائے کرام ہیں جنہوں نے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کو برقرار رکھا اور اس کا انکار نہیں فرمایا۔

یہ سبل الہدیٰ والرشاد سے ہم نے اختصاراً نقل کیا ہے اور جو سبل الہدیٰ والرشاد میں (میلاد مبارک کے متعلق) ذکر ہے وہ سمندر کا ایک قطرہ ہے اس کے مقابلے میں جو دوسرے اکابر نے ذکر کیا ہے، ہم نے اسی قدر پر اکتفا کیا جتنا اس کے اثبات کے لیے کافی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ائمہ کرام کا جم غفیر اور امور مسلمین کے اہل حل وعقد کی بڑی جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ مولود شریف کرنا مستحب و مستحسن ہے، لہٰذا قائل کا یہ کہنا کہ یہ مولود کرنا گناہ کبیرہ ہے یہ قول باطل جہالت پر مبنی ہے اور سواد اعظم کے مخالف ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) کے عوام وخواص کو فاسق وکافر کہنا ہے کیونکہ یہ حضرات میلاد شریف کو مستحب و مستحسن سمجھتے ہیں۔

اگر یہ قائل دین کا ذرا بھی علم رکھتا ہے تو یقیناً اس نے یہ علم دین عالم اور ثقہ علما سے حاصل کیا ہوگا، اور ضرور اس نے اپنے اساتذہ سے لے کر آخر تک سلسلہ سند کی تحقیق کی ہوگی، اب (ہمارا مطالبہ ہے کہ) اپنی سند سے صحاح کی کوئی بھی ایک ایسی حدیث پیش کر دے، جس کے سلسلہ سند میں اس ''گناہ کبیرہ'' کا مرتکب، اور اس کو ''مستحسن'' قرار دینے والا کوئی شخص نہ ہو، بفضلہ تعالیٰ اس کے لیے یہ ممکن نہیں ہے اور اگر دعویٰ رکھتا ہو تو پیش کرے ''ہمی میداں ہمی گوئے'' (ہاتھ کنگن کو آرسی کیا) شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنا کسی عقل مند کا کام نہیں ہے)

(۲) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا

محفل مولود شریف میں قیام کے متعلق امام برزنجی فرماتے ہیں:

قد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة ذو روایة ورؤیة وطوبی لمن کان تعظیمه ﷺ مرامه و مرماه۔

(مولود برزنجی ص:۵۳ مطبع محمد رضا استنبول ۱۲۹۴ھ)

ترجمہ: ''نبی اکرم ﷺ کے مولود مبارک کے ذکر پر قیام کرنا صاحب الروایہ اور صاحب الرؤیہ دونوں قسم کے اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے۔ خوشخبری ہے اس شخص کو جس نے حضور ﷺ کی تعظیم کو اپنا مقصد و غایت بنا لیا۔''

مولانا حسن دمیاطی (مدرس مسجد الحرام) اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں:

''اہل سنت وجماعت کا قیام مذکور کے مستحب و مستحسن ہونے پر اتفاق ہے رسول انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی علامہ مدائنی فرماتے ہیں کہ ذکر ولادت کے وقت قیام کی عادت جاری ہے اور یہ قیام بدعت مستحبہ ہے جس میں خوشی ومسرت اور تعظیم کا اظہار ہے۔

اس فتویٰ پر چاروں مذہب کے مفتیان کرام کے دستخط اور مہر ثبت ہیں سب نے کثیر علمائے کرام اور دین اسلام کے پیشواؤں سے قیام کا مستحسن ہونا نقل فرمایا ہے۔

مولانا عبد اللہ سراج لکھتے ہیں:

''ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا جلیل المرتبت ائمہ کرام سے تواتراً ثابت ہے، حکام اسلام نے اسے بغیر کسی نکیر کے برقرار رکھا ہے لہٰذا یہ عمل مستحسن (بہتر) ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ما راٰه المومنون حسناً فھو عند اللہ حسن'' جس کو مومن اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔''

(بحر الرائق میں ہے کہ تعامل ناس اجماع کے تابع ہے۔ (مصنف))

صاحب سیرت شامیہ نے قیام میلاد کو جو بدعت فرمایا ہے صاحب حلبی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں"۔ پھر صاحب حلبیہ بدعت محمودہ کی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ "حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کو امت اسلامی کے عالم جلیل قدوۃ العلماء امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے پسند فرمایا ہے اور اس زمانے کے مشائخ کرام نے اس عمل میں آپ کی متابعت کی" پھر امام سبکی کا واقعہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ متابعت واقتدا کے لیے اتنا ہی کافی ہے"۔

لہذا قائل کا اس قیام کو شرک کہنا سوائے جنون کے اور کچھ نہیں۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک از روئے شرع نفس الوہیت میں کسی کو شریک کرنے کا نام شرک ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد نسفی میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔ قیام وقعود کو شرک سے کوئی تعلق نہیں قیام تو عبادت کے ساتھ خاص بھی نہیں ہے برخلاف سجود کے، اس کی صراحت آیت کریمہ "والرکع السجود" کے تحت تفسیر عزیزی میں موجود ہے۔

سجدہ عبادت کے ساتھ خاص ہونے کے باوجود عبادت کی نیت سے کرنا شرک ہے تعظیماً سجدہ کرنا شرک نہیں یہ سابقہ شریعتوں میں جائز تھا مگر سجدۂ تعظیمی اس شریعت میں حرام قرار دے دیا گیا، اس بات کی صراحت بھی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں فرمادی ہے۔

تمام باتوں سے قطع نظر منکرین قیام کو ساکت کرنے کے لیے ان کے مقتدا کی کتاب مأۃ المسائل کا ذکر کرنا کافی ہوگا اس میں بھی سجدۂ عبادت اور سجدۂ تحیت کے فرق کو تسلیم کیا گیا ہے۔

جب سجدہ کا یہ حال ہے (یعنی سجدۂ تعظیمی حرام ہے شرک نہیں) تو محفل میلاد

میں قیام کو شرک ٹھہرانا نئے دین کی اختراع کے سوا اور کیا تصور کیا جاسکتا ہے۔

(۳) کھانے اور شیرینی پر فاتحہ کرنا

(۴) دائمی قدیم رواج کے مطابق پنج آیات ختم کرنا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان دونوں امر کے متعلق اپنے مشہور فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> رفتن برقبور بعد سالے یک روز معین کردہ سہ صورت است اول آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر محض بنا بر زیارت و استغفار بروند ایں قدر از روئے روایات ثابت است و در تفسیر "درمنثور" نقل نمودہ کہ سر ہر سال آنحضرت ﷺ بر مقابر می رفتند و دعا برائے مغفرت اہل قبور می نمودند ایں قدر ثابت و مستحب است دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضراں نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نبود اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل می شود سوم طور جمع شدن برقبور ایں است کہ مردمان یک روز معین نمودہ لباس ہائے فاخرہ مثل روز عید پوشیدہ مثل روز عید شاداں برقبرہا جمع می شوند رقص مزامیر و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور و طواف کردن قبر می نمایند ایں قسم حرام و ممنوع است۔

(فتاوی عزیزی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ص: ۴۰، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ)

ترجمہ: سال میں کسی معین دن قبور پر جانے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) کسی معین روز ایک شخص یا دو شخص بغیر کثیر لوگوں کے اجتماع کے زیارت اور استغفار کی غرض سے قبور پر جائیں تو یہ احادیث سے ثابت شدہ ہے تفسیر در منثور میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال قبروں پر تشریف لے جاتے اور اہل قبور کے لیے دعا و استغفار فرماتے اتنی بات ثابت ہے اور مستحب ہے۔

(۲) اجتماعی طور پر کثیر لوگ جمع ہوں اور قرآن کریم کا ختم کریں اور شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کریں تو اگرچہ یہ قسم رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ مبارک میں موجود نہ تھی، اگر کوئی ایسا کرتا ہے (یعنی مزارات پر جمع ہو کر شیرینی یا کھانے پر فاتحہ دے کر حاضرین میں تقسیم کرتا ہے) تو اس میں (از روئے شرع) کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ طریقہ برا نہیں ہے بلکہ زندوں اور مردوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۳) کسی معین روز لوگ روز عید کی طرح مسرور و شادماں بہترین لباس زیب تن کر کے جمع ہوں اور مزامیر کے ساتھ رقص کریں اور دیگر ممنوع بدعتوں کا ارتکاب کریں جیسے قبروں پر سجدے کرنا ان کا طواف کرنا تو یہ طریقہ حرام و ممنوع ہے۔"

شاہ عبدالعزیز صاحب علی محمد خاں صاحب مرحوم رئیس مراد آباد کے جواب میں رقم فرماتے ہیں کہ:

"کہ در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود مجلس ذکر وفات شریف و مجلس ذکر شہادت حسنین کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش قریب چہار پانچ صد کس بلکہ گاہے قریب یک ہزار کس فراہم می آیند و درود می

خوانند بعد ازاں کہ فقیر می برآید می نشیند ذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در میان می آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگاں و تفصیل بعض حالات و بدمآلی قاتلان ایشاں وارد شدہ نیز مذکور می شود الی اخر ما قال بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ می آید پس اگر ایں چیز ہا نزد فقیر ہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمی شود اقدام بر آن اصلا نمیکرد و بعد ازاں آنچہ نامشروع است حاجت بیان ندارد۔ (ملخصاً)

ترجمہ: "پورے سال میں فقیر (شاہ عبدالعزیز صاحب) کے گھر دو مجلسیں منعقد ہوتی ہیں ایک ذکر وفات شریف کی مجلس، دوسری ذکر شہادت حسنین کریمین کی مجلس۔ عاشورا سے ایک دو دن پہلے چار پانچ سو لوگ بلکہ کبھی ایک ہزار لوگ جمع ہو کر درود پاک کا ورد کرتے ہیں اس کے بعد فقیر (گھر کے کمرے سے) باہر نکلتا ہے اور فضائل حسنین کریمین کے ذکر کے واسطے بیٹھتا ہے اور جو کچھ احادیث مبارکہ میں ان بزرگوں کی شہادت کے متعلق خبریں وارد ہوئیں لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے اور بعض دیگر احوال کی تفصیل کے ساتھ ان حضرات کے قاتلین کا جو برا انجام (روایات میں) وارد ہوا ہے، بیان کرتا ہے ۔۔۔۔اس کے بعد ختم قرآن اور پنج آیات پڑھی جاتی ہیں پھر کھانے پر فاتحہ ہوتی ہے، لہٰذا یہ چیزیں جس طریقہ پر ذکر کی گئیں ہیں اگر فقیر کے نزدیک جائز نہیں ہوتیں تو فقیر اس پر عمل ہرگز نہیں کرتا اور جو چیزیں ناجائز ہیں (وہ ایسی مشہور و معروف ہیں) ان کو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مولوی عبدالحکیم پنجابی جس نے بزرگان دین کے عرس پر طعن کیا تھا اس کے

جواب میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:

ایں طعن مبنی است بر جہل باحوال مطعون علیہ زیراکہ غیراز فرائض مقررہ راہیچ کس فرض نمی داند آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشاں بامداد ثواب وتلاوت قرآن ودعائے خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعیین روز برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب۔

ترجمہ: ”یہ طعن مطعون علیہ (جس پر طعن کیا گیا) کے احوال سے جاہل ہونے پر مبنی ہے کیونکہ کوئی شخص سوائے فرائض مقررہ کے کسی کو فرض نہیں سمجھتا، صالحین کی قبور کی زیارت کرنا، ایصال ثواب، تلاوت قرآن اور دعائے خیر کے ذریعہ ان کی امداد کرنا اور کھانا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا ایک امر مستحسن ہے اس پر علمائے کرام کا اتفاق ہے۔

دن کو متعین کرنا اس لیے ہے کہ یہ دن ان کے دار العمل سے دار الثواب کی جانب منتقل ہونے کو یاد دلاتا ہے۔

آخری ہر سال کے شروع میں قبور شہداء پر حضور ﷺ کے تشریف لے جانے والی روایت نقل کی ہے، اور ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے جس میں ہے کہ چاروں خلفاء کا بھی یہی معمول رہا۔

مولوی رفیع الدین صاحب اپنے مشہور فتویٰ میں عرس کی صحت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پیر کے دن روزہ رکھنے کی دلیل سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ” حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس لیے روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز ولادت رسول، ہجرت اور وحی کا نزول نیز حضور علیہ السلام کا وصال مبارک ہوا۔ وہی دن (وصال کا دن) اہل اللہ کے انتظار کے ختم ہونے کا دن ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی روز اللہ والوں کی ارواح“

کا اجتماع ہوتا ہے اور عالم برزخ کے معاملات منکشف ہوتے ہیں“ پھر یہ تمام تفصیلات ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ”دعا، ختم قرآن اور کھانے کے ذریعہ ان کی امداد کرنا بدعت مباح ہے اور ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں:

”یہیں سے مشائخ کرام کے عرسوں کی محافظت، ان کی قبور کی پابندی سے زیارت، فاتحہ خوانی اور صدقہ کا التزام، ان کے آثار، اولاد اور منتسبین کی تعظیم کی طرف متوجہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

شاہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے والد گرامی کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”حضور رسالت مآب ﷺ کے یوم وفات میں حضور کی نیاز کے واسطے کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکی جس سے کھانا پکایا جا سکے صرف بھنے ہوئے چنے اور کالے گڑ پر میں نے نیاز کر دی، رات کو خواب میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مختلف قسم کے کھانے رکھے ہوئے ہیں اور ان ہی کھانوں میں چنے اور گڑ بھی ہیں۔ حضور نے انتہائی خوشی و مسرت کے ساتھ اسے قبول فرما کر اس میں سے کچھ تناول بھی فرمایا اور باقی کو اپنے اصحاب میں تقسیم فرما دیا۔

(انفاس العارفین: ترجمہ سید فاروق احمد قادری، ص ۱۰۶/۱۰۷، مکتبہ الفلاح دیوبند)

ان اکابرین امت کے کلام نے جن کا ہم نے ذکر کیا ہمارے مدعا کو ظاہر کر دیا لہٰذا اس جاہل کا قول بھی باطل و مردود ہو گیا جو ان مستحسن امور کو حرام اور بدعت سیئہ کہتا ہے۔ ان شہروں میں اکثر اہل علم کے علوم کی اسناد کی انتہا ان ہی بزرگان دین کی جانب ہوتی ہے (یعنی شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہ) پھر ان اکابرین کی طرف اس بات کا منسوب کرنا کہ انہوں نے حرام کو حلال قرار دے دیا تھا، اپنے دینی سلسلے کی جڑ کاٹنا ہے۔

(۴) کیا اولیائے کرام سے مدد طلب کرنا شرک ہے؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ آیت مقدسہ "اماته فاقبره" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

توجہ روح بزائرین ومستانسین ومستفیدین بسہولت می شود کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است وآثار ایں عالم از صدقات و فاتحہ ہا وتلاوت قرآن مجید چوں دراں بقعہ کہ مدفن بدن اوست واقع شود بسہولت نافع می شود پس سوختن گویا روح را بے مکان کردن است ودفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن بنابرایں است کہ از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری است وآنہارا افادہ و اعانت نیز متصور۔

(تفسیر فتح العزیز: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ص:۱۲۱، پارہ عم مطبع العلوم دہلی ۱۲۶۷ھ)

"روح کی توجہ زائرین، مستفید ہونے والوں کی جانب بآسانی ہوجاتی ہے بدن کی جگہ کے تعین کے سبب گویا روح کا امکان بھی متعین ہوگیا اور اس عالم کے آثار جیسے صدقات، فاتحہ خوانی، تلاوت کلام مجید کا ثواب جب زمین کے اس ٹکڑے کے پاس کیا جاتا ہے جس میں بدن مدفون ہے تو بآسانی نفع بخش ہوتا ہے لہٰذا بدن کو جلانا گویا روح کو بے مکان کرنا ہے اور بدن کو دفن کرنا گویا روح کے واسطے ایک مسکن بنانا ہے اسی بناپر اولیائے کرام اور دیگر صلحائے مومنین جن کو دفن کیا جاتا ہے ان سے انتفاع واستفادہ جاری ہے اوران کو بھی فائدہ پہنچنا اوران کی اعانت کرنا متصور ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سورۂ انشقت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد نبی نوع خود گردانیدہ اندریں حالت ہم تصرف دردنیا دادہ و استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ ایں سمت نمی گردد واویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند ومی یابند وزبان حال آنہا دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است۔

مصرع۔ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: "بعض خواص اولیاء جو اپنے جوارح کو بنی نوع انسان کی تکمیل اورارشاد میں لگا چکے ہیں اس حالت میں بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں، جہت کمال کی طرف ان کا استغراق اس جانب توجہ کرنے میں مانع نہیں ہوتا ہے، اوراویسی حضرات اپنے کمالات باطنی کی تحصیل انہیں حضرات سے کرتے ہیں، اورحاجت منداپنی مشکلوں کا حل انہیں سے طلب کرتے ہیں، اوران سے پاتے ہیں اور زبان حال سے گویا وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگرتم اپنے بدن کے ساتھ آئے ہوتو میں اپنی روح کے ساتھ حاضر ہوں۔

اس مسئلہ میں وہابیہ پررد کرتے ہوئے مولوی محمد موسیٰ صاحب خلف الصدق حضرت مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہ رسالہ "حجۃ العمل" میں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

دریں جا سخنے است واجب التنبیہ کہ استعانت از غیر خدا بوجہے کہ اور اخالق عون ومستقل درتصرف داند حرام است واگراورمظہر عون الٰہی دانستہ استعانت نماید جائز است واین نوع استعانت از صحابہ تا حضرت مولوی

شاہ عبدالعزیز صاحب مولوی رفیع الدین صاحب در تصحیح المسائل وغیرہ بخوبی ثابت کردیدہ است پس مقصود قائل اگر معنی اول است دراں کلام نیست ونہ کسے مدعی آن واگر معنی دوییم ارادہ کردہ است شک نیست در خروج اواز اہل حق ودخول در مذہب نجدیہ کہ کافہ علمائے عرب وعجم خصوص دریں مسئلہ ضلال او بادلہ قطعیہ ثابت کردہ اند۔

ترجمہ: ”اس جگہ ایک قابل تنبیہ بات یہ ہے کہ غیر خدا سے استعانت اس طریقہ پر کرنا کہ اس کو خالق عون اور تصرف میں مستقل بالذات ماننا تو یہ حرام ہے اور گراسے عون الٰہی کا مظہر سمجھ کر استعانت کی تو یہ جائز ہے اور اس قسم کی استعانت صحابہ کرام کے مقدس گروہ سے لے کر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تک تصحیح المسائل وغیرہ کتب میں بہت اچھی طرح ثابت کی جاچکی ہے۔ لہٰذا اگر (منکر استعانت) قائل کا مقصد پہلے والی معنی ہیں تو اس (پہلے والے معنی کے حرام وکفر ہونے) میں کوئی کلام نہیں اور اس معنی کا کوئی مدعی بھی نہیں اور اگر قائل نے دوسرے معنی کا ارادہ کیا ہے (یعنی غیر اللہ کو عون الٰہی کا مظہر سمجھ کر استعانت کو حرام وکفر کہا ہے) تو اس قائل کے اہل حق کی جماعت سے نکلنے اور نجدی فرقہ کے اندر داخل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں کیوں کہ تمام عرب وعجم کے علمائے کرام نے خاص طور سے اسی مسئلہ میں قطعی دلائل کے ساتھ اس کی گمراہی ثابت کردی ہے۔

(مسئلہ توسل واستعانت پر تحقیقی اور تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مصنف کی کتاب ”احقاق حق“ ترجمہ وتحقیق از راقم الحروف، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

(۶) حضور انور ﷺ کے نقش پا کا معجزہ:

علامہ احمد بن محمد القسطلانی علیہ الرحمہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ”المواھب اللدنیہ“ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش پا کے معجزہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

أنہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی فی الصخر غاصت قدماہ فیہ کماھو مشھور قدیمًا و حدیثًا علی الألسنة۔

(المواھب اللدنیہ: ۲/ص: ۶۳۰ پور بندر گجرات ۲۰۰۱ء)

ترجمہ: ”حضور انور ﷺ جب پتھر پر چلتے تھے تو آپ کے دونوں قدم مبارک اس پتھر میں اثر فرماتے جیسا کہ زمانہ قدیم اور موجودہ عہد میں زبانوں پر مشہور ہے۔“

حضور کے نقش پا کے معجزہ کا ذکر علامہ محمد رہاوی نے کتاب المعجزات میں اور قاضی دیار بکری نے تاریخ خمیس میں علامہ فخر الدین الرازی سے نقل کی ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انموذج اللبیب، امام رزین العبدری صاحب صحاح نے خصائص میں، اور علامہ حلبی نے ”انسان العیون“ میں امام سبکی کے استشہاد کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور اس معجزہ کا ذکر امام زہری وتلمسانی نے فتح المتعال میں حافظ متولی، ابن سبع اور نیشاپوری کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ اور امام بوصیری نے قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ کتب صحاح ستہ میں حضور ﷺ کے نقش پا کا معجزہ مذکور نہیں ہے مگر ان میں اور بعض دیگر کتب میں اس کے نہ ہونے اور بعض لوگوں کے اس پر مطلع نہ ہونے کی بنیاد پر اس کا انکار کرنا درست نہیں، جبکہ ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اس معجزہ کو وصف شہرت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اسے قبول کرکے اس کے منکر پر نکیر قائم فرمائی ہے۔

اس معجزے کے انکار کی بنا فقط اس پر ہے کہ یہ معجزہ مواہب لدنیہ وغیرہ کتب سیر سے ثابت نہیں ہے اسی وجہ سے صاحب سیرت شامیہ نے لکھا ہے کہ "اس معجزہ کا وجود حدیث اور کتب تواریخ میں نہیں" اور جب اہل ایمان نے خود مواہب لدنیہ اور دیگر معتبر کتب سے اس معجزہ کو ثابت کر دیا تو منکر کے دعویٰ کی بنیاد جڑ سے اکھڑ گئی۔
صاحب سیرت شامیہ کا اس معجزہ کو کتب حدیث و تاریخ میں نہ پانا ہمارے مطلوب کے لیے ضرر رساں نہیں کیونکہ ان کے استاذ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاحب صحاح امام رزین کی خصائص میں پایا اور اپنی کتاب "انموذج" میں ذکر کیا، اور علامہ حلبی و تلمسانی نے حلبی پر تعریض کی اور اس کو حلبی کے معتبر اور مستند (امام سیوطی) ہی سے ثابت کر دیا۔

منکر کی دوسری دلیل یہ کہ امام قاضی بیضاوی، امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر، صاحب مدارک، نیشاپوری، حسینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا پتھر پر اثر اور اس کا زمانہ دراز تک قائم و باقی رہنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا خاصہ ہے۔

اس سے قطع نظر کہ یہاں بیضاوی، حسینی اور صاحب جواہر کا نام ذکر کر کے منکر نے ان پر اتہام کیا ہے (کیونکہ ان حضرات نے یہ بات نہیں لکھی) میں عرض کرتا ہوں کہ منکر کے کلام کے سیاق و سباق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کو صرف اسی خصوصیت سے انکار نہیں بلکہ وہ اس قاعدۂ کلیہ (جو جامع معجزات کثیرہ ہے) کا منکر ہے کہ "جو بھی خصوصیت کسی نبی کو دی گئی اس کا مثل ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دیا گیا"۔

مواہب لدنیہ کے چوتھے مقصد کی دوسری فصل میں یہ قاعدہ موجود ہے اور گویا پوری فصل اسی قاعدے کی فروع کے بیان میں ہے، مثلاً لکھتے ہیں:

واما ما اعطیه سلیمان علیه السلام من کلام الطیر و تسخیر الشیاطین والریح والملک الذی لم یعطه احد من بعده فقد اعطی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلك وزیادہ۔

(المواهب اللدنیہ: ج۲، ص۵۹۲، پور بندر گجرات ۲۰۰۱ء)

ترجمہ: "وہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو خصوصیت دی گئی مثلاً پرندوں نے کلام کرنا، جنات اور ہوا کی تسخیر اور بادشاہت وغیرہ ان کے بعد کسی اور کو نہیں دی گئی، لیکن وہی خصوصیت بلکہ اس سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی"۔

اور معجزہ نقش قدم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاصہ ہونا اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ویسا ہی معجزہ اس ذات گرامی کو دیا جائے کہ جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہو کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی خصوصیتوں کی جامع ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خصوصیت تو تقاضا کر رہی ہے کہ آپ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مذکورہ خصوصیت کے حامل ہوں، دیکھو صاحب مواہب امام قسطلانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزۂ نقش قدم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ قدم کی تائید میں لائے ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں:

انما خص نبی بشی من المعجزات والکرامات الا ولنبینا صلی اللہ علیہ وسلم مثله کما نصوا علیه۔ (المواهب، ج۲، ص۵۹۲)

ترجمہ: "اس لیے کہ جو بھی معجزہ یا بزرگی کسی نبی کو ملی اس کو مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے"۔

منکر اعجاز کی دلیل کا مدار لفظ "خاصہ" پر ہے، جو مفسرین کے کلام میں وارد ہوا ہے، مفسرین کے امام، امام رازی ہیں اور صاحب تاریخ خمیس نے انہیں امام ہمام (رازی) سے یہ معجزہ نقل کیا ہے۔

(۷) کیا تعزیہ قصداً یا بلا قصد دیکھنا کفر ہے

(۸) کیا ھولی دیکھنے یا دسھرہ میں جانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایمان و کفر تصدیق و تکذیب کا نام ہے جو دل کا فعل ہے اور زبان سے اقرار کرنا ایک زائد رکن ہے یا زبان سے اقرار کرنا دنیا میں اجرائے احکام کے لیے شرط ہے اور باطل فرقوں میں سے خوارج کے نزدیک تصدیق مع الطاعت کا نام ایمان ہے لہٰذا ہر گناہ کو وہ کفر بتاتے ہیں اور ہر معصیت ان کے نزدیک شرک ہے خوارج کا یہ گمراہ عقیدہ چونکہ حد شہرت کو پہنچ چکا ہے لہٰذا اس کی حاجت نہیں ہے۔

قائل نے فقط آنکھ کے فعل یعنی دیکھنے پر کفر کا حکم لگا دیا خواہ دل کی تصدیق ہو یا نہ ہو قائل کا یہ قول اس کے اہل سنت و جماعت کے دائرہ سے خارج ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ تعزیہ کے بارے میں یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ قوم اس کی عبادت کرتی ہے اس لیے اس کے دیکھنے سے کفر لازم آئے گا، تو قائل کا یہ حکم لگانا بھی باطل ہے ورنہ اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ چاند سورج کا دیکھنا، گنگا جمنا کو دیکھنا اور اس کا پانی پینا کفر ہو حالانکہ زمانہ بعثت سے لے کر فتح مکہ تک ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ کرنے آنا اور صحابہ کا اس زمانہ میں حج کرنے آنا اور فتح مکہ کے روز حضور اور تمام صحابہ کا ان باطل معبودوں کو دیکھنا ظاہر ہے، حج کی فرضیت کے بعد فتح مکہ سے پہلے جب صحابہ کرام حج کی ادائیگی کے لیے آئے اساف و نائلہ (جو بتوں کے نام ہیں) کی وجہ سے صفا اور مروہ پر سعی کرنے پر کچھ تامل ہوا تو آیت کریمہ " فلا جناح علیه ان یطوف بهما "نازل ہوئی۔ (البقرۃ: ۱۵۸)

ہاں البتہ فقہ کی کتابوں میں مشرکین کی عیدوں میں بقصد تعظیم جانے اور ان کے

افعال میں موافقت کرنے کو کفر لکھا ہے، طحطاوی میں ہے:

ویکفر باتیانه عید المشرکین تعظیما۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ج:۲ / ص:۴۷۹، دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان)

ترجمہ: "آدمی کا مشرکین کی عید میں تعظیماً جانا کفر ہے۔"

عالمگیری میں ہے:

(یکفر) بخروجه الی نیروز المجوس لموافقته معهم فیما یفعلون فی ذلك الیوم و بشرائه یوم النیروز شیئاً لم یکن یشتریه قبل ذلك تعظیما للنیروز لا للاکل والشرب و باهدائه ذلك الیوم للمشرکین ولو بیضة تعظیما لذلك لا باجابة دعوة مجوسی حلق رأس ولده۔

(الفتاویٰ العالمگیریہ، ج:۲ / ص:۲۷۷، الباب التاسع فی احکام المرتدین)

ترجمہ: "اس شخص کی تکفیر کی جائے گی جو مجوسیوں کے جشن نیروز میں جائے ان کی ان کاموں میں موافقت کی غرض سے جو وہ اس دن کرتے ہیں اور نیروز کی تعظیم کے قصد سے کوئی ایسی چیز خریدے جو اس نے اس سے پہلے نہیں خریدی نہ کہ اس چیز کو کھانے پینے کے لیے، اسی طرح اس دن مشرکوں کو اس دن کی عظمت کی وجہ سے کوئی ہدیہ وغیرہ دینے سے بھی کفر ہو جائے گا اگرچہ تحفہ میں ایک انڈہ ہی دیا ہو، مجوسی کی دعوت جو وہ اپنے لڑکے کے سر منڈانے میں کرے تو اس دعوت میں جانے والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

اسی طرح دیگر فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے:

شام کے شہروں میں یہ رسم تھی کہ مسافر کافروں کے عبادت خانوں میں ٹھہرتے

تھے جیسا کہ یہ ابھی تک ہندوستان کے جنوبی شہروں میں رائج ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہاں کے ذمی کافروں سے یہ عہد نامہ لکھوایا کہ وہ مسلمان مسافروں کو اپنے عبادت گھروں میں ٹھہرنے سے منع نہیں کریں گے۔ یہ روایت طحطاوی وغیرہ معتبر کتب میں موجود ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مسلمان کو مجوسی سے اس کی آگ روشن کرنے کے عوض مزدوری لینے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ خلاصہ میں لکھا ہے، نوادر ہشام میں امام محمد سے مروی ہے کہ: ''گھر یا خیمہ کو تصاویر یا بت سازی کے لیے کرایہ پر اس صورت میں ہے کہ جب اصباغ اجیر کی جانب سے ہو جیسا کہ ذخیرہ میں ہے، نیز اگر گھر بت سازی کے لیے کرایہ پر دیا جائے اور اس میں اصباغ مستاجر کی جانب ہو تو اجرت جائز نہیں ہے، جیسا کہ سراجیہ میں ہے اور کسی مسلمان کا کسی ذمی کے یہاں عبادت خانہ اور کلیسہ بنانے کے لیے مزدوری کرنا جائز ہے اور اس کی مزدوری حلال ہے جیسا کہ محیط میں ہے:

صحیح بخاری میں ہے:

باب الاسواق التی کانت فی الجاهلیة فتبایع بها الناس فی الاسلام۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع)

ترجمہ: ''یہ باب ان بازاروں کے بیان میں جو زمانہ جاہلیت میں تھے اور لوگ زمانہ اسلام میں بھی ان بازاروں میں خرید وفروخت کرتے تھے''۔

فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

''زمانہ جاہلیت کے افعال اور گناہوں کی جگہوں میں طاعت وفرماں برداری کے کام کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

اور اس باب میں جو حدیث مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا:

کانت عکاظ ومجنة وذوالمجاز اسواقا فی الجاهلية فلما کان الاسلام تأثموا من التجارة فيها فانزل الله ليس عليكم فی مواسم الحج قرا ابن عباس كذا۔ (المواهب)

ترجمہ: ''عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت میں بازار تھے جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان بازاروں میں تجارت کرنا برا سمجھا تو اللہ نے حکم نازل فرمایا کہ حج کے موسم میں ان بازاروں میں تجارت کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی پڑھا ہے۔''

عینی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ان بازاروں میں جانا اور کپڑا خریدنا ثابت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

عن جابر بن عبدالله انه سمع رسول الله ﷺ يقول عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔

(صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع المیتة والاصنام)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فتح مکہ کے سال حضور ﷺ کو مکہ مبارکہ میں فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام کر دیا''۔

والعلة فی منع بيع الاصنام عدم المنفعة المباحية فعلى هذا ان کانت بحيث اذا کسرت ينتفع برضاضها جاز بيعها عند

بعض العلماء من الشافعية وغيرهم والاكثر على المنع حملا للنهي على ظاهره والظاهر أن النهي عن بيعها للمبالغة في التنفير عنها و يلتحق بها في الحكم الصلبان التي تعظمها النصارى ويحرم نحت جميع ذلك وصنعة۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری: ابن حجر عسقلانی ج:۴،ص:۴۲۶، دار المعرفۃ بیروت ۱۳۷۹ھ)

ترجمہ: ''بیع اصنام کی ممانعت کی وجہ ان سے منفعت مباحیہ کا نہ ہونا، لہٰذا اس تقدیر پر ایسے بت جو ٹوٹنے کے باوجود اپنے ریزوں کے ذریعہ نفع کا سبب بنے تو ان بتوں کی بیع بعض شوافع اور دیگر علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن اکثر علمائے کرام حدیث میں وارد نہیں کو اس کے ظہر پر محمول کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ بیع اصنام میں نہی بتوں سے نفرت دلانے کے باعث بطور مبالغہ مستعمل ہے اور یہی حکم صلیبوں کا ہے جس کی نصاری تعظیم وتکریم کرتے ہیں ان تمام بتوں اور صلیبوں کی صنعت حرام ہے''۔

دیکھنا چاہیے کہ بت بنانا کفر نہیں ہے اور بتوں کی خرید وفروخت کے جواز میں اختلاف موجود ہے، بت خانہ بنانے کی مزدوری اور مجوسیوں کے عبادت خانہ کی آگ روشن کرنا تو جائز ہو اور تعزیہ کو قصداً یا بلا قصد دیکھنا کفر ہو جائے؟

تعزیہ کو قصداً یا بلا قصد دیکھنے کو کفر کہنے والے قائل کے شریعت محمدیہ کی مخالفت کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

☆=☆=☆

توضیح المرام

فی

اثباتِ المولدِ والقیام

مصدقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

مولانا مولوی ابو نصر حکیم محمد یعقوب حنفی قادری

(رام پوری انڈیا)

ترتیب نو

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست

☆=☆=☆

پیش لفظ

یہ مبارک رسالہ اس سوال کا جواب ہے جو کہ خواجگان منزل لاہور کی طرف سے انعقاد مجلس مولود شریف وقیام مروجہ علماء احناف کی خدمت میں پیش ہوا۔ جس کو عالی جناب مولانا مولوی ابونصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری (رحمۃ اللہ علیہ) نے رقم فرمایا اور دیگر ہندوستان کے علماء نے بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصدیق اور دستخط سے مزین فرمایا اور دیگر مصدقین علماء میں۔ شہزادگان اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں، مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا محمد امجد علی (مصنف بہار شریعت)، حضرت مولانا ظہور الحسن قادری، حضرت مفتی عبدالقادر، مولانا احمد علی حنفی چشتی پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب بادشاہی مسجد لاہور شامل ہیں۔

آج سے تقریباً ایک سو سال قبل ۱۳۳۶ ہجری میں یہ رسالہ شائع ہوا۔ اب دوبارہ نئی ترتیب کے ساتھ اس رسالہ کی اشاعت قادری رضوی کتب خانہ ومکتبہ حنفیہ لاہور کی طرف سے ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم ﷺ اس کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

محمد عبدالاحد قادری
کوگڑاں، تحصیل وضلع لودھراں
۸/ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ۔ ۱۷، اکتوبر ۲۰۱۱

☆......☆......☆

تقریظ وتصدیق

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دمأۃ حاضرہ مولانا المکرّم ذوالمجد والکرم عالیجناب

مولانا حاجی مفتی محمد احمد رضا خان صاحب

محقق اہل سنت وجماعت بریلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى لَا سِيَّمَا الْحَبِيْبُ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ صَحْبِهٖ اُولِى الصِّدْقِ وَالصَّفَا

فقیر غفرلہ الولی القدیر نے مولانا مولوی ابونصر حکیم محمد یعقوب علی صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر وکافی فتویٰ مسمّٰی بہ "توضیح المرام فی اثبات المولد والقیام" مطالعہ کیا۔ مولیٰ عزوجل مولانا کی سعی جمیل قبول فرمائے اور اس فتویٰ کو حقیقۃً سالکین راہ ہدیٰ کے لیے آفتاب نورانی بنائے۔ مجلس مبارک وقیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلاً محتاج دلیل نہیں۔ اہل محبت میں جو انصاف پر آئیں۔ قرآن عظیم قول فیصل وحاکم عدل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔

اور فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ

اور فرمایا ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

اور فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ۔

اور فرماتا ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط

اور فرماتا ہے:

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔

پہلی تین آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ۔ لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کونسا فضل و رحمت کونسی نعمت اس حبیب کریم علیہ وآلہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کون سا دن اُس نبی کریم ﷺ کے ظہور پر نور کے دن سے بڑا ہے۔ تو بلاشبہ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُس کا چرچا خوب زور شور سے کرو اس کا نام مجلس میلاد ہے۔ بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصاً سید الرسل ﷺ کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ "اَلْمُطْلَقُ يَجْرِي عَلٰى اِطْلَاقِهٖ" جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی و مطلق حکم عطا کرے گی جو کچھ اُس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو حکم شامل ہے۔ بلا تخصیص شرع جو اپنی

طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرے گا۔ وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس ﷺ کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرقِ تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت و ایام الٰہی کا تذکرہ نعمتِ ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں۔ جس جس طریقے سے کئے جائیں سب امتثال امر الٰہی ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص طریقے پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس و قیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا بعینہ ان کا قرونِ ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے۔ ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے۔ جسے خاص نام لے کر جائز کہا ہو۔ یا جس کا بہیات کذائی قرونِ ثلثہ میں وجود ہوا ہو۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

عقل و دین رکھتے تو جو طریقہ اظہار فرحت و تذکرۂ نعمت و تعظیم سرکارِ رسالت دیکھتے اُس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ تعالیٰ نے منع تو نہیں فرمایا۔ اگر اس کی خاص ممانعت نہ پاتے تو یقین جانتے کہ یہ انہی احکام الٰہی کی بجا آوری ہے۔ جو ان آیاتِ کریمہ میں گذرے۔ مگر آدمی دل سے مجبور ہے محبوب کا چرچا۔ محبّ کا چین اور اُس کی تعظیم آنکھ کی ٹھنڈک۔ جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا۔ تعظیم سے بھی بگڑے گا۔ دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے کہ آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کو کہاں تک پھونکا۔ جانتے ہو۔ اب یہ منکرانِ مجلس کون ہیں ہاں ہاں وہی ہیں جو اوّل تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی۔ ہم چھوٹے بھائی۔ ان کی سروری یہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری ان کی تعظیم ایسی ہی کرو۔ جیسی آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اِس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اور ان سے

بہت زائد ان کی دھرم پوتھی "تقویت الایمان" میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھل کھیلے کہ ان کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہو۔ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کلماتِ لغویہ۔ مسلمانو یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک وقیام سے منکر ہیں۔ اب تو سمجھے کہ علّتِ انکار کیا ہے۔ واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ ﷺ۔ دیکھو خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ "ذِئَابٌ فِی ثِیَابٍ" بھیڑیے ہونگے کپڑے پہنے۔ یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں بھیڑیے۔ اے مصطفےٰ ﷺ کی بھولی بھیڑو اپنے دشمن کو پہچانو۔ نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے مالک ﷺ کے دشمن۔ جنہوں نے وہ ناشائستہ گالیاں محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں لکھیں۔ چھاپیں اور آج تک ان پر مصر ہیں۔ ان کی عداوتِ شدیدہ تو ظاہر ہوگئی اور وہ جو ان کے دلوں میں چھپی ہے زائد ہے۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ۔

جو بظاہر اُن ناشائستہ گالیوں کے خود مرتکب نہیں ان سے پوچھ دیکھئے کہ جنہوں نے مصطفےٰ ﷺ کو یوں منہ بھر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہوگئے۔ دیکھو ہرگز ہرگز انہیں کافر نہ کہیں گے۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل ان کی حمایت کو تیار ہوجائیں گے۔ تاویلیں گھڑیں گے بات بنائیں گے۔ حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق ان تمام دشنامیوں میں ایک ایک کا نام لے کر فرما چکے ہیں کہ

مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَكُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

ترجمہ: "جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔

مسلمانو! جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ پھر ان سے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ سلام میں بحث کا کیا موقع رہا۔ کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق۔ مگر یہ ساری دقت اس کی ہے کہ بھائیو تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں تک کو

ابھی تک نہیں پہچانا۔ ان کے پاس بیٹھتے ہو۔ ان کی باتیں سنتے ہو۔ ان کی تحریریں دیکھتے ہو دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے۔ دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ ﷺ واللہ تم سے بڑھ کر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں۔

فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ۔

ان سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ بھائیو مصطفےٰ ﷺ کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا یا معاذ اللہ ان کے دشمن کے پھندے میں پڑنا۔ اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھوڑائے دنیا میں نہ آخرت میں۔ آمین

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

OOOO

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

استفتاء

سوال

کیا فرماتے ہیں۔علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ ترتیب دینے مجلس مولود شریف مرّوجہ کے۔جس میں مولد خوان کو چوکی یا تخت یا ممبر پر بصد احترام بٹھاتے ہیں۔اور مجلس کو اقسام اسباب زینت سے سجاتے ہیں عُود بتیاں سلگائی جاتی ہیں۔حاضرین مجلس کو عطر ملا جاتا ہے۔ہر قسم کے آدمی اُس میں شریک ہوتے ہیں۔اور مولد خوان اُن کے سامنے فضائل اور کمالات صوری اور معنوی اور معجزاتِ باہرات اور حلیہ شریف اور مکارم اخلاق عظیمہ اور اوصافِ پسندیدہ اور مراحم اشفاق قیمہ حضور ﷺ کے کتاب اور سنت کے موافق بیان کرتا ہے۔اور وقتِ ذکر ولادت باسعادت کے قیام کرتا ہے۔اور سب حاضرین مجلس بھی اُس کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور پھر باواز بلند دردوں کے ساتھ یک زبان ہوکر سب درود اور سلام پڑھتے ہیں:

یَا نَبِیْ سَلَامٌ عَلَیْكَ — یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكَ

یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ — صَلَوٰةُ اللّٰه عَلَیْكَ

اُس وقت اُن کا ذوق وشوق عجیب نورانی جلوے دکھاتا ہے اور خدا کی رحمتیں برساتا ہے۔ بعد اُس کے بیٹھ کر ولادتِ باسعادت اور رضاعت کے متعلق کچھ روایتیں بیان کرتا ہے۔کبھی اسی قدر بیان کر کے ختم کر دیتا ہے اور کبھی بحسب استدعاد شوق حاضرین کے ذکر بعثت برسالت اور معراج شریف وغیرہ کا بیان بھی کرتا ہے۔اور بعد ختم کے بحسب مقدور مجلس میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔سنت ہے یا بدعت اور

بدعت ہے تو حسنہ یا سیّئہ اور سیّئہ ہے تو مکروہ ہے یا حرام یا مفسد، فاعل اُس کے اجر اور ثواب کے مستحق ہیں یا عذاب اور عقاب کے۔

بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا

جواب:

اِنعقاد مجلسِ مولود شریف حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کا مع جمیع امور مندرجہ سوال مذکورہ علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک مستحسن اور محمود ہے۔مادۂ سنتِ سنیّہ ہے۔اور صورۂ بدعت حسنہ۔فاعل اُس کے اجر اور ثواب کے مستحق ہیں۔اور منکرانِ زمانہ عذاب اور عقاب بچند وجوہ دین متین کے نزدیک وہ فعل ہے جو قول یا فعل یا تقریر حضرت رسول اکرم ﷺ سے پایہ ثبوت کو پہنچا ہو۔اور نیز وہ فعل بھی جو قول یا فعل یا تقریر خلفائے راشدین سے ثابت ہو۔بحوائے فرمان واجب الاذعان نبی اکرم ﷺ کے۔

وجہ اوّل

" عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَعَقُّوْا عَلَیْهَا بِالتَّوْحِیْدِ".

سنت میں داخل ہے اور نیز وہ فعل جس کو کسی زمانے میں علمائے امت مرحومہ نے مستحسن اور محمود جان کر نکالا ہو۔اور وہ کسی طرح کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو۔یعنی کتاب اور معارضہ نہ کرے۔سنت کے تحت میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرنا

كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا

يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ۔ (مسلم)

یہ حدیث شریف صحیح مسلم میں ہے۔ مجمع البحار اور شرح مسلم امام نووی میں اس حدیث کے یہ معنی لکھے ہیں جس نے جاری کیا اسلام میں طریقہ نیک خواہ وہ طریقہ اُسی کا نکالا ہوا ہو یا اُس سے پہلے بھی تھا۔ پھر اُس کے بعد اُس طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائے گا۔ اُس شخص کے لیے اُس قدر اجر اور ثواب کہ جس قدر سب عمل کرنے والوں کو اُس کے بعد ہوگا اور اُن لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کم کر کے اُس کو نہ دیں گے۔ (مجمع البحار جلد دوم صفحہ ۱۴۷، شرح مسلم جلد ثانی صفحہ ۳۴۱)

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) تو یہ کہ بدعت حسنہ پر ثواب ملتا ہے۔ ثواب بھی کیسا کہ اُن سب کے برابر جو اُس پر عمل کریں قیامت تک اسی لئے علمائے اعلام نے ترویج علم دین کے لیے وہ اصول قواعد ایجاد کئے جو نہایت مفید ثابت ہوئے۔ اور اولیائے کرام نے قسم قسم کے مجاہدات اور اشغال قرون ثلٰثہ کے بعد لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لئے پیدا کئے (رحمۃ اللہ علیہ علیہم وعلیہا اجمعین)۔ اس لئے شامی شارح دُرِّ مختار نے اوائل جلد اوّل میں لکھا ہے کہ یہ حدیث قواعد اسلام سے ہے اور اِس حدیث کے معنی اِن الفاظ سے تحریر فرمائے ہیں۔

كُلُّ مَنْ اِبْتَدَعَ شَيْئًا مِنَ الْخَيْرِ كَانَ لَهٗ اَجْرُ كُلِّ مَنْ يَعْمَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ○

(۲) دوسرا فائدہ یہ نکلا کہ بدعت حسنہ کی ایجاد کسی شخصِ معین اور زمانہ مخصوص کے ساتھ مقید نہیں۔ خواہ قرونِ ثلٰثہ میں ہو یا اُس کے غیر میں۔ اور نیز طریقہ بدعت حسنہ کا صحابی ہو یا تابعی یا سوا اِن دونوں کے علمائے دین سے۔ اس لئے کہ "مَــنْ" اِس حدیث میں کلمہ عام ہے نہ خاص۔ اور کسی زمانہ کے مقید ساتھ نہیں۔ بلکہ

خود مولوی اسحٰق صاحب سے جب بدعت حسنہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ یعنی سائل نے پوچھا کہ بدعت حسنہ محدود است بوقتے از اوقات یا غیر محدود است لئے یوم القیامہ۔ تو جواب دیا غیر محدود است عند القائل بتقسیمہا لحدیث مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ (دیکھو مائۃ مسائل) حالانکہ روایات ولادت اور رضاعت اور پیدائش نور اور ظہور بدءِ خلق اور معراج وغیرہ وغیرہ امور کی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں۔ اور وہ طبقہ بہ طبقہ منتقل ہوتی ہوئیں ہم تک پہنچیں اور ہم ان کو اپنے زمانے کے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اسی طرح انقراض عالم تک منتقل ہوجاتی جائیں گی۔ سنت ہیں نہ بدعت باقی امور جو اِس مجلس میں ہیں۔ اُن کی اصل شرع میں ہے اور ممانعت نہیں۔ جیسا کہ تزئینِ مکان۔ واہتمامِ ضیافت و تقسیمِ شیرینی وغیرہ۔ وقیام بروقت ذکر ولادت باسعادت پس یہ سب بناء بر بجا آوری آداب تعظیم و تکریم رسول اللہ ﷺ وادائے شکر نعمات الٰہی علی الخصوص بر بعث رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان عمل میں لائے جاتے ہیں۔ بدعت حسنہ ہیں نہ سیّہ۔ اس لئے کہ بدعت سیّہ وہ ہے۔ جو خلاف کتاب اور سنت کے ہو۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

(یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔)

شارحین حدیث مثل ملا علی قاری نے لفظ "مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" کی شرح میں لکھا ہے۔

فِيْهِ اِشَارَةٌ اَنَّ اِحْدَاثَ مَا لَا يُنَازِعُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ لَيْسَ بِمَذْمُوْمٍ۔

اور ابوداؤد نے اس حدیث کو اِن الفاظ سے روایت کیا ہے۔

مَنْ صَنَعَ اَمْرًا عَلٰی غَيْرِ اَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

سیرت حلبی وغیرہ کتب معتبرہ مشہورہ میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَا اُحْدِثَ وَ خَالَفَ كِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اِجْمَاعًا اَوْ اَثَرًا فَهُوَ الْبِدْعَةُ الضَّالَّةُ وَمَا اَحْدَثَ مِنَ الْخَيْرِ وَلَمْ يُخَالِفْ مِنْ ذَالِكَ فَهُوَ الْبِدْعَةُ الْمَحْمُوْدَةُ۔

اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم کی جلد ثانی میں تحریر فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمَحْذُوْرُ بِدْعَةٌ تُرَاغِمُ سُنَّةً مَا مُوْرًا بِهَا۔

یعنی بدعت وہی منع ہے جو عناد رکھتی ہو کسی ایسی سنت کی جس کے قائم رکھنے کا امر کو حکم ہے۔

اور احیاء العلوم کی جلد اوّل میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَا يُمْنَعُ ذَالِكَ مِنْ كَوْنِهٖ مُحْدِثًا فَكَمْ مِنْ مُحْدِثٍ حَسَنٍ۔

علامہ امام صدر الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

اَلْبِدَعُ اِذَا رَاغَمَتِ السُّنَّةَ اَمَّا لِمَا لَمْ يُرَاغِمُهَا فَلَا يُكْرَهُ۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد خامس میں ہے:

وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ اُحْدِثَ وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے آخر "کتاب القواعد" میں فرمایا۔

اَلْبِدْعَةُ اِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَدْوِيْنِ اُصُوْلِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِى الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَاِمَّا مُحَرَّمَةٌ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَاِمَّا مَنْدُوْبَةٌ كَاَحْدَاثِ الْمَدَارِسِ وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ يَعْهَدْ فِى الْعَهْدِ الْاَوَّلِ وَاِمَّا مَكْرُوْهَةٌ كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ عند الشافعى اما عند الحنفية فمباحٌ وَاِمَّا مباحة كَالتَّوَسُّعِ فِيْهِمْ لَذِيْذِ

اَلْمَاكِلِ وَالْمَشَارِبِ۔

اور یہی اقسام پنجگانہ بالا کو علامہ برکلی رحمۃ اللہ علیہ نے "طریقہ محمدیہ" میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقات" میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات" میں اور سید جمال الدین محدث نے حواشی مشکوٰۃ میں اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح المبین" اور علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے شرح درمختار میں بیچ بحث امامت کے قائم رکھا ہے۔

دیکھو علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ دُرَر وغُرَر میں لکھا ہے۔ نیت نماز کی دل سے ہوتی ہے۔ اور منہ سے کہنا مستحب ہے۔

وَالتَّلَفُّظُ بِهَا مُسْتَحَبٌّ اَىْ حَسَنٌ اَحَبَّهُ الْمَشَائِخُ لَا اَنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ لِاَنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ فَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

اس کی نسبت دُرّ مختار میں ہے کہ یہ سنت ہمارے علماء کی ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ طریق حسنہ ہمارے علما کا ہے۔ اور حلبی نے شرح کبیر منیہ میں لکھا ہے۔

هٰذِهٖ بِدْعَةٌ لٰكِنْ عَدَمُ النَّقْلِ وَكَوْنِهٖ بِدْعَةٌ لَا يُنَافِىْ كَوْنُهَا حَسَنٌ۔

کہ اگرچہ یہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے۔ اس کا نو پیدا ہونا اس کے حَسَن ہونے کے منافی نہیں۔ بلکہ مقبول و محبوب ہے۔

عند العلماء اور منیۃ المصلی میں ہے۔

وَالْمُسْتَحَبُّ اَنْ يَنْوِىْ وَيَتَكَلَّمَ بِاللِّسَانِ۔

اور شرح وقایہ میں ہے:

وَالْقَصْدُ مَعَ لَفْظِهٖ اَفْضَلُ۔

اور ہدایہ میں ہے:

وَيُحْسِنُ ذَالِكَ لِاَجْتِمَاعِ الْعَزِيْمَةِ۔

اور قسطلانی مواہب لدنیہ میں کہ وہ شافعی مذہب ہیں بیان کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْ اِسْتَقَرَّ عَلَيْهِ اَصْحَابُنَا اِسْتِحْبَابُ النُّطْقِ بِهٖ۔

اور غنیۃ الطالبین میں حضرت غوث الاعظم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وضو کے باب میں:

يَنْوِیْ بِطَهَارَتِهٖ رفع الحدیث وَمَحَلُّهَا الْقَلْبُ فان ذکر ذالك بلسانه مَعَ اعتقاده بقلبه كان قَدْ اَتٰی بِالْاَفْضَلِ۔

اس بناء پر وہ امور بھی بدعتِ حسنہ ٹھہرے نہ سیّہ۔

وجہ دوم۔ قصیدہ مولود

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ مروجہ مولود شریف کے کہ جس وقت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مجمع پڑھا تھا جس کے چند اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ترجمہ: ”آپ قبل ولادت شریف کے سایوں میں تھے۔ صلب آدم علیہ السلام میں جہاں برگ درختان بہشت بدن پر لپیٹے جاتے تھے“۔

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

ترجمہ: ”پھر اترے آپ زمین پر صلبِ حضرت آدم علیہ السلام میں حضرت

آدم علیہ السلام کے ساتھ اُس وقت نہ بشر تھے نہ مضغہ نہ علقہ“۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اَلْجَمَ نَسْرًا وَاَهْلَهٗ غَرَقُ

ترجمہ: ”بلکہ صلب حضرت نوح علیہ السلام میں آپ نطفہ تھے سوار کشتی پر اس حال میں کہ ڈبو دیا بت نسر اور اس کے پجاریوں کو طوفان نے“۔

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

ترجمہ: ”آپ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے طرف ایک رحم کے۔ جب گذر گیا ایک عالم ظاہر ہوا اور دوسرا طبقہ“۔

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ

ترجمہ: ”آپ نازل ہوئے نار خلیل میں درانحالیکہ صلب خلیل میں چھپے ہوئے تھے پھر وہ کس طرح سے جلتے“۔

حَتّٰی احْتَوٰی بَيْتَكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدِفٍ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

ترجمہ: ”آپ منتقل ہوتے رہے اصلاب کریمہ سے ارحام طیبہ میں یہاں تک کہ گھیر لیا آپ کے شرف ازول اجلال نے کہ آپ کے فضل عظیم پر شاہد ہے“۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

ترجمہ: ”اور آپ جب پیدا ہوئے روشن ہوگئی زمین اور روشن ہوگیا آپ کے نور سے آسمان“۔

فَنَحْنُ فِیْ ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِی النُّوْرِ سُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ترجمہ: ”پس ہم سب اُسی روشنی اور نور میں مستغرق ہیں اور ہدات کے رستوں پر چل رہے ہیں“۔

ان اشعار میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کمال جلالت قدر ورفعت اور ولادت

باسعادت موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہایت پاکیزہ طور سے بیان فرمایا ہے۔ مجلس مولود شریف میں بھی یہی بیان کیا جاتا ہے۔

فرق اتنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مختصر بیان فرمایا اور ہمارے اس زمانہ میں مطوّل اور مفصل بیان کیا جاتا ہے۔ پس اس توجیہ سے مولود شریف کا پڑھنا پڑھانا سنت ٹھہرا نہ بدعت۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے حکم سے پڑھا گیا اور حضور ﷺ کے سامنے پڑھا گیا اور صحابی جلیل القدر نے پڑھا پس سنت اس عمل خیر کی فرمان اور تقریر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوگئی۔

اس حکایت کو مواہب اور اس کی شرح میں امام قسطلانی اور زرقانی اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین سے روایت کیا ہے۔

تیسری وجہ......اخلاق واوصاف کا بیان

جو کچھ اخلاق عظیمہ اور اوصاف کریمہ آپ ﷺ کے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے۔ اور جو کچھ کہ حضور ﷺ نے اپنے نور کی پیدائش اور بدوِ خلق کی کیفیت اور اپنی ولادت باسعادت بتقید یوم وکیفیت رضاعت اور معراج اور نزول وحی اور تبلیغ رسالت اور انعامات اور اکرامات الٰہی نسبت بہ ذات خود اپنے اصحاب کے روبرو ذکر کیے اور تابعین نے اور انہوں نے یعنی صحابہ نے تابعین کے سامنے ذکر کیے اور تابعین نے تبع تابعین سے بیان کیے۔ اور تبع تابعین سے طبقہ بطبقہ روایۃً ہم تک پہنچے اور ہم انہی روایات کو اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ پس بیان صحابہ رضی اللہ عنہم کا بدعت نہ ہوا۔ نہ تابعین، تبع تابعین کا برا ٹھہرا۔ ہمارا پڑھنا پڑھانا بدعت ہوگیا حرام ہوگیا شرک بن گیا۔ کس قدر اندھیرا ہے۔ بنی مانعین مولود شریف کی حالانکہ یہ فعل سنت متواتر ٹھہرا۔ جس کے ثبوت یہ کہ زمانہ رسول اللہ ﷺ سے لے الآن معمول بہ ہے۔

چوتھی وجہ......نعمت پر شکرنا

مجلس مولود شریف میں نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور نعمت الٰہی کا شکر ادا کرنا بندوں پر واجب ہے۔ چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آل داؤد علیہ السلام کو شکر بجالانے کا حکم دیا۔

اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۔

اور ہم کو حکم ہوا

وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔

ترجمہ: ''اے امت محمدیہ! اگر تم شکر کرو گے (کسی نعمت کے مل جانے پر) تو ہم اُس نعمت کو بڑھا دیں گے۔ اور اگر تم نے ناشکر گزاری کی تو بس یاد رکھو کہ ہمارا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔''

اور حضور نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلتَّحَدِیْثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُکْرٌ۔

پس ترتیب مجلس میلاد شریف کی واجب ثابت ہوئی نہ معصیت۔ بلکہ وہ اُس کا فرد ہے جس کے ترک میں وعید عذاب شدید ہے۔

پانچویں وجہ......نعمت پر شکر کرو

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حلقہ صحابہ میں تشریف لائے اور اُن سے دریافت کیا کہ تم لوگ کیسے بیٹھے ہوئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اور اُس کا شکر بجالاتے ہیں۔

عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا۔

یعنی ہم اس بات کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت کی اسلام کے اور احسان کیا ہم پر ساتھ اُس کے اس لیے کہ راہ راست پر لگا دیا۔ تو آپ نے فرمایا تم کو قسم خدا کی کیا تم محض اسی لیے یعنی ادائے شکر کے لیے بیٹھے ہو۔ عرض کیا قسم اللہ تعالیٰ کی ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تم کو قسم اس لیے نہیں دی کہ تم پر مجھ کو گمان جھوٹ کا ہو۔ بلکہ میرے پاس ابھی جبریل علیہ السلام آئے تھے اور یہ خبر لائے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہارا فخر ظاہر کرتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے میری نعمت کا کیسا شکر کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ جلسہ شکر یہ نعمت الٰہی کا کرتے تھے۔ اور مجلس مولد شریف میں ادائے شکر نعمت الٰہی بھی کیا جاتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ وہ جلسہ صحابہ کا ادائے شکر نعمت اسلام پر مترتب ہوا تھا۔ اور ہمارا یہ جلسہ مولد شریف اس کو بھی شامل اور اُس نعمتِ عظمےٰ کے شکر پر مشتمل ہے۔ کہ وہ بانئے اسلام کی ولادت باسعادت اور بعث ورسالت ہے۔

جب اُس نعمت پر اللہ تعالیٰ نے فخر صحابہ رضی اللہ عنہم کا فرشتوں کے درمیان کیا تو ضرور بانیانِ مجلس مولد شریف کا فخر بھی مَلَاِ اعلیٰ پر گروہ ملائکہ میں کیا جاتا ہوگا۔ زہے نصیب بانیان مجلس مولد شریف کے۔

چھٹی وجہ...... رفعتِ ذکر

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مسمّٰی بہ تفسیر کبیر میں "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" کے معنی اس طرح سے بیان کئے ہیں اور بلند اور برتر کیا ہم نے ذکر آپ کا یعنی آپ کو نبی بنایا مشہور کیا آپ کو زمین اور آسمان میں۔ اور پھیلا دیا ہم نے ذکر آپ کا اطراف عالم میں اور محبوب ومرغوب کر دیا ذکر آپ کا دلوں میں یہ سب مطالب لکھ

کر تحریر فرماتے ہیں۔

کَاَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَمْلَاُ الْعَالَمَ مِنْ اَتْبَاعِكَ كُلُّھُمْ يُثْنُوْنَ عَلَيْكَ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔

یعنی اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم بھر دیں گے عالم کو تمہارے فرمانبرداروں سے وہ سب تمہاری تعریف کیا کریں گے اور درود بھیجا کریں گے تم پر ہمیشہ۔

یہ معنی بخوبی صادق آتا ہے انعقاد مجلس مولود شریف پر۔ بیشک یہ محفل اقدس منزل مضمون آیت فیض ہدایت "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" میں داخل ہے۔ اس لیے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی بکثرت تعریف کی جاتی ہے اور درود شریف بھی بکثرت پڑھا جاتا ہے۔ حالانکہ بیان کئے جاتے ہیں اس مجلس مولود شریف میں کمالات صوری اور معنوی حضور ﷺ کے اور معجزات باہرات اور ذکر کئے جاتے ہیں اس میں مکارم اخلاق عظیمہ اور مراحم اشفاق فخیمہ اور حلیہ شریف اور ذکر پیدائش نور اور ولادتِ باسعادت اور رضاعت باکرامت اور معراج شریف وغیرہ وغیرہ امور کا پس داخل ہے یہ سب تحت میں مضمون "یُثْنُوْنَ عَلَیْکَ" کے اور خوب صادق آتا ہے اُس پر۔ اور جو کہ کثرت سے درود اور سلام پڑھا جاتا ہے اس میں داخل ہے معنی "یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ" میں اور باآواز تخت مرتفع یا منبر مرتفع پر بیٹھ کر ذکر کیا جانا آپ کا "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" کا پورا ثبوت دیتا ہے۔ پس عمل مجلس مولود شریف تحت آیہ کریمہ داخل اور محمود مستحسن ٹھہرا نہ مذموم مقبوح (فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ)۔

ساتویں وجہ...... صحابہ حضور ﷺ کے اوصاف سنتے تھے

صدر اُولیٰ یعنی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں ایک دوسرے سے فرمائش کر کے اوصاف جمیلہ حضور ﷺ کے سنا کرتے تھے۔ چنانچہ شمائل میں ترمذی

نے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ

كَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔

کہ وہ بہت وصف کیا کرتے تھے حلیہ شریف کا۔

وَاَنَا اَشْتَهِي اَنْ يَصِفَ لِيْ شَيْئًا اَلعَلَّقُ بِهٖ۔

اور میں چاہتا تھا کہ صورتِ مبارک ﷺ کا وصف سنائیں کہ دل لگاؤں میں اس سے۔

آپ صحابی اور نواسہ ہیں سردار دوجہاں ﷺ کے اور اصحاب صحاح ستہ کے ائمہ حدیث نے آپ سے قنوت وتر کی روایت کی ہے پھر بیان کئے حضرت ہند بن ابی ہالہ نے اوصاف حضور ﷺ کے الی آخرہ وصاف صیغہ مبالغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند بن ابی ہالہ بہت بیان کیا کرتے تھے۔ اوصاف نبی اکرم ﷺ کے اور اصحاب سنا کرتے تھے۔ پس مجلسِ مولود شریف میں بھی اوصاف ہی حضور ﷺ کے بیان کئے جاتے ہیں۔ پس ثبوت اس محفل قدس منزل کا صدرِ اول سے بھی ہو گیا۔ اور بیان اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ حضور ﷺ جس قدر مستحسن اور محمود ٹھہرا اُسی قدر موئیدہ روایت ہے جس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ابو اسحاق نے (جو ایک تابعی جلیل القدر ہے) ایک عورت سے کہ وہ صحابیہ تھی بیان کر مجھ سے کہ کیسے تھے رسول اللہ ﷺ تو کہا اُس نے۔

كَالْبَدْرِ لَيْلَةَ الْقَمَرِ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

ترجمہ: ”آپ بدرانور تھے چودھویں رات کے بدر سے بدر جہا بڑھ چڑھ کر“۔ (ﷺ)

کہ نہیں دیکھا مثل ان کا قبل ان کے ورنہ بعد ان کے۔

اسی طرح حضرت ابو عبیدہ سے ہے کہ وہ تابعی ہیں مقبول بین المحدثین سے روایت ہے کہا حضرت ابو عبیدہ نے پوچھا میں نے حضرت مسماۃ ربیع سے کہ وہ صحابیہ ہیں کہ وصف بتا مجھ کو رسول اللہ ﷺ کا تو کہا انہوں نے ”لَوْ رَاَيْتَهٗ لَقُلْتَ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ“ اگر تو اُن کو دیکھتا تو کہتا گویا آفتاب نکل آیا ہے۔

غرضیکہ ان سب روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ صدرِ اوّل اور صدرِ ثانی میں ضرور مذاکرہ حضور پرنور ﷺ کے محامد اور مناقب کا ہوا کرتا اور اصحاب رسول اللہ ﷺ اور تابعین اُس کو حال ذوق اور شوق سے سنا کرتے تھے۔ اور وہی محامد اور مناقب سرور عالم ﷺ مجلس مولود شریف میں کثرت سے بیان ہوتے ہیں۔ پس یہ مجلس عمل صحابہ اور تابعین کا ٹھہرا نہ مذموم اور مقبوح۔

آٹھویں وجہ......میلاد مستحب ہے

جو افعال انسان سے سرزد ہوتے ہیں تین حال سے خالی نہیں (۱) مامور بہا ہوں گے۔ (۲) ممنوع (۳) مرخص۔ جو مامور بہا ہیں وہ فرائض ہیں اور واجبات اور جو ممنوع ہیں وہ مکروہ ہیں یا حرام یا مفسد اور جو مرخص ہیں وہ مستحبات اور مندوبات ہیں یا مباحات پس عمل مولود شریف نہ فرض ہے نہ واجب اس لیے کہ بالخصوص اس طور پر اس کے کرنے کا نہ قطعی حکم پایا جاتا ہے نہ ظنی اور منہی عنہ بھی نہیں۔ جس سے کراہت یا حرمت اور مفسد ہونا اس کا پایا جائے۔ ہاں مستحب اور مندوب ہونا اس کا بدلائل بالا مذکور پایا جاتا ہے۔ **فهو المقصود**

نویں وجہ......ذکر مقصود ہے

مجلس مولود شریف دو چیز پر مشتمل ہے اوّل حمد الٰہی جل جلالہٗ دوسرے نعت حضور رسالت پناہی ﷺ اور یہ دونوں چیزیں افضل الاذکار ہیں۔

ذکر الٰہی کی شہادت

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ط۔

اور ذکر رسالت پناہ ﷺ

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ○

جَعَلْتُكَ مَنْ ذِكْرِىْ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِىْ۔

ترجمہ: ”اے حبیب اکرم ہم نے کر دیا ہے آپ کو اپنی یاد۔ جب ہم یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ ہی ذکر کئے جاتے ہو۔ اور یہ دونوں ذکر ماموربہ ہیں پس عمل مولد شریف اس جہت سے مستحسن اور محمود ہے نہ مقبوح اور مذموم“۔

دسویں وجہ......علماء نے میلاد کو مستحسن جانا

اجماع کیا علمائے عرب اور عجم، روم، شام، افریقہ، اندلس، ہندوستان (پاکستان)، خراسان، سمرقند اور بخارا وغیرہ بلادِ اسلام نے اوپر استحسان اور استحباب عمل مولد شریف کے اور افضل اور اعلیٰ جاننا اس میں قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت باسعادت کے۔ پس اچھا جاننا مسلمانوں کا خصوص علماء کا اچھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے:

مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔

ترجمہ: ”جس (نیک عمل کو) مسلمان اچھا سمجھیں اللہ کے نزدیک اچھا ہے“۔

اور سردار دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِىْ عَلَى الضَّلَالَةِ۔

ترجمہ: ”میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی“۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ والناحية واياكم والشعاب عليكم بالجماعة والعامة۔ (رواہ احمد)

پس اتفاق علماء امت کا دلیل قطعی ہے عمل مولود شریف کے مشروع اور مسنون ہونے پر۔ اور جب عمل مولود شریف کا مسلک اہل ایمان کا ٹھہرا تو مخالفت اس کی بفحوائے ”اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ۔ کی مستوجب ہوئی اور نیز مخالفت مومنین کی مخالفت رسول اللہ ﷺ کی ہے اور یہ دونوں مخالفتیں موجب عذاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ط

ترجمہ: جو مخالفت کرے رسول اللہ ﷺ کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوگیا اس کے لیے حق اور پیروی کرے وہ سوار، ستے مسلمانوں کے پھیر دیتے ہیں ہم اس کو جدھر وہ پھر گیا اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور بہت بری جگہ ہے وہ ٹھہرنے کی۔

جملہ مخالفین مولود شریف کے تحت میں اس آیہ کریمہ کے ہیں اور سال بسال کرنا عمل مولود شریف کا یا ماہ بماہ دلیل محبت کی ہے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے کہ ”مَنْ اَحَبَّ

شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ" جو جس سے محبت رکھتا ہے اکثر کرتا ہے ذکر اس کا۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو نبی اکرم ﷺ سے محبت ہے تو سارا قرآن مجید ﷺ آپ ہی کے ذکر سے بھرا ہوا ہے اور مقطعات اس کے سب ناز و نیاز کی باتوں سے بسبیل راز بھرے ہوئے ہیں اور محبت ہی پر دار و مدار ایمان کا ہے۔

چنانچہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری)

ترجمہ: نہیں ایمان کامل ہوتا تم میں سے کسی ایک کا حتیٰ کہ وہ محبوب تر رکھے مجھ کو اپنے باپ سے اور زیادہ پیارا جانے اپنی اولاد سے بلکہ تمام دنیا کے لوگوں سے۔

حدیث میں ہے۔ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا۔ پس نبی کریم ﷺ کے برابر کون احسان کر سکتا ہے پس جو شخص کہ دعویٰ کرے آپ سے محبت کا اور مراسم محبت کا جو تعظیم و تکریم ہے نبی اکرم ﷺ کی۔ بجا نہ لائے۔ وہ ہرگز اہل ایمان سے نہیں۔

فَظَھَرَ کَالشَّمْسِ فِی النَّھَارِ اَنْ مَنْ اِمْتَنَعَ مِنَ الْقِیَامِ وَلَمْ یَقُمْ عِنْدَ ذِکْرِ وَلَادَتِہٖ وَلَمْ یَحِبَّ تَعْظِیْمَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَعَ اِدِّعَاءِ الْمُحَبَّۃِ وَالْاِیْمَانِ فَلَیْسَ لَہٗ مُحَبَّۃٌ وَّلَا اِیْمَانٌ بَلْ مَحْضُ اِدِّعَاءٍ بِلَا دَلِیْلٍ۔

محبت کا تو مقتضیٰ ہی کچھ اور ہوتا ہے محبوب تو در کنار۔ محبوب کے کتوں سے بھی وہ برتاؤ کرتا ہے جو دوسرے کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

وَاللّٰہِ دَرُّ الْقَائِلِ وَمِنْ مَذْھَبِیْ حُبُّ الرَّسُوْلِ وَاٰلِہٖ وَلِلنَّاسِ فِیْمَا

یَعْشِقُوْنَ مَذَاھِبُ۔

اس پر قصہ قیس خوب صادق آتا ہے۔

رَاٰی الْمَجْنُوْنُ فِی الصَّحْرَاءِ کَلْبًا	فَمَدَّ اِلَیْہِ بِالْاِحْسَانِ ذَیْلًا
فَلَامُوْہُ عَلٰی مَا کَانَ فِیْہِ	وَقَالُوْا لِمَ مَسَحْتَ الْکَلْبَ نَیْلًا
فَقَالَ دَعُوْا الْمَلَامَۃَ اَنَّ عَیْنِیْ	رَاَتْہُ مَرَّۃً فِیْ بَابِ لَیْلٰی

سبحانہٗ وتعالیٰ دنیادار محبّ تو محبوب کے کتوں کی بھی تعظیم و تکریم کریں اور سلوک اور احسان سے پیش آئیں۔ اور خدا کے دیندار دوست بننے والے خدا کے محبوب کی تعظیم اور تکریم سے نفرت کریں۔ بلکہ اگر دوسروں کو تعظیم کرتا ہوا دیکھیں تو منکران زمانہ منہ چڑائیں۔ بلکہ چناں چنیں کریں۔ اور منع کریں۔ اور کنہیا کے جنم اور آتش پرستوں کے جشن نوروز سے تشبیہ دیں باوجودیکہ "تُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ" کے مامور بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، ان کی بیعت کو اپنی بیعت، ان کے فعل کو اپنا فعل، ان کی طاعت کو اپنی طاعت، ان کی معصیت کو اپنی معصیت، ان کی محبت کو اپنی محبت فرماتا ہے۔ اور ان کے آگے چلنے اور ان کے دربار میں زور سے باتیں اور اُن کو مثل دوسروں کے پکارنے اور گھر میں تو بلانے سے منع فرمایا ہے اور ہم اُس کے خلاف کریں۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

قیام ذکر میلاد

اہل محبت وہ ہیں کہ جب آپ کا ذکر خیر سنتے ہیں تو تعظیم اور تکریم بجالاتے ہیں جیسا کہ پڑھے گئے چند اشعار صاحب محبّ صادق احسان زمان ابوذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری کی مجلس ختم درس شیخ الاسلام امام حافظ الحدیث تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہاں موجود تھے قضات اور اعیانِ علماء جب پڑھنے والا اس شعر پر پہنچا۔

وَاِنْ یَنْهَضُ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ   قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ

تو کھڑے ہو گئے فی الفور امام موصوف امتثالاً لِمَا قَالَ الصَّرْصَرِیُّ وَحَصَلَ لِلنَّاسِ سَاعَةً طَيِّبَةً"۔ انتھی

پس ثابت ہو گیا استحسان قیام کا تعظیمی اشعار سن کر ایک جلیل القدر افقہ العلماء شیخ الاسلام کے فعل سے)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّتَهٗ فِي الدُّنْيَا وَشَفَاعَتَهٗ فِي الْعُقْبٰى وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَاسْقِنَا بِكَأْسِهٖ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

گیارھویں وجہ...... ذکر مصطفیٰ ﷺ صحابہ کی سنت ہے

بخاری شریف میں ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضور ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد اطہر مدینہ منورہ میں منبر بچھاتے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس پر قیام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی نعت و مفاخر شریفہ کا بیان کرتے تھے۔

پس ہم مجلس میلاد شریف میں قاری مولود شریف کو منبر پر بٹھا کر اس سے ذکر جمیل حضرت سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ کا سن کر خوش ہوتے اور ان کی غلامی اور محبت کا دم بھرتے اور ایمان والی نگاہ میں مصطفیٰ ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ادا کرتے ہیں واللہ الحمد۔

بارھویں وجہ...... حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کی وجہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں آیت فیض ہدایت

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاَجْلِ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي جَبْهَةِ اٰدَمَ۔

یعنی فرشتوں کو اس لئے سجدۂ حضرت آدم علیہ السلام کا حکم ہوا کہ ان کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ سجدہ حقیقۃً نبی اکرم ﷺ کو تھا حضور ﷺ کے نور کی تعظیم و تکریم کے لیے تھا۔ اور نیز اس سے تصدیق خلافت حقہ و نیابت مطلقہ حضور ﷺ کی کل سے مطلوب تھی۔ پس سجدہ کیا۔ یعنی حضور ﷺ کی رسالت عامہ و خلافت تامہ کو مانا۔ اور حضور ﷺ کے رسول برحق و نائب مطلق حضرت حق ہونے پر ایمان لائے امان پائی۔

منکرین کا شیطان معنوی باپ ہے

ابلیس نے جو سجدہ کرنے سے انکار کیا بسبب تکذیب کے کافر ہو گیا صورت اس کی مسخ کر دی گئی۔ اور نیکیاں اُس کی سب نسخ طوق لعنت کا گردن میں ڈالا گیا۔ اور گروہ ملائکہ سے نکالا گیا۔ جنت سے محروم اور دوزخ میں ہمیشہ مغموم بلکہ قیامت تک جو اس کی سنت ادا کریں گے اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے راہ انکار و استکبار کی چلیں گے۔ اُن پر اُسی کی طرح عذاب ہوگا اور ہر ایک کے برابر اتنا عذاب اور اس پر (یعنی شیطان پر) اضافہ کیا جائے گا کہ وہ اس انکار تعظیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں سب منکران کا معنوی باپ ہے۔

پھر یہ سنت ملائکہ کی یعنی سجدہ تعظیمی کا بجالانا متوارث ہوگیا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے سجدہ میں گر پڑے تعظیماً جس کا بیان قرآن مجید میں اس طرح ہے۔ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا۔

رسول اکرم ﷺ کے زمانہ بعثت تک برابر سجدہ تعظیم جاری رہا۔ حضور ﷺ نے اس سجدہ تعظیمی کو جس کا سبب خود حضور ﷺ ہی کا نور رہا تھا۔ منع فرما کر تعبداً اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیا اور بجائے سجدہ تعظیمی کے محویان خدا کی اظہار عظمت کے لیے قیام روا فرمایا۔ چنانچہ خود بھی حضور ﷺ اس قیام کو کرتے تھے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تشریف لانے پر آپ ان کی تعظیم کے لیے قیام فرماتے تھے۔ اور اپنی والدہ رضاعی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے لیے قیام فرمایا۔ اور اسی طرح جناب سیدہ حضور سرور ﷺ کے لیے قیام فرماتی تھیں۔

اور کتب احادیث میں ثابت ہوا ہے کہ قیام تعظیمی کا ذکر اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے طرف انصار کے اصحاب نے۔ پس ثبوت اس قیام کا حدیث فعلی اور تقریری دونوں سے ثابت ہوگیا۔ ممانعت اس قیام سے ہے جو عجمی اپنے سلاطین اور اکابر کے لیے کرتے تھے کہ ان کے سامنے بیٹھ نہ سکتے تصویر بنے کھڑے رہتے تھے۔

جیسے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

جسے یہ خوش آئے کہ لوگ میرے سامنے تصویر بنے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ وَالْاَحَادِيْثُ يُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔ حدیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہے اور نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔ قیام بھی اکرام ہے۔ علاوہ اس کے یہ قیام تعظیمی اور چند جگہ پر بھی مشروع و مستحب و مندوب ہے۔

قیام کب مستحب ہے

(۱) وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے وقت جیسا کہ روایت کیا اس کو ترمذی نے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کر چکے تو بچا ہوا پانی آپ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا کہ مجھ کو پسند آیا کہ دکھلاؤں تم کو کس طرح وضو کرتے تھے رسول اللہ ﷺ۔

(۲) زمزم کا پانی پینے کے وقت بخاری اور مسلم میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پلایا میں نے رسول اللہ ﷺ کا پانی زمزم کا پس پیا آپ نے اس کو کھڑے ہو کر۔

فقہا نے لکھا ہے کہ آب زمزم اور نیز آب وضو دونوں میں شفا ہے چنانچہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہمارے سردار حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ جب مریض ہوتے تو وضو کا پانی بچا ہوا پیتے تو موافق فرمان سچے رسول اکرم ﷺ آرام ہو جاتا۔

علاوہ اس کے اس میں ایک رمز باریک ہے کہ علی العموم پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے۔ مگر ان دونوں پانیوں کا تعظیماً کھڑے ہو کر پینا اس کی کراہت کو اٹھا دیتا ہے پس اگر دوسرے کے لیے قیام مکروہ بھی ہوتا تو معظمین دین کے لیے بنظر تعظیم وہ مکروہ نہیں رہتا۔ فافہم۔

(۳) عمامہ باندھتے وقت۔

بستن عمامہ در حال قیام — می فزائد عزوجاہ و احترام

حدیث میں ہے:

من تعمم قاعدا وانتزر قائما ابتلاہ اللہ تعالی ببلاء لا یجد لہ دواء۔

(۴) اذان ہونے کے وقت

درمختار میں ہے:

وَيُنْدَبُ الْقِيَامُ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَذَانِ۔

(۵) ذکر کرنے کے وقت اس لیے کہ تفسیر حضرت کشاف میں ابن عمر اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت سے روایت ہے کہ وہ سب نکلے اور گئے عیدگاہ میں پھر ذکر اللہ کا کرنے لگے ان میں سے بعضوں نے کہا کہ کیا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا" پس وہ سب کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر ذکر کرنے لگے۔

(۶) کھڑا ہونا مدح خوانی کے وقت جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا۔ اور وہ اس پر کھڑے ہو کر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت بیان کیا کرتے تھے۔

(۷) جب اپنا کوئی پیشوا مجلس سے اٹھے اُس کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا مشکوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہم کو حدیث سناتے تھے۔ جب آپ اٹھتے ہم بھی سب کھڑے ہو جاتے تھے اور جب تک آپ گھر میں داخل نہ ہو جاتے ہم کھڑے رہتے تھے۔

علاوہ اس کے حضرت امام احمد بن حنبل اور علامہ علی بن مدینی وغیرہ جلسہ تعظیم حدیث میں کھڑے رہتے تھے۔ اور حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ملک طاہر کے وزیر قصیدہ بردہ شریف سر و پا برہنہ کھڑے ہو کر سنا کرتے تھے۔ چنانچہ کشف الظنون میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

وَلَمَّا بلغت الصَّاحِبُ بِهَا ؤُالدين وزير الملكِ الظَّاهِرِ
اِسْتَفْسَخَهَا وَنَذَرَاَنْ لَايَسْمَعَهَا اِلَّا حَافٍ وَاقِفًا مَكْشُوْفَ الرَّاسِ
فَكَانَ يَتَبَرَّكُ بِهَا هُوَ وَاَهْلُ بَيْتِهٖ وَرَاَوْمِنْ بَرَكَاتِهٖ اُمُوْرًا عَظِيْمَةً

فِيْ دِيْنِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ۔

اپنے شیخ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے

کھڑے ہونا ہمارے شیخ الاسلام الشریعۃ والطریقۃ خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے تعظیم روضہ مبارک مرشد اپنے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد قطب صاحب کے ملفوظات مسمّٰے بہ "فوائد السالکین" میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک بار خواجہ معین الدین قدس سرہٗ العزیز دربار سلوک وعظ فرما رہے تھے۔ جب داہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک سو بار کھڑے ہوئے لوگ حیرت میں تھے۔ بعد اختتام جلسہ ایک بے تکلف آدمی نے عرض کیا کہ آپ وعظ میں بار بار کیوں کھڑے ہو جاتے تھے۔ فرمایا جب میری نظر میرے مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر پڑتی تھی۔ کھڑا ہو جاتا تھا اس لیے کہ پیر کی تعظیم حالت حیات و ممات میں برابر واجب ہے۔ بلکہ بعد موت زائد۔

اور اسی طرح جب کوئی بندۂ خدا مجلس ذکر میں براہ شوق حالت وجد میں کھڑا ہو جائے تو جمیع حاضرین کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اس مسئلہ کو امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے۔ مرد منصف حق طلب کو احادیث مذکورہ بالا و آثار صحابہ و فعل مشائخ طریقت و مشائخ حدیث سے خوب مبرہن ہو گیا کہ قیام محض آنے ہی والے کے لیے مخصوص نہیں اور نہ سامنے حاضر ہونا بالفعل کسی شخص عظیم الشان کا اس قیام کے لیے شرط ہے۔ بلکہ بہت جگہ اور بہت چیزوں کے لیے قیام تعظیمی مندوب ہے۔ منکرین کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے از فروع حب منعم است تعظیم شعائر او مثلِ تعظیم نامِ او و کلامِ او و لباس او اور یہی مطلب آیات ذیل سے مستفاد ہوتا ہے۔

سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔

چنانچہ پیشوائے مذکور نے اولیاء اللہ کی محبت کو اس آیت کی تعمیل اور تعظیم شعائر اللہ میں
شامل کیا ہے۔ چنانچہ صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ نمبر ۴۳ میں یہ عبارت مرقوم ہے اگر
نیک تامل کنی دریابی کہ محبت امثال کرام خود شعار ایمان محب وعلامت تقویٰ اوست۔
ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ انتہیٰ کلامہٗ

جب اولیاء شعائر اللہ میں داخل ہیں تو ''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام''
خصوصا سید الانام اصل کل اور فخر رسل ﷺ اعظم شعار اللہ ہونا چاہیے۔ اور ان کے
نام اور کلام اور مقام اور لباس وغیرہ ہر چیز کی تعظیم مثل ان کی تعظیم کے ٹھہرے گی۔
اور خاص ان کی تعظیم خدائے عظیم کی تعظیم ہوگی۔

کیونکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

یعنی رسول ﷺ کی اطاعت خدائی اطاعت ہے۔

اس صورت میں قیام وقت زیارت روضہ منورہ کے اور قیام وقت ذکر ولادت
باسعادت رسول اللہ ﷺ کے قیام لوجہ اللہ ہوگا۔ نہ لوجہ غیر اللہ پس جس وقت کہ تذکرہ
آپ کا باادب وتعظیم و باجاہ وجلال جو وقت ولادت باسعادت کے آفاق عالم میں
جو جو انوار اور آثار جلوہ گر ہوئے تھے۔ بیان ہوتا ہے اثر اُس کا رگ وپے میں سامعین
کے سرایت کر جاتا ہے۔ اور آنکھوں میں حاضرین کے نقشہ ولادت اور صفوف ملائکہ کا
پرا باندھے کھڑا ہونے کا گذر جاتا ہے بے اختیار حالت باطنی بدل جاتی ہے اور اس
کے لیے وضع ظاہر کا بدلنا بھی ضرور ہوا کہ باخلاص خاص عمل تعظیم کا ظہور میں آئے
کھڑے ہو جاتے ہیں اور درود وسلام پڑھنے لگتے ہیں۔ کیا یہ تعظیم شعائر اللہ سے
خارج ہے۔ پس ثابت ہو گیا عمل مولود شریف کا کرنا اور قیام وقت ذکر ولادت
باسعادت کے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ۔

O=O=O

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ
وعلی آلك واصحابك یاحبیب اللہ

یوم میلاد پر اہل حدیث امرتسر کا ایک شبہ اور اس کا جواب

المیلاد فی القرآن

مصنف

علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب نو ونظر ثانی

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست

☆=☆=☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ماہ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ میں انجمن خدام الحنفیہ امرتسر کی طرف سے ایک رسالہ "الارشاد الی مباحث المیلاد" شائع ہوا جس میں بدعقیدہ لوگوں کا رد قوی دلائل سے کیا گیا۔ لیکن سیاہ باطن اور عشق رسول ﷺ سے محروم اہل حدیث حضرات نے اپنی عادت کے مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۲ء کو میلاد رسول ﷺ کی روک تھام کے لیے اخبار اہل حدیث کے کالم سیاہ کردیئے دوبارہ وہی مضمون چھاپ کر مفت تقسیم کیا اور مسلمانوں کے دل میں شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی اس وقت کے برصغیر کے نامور عالم دین حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۳ھ) نے قرآن سے میلاد کا ثبوت پیش کیا اور وہابیوں کے شبہات کا بھی ازالہ فرمایا اور الارشاد الی مباحث المیلاد، کا ضمیمہ بنایا اور اس کا نام، "المیلاد فی القرآن" رکھا۔ اللہ تعالیٰ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مجھ ناچیز کو بھی حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد عبدالاحد قادری
موگڑاں۔ تحصیل وضلع لودھراں
بروز جمعہ ۴ محرم بوقت رات دو بجے ۱۴۳۳ھ
بمطابق ۲ دسمبر ۲۰۱۱ء

☆=☆=☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب کی دفعہ جس رونق اور آب وتاب سے یوم میلاد منایا گیا ہے۔ اس کی کیفیت کا پورا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ اہل حدیث امرتسر کو اس کے خلاف بدقسمتی سے ۳۰ رجون ۱۹۳۳ء کو اپنی عادت کے مطابق اس تحریک کی روک تھام کے لیے اخبار کے چند کالم سیاہ کرنے پڑے اور پھر ٹریکٹ کی صورت میں بھی وہی مضمون چھاپ کر مفت تقسیم کرنا پڑا۔ مگر نقارہ خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ یہ مدافعانہ کارروائی مردہ ہو کر جہاں سے شروع ہوئی تھی وہیں رہ گئی۔ گو واقعات کا مقتضاء یہ تو نہ تھا کہ اس مضمون کا جنازہ نکالا جائے اور اس کو کچھ اہمیت دے کر مقابلہ کے لیے کھڑا کیا جائے، مگر تاہم ہمارا یہ فرض ہے کہ جو شکوک ضمیر عالم میں پیدا ہوئے ہیں اور باقی اعضائے اسلام میں سرایت کر رہے ہیں ممکن ہے کسی وقت وحی آسمانی سمجھے جانے لگیں۔ اور ہماری تحقیقات کو صرف ایک ہی فقرہ سے مسترد کیا جائے کہ اہل حدیث امرتسر نے ایسی مجالس کی اصلیت ایک ناپاک ہستی سے ثابت کی اس لیے اس پر ہزار قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرو کبھی بدعت غیر مشروعہ سے خارج نہیں ہوسکتیں۔

انبیاء کے میلاد کا ذکر قرآن پاک میں

پیشتر اس کے کہ ہم اس شبہ کے ازالہ میں کچھ لکھیں، یہ بات ناظرین پر روشن کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن انبیاء علیہم السلام کا میلاد اور یوم ولادت قدرت نما ہوا ہے، اس کا ذکر قرآن شریف نے ضرور کیا ہے۔

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ کی پیدائش ہوئی۔ کیا کیا خوارق نمودار ہوئے، فرشتوں سے کس طرح سجدہ کرایا گیا۔

ابلیس نے انکار سے کیا بدلہ پایا۔

اس کے بعد جناب ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا ذکر پر مغز الفاظ میں ایک کثیر التعداد آیات میں بیان کیا ہے۔ کہ نمرود نے آپ کی ولادت روکنے کو کیا کیا کرتب کھیلے تھے، آپ کی ولادت کیسے ہوئی، آپ کی پرورش کس طرح پہاڑ کی ایک کھوہ میں ہوئی۔ چچا سے مناظرہ آپ نے بچپن میں ہی کس طرح کیا، اور کس طرح وحدانیت کا جذبہ ایام طفولیت میں ہی آپ کے سینہ میں موجزن تھا؟

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر مبارک کس احسان مندی اور کس عمدہ پیرائے میں یاد دہانی کے طور پر ذکر کیا ہے۔ فرعون کی ناپاک تدبیریں اور اس کی ناکامیاں، دشمن کے ہاتھ سے آپ کی پرورش، ایام رضاعت میں خاص اپنی والدہ سے ملاقات، اپنے خاندان کو شاہی محلات میں بسیرا کرانا، فرعون کی گود میں توحید کا سبق پڑھانا، یہ سب کچھ خدائے تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کے ہر ہر حرف کے لفظ سے مواعظ وحکمت کے چشمے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کو اس پاک پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پاک بندے شیطانی عوارض سے پاک ہوا کرتے ہیں اور خدا خود ان کا نگہبان ہوتا ہے۔ وہاں پر خود دیکھ لیجئے کہ کس لہجہ میں قرعہ اندازی کا ذکر کیا گیا ہے کہ مریم کی پرورش کون کرے گا۔ کس طرح مریم کو قدرتی پرورش کے پھل مہیا کئے تھے یا کس طریق سے والدہ نے آپ کو بیت المقدس کی نذر کر دیا تھا۔ آپ کی والدہ کی دعا آپ کے حق میں کس طرح منظور کر لی گئی تھی۔ اور آپ کا نام مریم کیوں رکھا گیا تھا۔ اسے بھی جانے دیجئے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کس بہترین لہجہ میں کیا گیا ہے۔ کیا کیا خوارق اور معجزات بیان ہوئے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو تین دن تک خاموشی کا روزہ رکھنے کے لیے کس طرح حکم دیا گیا۔ کس طرح سو سال کے گذر

جانے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والدین کو قوت شباب واپس دے کر معجزات کا ظہور کیا گیا۔ اور کس طرح بچپن ہی میں آپ کو کتاب وحکمت کا مالک بنایا گیا اور کیسے مفتخرانہ لہجہ میں حضرت کا نام یحییٰ، ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی رہنے دیجئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکرِ ولادت کس شان سے مذکور ہے۔ ایام ولادت سے پیشتر آپ کی والدہ پر خوارق کیسے ظاہر ہوئے تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت کیا کیا عجائبات قدرت نمودار ہوئے؟ پرورش کا انتظام کیا ہوا۔ مخالفین کو آپ نے بچپن میں کیسے دندان شکن جواب دیئے۔ اور اپنی والدہ کا دامن کیسے پاک کر دیا۔

اس سے بھی تشفی نہیں ہوتی تو خود حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر قرآن شریف میں آیا، کیسے پیارے لفظوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ

سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت کا ذکر قرآن میں

قد جاء کم من اللہ نور ○ (سورہ المائدہ)

ترجمہ: ”تمہارے پاس نور آتا ہے“۔

آسمان پر شیطان کا تسلط نہ رہا۔ رجم شیاطین کا سلسلہ بند ہو گیا۔ جن اور بھوت مبہوت ہو کر کہتے ہیں کہ کیا ہو گیا دنیا میں انقلاب آ گیا۔ اہل ارض کی خیر ہو ورنہ آسمان پر ہمارا گذر ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے۔

روایات میں ہے کہ اس وقت ایوان کسریٰ شق ہو گیا، بت سر کے بل گر پڑے، ساوہ کی ندی چلنے لگی جو کبھی نہ چلی تھی۔ کعبۃ اللہ کا خود جھک کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بجالانا، آسمان کے ستارے آپ کی جائے ولادت پر جھک آئے، فارس کا آتش کدہ سرد ہو گیا جو ہزار سال سے روشن تھا، پھر حضور ﷺ کے آنے سے فراغت کا حاصل ہونا، عبادت الٰہی میں مصروف ہونا۔ چاند سے کھیلنا، دایہ حلیمہ کو اپنی خیر وبرکت سے مالا مال کرنا۔ اور فرشتوں کا آ کر آپ سے ملاقات کرنا، شجر وحجر کا سلام کہنا، شجر وحجر کا سجدہ

کرنا اور شق صدر کا واقعہ پیش آنا وغیرہ وغیرہ، سب کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان
واقعات کا قرآن شریف کی تلاوت میں دُہرانا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی
ولادت کا دُہرانا خصوصًا اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت معجز نما کے لیے قرآن آیات کا
تلاوت کرنا موجب سعادت ہے۔ اب بھی ذکر ولادت کے متعلق کسی کے دل میں،
کسی کو کچھ شبہہ پیدا ہو، تو سب سے پہلے اس کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف کی تمام
میلادی آیات کو نکال کر مختصر کر دے، ورنہ یہ تسلیم کرے کہ جو شخص ذکر میلاد کی اہمت کو
نہیں سمجھتا، اس نے خود قرآن شریف پر اس طریق سے کبھی غور نہیں کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد قرآن وحدیث میں خود مذکور ہے اور جو
لوگ کہتے ہیں کہ اس کا ذکر نہیں یا ذکر ہے تو موجب وثابت نہیں ہمارے نزدیک صریح
غلطی پر ہیں۔

ذیل میں ہم اخبار اہل حدیث کا وہ مضمون درج کرتے ہیں جس میں درج ہے
کہ ذکر میلاد ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے۔ قرآن وحدیث، فقہ اور اقوال آئمہ
سے اس کی اصلیت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ہم اسکے جواب میں اس مضمون کا
کچھ حصہ درج کریں گے جو سال گذشتہ الفقیہ میلاد نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے کرم فرما اہل حدیث ہماری گذارشات پر ذرہ غور
نہیں کرتے۔ اگر سرسری طور پر ہی وہ دلائل دیکھ لیتے جو ہم نے اس سال کے الفقیہ
میں میلاد کے متعلق شائع کیے ہیں یا پچھلے سال رسالہ کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں
تو امید تھی کہ کبھی بھی ہم کو پھر خامہ فرسائی کی تکلیف نہ ہوتی۔

اہلحدیث کا شبہہ

(اور ان کی بیکار گفتگو)

اسلام کے محققین علماء جیسے علامہ حافظ جلال الدین سیوطی وحافظ ابن کثیر وابن
جوزی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کی تالیفات کے مطالعہ کرنے سے اس کی پوری پوری تحقیق
ہوجاتی ہے کہ مجلس مولد النبی ﷺ کا موجود اور مخترع ایک مسرف بادشاہ تھا جس نے
سب سے پہلے اس بدعت کے رچانے میں اقدام کیا۔

چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”حسن المقصد فی عمل
المولد“ میں ارقام فرماتے ہیں:

” و أول من من أحدث ذلك ابن المظفر أبو سعيد بن زين
الدين بن علي“۔

”یعنی سب سے پہلے جس شخص نے مجلس مولود کی ایجاد کی ہے وہ ابوسعید
بن زین الدین بن علی ہے“۔

اسی طرح سے حافظ ابن کثیر وعلامہ ابن جوزی نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے اور
اسی طرح ابن خلکان اپنی مشہور کتاب ”وفیات الاعیان“ میں سب سے زیادہ اسکی
تفصیل بیان کرتے ہیں اور اس کا موجد مظفر الدین صاحب اربل کو بتلاتے ہیں اور
یہاں تک لکھتے ہیں کہ سلطان موصوف کی قائم کردہ محفل مولد النبی ﷺ کو سن کر لوگ
دور دور سے آتے اور اس کی اس کے متعلق حسن عقیدت کو دیکھ کر ہر سال جمع ہوتے اور
محرم الحرام سے لے کر ربیع الاوّل کے پہلے ہفتہ تک برابر آتے رہتے اور سلطان
موصوف ان لوگوں کے لیے لکڑی کے چار چار پانچ پانچ منزل کے عارضی مکان بنواتا
اور صفر کے پہلے ہفتہ سے ان مکانات کی زیبائش اور آرائش شروع ہوجاتی۔ آگے چل

کر فرماتے ہیں:

و قعد في كل قبة جوق لك الأغاني لك أرباب الخيال و جوق لك أصحاب الملاهي ولم يتركوا طبقة لك تلك الطباق حتى رتبوا فيها جو قام تبطل معايش الناس في تلك المدة و ما يبقى لهم الا التفرج و الدوران عليهم۔

ترجمہ: ''ہر مکان میں ایک گروہ گانے والوں کا، ایک گروہ اصحاب خیال کا اور ایک گروہ باجے وغیرہ بجانے والوں کا ہوتا اور کوئی منزل ایسی باقی نہ رہتی جس میں ان گروہوں میں سے کوئی گروہ نہ ہوتا، ان دنوں میں لوگوں کے کاروبار خراب ہوجاتے اور ان کا اس کے سوا اور کوئی شغل نہ ہوتا کہ ان گانے بجانے والوں کا تماشا دیکھتے پھرتے''۔

اس کے بعد ابن خلکان فرماتے ہیں کہ سلطان موصوف ہر روز عصر کی نماز کے بعد اپنے شاہی محلات سے نکلتا اور ان تمام مکانات کے پاس سے گذرتا اور گانے بجانے والوں کو دیکھتا اور خوش ہوتا۔ جب یوم ولادت نبی ﷺ میں دو چار روز باقی رہتے تو وہ بہت سے جانور اکٹھے کرتا اور ان کو ذبح کر کے انواع واقسام کے کھانے پکواتا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

"و زفنا بجميع بما عنده من الطبول و الأغاني و الملاهي"۔

جس قدر اس کے پاس طبلے اور راگ و باجے کی قسم سے آلات ہوتے سب کے سب وہاں لے آتا، اور خاص کر یوم مولد النبی ﷺ کو اور اس کی تمام رات یہی شغل ہوتا۔

پھر ابن خلکان تحریر فرماتے ہیں:

" ثم يبيت ملك الليلة هناك يعمل السماعات الى بكرة

هذا دابه في كل سنة"۔

''یعنی خانقاہ میں رات گزارتا اور صبح تک تمام رات گویوں سے گانا سنتا رہتا اور اسی طرح وہ ہر سال کرتا''۔

سبط ابن جوزی اپنی کتاب ''مرأة الزمان'' میں ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

و يعمل للصوفية سماعًا من الظهر الى العصر و يرقص بنفسه معهم۔

''صوفیوں کے لیے ظہر سے عصر تک مجلس سماع (راگ) منعقد کراتا اور خود (شاہ اربل) بھی ان لوگوں کے ساتھ ناچتا''۔

علامہ معز الدین حسن خوارزمی فرماتے ہیں:

ان صاحب اربل الملك المظفر أبا سعيد الكوكري كان ملكا مسرفا، و يحتفل لمولد النبي ﷺ في الربيع الأول وهو أول من أحدث من الملوك هذا العمل"۔

''تحقیق اربل کا بادشاہ ملک مظفر ابوسعید کوکری ایک بادشاہ مسرف تھا۔ یہ بادشاہ مجلس مولود ربیع الاوّل کے مہینے میں کیا کرتا تھا۔ اور اوّل بادشاہوں میں سے اسی نے اس عمل مولود کو نکالا اور رواج دیا''۔ (دیکھو فتاوی میلاد ص۔۱۰)

حضرات! اس مختصر تحریر و کیفیت کے بعد آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مجلس میلاد کی تاریخی حیثیت کیا ہے اور اس کے ضمن میں آپ نے یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ جو شخص ان مجالس کا موجد اور مخترع سمجھا جاتا ہے اس کی عملی حالت کس قدر نازک اور لچر خیالات پر مبنی تھی۔ پس کیا ایسی حالت میں ہم یہ کہنے کے مستحق نہیں کہ یہ مجلس محض خوشنودی طبع

اور ہوس پرستی کے لیے قائم کی گئی تھی، نہ اس کا ثبوت صحابہ کے زمانہ میں نہ ائمہ دین کے وقت میں پایا جاتا ہے بلکہ یہ محض رسمی تقریب تھی جس کو آج تک منایا جاتا ہے۔

سنت اور بدعت

سنت اور بدعت میں اسی ایک بات کا فرق ہے کہ سنت شریعت کا وہ کام ہے جس کا ثبوت آں حضرت ﷺ سے پایا جائے خواہ وہ حقیقۃً ہو یا حکماً ہو۔ اور بدعت وہ ہے جس کو ہم شریعت کے ماتحت سمجھ کر کریں۔ مگر شریعت سے اس کا ثبوت نہ پایا جائے۔ پس ہر امر کے جانچنے اور پرکھنے کی یہی کسوٹی ہے۔ بعض دفعہ ظاہری لحاظ سے کوئی کام خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس میں بظاہر دنیاوی حکم و مصالح معلوم ہوتے ہیں مگر شرعی اعتبار سے اس کی بھلائی برائی سے مبدل ہوتی ہے اور قیامت کے روز اسی طرح کے امور کی بجا آوری میں خسارہ ونقصان اٹھانا پڑے گا اور دنیا کا وہ کیا کرایا بیکار ثابت ہوگا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قل هل ننبئكم بالأخسرين أعمالا، الذين ضل سعيهم فى الحيوة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا ○

"آپ فرما دیں، کیا ہم تمہیں گھاٹے کے اعمال والوں کے بارے میں آگاہ کر دیں، جن کی دنیاوی زندگی میں کوشش رائیگاں گئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے عمل کر رہے ہیں۔"

پس اس حقیقت کے بعد کوئی سچا مسلمان موجودہ مجالس میلاد میں شرکت نہیں کرے گا اور اس کی بجا آوری کو ذریعہ نجات اور سعادت کا سبب خیال نہیں کرے گا۔ پس مسلمانو! مجالس میلاد کو خیر نہ سمجھو نہ ان میں شرکت کرو۔ خدا سب کو

توفیق دے۔

اخبار تنظیم اہل حدیث روپڑ ضلع انبالہ یکم جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"اسلام میں میلاد النبی ﷺ کی ابتداء اور اس کا موجد"

اس کا موجد اوّل اسلام میں ایک بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کوکری ہے۔ یہ بادشاہ مسرف اور عیش پسند اور گانا سننے کا شوقین تھا۔ اس کو بادشاہ صلاح الدین نے ۵۸۶ھ میں شہر اربل پر جو موصل کے قریب ہے گورنر مقرر کیا تھا۔ اس کا انتقال ۶۶۳ھ میں ہوا ہے۔ جس سے صراحۃً ثابت ہوا کہ بدعت مولود ساتویں صدی کی ایجاد ہے۔ اس نے اپنے گورنری کے زمانہ میں اس بدعت کو ایجاد کیا اور اس پر یہ ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا اور بہت سے دنیادار صوفی و مولوی بلائے جاتے تھے اور ظہر سے عصر تک ناچ ہوتا تھا اور یہ بادشاہ خود بھی ناچتا تھا۔ دیکھو تاریخ مرآۃ الزمان مولفہ سبط بن جوزی و تاریخ ابن خلکان وغیرہ۔

فائدہ

قارئین ان نالائقوں کی تحریر کے جواب میں اگلے صفحہ پر پڑھیں ان شاء اللہ معلوم ہوگا محفل میلاد ذریعہ برکات وحسنات ہے۔

محمد عبدالاحد قادری

وہابیوں کے شبہہ کا ازالہ

تمام شرق وغرب میں میلاد ہوتا ہے

محدث ابن جوزی اپنی کتاب مولد النبی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ:

لا زال أهل العرب شرقا و غربا و أهل الحرمين الشريفين يحتفلون بمجلس مولد النبي ﷺ ويفرحون فقدوم هلال الربيع الأول، و يلبسون الثياب الفاخرة و يتزينون بأنواع الزينة و يتطيبون و يكتحلون و يأتون بالسرور في هذه الأيام و يبدلون مكان عندهم و يهتمون اهتماما بليغا على سماع القراءة لمولد النبي ﷺ و ينالون بذلك فوزاً و أجرا عظيماً، و ما جرب أنه وجد في تلك الأيام كثرة الخير و البركة مع السلامة و العافية ووسعة الرزق و ازدياد المال و الأطلاد و الأمن و الأمان في البلاد والأمصار والسكون و القرار في البيوت و الديار ببركة النبي ﷺ.

ترجمہ: ”عرب کے شرق وغرب، مصر وشام اور تمام آبادی، اہل اسلام میں بالخصوص حرمین شریفین میں مولد النبی ﷺ کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ماہ ربیع الاوّل کا ہلال دیکھتے ہی خوشیاں کرتے ہیں، قیمتی کپڑے پہنتے ہیں، قسم قسم کی زینت کا اظہار کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، سرمہ لگاتے ہیں اور ان دنوں میں خوشیاں مناتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ سنتے

ہی بڑی سعی بلیغ کو کام میں لاتے ہیں۔ تو اس کے عوض میں خدا کی طرف سے بڑی کامیابی اور خیر وبرکت حاصل کرتے ہیں اور یہ تجربہ شدہ امر ہے کہ ان دنوں میں کثرت سے خیر وبرکت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سلامتی اور عافیت، رزق میں وسعت، مال کی زیادتی، مال ودولت میں ترقی، امن وامان تمام ملک میں پایا جاتا ہے، اور تمام گھروں میں سکون اور آرام حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صدقے یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے“۔

ناظرین! یہ محدث چھٹی صدی کے بزرگ ہیں، اور حافظ ابن تیمیہ ان کے بعد ساتویں صدی میں ہوئے ہیں۔ یہ حنبلی مذہب کے محدث مشہور ہیں۔ حضور پیران پیر حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ اسلام میں ان کے وعظ اور تصانیف ضروریات سے زیادہ ہیں۔ صوفیائے کرام کے کچھ مخالف بھی ہیں۔ مگر دیکھیے مجالس میلاد کو کس طرح مسلمانوں کا قدیمی عمل کہتے ہیں، اور کس طرح اس پر خیر وبرکت کے ثمرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ ادھر دیکھیے مخالفین ایسی مجالس کو یہود ونصاریٰ اور جنم کنہیا کی نقل بناتے ہیں۔ یہ کیسی نامعقول حرکت ہے۔

لا حول و لا قوة الا باللہ۔

اسی محدث مرحوم کا میلاد نامہ بھی الفقیہ میلاد نمبر میں ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ مطالعہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہی میلاد ہے

تفسیر روح البیان میں سورہ فتح کی تفسیر کے تحت میں لکھا ہے کہ:

من تعظيمه ﷺ عمل المولد۔

ترجمہ: ''حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر یوں بھی ہے کہ حضور ﷺ کا میلاد منایا جائے''۔

اس تفسیر میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

وتعزروہ و توقروہ۔

''حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کیا کرو''۔

مخالفین ذرا سوچ کر اپنے اقوال کا غور سے مطالعہ کریں کہ کس قدر سبیل المومنین سے دور جا رہے ہیں۔

میلاد کی برکت سے اللہ کا فضل ہوتا ہے

ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شریف اپنی کتاب ''المورد الروی فی المولد النبوی'' میں لکھتے ہیں کہ

لا زال أهل الاسلام فی سائر الأقطار والمدن العظام يحتلفون فی شهر مولد النبی ﷺ بعمل الولائم البديعة، و المطاعم المشتملة علی الأمور البهيجة الرفيعة، ويتصدقون فی لياليه بأنواع الصدقات ويظهرون المسرات و يزيدون فی المبرات، بل يعتنون بقرأة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم، حيث كان، و ما جرب كما قال شمس الدين ابن الجزری المقری المقرب من خواصه أنه أمان تام فی ذلك العام و بشری تعجل بنيل ما ينبغی و يرام۔

ترجمہ: ''اہل اسلام تمام اطراف عالم میں بڑے بڑے شہروں کے

باشندے ماہ میلاد النبی ﷺ (ربیع الاول) میں جلسے کرتے ہیں، اور پر لطف دعوتیں کرتے ہیں، اور ایسے کھانے تیار کرتے ہیں، جن میں عالی شان اور خوشنما شان دکھائی جاتی ہے اور اس مہینے کی راتوں میں قسم قسم کی زکاتیں و خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ اور تحفہ تحائف حد سے زیادہ کرتے ہیں، اور اس سے بڑھ کر کمال اہتمام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مولود شریف پڑھنے میں اہمیت ظاہر کرتے ہیں۔ تو اس کی برکت سے ان پر خدا کا بڑا فضل ظاہر ہوتا ہے اور یہ تجربہ کیا گیا ہے (جیسا کہ شمس الدین ابن جزری معلم قرآن اور مقرب بارگاہ رسالت فرماتے ہیں) کہ مجلس میلاد اس سال میں مکمل حفاظت ہوتی ہے اور جو چیزیں کہ انسان کے موافق ہیں یا جن کا حصول انسان کے لیے ضروری ہے ان کے حاصل کرنے میں بہت جلدی بشارت حاصل ہوتی ہے۔''

چنوں پر میلاد

شاہ ولی اللہ مرحوم اپنی کتاب ''الانتباہ'' میں لکھتے ہیں کہ:

كنت أصنع فی أيام المولد طعاما صلة بالنبی ﷺ فلم يفتح لی فی سنة من السنين شئ أصنع به طعاما، فلم أصنع الا حمصا مقليا، فقسمته بين الناس، فرأيت النبی ﷺ و ابين يديه هذه الحمص۔

ترجمہ: ''میں ہر سال میلاد شریف کے موقعہ کھانا تقسیم کرتا تھا اور حضور ﷺ کی نیاز میں مال خرچ کرتا تھا۔ مگر اتفاقاً ایک سال مجھے وسعت نہ رہی کہ میں نیاز دے سکوں، تو میں نے بھونے ہوئے چنے ہی نیاز میں

تقسیم کر دیئے تو خواب میں حضور ﷺ کی مجھے زیارت ہوئی اور بعینہ وہی چنے آپ کے پاس رکھے ہوئے دیکھے"۔

شاہ صاحب پر وہابی فخر کیا کرتے ہیں مگر اب کیا کریں۔ انہوں نے نیاز رسول ﷺ اور اس کے فوائد بھی لکھ دیئے ہیں۔ اب کس کس کو ہم بدعتی اور یہود و نصاریٰ کے مقلد کہیں گے؟

حافظ ابن تیمیہ نے اس مجلس کو تقلید اہل کتاب لکھ تو دیا ہے، مگر اپنے اوپر اس قدر اعتراضات اور توہین بین المسلمین کا بوجھ لے گئے ہیں کہ غالباً ان کی روح پر معلوم نہیں کیا کیا مصیبت بنی ہوگی؟

میلاد اظہار مسرت ہے

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" میں مجلس میلاد کی ضروریات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ان أهل المولد الذی هو اجتماع الناس و قرأة ما تيسر من القرآن، و رواية الاخبار الواردة فی مبدء أمر النبی ﷺ وما وقع فيه من الآيات، ثم يمدلهم سماط يأكلون و يفرقون من غير زيادة عندی من البدع الحسنة التی يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبی ﷺ واظهار الفرح و الاستبشار بمولده الشريف۔

ترجمہ: "مجلس میلاد میں صرف یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ لوگوں کا اجتماع، قرآن شریف کی تلاوت، روایات متعلقہ ولادت نبوی کا دہرانا، اور ان معجزات و آیات شریفہ کا تلاوت کرنا، جو اس کے متعلق واقعہ ہوئی ہیں۔

اس کے بعد کھانا تقسیم کرنا اور دستر خوان پر بیٹھ کر خود کھانا۔ (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ میرے نزدیک یہ ان نو ایجاد امور میں سے ہے کہ جن پر عمل کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ مجلس میلاد میں حضور ﷺ کا اعزاز اور تعظیم اور آپ کی پیدائش پر اظہار مسرت کیا جاتا ہے"۔

ناظرین! حافظ ابن تیمیہ کے الزامات کا خود ہی اندازہ لگائیں کہ کہاں تک صحیح ہیں۔ غالباً انہوں نے کسی تکیہ کی مجلس دیکھی ہوگی، جس میں گانا بجانا ہوتا ہوگا۔ ورنہ جو امور شیخ سیوطی نے بیان فرماتے ہیں، وہ ہی اس مجلس کے اصلی اجزاء ہیں، جن کے متعلق شیخ صاحب نے کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا، بلکہ ان امور کو اجر عظیم کا سبب قرار دیا ہے۔ اب ایسے لوگوں کے مقابلہ پر وہابی بدعت بدعت پکارتے جائیں تو ان کی کمال ہٹ دھرمی ہوگی۔

ماہ مبارک کا احترام کیا جائے

امام ابن الحاج اپنی کتاب "المدخل" میں لکھتے ہیں کہ:

فتشريف هذا اليوم متضمن لتشريف هذا الشهر الذی ولد فيه النبی ﷺ فينبغی أن يحترم حق الاحترام۔

ترجمہ: "یوم میلاد کا اعزاز اس تمام ماہ مبارک کے اجزاء کو شامل ہے کہ جس میں حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس ماہ کا پورا پورا احترام کیا جائے۔"

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الحاج میلاد کے خلاف نہ تھے۔ مگر وہابیوں نے قوالی کے متعلق جو ان کی خاص اپنی رائے تھی لکھ کر میلاد پر چسپاں کر دی اور اپنی ایمانداری کا ثبوت دے دیا۔ اس فعل شنیع کا نام بہتان ہے۔ یا اگر کم درجہ دیں

تو تحریف ہے۔ ابن الحاج کو خواہ مخواہ اپنا ساتھی ظاہر کیا۔ حالانکہ سوائے ابن تیمیہ کے اس وقت اس کے خلاف کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔

اللھم اھد الوھابیۃ۔

مجلس میلاد پر انوار کا نزول

شاہ ولی اللہ مرحوم محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

کنت بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی ﷺ فی یوم ولادتہ و الناس یصلون علیہ، و یذکرون ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ، و مناقبہ قبل بعثتہ ﷺ رأیت أنواراً سطعت دفعۃ واحدۃ، لأقول انی وجدتھا ببصر الجسد أو ببصر القلب. واللہ اعلم أیھما کان فتأملت فوجدتھا من الملائکۃ۔

ترجمہ: ”مکہ معظمہ میں ایک دفعہ میلاد کی تقریب میں یوم ولادت پر شامل ہوا، جب کہ لوگ صلوٰۃ پڑھ رہے تھے، اور معجزات دہرا رہے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور آپ کے برگزیدہ اوصاف بیان کر رہے تھے جو اعلانِ نبوت سے قبل ظہور پذیر ہوئے تھے، تو فوراً میں نے انوار کو آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے دیکھا۔ (میں نہیں کہہ سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے۔ اصل حالت خدا کو معلوم ہے) مگر جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرشتوں کے انوار تھے۔“

شاہ صاحب نے مجلس میلاد کی قبولیت اور اس کی شان قربت ظاہر فرمائی ہے کہ جو شخص ایسی فضیلت سے محروم رہے وہ بدنصیب ہے۔

انوار و رحمت کا مہینہ

امام محمد طاہر نے اپنی کتاب مجمع البحار کو جب ماہ ربیع الاوّل میں اخیر تک مکمل کر لیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی:

ثم بحمد اللہ و تیسرہ الثلث الأخیر من بحار الأنوار فی اللیلۃ الثانیۃ عشرۃ من شھر السرور و البھجۃ، منبع الأنوار و الرحمۃ، شھر ربیع الأول فانہ شھر أمرنا باظھار الحبور فیہ کل عام۔

ترجمہ: ”خدا کے فضل و توفیق سے کتاب مجمع البحار کا آخری ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کی رات کو جو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے، اور انوار و رحمت کا سرچشمہ ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقعہ پر اظہار مسرت کیا کریں۔“

میلاد فرحت و سرور

مولانا محمد اسحاق مرحوم اپنی کتاب ”مائۃ مسائل“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”در مولود ذکر ولادت خیر البشر ﷺ است کہ آں موجب فرحت و سرور سب و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و محرمات باشد آمدست فی الواقعہ فرحت مثل ولادت آں سرور ﷺ در امر دیگر نیست“۔

ترجمہ: ”مجلس میلاد میں حضور ﷺ کے حالات ولادت دہرائے جاتے ہیں اور یہ موجب فرحت و سرور ہے۔ اور شریعت میں اجازت ہے کہ فرحت و سرور کے مقامات پر جہاں حرام اور بدعت نہ ہو وہاں جمع ہوں“۔

حضرات دیوبند غالبًا اسی مسلک پر قائم ہوں گے؟ اور زیادہ اسی بات پر زور دیتے ہوں گے کہ اس مجلس میں منکرات شرعیہ کا وجود ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں شمولیت ناجائز ہے۔ مگر اس وقت جب وہ دوسری سیاسی مجالس میں یا دیگر مجالس وعظ اور قومی مفاد کی مجالس میں بغیر کھٹکے چلا جانا بہتر سمجھتے ہیں، حالانکہ وہاں ہزاروں منکرات۔ بے ریش لڑکے اور بے پردہ عورتیں اور راگ بھی کچھ ہوتا ہے، تو پھر اس مجلس میں شرکت کیوں واجب الاحتراز ہوئی؟

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد سوم ص ۷۲ میں اپنا معمول لکھتے ہیں:

"امر وز طعامہائے ملون فرمودیم کہ بروحانیت آں سرور ﷺ پزند و مجلس شادی بسازند"۔

ترجمہ: "۱۲ ربیع الاوّل کو ہم نے حکم دیا کہ قسم قسم کے کھانے پک جائیں، جو نیاز نبوی کے لیے ہوں اور ایک مجلس شادی قائم کی جائے۔"

پھر اسی کے قریب تر مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است"۔

ترجمہ: "صرف قرآن کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنے میں کیا حرج ہے۔"

فتاویٰ عبدالحئی کے ص ۳۵ میں مرقوم ہے کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پڑھی جائیں۔ اور ان کی تشریح کرتے ہوئے کچھ

معجزات نبویہ، حسب ونسب نبویہ اور حالات پیدائش مع خوارق ونشانہائے آسمانی بیان کیے جائیں، جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنے کتاب "النعمة الكبرى على العالم" میں بیان کیا ہے۔

اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں بھی تھا (مخالفین یہ فقرہ نوٹ کر لیں) اگرچہ اس وقت اس کو مجلس میلاد نہیں کہتے تھے۔ پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شرعی مستحسن شرعی ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کا وجود (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرون ثلاثہ میں تھا۔ اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز، سند شرعی میں درج ہے، اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں، کیا سوائے چند اشخاص کے کہ جن کا سرگروہ تاج الدین مالکی ہے، مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔

پھر اسی کتاب کے ص ۱۳۳ میں لکھتے ہیں:

علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے ہیں۔

میلاد مستحسن ہے

اور امام برزنجی اپنی کتاب "المولد" میں لکھتے ہیں:

"قد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف أئمة ذووا رواية و دراية، فطوبى لمن كان تعظيم النبي ﷺ غاية مرامه"۔

ترجمہ: "قیام میلاد کو ذکر مولد کے وقت بہت سے ایسے اہل علم نے مستحسن سمجھا ہے کہ بڑی عقل و دانش اور روایت و درایت کے مالک ہیں۔ پس خوشی ہے اس شخص کو کہ کس کا آخری مقصد حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم ہو۔"

اب جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کہا ہے کہ میلاد کی مجالس ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے تو اس کی خود عبارت بتا رہی ہے کہ میلاد کو راگ و رنگ اور عیاشی کی آڑ بنا کر منانا بیشک بعد کی ایجاد ہے ورنہ بقول مولانا عبدالحیی صاحب لکھنوی مرحوم وحسب تصریحات دیگر ائمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے۔ ہاں مختلف زمانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی نوعیتیں تبدیل ہوتی رہی ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر و برکت نہیں ہے۔ یا کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی۔ ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد مخالفین سے جب ان کی اپنی بدعات نو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے گا تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا، اس لئے بہتر ہے کہ ہماری طرف ان گذارشات پر نظر ڈال کر اس بحث کو طول نہ دیں۔

اس کے بعد ہم یہ بھی کہیں گے:

" الحكمة ضالة المؤمن "۔

مومن کو ہر جگہ سے مفید مطلب چیز حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اس اصول پر حجاج بن یوسف کی کوشش سے قرآن شریف کے حرکات وسکنات اور دیگر اجزاء حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل بھی یورپ سے اور مفید امور حاصل کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے بالفرض اگر مجلس میلاد کسی عیاش کی ہی ایجاد مان لی جائے تو پھر بھی جواب صاف ہے۔

ایک اور شبہہ کا ازالہ

تمام شبہات کا ازالہ تو پچھلے سال الفقیہ کے میلاد نمبر میں کر دیا گیا ہے مگر مخالفین چونکہ اپنی توجہ صرف اعتراضات پر ہی صرف کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے اہل حدیث

۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ (۱۴ جولائی ۱۹۳۳ء) میں ایک تحریر شائع ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مجالس میلاد بدعت ہیں جن کا انجام دوزخ ہے۔
۲۔ مجالس میلاد کا ثبوت کسی دلیل شرعی سے نہیں دیا جاتا۔
۳۔ مجالس میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے تو مجلس وفات منعقد کیوں نہیں کی جاتی؟

جواب

امر اوّل کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس کا انعقاد بدعت نہیں ہے بلکہ اس حدیث کے مطابق عین اتباع سنت ہے کہ:

" من سن سنة حسنة فله أجرها و أجر من عمل بها و من سن سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها "۔

ترجمہ: ''جو شخص نیک رسم شروع کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے برابر بھی ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے، مگر جو شخص بری رسم نکالے گا اس پر اس کا وبال آئے گا اور ان لوگوں کے برابر بھی اس پر وبال آئے گا جو اس پر عمل کریں گے۔''

چونکہ یہ مجلس خیر القرون سے شروع ہے اور بہترین سلف صالحین کا دستور العمل رہا ہے، اس لئے اس کو ''سنة حسنة'' کہنا پڑے گا۔

امر دوم کا جواب یہ ہے کہ بے شک مسلم، بخاری اور فقہ کی عام دوسری کتابوں میں گو کسی عنوان کے ماتحت اس مجلس کو بیان نہیں کیا گیا مگر ان کے علاوہ دوسری کتابوں ہیں کہ جن پر مخالفین کی نظر نہیں پڑی۔ صاف مذکور ہے کہ تعامل مسلمین اور تعامل حرمین شریفین خیر القرون سے رہا ہے۔ اس لئے اس کو اجماعی مسئلہ کہا جاسکتا

ہے، جس کی تائید قرآن وحدیث اوراقوال سلف سے پیش کی گئی ہے۔اب اگر مخالفین اس پر توجہ نہ دیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

امر سوم کا جواب یہ ہے کہ وفات کی مجلس کا انعقاد ایصال ثواب کے طور پر گو ممنوع نہیں ہے، مگر مجلس میلاد کا انعقاد زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔اور اس میں اسی قدر فوائد ہیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے۔جیسا کہ رسالہ "الارشاد الی مباحث المیلاد" (میلاد نمبر الفقیہ) میں لکھا جاچکا ہے۔اور موجودہ زمانہ کی رفتار بھی مقتضی ہے کہ یوم وفات کی بجائے یوم میلاد منایا جائے، اس لئے وفات کی بجائے ذکر میلاد کو ترجیح دی گئی ہے، اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ حضور ﷺ خود ہی اپنے روزِ میلاد کو روزہ رکھ کر اہمیت دیا کرتے تھے تو مطلع اور بھی صاف ہوجاتا ہے۔

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

☆=☆=☆

ہے یہ بارہ ربیع الاول کا دن، آج قلب مسلماں بڑا شاد ہے
ہوں عبادات و خیرات و خوشیاں نہ کیوں، چونکہ محبوب کا یوم میلاد ہے

آج کے دن نظر آئے تھے معجزے، خوشیاں غلمانوں حوروں فرشتوں نے کیں
ہوئیں خوشیاں جو آمد سرکار پر جشن میلاد انہی خوشیوں کی یاد ہے

اپنی گلیوں کی خوب صفائیاں کرو اور اپنے گھروں میں چراغاں کرو
چل پتہ جائے کہ دل مسلمان کا اپنے آقا کی الفت سے آباد ہے

جابجا خوبصورت لگیں جھنڈیاں، ہو سجاوٹ مساجد مکانات کی
منظر ہو ایسا دل کش بتائے جو خود کہ یہی پیارا دن عید میلاد ہے

یوم میلاد ہے آج جلسے کرو، کملی والے سے الفت کو ظاہر کرو
ان کی الفت نشانی ہے ایمان کی، ان کی تعظیم ایماں کی بنیاد ہے

ہے کدورت جسے جشن میلاد سے، جس کو بھاتی نہیں مدح سرکار کی
نقص ہے اس کے دین اور ایمان میں، قلب کو اس کے کرتا جو ناشاد ہے

کون سا دن فزوں اس سے خوشیوں کا ہے، سوگ کا دن سمجھتا ہے اس کو وہی
جس کا فانوس ایمان بے نور اور خانۂ دل اس کا برباد ہے

مخفی ہے جس میں اتحاد امت کا راز، شوکت دین و ملت بڑھاتا ہے جو
جو بڑا ہے بزرگی و عظمت میں بھی، وہی سرکار کا جشن میلاد ہے

ہے تمنا کہ محشر کے دن مصطفیٰ، مجھے فرمائیں یہ مژدۂ جانفزا
میری نعتیں تو لکھتا تھا بس اس لئے، اے گنہگار فاروقی تو آزاد ہے

شادیانے مبارک کے بجنے لگے
مرحبا مرحبا قدسی کہنے لگے

ان کی آمد پہ روشن ہوئی یہ زمیں
آسماں کے کنارے چمکنے لگے

شرق سے غرب تک ہوگئی روشنی
ضو میں جس کی سبھی راہ چلنے لگے

محض کسریٰ کے محلوں کے کنگرے نہیں
بت بھی ہیبت سے سجدے میں گرنے لگے

نورؐ پشت براہیم میں ان کا تھا
اس لئے شعلے بھی پھول بننے لگے

چہرۂ اقدس جب آپ کا چھپ گیا
ہجر کے روگ سینے میں پلنے لگے

لاکھوں ہی آنکھیں فرقت میں روئیں بہت
دل بھی پہلو میں سارے پگھلنے لگے

مجھ سے لاکھوں شکیب اور بھی ہیں یہاں
سارے دیکھے بنا ان پہ مرنے لگے

پروفیسر رانا صابر حسین شکیب وجدانی ۱۹۴۳ء ــــ ء (ساہیوال)

سُبحَانَ اللہ

اس زمان برکت آوان میں کتاب لاجواب خزینہ برکات مجمع الحسنات یعنی

وسیلۃ المعاد

فی اثبات

میلاد خیر العباد

مؤلف

عالم المعی فاضل لوذعی جناب مولوی

محمد عبد اللہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

(طبع اوّل ۱۳۰۳ھ)

ترتیب نو

مولانا محمد عبد الاحد قادری

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

زیرنظر لاجواب خزینہ برکات مجمع الحسنات رسالہ "وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد" حضرت عالم لمعی فاضل لوذعی جناب حضرت علامہ محمد عبداللہ بن مولوی امیر الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے آپ کا شمار ڈھاکہ شہر (بنگلہ دیش) کے نامور علماء میں ہوتا ہے تو آپ کے زمانہ ۱۳۰۳ھ میں بعض نام کے مسلمان محفل میلاد شریف کو بدعت اور ناجائز کہتے تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی سچی محبت کا اظہار کرتے ہوئے محفل میلاد پر یہ رسالہ تحریر فرمایا اور آپ اس رسالہ میں محفل میلاد کا ثبوت، بدعت کی اقسام اور مجلس میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کو مستند حوالہ جات سے ثابت کیا ہے یہ رسالہ پہلی مرتبہ مطبع نامی لکھنو (انڈیا) سے ماہ صفر ۱۳۰۳ھ بمطابق ماہ نومبر ۱۸۸۵ء سے شائع ہوا (اس کے بعد کی طبع کا مجھے علم نہیں) اب دوسری مرتبہ ماہ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق ماہ دسمبر ۲۰۱۱ء میں قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے جدید انداز میں شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس رسالہ کو میرے لیے میرے والدین اور تمام عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور اللہ تعالیٰ بصدقہ حبیب کریم ﷺ میرے بیٹے محمد حامد، محمد ساجد، محمد نعمان اور محمد بلال کو ہر آفات سے بچائے اور دین دنیا کے علم سے نوازے اور حضور ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شفاعت کا امیدوار
محمد عبدالاحد قادری
کوگڑاں، تحصیل وضلع لودھراں
۵ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق
۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حمد بیحد اور شکر بے نہایت خاص اُس مالک الملک اللہ الصمد کے لیے ہے جس کی ذات کی صفت "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ" ہے اور صلوٰۃ اور سلام بے غایت حضرت سید المرسلین ﷺ کے لیے ہے جن کے اسماء سامیہ احمد و محمد ﷺ ہیں اور اوصاف عالیہ رحمۃ اللعالمین و شفیع المذنبین ہیں اور ذات بابرکات سبب وجود ہر دو عالم ہے۔

بیت

مقصود وجود تست ای پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

اور سلام آپ کے آل واصحاب وتابعین وتبع تابعین پر کہ وہ ہمارے ہادی اور معلم علوم شریعت ہیں۔

امابعد = عاجز وضعیف راجی رحمت الٰہ عاصی" محمد عبداللہ محمدی حنفی المذہب ابن مولوی امیر الدین محمد مرحوم و مغفور غفر اللہ ولوالدیہ ساکن شہر ڈھاکہ (بنگلہ دیش) نے ہر گاہ دیکھا کہ محفل میلاد شریف کا رواج بفضلہ تعالیٰ اس شہر میں اکثر جگہ ہوا ہے لیکن بعض محفل میں روایات غیر معتبرہ بھی پڑھے جاتے ہیں اور حضور ﷺ کی وفات اور سید الشہداء رضی اللہ عنہما کی شہادت کا بیان بھی اس محفل شریف میں باوجود ممنوع ہونے کے ہوتا ہے بلکہ اکثر عوام الناس خاص ان دو باتوں کی فرمائش کرتے ہیں اور بعض حضرات کو محفل میلاد کے جواز میں اور بعض کو بوقت ولادت کے قیام میں بحث ہے اس وقت دل میں یہ آیا کہ محفل شریف وقیام کے جواز میں ایک رسالہ مختصر لکھیں تاکہ

ناواقفوں کو معلوم ہو اور آئندہ انکار ایسے امر مستحسن سے نہ کریں پس باوصف کم استعدادی و کثرت ترددات وعلالت طبیعت کے بتوفیق الٰہی یہ رسالہ لکھا اور اس کا نام یہ رکھا۔

''وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد''

واضح ہو کہ محفل میلاد شریف یقیناً امر خیر ہے اور حضور ﷺ سے محبت پیدا ہونے کا وسیلہ ہے اور سبب اجر عظیم وتقویت الایمان ہے کیونکہ محفل میلاد شریف میں حضرت سید البشر خاتم المرسلین ﷺ کے فضائل و معجزات کا بیان ہوتا ہے اور امت مرحومہ پر کس قدر آپ کی عنایات ہیں ان عنایات کا اظہار ہے اس حال میں ایسے امر خیر کو بدعت سیئہ کہنا بڑی نادانی اور گمراہی ہے اس محفل اقدس کو بدعت سیئہ وہ کہے گا جس کو حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی محبت نہیں ہے ایسے شخص پر نہایت افسوس ہے کہ دعویٰ حضور ﷺ کی اطاعت ومحبت کا کرتا ہے لیکن ذکر خیر سے آپ کے جو موجب خوشنودی خالق کونین ہے اور باعث حصول سعادت دارین ہے اپنے آپ کو محروم رکھتا ہے اور آپ کے فضائل و معجزات کا ذکر و بیان جس محفل میں ہو اس کو بدعت سیئہ کہتا ہے جب اس نے حضور ﷺ کے ذکر اور اس کے سماعت سے اپنے آپ کو محروم رکھا تو ایسی محبت کا دعویٰ محض بے دلیل ہے۔

قطعہ

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کہہ سکا
کس مونہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

اے عزیز یہ تو انسان کی عادات میں سے ہے کہ جس سے جو محبت رکھتا ہے ہمیشہ اس کے ذکر اور یاد میں رہتا ہے اس کے فضائل و احسانات کو خلوت وجلوت میں بیان کرتا ہے بہ مقتضائے مقولہ صادقہ کے

''مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ''

یعنی جو شخص کسی سے الفت کرتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور اس کو نہیں بھولتا ہے اور ذکر عام ہی خواہ باعلان ہو یا باخفا یا جماعت ہو یا بے جماعت۔ تو اس حال میں حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ کا ذکر و بیان کیونکر آپ کے محبین کے طبیعت کے خلاف ہوگا اور کس طرح اس کو وہ بھولیں گے۔

قیامت کب آئے گی

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' یعنی تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔

اس حدیث شریف کی وضاحت حسب روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس طرح ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ قیامت کب ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا کچھ تیاری نہیں نہ زیادہ نماز ہے نہ روزہ لیکن میں خدا عزوجل اور رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں تب حضور ﷺ نے حدیث مذکور فرمائی یعنی تو قیامت کے دن محبت کے سبب سے ہمارے ساتھ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی محبت واطاعت عذاب جہنم اور قیامت کے مصائب جانکاہ سے نجات پانے کا باعث ہے تو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ایسے اعمال کریں جس میں اظہار وشکر نعمت باری تعالیٰ ہو اور سبب زیادتی محبت کا حضور ﷺ سے

ہو پس ایسے عملوں میں ایک عمل محفل میلاد شریف ہے۔

صحابہ کے زمانہ میں میلاد نہ ہونے کی وجہ

واضح ہو کہ حضور ﷺ اور صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں چونکہ لوگوں کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت خوب تھی بہ سبب بیان ہونے فضائل و معجزات حضور ﷺ کے خلوت و انجمن میں اور بہ سبب ترقی دین و شریعت کے اور بہ سبب حصول حضوری کے اور قرب زمانہ حضور ﷺ کے اس لیے علمائے دین کو مجلس میلاد شریف کی حاجت نہ ہوئی اور زمانہ رسول اللہ ﷺ کا جس قدر بعید ہوتا گیا لوگوں کے دلوں سے محبت بھی حسب دستور زمانہ بتدریج کم ہوتی چلی گئی بہ سبب ان نعمتوں کے جو صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو حاصل تھیں یہاں تک کہ بعد قرون ثلاثہ کے اہل اسلام میں گمراہوں کے بہتر فرقے نکلے اور چاہا کہ دین اسلام میں طرح طرح کے فتنہ و فساد برپا کریں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ اِس دین کا حامی و ناظر ہے اس لئے علمائے صادقین کے دلوں میں اس نے ایسی باتیں ڈالیں کہ وہ فرقہ ضالین (گمراہ) کے فتنہ و فساد دفع ہونے کے باعث ہوئیں اور حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہونے کی اور اس کے قیام کی سبب ہوئیں اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے صاحب علم و عقل پر کہ تقلید شخصی جس کے وجوب کے دلائل دوسرے رسالہ میں بیان ہوئے ہیں یقیناً موجب رفع فتنہ و فساد ہے اور محفل میلاد شریف یقیناً باعث زیادتی اعتقاد و محبت ہے اور سبب اس کے حفظ و قیام کا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بکثرت بھیجا جاتا ہے اور آپ کے تولد و فضائل و معجزات و خوارق عادات کا ذکر ہوتا ہے جو کہ بوقت ولادت اور بچپن میں حضور اقدس ﷺ سے صادر ہوئے ہیں اور امت مرحومہ کے حال پر کس قدر آپ کی عنایات ہیں ان کا بیان ہے اور امت مقبولہ کے طرف سے اظہار شکر ہے۔

پس اے بھائی میلاد شریف امور خیر سے خالی از حکمت و مصلحت نہیں ہے۔
اب اس محفل میلاد شریف کی اصل اور دلائل کا ذکر اور اس کا رواج کب سے ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔

محفل میلاد کا انعقاد

تجھے معلوم ہو کہ اس محفل اقدس کا بانی شہر موصل میں اوائل مائۃ سابعہ میں علامہ دہر فرید عصر شیخ وقت حضرت شیخ عمرو بن ملا محمد موصلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ملک مظفر الدین ابوسعید کوکبریٰ بن زین العابدین بادشاہ اربل نے بہ کمال اہتمام و حسن انتظام اس محفل شریف کی ترتیب و رواج میں کوشش کی ہے اور یہ بادشاہ عالم و عادل ہر سال تین لاکھ دینار محفل شریف میں صرف کرتا تھا اور موجب اپنی بخشش اور برکت کا جانتا تھا اور علمائے علام اور صوفیہ کرام محفل میں حاضر ہوتے تھے ان کو بانعام و اکرام نہایت خوش کرتا تھا ایسا ہی مضمون کتاب سبیل الہدیٰ والرشاد مشہور بہ سیرت شامی میں ہے جو حضرت شیخ محمد شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور مضمون ''مراۃ الزمان مولفہ علامہ سبط ابن جوزی کا بھی یہی ہے۔

قاضی احمد بن محمد بن خلکان نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ مولانا حافظ ابوالخطاب معروف بابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ مشاہیر فضلا میں سے تھے ۶۰۴ چھ سو چار ہجری میں شہر اربل میں پہنچ کر کتاب "التنویر فی مولد البشیر و النذیر" تالیف کر کے شاہ اربل کی خدمت میں پیش کی اور اس کے صلہ میں ہزار دینار ان کو ملے بعد اس کے اکثر بلاد اسلام و حرمین شریفین میں مجالس میلاد شریف کا رواج ہوا۔

پس قرون ثلثہ کے بعد مجلس مقدس کے رواج پانے سے لازم نہیں آتا ہے کہ وہ بدعت ضلالت میں داخل ہو جائے کیونکہ بدعت ضلالت اس کو کہتے ہیں کہ جس کا وجود

موافق اصول وقواعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں پایا جاتا اور ان پر قیاس نہیں کیا جاتا ہے اور حدیث "کل بدعتة ضلالتة" کا مصداق بھی یہی بدعت ہے اور جو کہ اصول وقواعد سنت کے موافق ہو اور ان پر قیاس کیا جائے وہ ہرگز بدعت ضلالت نہیں ہے بلکہ وہ بدعت حسنہ ہے۔

بدعت کیا ہے؟

چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جلد اوّل اشعۃ اللمعات میں تحت تفسیر "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کے فرماتے ہیں بدانکہ ہرچہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بدعت ست و ازانچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ است بران آنرا بدعت حسنہ گویند وانچہ مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند وکلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول براین ست وبعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلم وتعلیم صرف ونحو کہ بدان معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرایب کتاب وسنت ودیگر چیزہائیکہ حفظ دین وملت برآن موقوف بود انتھی۔

اور حدیث شریف "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ" یعنی جن نے نئی بات نکالی بیچ دین ہمارے کے وہ چیز کہ نہیں اس میں سے پس وہ مردود ہے اس کی شرح میں محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کسیکہ نو پیدا کرد در دین ماکہ این دین روشن و ہویدست چیزے راکہ نیست از ان دین یعنی احاداث کرد چیزے راکہ نیست در کتاب و سنت صریحاً نہ مستنبط از وے پس شامل شد اجماع و قیاس را و مراد ازن چیزیست کہ مخالف و مغیر

آن باشد پس آن چیز یا آن کس باطل ومردود وست انتھی۔

اور مظاہر حق میں مذکور ہے کہ لفظ مالیس منہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا کہ مخالف کتاب وسنت کے نہ ہو برا نہیں ہے انتھی

اور کتاب مدارج النبوۃ کے باب نہم میں مرقوم ہے:

و مروج سنت بود آن را بدعت حسنہ گویند و آن جائز ست از جہت رعایت مصلحت و حکمت و گفتہ اندکہ بدعتی ست کہ واجب ست فعل آن مانند تعلم صرف ونحو و علوم الی کہ نبود در زبان نبوت یا مستحب مثل بنائے رباط و مدارس و باقع وخیر و مباح مثل سیرے و ترقہ باقی مکروہ و حرام۔ انتھی

اور سیرت شامی میں مذکور ہے:

وقال الحافظ ابومحمد عبدالرحمن بن اسماعیل المعروف بابی شامہ فی کتاب الباعث علی انکار البدع و الحوادث قال الربیع قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث مما یخالف کتابا اوسنتہ اواثرا اواجماعًا فھذہ البدعۃ الضلالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ لواحد من ھذا فھی محدثہ غیر مذمومۃ و قد قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی قیام رمضان نعمۃ

البدعة هذه یعنی انها محدثة لم تکن و اذ کانت فلیس فیها
ردلمامضی انتهی۔

ترجمہ: ''حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن اسماعیل عرف ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الباعث علی انکار البدع والحوادث'' میں نقل کیا ہے کہ ربیع نے کہ کہا شافعی نے فرمایا نئی ایجاد کی دوقسمیں ہیں ایک وہ کہ نکالی جائے خلاف کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے پس یہی بدعت ضلالت ہے اور دوسری وہ چیز کہ نکالی جائے نیکی سے کہ نہیں خلاف اس میں ساتھ ایک کے ان میں سے پس وہی چیز غیر مذموم ہے اور تحقیق کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان میں اچھی بدعت ہے یعنی تحقیق یہ نئی چیز ہے کہ نہ تھی اور جب ہوئی تو نہیں ہے اس میں روا کے کہ گذرا بیان اس کا۔انتھیٰ''

کلام مذکور سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جمیع اقسام بدعت کے بدعت ضلالت نہیں ہیں کیونکہ اگر بدعت کے جمیع اقسام کو بدعت ضلالت کہا جائے تو قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ''نعمت البدعة هذه'' صحیح نہیں ہوتا ہے حالانکہ آپ کا فرمانا بیشک صحیح ہے۔
پس اس سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس کی بہت بڑی دلیل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حدیث ''کل بدعة ضلالة ۔ وحدیث من احدث فی امرنا الخ'' عام مخصوص منہ البعض ہے یعنی مراد اس سے بدعت سیئہ ہے۔
چنانچہ انتصار الحق میں بدعت کے بیان میں مذکور ہے کہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ذیل حدیث ''کل بدعة ضلالة'' کے فرماتے ہیں:

قال فی الرهار ای بدعة سیئة ضلالة لقوله صلی اللّٰه علیه

وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من
عمل بها انتهی۔

اور مائۃ المسائل کے سوال پنجاہ و دوم کے جواب میں مولانا محمد اسحاق دہلوی فرماتے ہیں:

وَفِیْ فَتْحِ الْمُبِیْنِ شَرْحِ الْاَرْبَعِیْنَ النَّوَوِیَّةِ للشیخ ابن حجر المکی البدعة لغةً ماکان مخترعًا علی غیر مثال سابقٍ و شرعًا ما احدث علی خلاف امر الشارع و دلیله الخاصّ والعام انتهی وفی شرح المشکوة للقاری ناقلا عن النووی البدعة فی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول اللّٰه وفی شرح السُّنَّةِ للبغوی البدعة مااُحْدِثَ علی غیر قیاس اصل من اصول الدین انتهی قال الجزری فی النهایه البدعة بدعتان بِدْعَةُ هُدًی وَّ بِدْعَةُ ضَلَالَةٍ فما کان فی خلاف ما اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ فهو فی حَیِّزِ الذَّمِ والانکار وما کان و اقعاتحت عموم ماندب اللّٰه الیه و حَضَّ علیه اورسوله فهوفی حَیِّزِ الْمَدْحِ۔ انتهی

ترجمہ: ''فتح مبین کہ شرح چہل حدیث جمع کردہ امام نووی ہے تالیف سے ابن حجر مکی کے اس میں مرقوم ہے کہ بدعت لغت میں وہ چیز ہے کہ نئی نکالی گئی ہو بغیر مثال سابق کے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نو پیدا چیز کا کوئی مثال نہ ہو اور شرعاً وہ چیز ہے کہ پیدا کی گئی ہو برخلاف حکم خدا اور رسول کے اور دلیل خاص اور عام اس کی کے اور شرح مشکوۃ میں ملاعلی

قاری کے ہے درحالیکہ وہ ناقل نووی سے ہے کہ بدعت شرع میں پیدا
کرنا اس چیز کا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہوئی اور شرح سنت میں
امام بغوی کے ہے بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا کی گئی ہے بغیر قیاس کے کوئی
ایک اصل پر اصول دین میں سے اور کہا جزری نے نہایہ میں کہ بدعت دو
قسم ہے ایک بدعت ہدیٰ اور دوسری بدعت ضلالۃ۔ پس جو کہ ہے
برخلاف اس کے حکم کیا ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول
ﷺ نے پس وہ مذموم اور قابل انکار ہے اور جو کہ واقعہ ہے زیر عموم اس
چیز کے کہ بلایا اللہ تعالیٰ نے طرف اس کے اور رغبت دلائی اوپر اس کے
رسول ﷺ نے اس کے پس وہ ممدوح ہے۔ انتہی
تمام ہوئی عبارت مأۃ مسائل جو کہ منقول نہایہ سے ہے کہ بدعت کی تعریفات
مذکورہ سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز مخالف کتاب و سنت و اثر و اجماع کے ہو وہ
بدعت ضلالت ہے وگرنہ بدعت ضلالت نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ مجلس میلاد شریف
ہرگز بدعت ضلالت نہیں ہے کیونکہ وہ برخلاف اصول شرعیہ کے نہیں ہے بلکہ ثبوت اس
کا اصول شرعیہ سے ہے اور وہ یقیناً موجب اجر عظیم و وسیلہ مغفرت ہے۔

میلاد سنت ہے

اب یہاں مجلس میلاد شریف کے اصولوں کا بیان کیا جاتا ہے خاتم المحدثین
مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

وصل اول کسیکہ: حضور ﷺ را شیر دادہ
ثویبہ بود کنیز کہ ابولہب بضم مثلثہ وفتح داؤد
سکون تحتانیہ و موحدہ در آخر گویبہ آن شب کہ

چون حضور ﷺ متولد شد بشارت رسانید بہ
ابولہب کہ درخانہ عبداللہ برادر تو پسرے متولد
شدہ وابولہب در ابمژد گانی آزاد کردو امرکردکہ
اور شیر دہدحق تعالیٰ باین شادی و سرورکہ
ابولہب بولادت حضور ﷺ کرددرعذاب دے
تخفیف کردروزدوشنبہ ازدی عذاب برداشت
چنانکہ درحدیث آمدہ است ودراینجاسند است
ماہل موالیدراکہ در شبِ میلاد حضور ﷺ
سرور کنند و بذل اموال نمائید یعنی ابولہب کہ
کافر بودد قرآن بمذمت وی نازل شدہ چون
بسرور وی بمیلاد حضور ﷺ و بذل شیر
جاریہ دے بجہت حضورخبردادہ شدہ تاحال
مسلمان کہ مملواست بہ محبت وسرور و بذل مال
در طریق دے چہ باشد و لیکن بایدکہ از بدعت ہاک
عوام احدث کردہ انداز تغنی و آلات محرومہ و
منکرات خالی باشد تاموجب حرمان ازطریقہ اتباع
نگرددانتہی۔

اور جلد دوم مدارج النبوۃ کے باب وہم در ذکر موذنین وشعرا وخطبا میں موجود
ہے وآں حضرت می نہاد برائ حسان منبر در مسجد کہ می ایستاد برائے مدح آن حضرت
وہجو دشمنان دے وفرمود آنحضرت اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَادَامَ یُنَافِحُ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ و در روایتے یُفَاخِرُ۔ انتہی

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے حسان کی ساتھ جبرائیل کے جب تک کہ مقابلہ کرتا ہے وہ یا فخر کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔''
مدارج النبوۃ کی عبارت سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ اصل مجلس میلاد شریف کی سنت ہے۔

حدیث شریف میں ہے جو کہ بہ نسبت ابولہب کے حضور ﷺ سے ارشاد ہوا ہے چنانچہ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو تحریر فرمایا ہے:

و درایں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد حضور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند الخ۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور مداح نبوی ﷺ

دوسری سند واقعہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر مداح رسول اللہ ﷺ ہے کہ وہ حضور ﷺ اور جماعت صحابہ کبار کے حضور میں حسب الامر رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کے فضائل و معجزات کو کمال فصاحت و بلاغت سے بیان کرتے تھے درحقیقت یہ بڑی قوی دلیل ہے محفل میلاد کی۔ اس لئے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جیسا کہ حضور ﷺ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے حضور میں آپ کے فضائل و معجزات کو بیان فرماتے ہیں ویسا ہی محفل میلاد شریف میں بھی جماعت مومنین کے حضور میں حضور ﷺ کے فضائل و معجزات و عنایات کا بیان کیا جاتا ہے بس بنائے محفل شریف کی اصل سنت ہوئی۔

بیت

بلغ العلی بکمالہ، کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ والہ

میلاد کی اصل

تیسری سند و اصل کہ امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے سبیل الہدیٰ میں منقول ہے:

''کہا امام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے عمل مولد شریف بدعت ہے یعنی حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا لیکن وہ عمل مشتمل ہے ساتھ امور خیر کے اور شر کے بھی پس اگر قصد کیا گیا اور شامل کیا گیا عمل مولد میں امور خیر کو اور اجتناب کیا گیا امور شر سے بدعت حسنہ ہے ورنہ بدعت سیۂ ہے۔

اور کہا امام ابن حجر نے تحقیق ظاہر ہوا واسطے میرے نکالنا عمل مولد کا موافق دلیل شرعی کے کہ وہ صحیحین میں ثابت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ عاشورا کو یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا یہود نے، اس دن میں غرق کیا اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اور نجات دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پس ہم روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حق ہوں ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے پھر روزہ رکھا اس دن اور حکم کیا اس دن کے روزہ کا پس حاصل ہوا اس سے کرنا اس کا واسطے شکر اللہ تعالیٰ کے، واسطے احسان کے روز میں ایجاد کرنے سے نعمت اور دفع کرنے سے رنج کے اور عود کرتا ہے یہ ویسے دن میں ہر سال اور شکر اللہ تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے ساتھ انواع عبادتوں اور سجدوں اور روزوں اور صدقوں اور تلاوت کے اور کون سی نعمت بڑی ہے نعمت ہونے سے اس نبی کریم نبی رحمت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ اس دن کے۔ انتہی

بیت

تا ہست شفیع چو تو صاحب کرمے
کس را نہ بود در ہمہ آفاق غمے
گر رنجہ کنی بھر شفاعت قدمے
کار ہمہ عاصیان بسازی بدمے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نبوت اپنا عقیقہ خود فرمایا

چوتھی اصل و دلیل مولد شریف کے جواز کی یہ ہے:

''کہا محمد بن علی شامی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب '' سبل الھدیٰ والرشاد'' نے کہ کہا شیخ ہمارے نے یعنی جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہ نزدیک میرے اصل عمل تولد شریف موجود ہے وہ عبارت ہے مجتمع ہونے سے لوگوں کے اور قراءۃ قرآن سے جس قدر کہ آسان ہو اور نقل کرنے سے ان اخبار کے جو وارد ہوا ہے باب میں ابتداء امر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نقل کرنے سے واقعات کے جو بوقت ولادت وغیرہ کے ظہور میں آیا ہے بعد فراغت ان امور کے دستر خوان بچھاتے ہیں واسطے جماعت حاضرین محفل کے اور کھلاتے ہیں بعد اس کے متفرق ہوتے ہیں اور امور مذکورہ پر کوئی چیز منہیات شرعیہ میں سے زیادہ نہیں کرتے ہیں پس یہ عمل بدعت حسنہ ہے کہ بہ سبب اس کے ثواب عظیم ملتا ہے اس کے فاعل کو کیونکہ اس میں تعظیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اظہار محبت و مسرت بوجہ پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور کہا شیخ ممدوح نے تحقیق ظاہر

ہوا واسطے میرے نکالنا اس کا اوپر اصل دوسری کے سوا اس کے کہ ذکر کیا اس کو حافظ ابن حجر نے اور وہ چیز ہے کہ روایت کیا اس کو بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے باوجودیکہ تحقیق آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے عقیقہ کیا تھا آپ کا ساتویں دن پیدائش کے حالانکہ عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا ہے پس حمل کیا جائے گا یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برائے اظہار شکر الٰہی بہ سبب پیدا کرنے اللہ تعالیٰ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت واسطے تمام عالم کے اور واسطے تعلیم اپنی امت کے عقیقہ ثانیاً کیا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر درود پڑھتے تھے واسطے تعلیم امت کے پس اسی لیے مستحب ہے ہم کو بھی ظاہر کرنا شکر کا بہ سبب پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت کے اور مستحب ہے کھانا کھلانا اور مانند اس کے جو باتیں اچھی کہ بہ سبب ان کے تقرب اور اظہار مسرت ہو۔ انتہی

بیت

اے ختم رسل کہ شاہ کونین توئی
سردوجہاں و در بحرین توئی
ہر شب ملک و از فلک زمین بوس کند
شاہنشہ تخت قاب قوسین توئی

بیت

چہ نعمت است بزرگ از خدا کہ بر ثقلین
سپاسداری ایں نعمت ست فرض عین

صحابہ کا میلاد کرنا اور شفاعت کا مژدہ سننا

پانچویں سند و دلیل مولد شریف کی مولانا ابوالخطاب رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں کہ مسمیٰ بہ "تنویر فی مولد البشیر و النذیر" ہے لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقایع ولادتہ صلی اللّٰہ وسلم لقوم فیستبشرون ویحمدون علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فاذًا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال حلت لکم شفاعتی انتھی۔

ترجمہ: "خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر میں واقعات ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خوارق عادات کہ اس وقت ظہور میں آئے تھے بیان فرماتے تھے اور قوم کو سناتے تھے اور قوم سن کر نہایت خوش ہوتی تھی اور شکر خالق منعم ایسی نعمت بے مثل کے حاصل ہونے سے بجالاتی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتی تھی کہ ناگاہ حضرت رسالت پناہ شفاعت پائے گا بکمال حشمت وجاہ اس مجلس اقدس میں تشریف فرما ہوئے اور فضائل ومدائح کو سن کر نہایت خوش ہوئے اور قاری اور سامعین کو بشارت دی کہ حلال ہوئی تمہارے لیے شفاعت میری۔ انتھی

بیت

ہر کرا چون تو پیشوا باشد
ناامید از خدا چرا باشد
غم نخورد آن کہ شفیعش توئی
پایہ وہ قدر رفیعش توئی

حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کا میلاد کرنا

چھٹی اصل میں یہ ہے اسی رسالہ تنویر فی مولد البشیر میں مذکور ہے:

عن بی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ مرمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری رضی اللہ عنہ وکان یعلم وقائع ولادتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لابنائہ وعشیرتہ ویقول ہذاالیوم ہذاالیوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ فتح علیك ابواب الرحمۃ والملائکۃ کلھم یستغفرون لك فمن فعل فعلك نجانجاتك انتھی۔

ترجمہ: "روایت ہے حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے جس حال میں وہ تعلیم وتفہیم واقعات ولادت کرتے تھے اپنے فرزندوں اور خویشوں اور عزیزوں کو اور کہتے تھے آج کے دن یعنی یہ واقعات وخوارق عادات بوقت ولادت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دن ظہور میں آئے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کی تعلیم واعلام سن کر زبان مبارک سے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے دروازہ رحمت ومرحمت کا تیرے لیے کھولا ہے اور تمام ملائک تیرے لیے مغفرت چاہتے ہیں پس جو شخص فعل کرے گا مانند فعل تیرے کے اور عمل کرے گا مانند عمل تیرے کے نجات پائے گا مانند نجات تیری کے انتھی۔

بیت

نماند بعصیان کسی در گرد
کہ دارد چنین سیّد پیش رو

بیت

ای رویت و محراب دل غم ناکان

دی دست تو سرمایہ برسر خاکان

روزیکہ روند بسوی جنت پاکان

جز تو کہ کند شفاعت بی باکان

اے عزیز وصاف ظاہر ہے کہ احادیث مذکور جو کہ تعداد میں چھ ہیں واسطے عمل مولد شریف کے اصل محکم و دلیل مبرم ہیں اس عمل خیر سے انکار کرنا بڑی غفلت ہے جناب مولانا محمد اسحاق دہلوی مائۃ مسائل کے سوال پانزدہم کے جواب میں لکھتے ہیں:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ (یعنی قیاس کرنا عرس کو مولد شریف پر غیر صحیح ہے اس لیے کہ مولد عبارت ہے ذکر ولادت خیر البشر سے اور یہ یقیناً موجب فرحت وسرور ہے اور شرع میں مجتمع ہونا واسطے فرحت و سرور کے کہ خالی ہو منہیات شرعیہ سے ثابت ہے اور درحقیقت واسطے امت کے کسی امر میں فرحت وسرور مانند فرحت وسرور ولادت حضور ﷺ کے نہیں ہے) یہ صریح دلالت کرتا ہے

کہ مولانا بھی عمل مولد شریف کے مجوز تھے ہاں ان کے کلام سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قرون ثلاثہ میں میلاد شریف معمول نہ ہونے کی وجہ سے علماء نے اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف کیا ہے غیر مجوزین میلاد شریف کے جو چند علماء گذرے ہیں ان میں سے ایک شیخ تاج الدین فاکہانی ہے جس کا قول کتاب سبیل الہدیٰ و الرشاد معروف بہ سیرت شامیہ میں مرقوم ہے اور اس کی تردید بھی جو کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اسی کتاب میں مذکور ہے قول فاکہانی اور اس کی تردید یہاں لکھی جاتی ہے ناظرین ملاحظہ کریں۔

فاکہانی کا غلو

"کہا شیخ تاج الدین فاکہانی نے نہیں جانتا ہوں میں واسطے اس مولد کے کوئی اصل کتاب میں اور نہ سنت میں اور نہیں نقل ہوا کرنا اس کا کسی ایک علماء سے کہ آئمہ دین سے ہیں بلکہ وہ بدعت ہے نکالا اس کو بطالون نے بدلیل اس بات کے کہ ہرگاہ احکام شرعیہ خمسہ کو اس پر دائر کرتا ہوں میں اور کہتا ہوں کہ عمل مولد یا واجب ہے یا مندوب یا مباح یا حرام یا مکروہ اور نہیں وہ واجب ہے اجماعاً اور نہ مستحب ہے اس لیے کہ حقیقت مندوب وہ ہے کہ طلب کیا ہو اس کو شرع نے بغیر خدمت کے اس کی ترک پر اور ظاہر ہے کہ عمل مذکو میں اجازت از طرف شرع وارد نہیں ہے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس میں کوئی روایت ہے اور نہ تابعین سے کچھ منقول ہے جیسا کہ مجھ کو معلوم ہے اور نہیں درست ہے کہ ہوئے مباح کیونکہ نئی بات نکالنا دین میں مباح نہیں ساتھ اجماع مسلمین کے پس نہیں باقی رہا مگر یہ کہ ہوئے حرام یا مکروہ علاوہ بریں جس مہینے میں کہ پیدا ہوئے حضور ﷺ وہ بعینہ وہ مہینہ ہے کہ وفات پائی اس میں حضور ﷺ نے یعنی ماہ ربیع الاوّل پس جیسا کہ وہ زمانہ بہجت ومسرت ہے بہ سبب ولادت حضور ﷺ کے ویسا ہی وہ زمانہ غم والم بھی ہے بسبب وفات کے پس اظہار فرح وسرور اولیٰ نہیں ہے اس زمان میں حزن وغم کرنے سے خلاصہ مضمون فاکہانی کے قول کا تمام ہوا۔"

فاکہانی کا رد

اب امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب باصواب جو کہ ان کی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" میں بہ تردید قول فاکہانی مذکور ہے لکھا جاتا ہے۔

"امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لیکن قول فاکہانی نہیں جانتا ہوں اس لیے مولد شریف کے لازم نہیں آتا ہے نفی وجود اصل مولد کا نفس الامر میں حالانکہ تحقیق نکالی مولد شریف کے لیے امام حافظ ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اصل سنت سے اور نکالی میں نے اس کے لیے اصل دوسری اور قول اس کا بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا اس کو جھوٹوں نے کہا جائے گا اس کے جواب میں کہ نہیں نکالا اس کو مگر بادشاہ عادل صالح عالم نے بقصد تقرب نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس مجلس میں علماء اور صلحاء حاضر تھے بغیر انکار کے اور پسند کیا عمل مولد شریف کو علامہ ابوالخطاب نے اور تصنیف کی اس کے لیے ایک کتاب پس علمائے دین راضی ہوئے اور پڑھی اور انکار نہیں کیے اور قول اس کا "ولا مندوبا" کہا جائے گا اس کے جواب میں تحقیق کہ طلب مستحب میں کبھی ہوتی ہے نص صریح اور کبھی ہوتا ہے قیاس اور یہ اگرچہ نہیں وارد ہوئی اس میں نص صریح پس اس میں قیاس ہے دو اصلوں اور قول فاکہانی نہیں جائز ہے کہ ہوئے مباح کیونکہ نئی بات دین میں نکالنا مباح نہیں ہے۔ الخ کلام ہے غیر مسلم کیونکہ بدعت حرام اور مکروہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ بعض بدعت مباح ہے اور بعض مندوب اور بعض واجب چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بدعت شرع میں کہتے ہیں اس چیز کے نکالنے کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی اور وہ دو قسم ہے بدعت

حسنہ اور بدعت سیئہ۔

بدعت کی قسمیں

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بدعت منقسم ہے طرف واجب اور مندوب اور حرام اور مکروہ اور مباح کے اور کہا کہ قاعدہ اس میں یہ ہے کہ اگر بدعت ضوابط ایجاب میں داخل ہوئی پس وہ واجب ہے اور اگر داخل ہوئی قواعد تحریم میں وہ حرام ہے اور اگر داخل ہوئی مذہب میں بس مندوب ہے اگر انواع کراہت میں شامل ہوئی پس مکروہ ہے اور اگر اقسام اباحت میں ہو پس وہ مباح ہے اور ذکر کیا ہر ایک قسم کے لیے مثال چنانچہ کہا کہ بدعت مندوبہ کے لیے بہت مثال ہیں منجملہ مسافر خانہ و مدارس وغیرہ اقسام امر خیر کہ صدر اول میں نہ تھا اور روایت کی بیہقی نے حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کہا امام شافعی نے بدعت دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ مخالف قرآن یا حدیث یا اثر صحابہ یا اجماع کی ہو پس وہ بدعت سیئہ ہے اور دوسری بدعت وہ ہے کہ وہ امر خیر ہے اور مخالف اصول شریعہ مذکور کے نہیں ہے۔

پس وہ بدعت مذموم نہیں ہے پس جانا جاتا ہے تقسیم بدعت اور اس کی تعریف سے ممنوع ہونا شیخ فاکہانی کے قول کا کہ اس نے کہا نہیں جائز ہے کہ ہوئے عمل مولد مباح۔ کیونکہ عمل مولد اگرچہ محدث ہے لیکن مخالف قرآن وحدیث واثر واجماع کے نہیں ہے پس وہ بدعت غیر مذموم ہے یعنی بدعت حسنہ ہے جیسا کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح کے باب میں نعمت البدعۃ ھذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ کیونکہ تراویح

حضورﷺ کے زمانہ میں دوسرا اہتمام تمام ماہ صیام میں نہ تھی اور قول
فاکہانی باوجود اس کے تحقیق حضورﷺ جس مہینے میں پیدا ہوئے یعنی ربیع
الاوّل وہ بعینہ وہ مہینہ ہے کہ حضورﷺ نے جس میں وفات پائی الخ
پس جواب اس کا یہ ہے کہ حضورﷺ کی ولادت بڑی نعمت ہے کوئی نعمت
مثل اس کے دنیا میں نہیں ہے اور وفات آپ کی بڑی مصیبت ہے کہ کوئی
مصیبت مانند اس کے جان کا دنیا میں نہیں ہے اور شریعت میں ترغیب و
حکم ہے کہ نعمت منعم کو ظاہر کریں اور وقت مصیبت وغم کے صبر وسکوت
واخفا اختیار کریں چنانچہ تحقیق شارع نے حکم کیا عقیقہ کرنے کا وقت تولد
فرزند کے اور عقیقہ اظہار شکر وفرحت ومسرت ہے بہ سبب پیدا ہونے
فرزند کے اور حکم نہیں کیا وقت موت فرزند کے ذبح وقربانی وغیرہ کا بلکہ منع
کیا فریاد ونوحہ واظہار غم والم کو پس قواعد شرع دلالت کرتا ہے اس بات پر
کہ ماہ ربیع الاوّل میں اظہار فرحت ومسرت بہ سبب پیدائش حضرت شفیع
المذنبین وسیلتنا فی الدارین ﷺ کی مستحسن ہے اور اظہار حزن وغم بہ سبب
وفات حضورﷺ کے قبیح ہے اور تحقیق کہا علامہ ابن رجب نے کتاب
لطائف میں ذم قوم شیعہ کے کہ روز عاشورا کو روز ماتم قرار دیا ہے بہ سبب
شہادت حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول مقبول نے حکم نہیں کیا ہے کہ مصائب وموت انبیاء کے لیے
روز ماتم مقرر کیا جائے۔

پس اس حال میں کیونکر صحیح ہوگا روز ماتم مقرر کرنا ان لوگوں کے لیے
جو انبیاء کے درجہ میں نہیں ہیں تمام ہوا خلاصہ مضمون حضرت جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا۔

اب دیکھو اس کلام سے محفل شریف کا جواز خوب ثابت ہوا اور تاج الدین
فاکہانی کے کلام کا بھی بوجوہ احسن رد ہوا۔

اللہ کی سب سے بڑی نعمت

خاتم المفسرین جناب شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز تحت آیہ کریمہ ''وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ'' کے بیان میں فرماتے ہیں:

پس اے بھائیو اللہ جل شانہٗ نے نعمتوں اور احسانوں میں بڑا احسان و
اکرام یہ ہے کہ ایسے نبی رحیم رسول کریم ﷺ کو ہم لوگوں پر مبعوث کیا
چنانچہ اس نے فرقان عظیم میں فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔

ترجمہ: ''تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے اوپر ایمان والوں کے جس وقت
بھیجا بیچ ان کے پیغمبر قوم ان کے سے یعنی آدمیوں سے''۔

پس مقابل اس احسان واکرام کے حق ادائے شکر انسان ضعیف البیان سے ممکن
نہیں ہے کیونکہ دنیا میں کوئی نعمت واحسان مثل نعمت واحسان وجود باجود حضور رحمۃ
اللعالمین وسیلتنا فی الدارین ﷺ کے نہیں ہے اس لیے کہ آپ ہی کے طفیل سے آپ
کی امت مقولہ مصداق آیہ کریمہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ کے ہوئے اور
ایسی کمالات صوری ومعنوی ومراتب ومدارج سے مشرف ہوئی جو کہ اور انبیاء کی
امتوں کو کبھی حاصل نہیں ہوا تو اس حال میں ضرور ہوا کہ بہ سبب ایسے احسان واکرام
کے ادائے شکر بقدر امکان دل وزبان وجوارح ومال سے کریں اور فضائل ومعجزات و
عنایات کو حضورﷺ کی خلوت وانجمن میں بیان کریں تاکہ کفران نعمت خالق منعم لازم
نہ آئے اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ محفل مولد شریف جامع امور مذکورہ کا ہے کیونکہ اس

میں بیان شکر وثنائے رب العالمین ہے اور ذکر فضائل ومحامد ومعجزات وعنایات حضرت سیّد المرسلین شفیع المذنبین ﷺ ہے پس بہ سبب جامع ہونے امور مذکورہ کے انعقاد میلاد شریف کا اوپر مومنین کے ضرور ہے اور منکر اس کا بے شک گنہگار وناشکر گذار ہے۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہرکجامی نگری انجمن ساختہ اند
گرچہ ہیں احسانِ خالق بے شمار
ہے ہراک ذی عقل پر یہ آشکار
زبان کو بھی نہیں انکار ہے
سو زبان حال سے اقرار ہے
پر۔ تولد صاحب لولاک کا
سارے احسانوں پہ غالب ہوگیا
تھا جہان تاریک روشن ہوگیا
خانہ زندان تھا گلشن ہوگیا
اس جہاں میں تھا ہدایت کے لیے
اس جہاں میں ہے شفاعت کے لیے
گرچہ سب کے بعد وہ پیدا ہوا
ہے مگر سب انبیاء کا پیشوا
سب نبی انجم میں یہ ہے آفتاب
سب کو اس کے نور سے تھا اکتساب
ہے جو خیر الانبیاء وہ باکرم

کیوں نہ امت اس کی ہو خیر الامم
وہ شہنشاہ سما و ارض ہے
طاعت اس کی انس و جان پر فرض ہے

اور فرمایا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں کہ ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' اشارہ است بمباحث نبوت وولادیت واعتقادات صحیحہ واخلاق فاضلہ واعمال صالحہ وتواریخ ابنیاء وتذکرہائے اولیاء ومقامات وملفوظات ایشان

اب انصاف کرو کہ محفل مولد شریف میں جبکہ سوائے اذکار حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین ﷺ وحضرات صحابہ رضی اللہ عنہم واولیاء اللہ کے سوا کوئی ذکر نہیں ہوتا ہے تو پھر وہ شرعاً کیونکر صحیح نہ ہوگا اور باعث مغفرت نہ ہوگا۔ ہاں جس محفل مولد میں برخلاف اصول دین کے چیزیں موجود ہیں اور روایات غیر معتبر اس محفل مولد میں بیان ہو جس کی اصل کسی معتبر کتاب سے ثابت نہیں ہے اس محفل کے ناجائز ہونے میں کلام نہیں ہے اور جو کہ خالی ہے منہیات شرعیہ سے اور اس میں روایات صحیحہ کا بیان ہے اور محبت حضور ﷺ کے لیے منعقد ہوئی ہے وہ بیشک موجب خوشنودی خدا ورسول اور سبب برکت عظیمہ ہے۔

مولانا محمد عنایت احمد کے رسالہ ''تواریخ حبیب الٰہ'' میں مذکور ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرم میں لکھا ہے کہ میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو کہ مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی بارہویں ربیع الاوّل کو اور قصہ ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے ان میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے۔ انتہی

سو مسلمانوں کو چاہیے کہ بہ مقتضائے محبت حضور ﷺ محفل مولد شریف کی کیا

کریں اوراس میں شریک ہوں مگر شرط یہ ہے کہ بہ نیت خالص کیا کریں ریا اور نمائش کو دخل نہ دیں اور بھی احوال صحیح اور معجزات کا حسب روایات معتبرہ بیان کریں اکثر لوگ جواس محفل میں فقط شعر خوانی پر اکتفا کرتے ہیں یا روایات واہیہ نامعتبرہ سناتے ہیں یہ بہت برا ہے اور یہ بھی علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف کا نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل خوشی میلادشریف کے لیے منعقد ہوتی ہے ذکر غم جانکاہ اس میں محفل نازیبا ہے حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے تمام ہوئی عبارت تواریخ حبیب الٰہ کی۔

روز دوشنبہ روز تولد حضور ﷺ سید المرسلین کا ہے اس کی فضیلت میں مدارج النبوۃ میں مذکور ہے:

او چانکه از ایام یوم جمعه افضل ست و خلق آدم درو ست و دردی ساعتی ست که هرکه دعا دران ساعت کند مستجاب گرددولیکن کجا میرسدوی بساعتیکه ولادت سیّد المرسلین در وست وصاحب مواهب گفته که نگردانید حق سبحانه روزدوشنبه ك يوم مولد اوست صلی الله علیه وآله وسلم از تكليف بعبادت چنانكه در روزجمعه که خلق آدم دردست ازجهت کرامت حبیب خود ﷺ به تخفیف از امت وے به سبب عنایت بوجود وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔
اگرچه صوم دریں یوم بملاحظه شرف و کرامت و ولادت شریف دروے مستحب باشد و درحدیث

آمده است که حضور درروزدوشنبه روزه می داشت و ازسبب آن پرسیده شد فرمودکه من متولد شده ام دریں روز و نازل شد برمن وحی دریں روز رواه مسلم۔

بیت

عنقائ فهم ہیچکس از انبیاء نرفت
آنجاکه توبه بال کراتم پریدهٔ
ہرکس بقدر خویش بجائ رسیده اند
آنجا که جائ نیست تو آنجارسیدهٔ
حسن یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
انچه خوبان همه دارند تو تنهاداری
ہر لطائف که نهان بود پس پردهٔ غیب
جمله در صورت خوب توعیان ساخته اند
آن فضائل که انبیاء را بود
و ان شمائل که اصفیارا بود
گر شود جمله مجتمع باہم
جمله باشد ز فضل احمدکم
تراغر لولاک تمکین بس ست
ثنائ تو طٰهٰ و یٰس بس ست

اور مکرر عقیقہ کرنا حضور ﷺ کا بعد نبوت کے جوکہ جواز محفل مولد کی چوتھی دلیل میں بیان ہوا ہے اور روز دوشنبہ کو کہ روز تولد آپ کا ہے اس دن روزہ رکھنا آپ کا دلیل

اس بات کی ہے کہ حضور ﷺ کو اپنی پیدائش سے بڑی مسرت حاصل ہوئی تھی جس کی خوشی میں آپ نے مکرر عقیقہ کیا اور روزہ رکھا پس امت مقبولہ بھی آپ کی اگر بنظر اجماع بغیر تعیین یا بہ تعیین ماہ ربیع الاوّل و روز دوازدہم یا روز دوشنبہ حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں بہ نیت خالص و محبت و حصول سعادت دارین محفل میلاد کریں اور کھانا کھلائیں اور خیرات کریں تو یہ امر یقیناً موجب مغفرت ہے اور سبب مسرت حضور ﷺ ہے۔

جس نے ہماری خوشی منائی ہم اس سے خوش ہیں

چنانچہ سیرت شامیہ میں ابو عبداللہ بن ابو محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے سنا میں نے شیخ ابو موسیٰ رزہونی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی ﷺ کو خواب میں اور پوچھا آپ سے حال مولد کا پس فرمایا حضور ﷺ نے "من فرح بنا فرحنا به" یعنی جس نے خوشی کی ہماری ہم خوش ہوئے اس سے۔

پس اس حال میں عقل و دینداری سے بعید ہے کہ حدیث "کل بدعة ضلالة" کے پردہ میں رہ کر

جس مسلمان کو اچھا جانیں

مارأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن

جس چیز کو یقین کریں مسلمان نیک تو وہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے نیک ہے۔

(موطا امام محمد)

اور حدیث ہے۔

من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير انْ يُنقصَ من اجورهم شيء۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: "جس شخص نے کہ رواج دیا بیچ اسلام کے طریق نیک کو پس اس کے لیے ہے ثواب اس کا اور ثواب اس شخص کا کہ عمل کیا ساتھ اس کے پیچھے اس کے بغیر ناقص ہونے اجران کے سے کچھ"۔

ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار۔

ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ نہیں جمع کرے گا میری امت کو گمراہی پر اور رحمت اللہ تعالیٰ کی جماعت پر ہے اور جو شخص جدا ہوا جماعت سے وہ ڈالا گیا آگ میں"۔

مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار۔

ترجمہ: "پیروی کرو تم بڑی جماعت کی تحقیق جو شخص تنہا ہوا بڑی جماعت سے تنہا ڈالا جائے گا آگ میں یعنی جہنم میں"۔

مشکوۃ کے باب الاعتصام کے دوسری فصل میں ہے ان حدیثوں کو نہ دیکھنا اور ان پر عمل نہ کرنا حالانکہ ان احادیث کو علمائے دین نے قواعد اسلام سے کہا ہے۔

امور خیر کو بدعت کہنے سے فساد ہوگا

بھائیو بعد حضور ﷺ کے جو امور کہ ایجاد و رواج پائے ہیں اگر تمام کو بدعت ضلالت کہا گیا تو بڑا فساد لازم آئے گا۔

اوّل یہ کہ سنت خلفائے راشدین ضلالت میں محسوب ہو حالانکہ حدیث متفق علیہ سے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ثابت ہے وہ یہ کہ فرمایا حضور ﷺ نے

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين الى اخر الحديث۔

دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کی امت کا اجماع ضلالت میں شمار ہوگا باوجودیکہ حدیث متفق علیہ یعنی لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ۔ سے اجماع امت کی عدم ضلالت ہے۔

تیسرا یہ کہ مسائل اجماعیہ باطل ہوجائیں گے حالانکہ اجماع ایک رکن ہے ارکان اربعہ شرعیہ میں سے۔

چوتھا یہ کہ قیاسات شرعیہ باطل ہوجاتے ہیں کیونکہ جمیع قیاس کہ بعد حضور ﷺ کے واقع ہوئے ہیں تمام حادث ہیں حالانکہ قیاس بھی ایک رکن ہے ارکان اربعہ میں سے۔

پانچواں یہ کہ اگر جمیع بدعت کو مخالفین بدعت ضلالت کہیں تو چاہیے کہ اکثر امور خیر جو بعد حضور ﷺ کے واقع ہوئی ہیں اور حفظین واشاعت دین ان پر موقوف ہے وہ بھی ضلالت میں شمار کیے جائیں حالانکہ وہ امور واجب ہیں اور مخالفین بھی ان کے وجوب کے قائل ہیں مانند جمع قرآن مجید و ترتیب سورتوں کے جو صحابہ کرام کے زمانہ میں ہوئی ہے اور کتابت اعراب قرآن مجید و اسماء سورت و علامات آیات جو بنا بر مصلحت دین و حفظ اصل شرع متین و سہولت حفظ قرآن مجید و آسانی تلاوت کے التزام کیے گئے ہیں اور جمع کرنا احادیث کا کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے اور تدوین مسائل فقہیہ کا اور تعلم صرف و نحو وغیرہ علوم دینیہ کا اور مستحبات میں سے جیسا کہ بنائے مدارس و رباط وغیرہ امور خیر پس بدعت کے جمیع اقسام کو بدعت ضلالت کہنے سے ہرگاہ کہ یہ فساد لازم آتا ہے تو معلوم ہوا کہ جمیع اقسام بدعت کی ضلالت نہیں ہیں بلکہ بدعت ضلالت وہ امر ہے جو کہ مخالف اصول شرعیہ و قواعد اسلامیہ کے ہو وہ بدعت حسنہ ہے۔

اس زمانہ پر آشوب میں کہ بہ سبب قرب قیامت کے خدا اور رسول کی اطاعت

محبت میں نقص و قصور آگیا ہے امور خیر میں لوگ غفلت کرتے ہیں شب و روز فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں محفل میلاد شریف کا کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ محفل میلاد شریف میں ذکر اذکار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا ہوتا ہے اور یہ بیشک خدا اور رسول سے محبت پیدا ہونے کا وسیلہ ہے اور سبب دین و ایمان کے حفظ کا ہے پس جس قدر ممکن ہو التزام محفل اقدس کا ہر مسلمان پر ضروری ہے دربارۂ ثبوت محفل شریف اس قدر دلائل کتب معتبرہ سے لکھے گئے یہ تفہم و تفہیم ناظرین کے لیے کافی و وافی ہیں پس اگر کسی نے عمل مولد شریف کو باوجود سننے اور جاننے دلائل شرعیہ مذکورہ کے حرام یا مکروہ یا قبیح کہا تو اس کے قول و فعل پر مطلقاً التفات نہ کرنا کیونکہ اس سے بحث کرنا بے فائدہ ہے۔

بیت

ایکہ حکم شرع رارد میکنی
راہ باطل میروی بد مسکینی
چون تو بد کردی بدی یابی جزا
پس بدیہا جملہ باخود میکنی

بوقت ولادت قیام

باقی رہا بیان جواز قیام میں کہ بوقت ذکر ولادت بابرکت حضرت سیّد المرسلین ﷺ بنا بر عظمت شان ذکر ولادت شریف کی خاص کر کے تعظیماً و محبتاً قیام کرتے ہیں سو وہ بھی بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ اصل و دلیل جواز قیام تعظیمی کے صحیحین میں بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ثابت و تحقق ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نزدیک رسول مقبول ﷺ کے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا:

قوموا الی خیرکم او سیدکم۔ کھڑے ہو تعظیم سردار اپنے کے لیے۔

جواز قیام

بیہقی ومحی السنۃ وامام نووی وغیرہ اکابر محدثین جواز قیام پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔مفاتیح میں ہے:

والغرض من ھٰذاالحدیث ان سعدًا لماجاء قال النبی صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم لا صحابہ قوموا الی سید کم قال محی السنۃ القیام الی احدللاحترام غیر مکروہ بدلیل ھذاالحدیث،

غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت سعد جب آئے حضورﷺ نے اصحاب سے فرمایا"قومواالی سید کم" محی السنۃ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور کرمانی حاشیہ صحیح بخاری شریف میں ہے"وفیہ استحباب القیام للسادات"انتہی۔

اورفرمایا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجہاد والسیر میں حدیث مذکور کی تفسیر میں قولہ ﷺ:

قوموا الی سید کم اوخیر کم فیہ اکرام اھل الفضل و تلقیھم بالقیام لھم اذا قبلواھکذا احتج بہ جماھیرالعلماء لا تسحباب القیام قال القاضی ولیس ھذا من القیام المنھی عنہ وانماذلک فیمن یقوموا علیہ وھو جالس ویمثلوا قیامًا طول جلوسہ قلت القیام للقادم من اھل الفضل مستحب وقد جاء فیہ احادیث ولم یصح فی النھی عنہ شی صریح انتھی۔

اوراصل قیام محبت کی صحیح بخاری میں یہ ہے:

حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبدالوارث قال حدثنا عبدالعزیز عن انس قال رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم النساء و الصبیان مقبلین قال حسبت انہ قال من عرس فقام نبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم مُمَثَّلاً فقال اللھم انتم من احب الناس الیَّ قالھا ثلث مرارا۔ انتھی

ترجمہ:"روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کواورلڑکوں کوانصار میں سے جس حال میں کہ وہ آنے والے تھے طرف حضور ﷺ کی راوی کہتا ہے کہ گمان کرتا ہوں میں تحقیق کہ فرمایا حضور ﷺ نے یہ لوگ موحد ہیں پس کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ سیدھے ہوکر پس فرمایا کہ دعا کرتا ہوں واسطے تم لوگوں کے کیونکہ تم لوگ محبوب تر ہولوگوں میں سے نزدیک میرے فرمایا اس کوتین بار۔انتھی

اوراصل قیام محبت وقیام تعظیمی کے:

رسول اللہ ﷺ کا قیام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے

حدثنا محمد بن بشارنا عثمان بن عمر نا اسرائیل عن میسرۃ ابن حبیب عن المنھال بن عمرو عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المومنین قالت مارایت احداشبہ سمتًا ولاوھدیا برسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فی القیام والقعود من فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم قالت و کانت اذادخلت علی النبی صلی اللّٰہ علیہ

وسلم قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه و کان النبی ﷺ اذا دخل علیها قامت من مجلسها فقبلته واجلسته فی مجلسها الی آخر الحدیث۔

ترجمہ: "ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو شبیہ تر از روئے طریقہ نیک وشمائل نیک وعادت نیک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے قیام میں اس کے اور قعود میں اس کے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تھی وہ حضرت فاطمہ جس وقت داخل ہوتی تھی اور پر نبی کے یعنی حاضر ہوتی تھیں آپ کی خدمت میں کھڑے ہوتے تھے حضور ﷺ طرف حضرت فاطمہ کے پس چومتے تھے حضرت فاطمہ کو اور بٹھلاتے تھے اسی حضرت فاطمہ کو اپنی جگہ میں اور نبی ﷺ جس وقت تشریف لے جاتے تھے حضرت فاطمہ کے یہاں تو کھڑی ہوتی تھیں اپنی جگہ سے اور چومتی تھیں حضور ﷺ کو اور بٹھلاتی تھیں وہ حضور ﷺ کو اپنی جگہ میں الخ

ترمذی کے حدیث شریف سے قیام تعظیمی وقیام محبت دونوں ثابت ہیں۔

پس جبکہ اصل محکم قیام تعظیمی ومحبت کے جواز میں پایا گیا ہے تو پھر قیام بوقت بیان تولد تعظیمًا وتکریمًا ومحبتًا ضرور مستحسن ہے ہرگز بدعت ضلالت نہیں ہے کیونکہ قیام بوقت ذکر تولد ایک فرد ہے قیام تعظیمی ومحبت کی افراد سے

اقوال علماء

قال عثمان بن حسن الدمیاطی الشافعی قد اجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنة والجاعة علی استحسان القیام المذکور

وقال صلی الله علیه وآله وسلم لا یجمع امتی علی الضلالة۔

"علامہ عثمان ابن حسن دمیاطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تحقیق مجتمع ہوئی امت محمدی ﷺ اہل سنت وجماعت سے اوپر استحسان قیام مذکور یعنی قیام بوقت ذکر ولادت کے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں جمع ہوتی ہے امت میری گمراہی پر"۔

پس حسب مضمون حدیث شریف کے قیام مذکور بیشک مستحسن ہے۔

وقال عبدالله بن عبدالرحمٰن السراج اما القیام اذا جاء ذکر ولادته عند قراۃ المولد الشریف فتوارثه الائمةُ علامه من غیر نکیر منکرٍ ولهذا کان مستحسنا ویکفی فیه اثر عبدالله بن مسعودٍ رضی الله تعالی عنه ماراٰه المسلمون حسنًا فهو عندالله حسنٌ۔

امام عبداللہ بن سراج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لیکن وقت پڑھنے مولد شریف کے قیام بوقت بیان ولادت حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ ثابت ہے بہ ثوارث آئمہ اعلام بغیر انکار کسی کے بنابریں قیام امر مستحسن ہوا اس کی دلیل میں کافی ہے اثر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ فرمایا جس چیز کو یقین کریں مسلمان نیک تو وہ نزدیک اللہ تعالیٰ کے بھی نیک ہے۔

یہ حدیث شریف بھی دلیل قوی ہے قیام کے مستحسن ہونے کی کہ بوقت بیان ولادت شریف کرتے ہیں۔

اور ہدایہ کے باب الاذان میں مذکور ہے

وقال ابویوسف وهو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف

الاخہر من اللیل لتوارث اھل الحرمین۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اذان نماز فجر کے بعد نصف شب کے قبل وقت نماز کے جائز ہے اس لیے کہ عمل اہل مکہ و مدینہ کا بطریق توارث اس طرح ہے۔

اور قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی ہے۔

اور قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر انوار التنزیل میں تحت ملك یوم الدین افادہ فرمایا ھے وقرء الباقون ملك وھو المختارلانه قرء ة اھل الحرمین۔

یعنی سوائے امام عاصم وامام کسائی وعلامہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہم کے پڑھنا ہے باقی قاریوں نے یعنی امام نافع وابن کثیر وابوعمر وابن عامر وحمزہ وسلیمان واسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے ملک اور یہ مختار ہے کیونکہ یہ قرأت اہل مکہ ومدینہ کی ہے۔انتہی

جبکہ عمل وقراۃ اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت کے لیے حجت ہوئی تو اس حال میں جواز واستحسان قیام کا بھی جو کہ بوقت بیان ولادت کیا جاتا ہے۔

خوب ثابت ہوا کیونکہ عادت اہل حرمین یہ ہے کہ محفل میلاد میں بوقت ذکر ولادت محبتاً وتعظیماً قیام کرتے ہیں اور فی الحقیقت بڑی قوی دلیل قیام کے استحسان ہونے کی یہ ہے کہ حرمین شریفین میں قیام بوقت بیان ولادت قریب سات سو برس سے مروج ہے اگر یہ امر عنداللہ وعندالرسول غیر مستحسن ہوتا تو دین کی جگہ میں جس کا کہ اللہ تعالیٰ خود حافظ ہے اور جس میں دین اسلام قوت کے ساتھ قیامت تک قائم رہے گا اور حضرت رسول کریم ﷺ بھی موجود ہیں ہرگز وہر آئینہ عام وخواص میں رواج نہ پاتا۔

علامہ سید محمد برزنجی رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر میں کہ عرب وعجم کے علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک نہایت معتمد ومقبول رسالہ ہے اور عرب وعجم میں بین الخواص والعوام اس کی قرأت مروج ومعمول ہے لکھتے ہیں:

قد استحسن القیامه عندذکر مولوده الشریف ائمة ذوروایة ورویة فطوبی لمن کان تعظیمه صلی الله علیه واله وسلم غایة مرامه و مرماه۔

مستحسن جانا قیام کو بوقت بیان ولادت شریف کے اماموں نے کہ اصحاب روایت اور اصحاب علم ویقیں ہیں پس خوبی خوشی ہو اس کو کہ تعظیم حضور ﷺ کی نہایت اس کی مقصود ہے۔

علامہ سید محمد برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آئمہ اصحاب روایت واصحاب علم ویقین نے بوقت ذکر مولد شریف کے قیام کو مستحسن جانا ہے پس مستحسن جاننا آئمہ کا قیام مذکور کو ضرور بہ سبب اس کے ہے کہ اصل ودلیل اصول شرعیہ میں سے قیام مذکور کی ان کو ملی ہے اگر قیام برخلاف اصول شرعیہ کے ہوتا تو بزرگان دین ہرگز اس کو جائز نہ کہتے۔

اے عزیز جبکہ قیام بوقت بیان تولد حضور سید عالم ﷺ خاصۃً آپ کے بیان تولد اور اسم مبارک کی تعظیم ومحبت کی وجہ سے ہے او اصول شرعیہ کہ چند اس میں سے گذرے ہیں قیام مذکور کے جواز واستحسان کے موئید ہیں تو اس صورت میں کیونکر وہ بدعت ضلالت میں محسوب ہوگا جو کہ کم بخت اور بے ادب ہے وہی اس کو بدعت ضلالت کہے گا۔اور جو شخص کہ محفل اقدس میں موجود رہ کر وقت قیام اہالی محفل کھڑا نہ ہوا اس نے اپنی حماقت سے اپنے کو تباہ کیا اس لئے کہ اس کے اس فعل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کو تعظیم وتکریم سے سید انس وجان کے اجتناب وانکار ہے فرض کیا کہ

انکار تعظیم رسول آخر الزماں اس کو مرکوز خاطر نہ ہو لیکن چونکہ بوقت بیان ولادت حضور ﷺ عدم قیام اس کا صورت دلالت کرتا ہے عدم تعظیم حضور شفیع المذنبین پر اور مخالفت جماعت مومنین پر اس لیے اس کا کھڑا ہونا ہی ضروری ہے۔

بیت

درہمہ جاہست ادب شرط راہ
چہ در درویش چہ ایوانِ شاہ
آنکہ ادب نیست برو خاک باد
نام وے از لوح بقا پاک باد

اگر کہا جائے کہ ہر گاہ مجلس مولد شریف میں وقت بیان ولادت شریف قیام کو مجوزین اس کے مستحسن کہتے ہیں اور اس کے تارک کو گنہگار جانتے ہیں تو چاہیے کہ سوائے فعل اقدس کے کسی کتاب میں یا وعظ میں اور مانند اس کے جب حضور ﷺ کی پیدائش کا بیان آئے اس وقت بھی کھڑے ہوں حالانکہ کھڑے نہیں ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے تو جواب میں اس کے کہا جائے گا کہ مجلس مولد شریف خاص منعقد ہوتی ہے بیان فضائل و معجزات و خوارق عادات کے لیے کہ بوقت ولادت شریف ظاہر ہوئے تھے اور اظہار عنایات و اکرام آنجناب شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے لیے جو کہ امت مقبولہ پر ہے اور حمد و شکر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لیے کہ ایسے رسول کریم کی امت میں پیدا کیا جن کے طفیل سے انبیاء سابق کی امتوں کی امت سی باعتبار کرامت و شرافت سرفراز و ممتاز ہوئے اور یاد کرنے اور یاد دلانے کے لیے ان عنایت و اکرام کے جو کہ امت مقبولہ پر ہے اور تعظیم و ہدایت امور مذکورہ کے لوگوں کے لیے تاکہ ان امور کے سننے سے محبت و عظمت حضور ﷺ کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہو اور ثابت

وقائم رہے جبکہ مجرد انہیں باتوں کے لیے محفل شریف منعقد ہوتی ہے اور حاضرین محفل شریف کے دل کو اس وقت تعلق بھی زیادہ تر حضور ﷺ ہی سے رہتا ہے تو اس حال میں خضوع و خشوع و اظہار خلوص و ادب و تعظیم دل و جوارح سے محفل شریف میں ضروری ہے اور یہ سب قیام سے حاصل ہوتا ہے بخلاف دوسری حالتوں کے یعنی درس کتاب و وعظ وغیرہ کے اس لیے کہ مقصود اس میں خاص آپ ہی کا ذکر و بیان نہیں ہے بلکہ اس میں ہر قسم کے اقوال بیان ہوتے ہیں اور حضور ﷺ کا بھی تذکرہ آتا ہے۔

مجلس اقدس میں خاص بیان ولادت کے وقت تعظیماً و محبتاً قیام کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت محفل میلاد شریف کی شروع بیان ولادت کے وقت سے ہوتی ہے اور محفل میں خاص وہی وقت برائے ادائے شکر نعمت ولادت آنجناب فیضمآب کہ تمام نعمتوں سے وہ افضل ہے بکمال مسرت و فرط محبت قاری و حاضرین محفل زبان عربی و فارسی و اردو میں درود و سلام بکثرت آپ پر بھیجتے ہیں اور حمد و شکر الٰہی بجالاتے ہیں اور دوسرے وقتوں میں اس قدر کثرت کے ساتھ نہیں بنا بریں وقت بیان ولادت شریف چونکہ دوسرے وقتوں سے ممتاز ہے اس لیے قیام کے لیے اس کو خاص کیا گیا۔

دوسری وجہ قیام کی بوقت بیان ولادت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کو مناسبت تامہ ہے قدوم قادم کے ساتھ اور قدوم اہل فضل کے۔ لیے قیام مسنون ہے اس لیے قیام کے لیے علمائے عارفین نے وقت بیان ولادت کو خاص کیا ہے

قال الامام النووی القیام للقادم من اھل الفضل مستحب وقد جاء فیه احادیث انتھی۔

فرمایا امام نووی نے کتاب الجہاد والسیر میں حدیث "قوموا الی سیدکم" کی تفسیر میں کہ کھڑا ہونا تعظیم شخص اہل فضل کے لیے جو سفر سے

آیا ہو مستحب ہے اور تحقیق اس بارہ میں بہت حدیثیں آئی ہیں۔ انتھی

قیام مسنون ہے

قیام برائے مسافر اہل فضل کہ مسنون ہے اس کی دلیل میں یہاں جلد چہارم مشکوۃ شریف کے باب المصافحہ والمعانقہ سے دو حدیثیں لکھی جاتی ہیں:

- و عن عائشة قالت قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فاتاه فقرع الباب فقام اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم عريانا يجر ثوبه والله ما رايته عريانا قبله ولا بعده فاعتنقه وقبله رواه الترمذي۔

اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا حضرت زید بن حارثہ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ پس آئے حضرت زید حضور ﷺ کے پاس اور کھٹ کھٹایا دروازہ پس کھڑے ہوئے اور چلے طرف اس کی رسول اللہ ﷺ ننگے بدن یعنی سوائے تہبند کے کچھ اور کپڑا بدن مبارک پر نہ تھا کھینچتے ہوئے کپڑا اپنا یعنی چادر قسم خدا کی نہیں دیکھا میں نے ان کو ننگا پہلے اس کے اور نہ پیچھے اس کے یعنی وقت استقبال کسی کے ساتھ اس طرح کے شوق سے ننگے بدن جاتے نہیں دیکھا پس گلے سے لگایا حضرت زید کو اور بوسہ لیا (اس کو ترمذی نے بیان کیا)۔

فائدہ

یہ حدیث اور ایسی ہی حدیث حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے اوپر جائز ہونے معانقہ اور بوسہ لینے کی اور مختار یہی ہے کہ معانقہ اور بوسہ لینا وقت آنے

کے سفر سے جائز ہے بلا کراہت

وعن جعفر بن ابی طالب فی قصة رجوعه من ارض الحبشة قال فخرجنا حتى أتينا المدينة فتلقاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعتنقني ثم قال ما أدري انا بفتح خيبر افرح ام بقدوم جعفر ووافق ذلك فتح خيبر رواه في شرح السنة۔

روایت ہے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ پھرنے ان کی حبش کی زمین سے کہا پس نکلے ہم یعنی گلے سے لگایا مجھ کو پھر فرمایا نہیں جانتا میں کہ ساتھ فتح خیبر کے زیادہ خوش ہوں میں یا ساتھ آنے جعفر کے اور اتفاق سے ہوا آنا جعفر کا دن فتح خیبر کے نقل کی یہ شرح السنۃ میں۔

منقول ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سید امام شافعی حضرت مالک کے پاس آئے امام مالک نے ان سے مصافحہ کیا اور کہا کہ گلے بھی لگتا اگر بدعت نہ ہوتا سفیان نے کہا کہ گلے لگے ہیں وہ کہ بہتر مجھ سے اور تم سے تھے گلے لگے ہیں پیغمبر ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور بوسہ دیا ان پر وقت آنے ان کے حبش سے مالک نے کہا کہ وہ مخصوص ہے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سفیان نے کہا کہ نہیں بلکہ عام ہے اور حکم ہمارا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا ایک ہی ہے اگر صالحین سے ہوں تم اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس میں حدیث بیان کروں امام مالک نے کہا ہاں اذن دیا میں نے پھر سفیان نے بیان کیا حدیث کو ساتھ سند کے اور امام مالک نے سکوت کیا۔

فائدہ

دونوں حدیث مذکورہ کا مظاہر حق سے لکھا گیا اب یہاں بیان ہے حضور ﷺ کے

حضوری کے جواز و امکان کا مجالس متبرکہ میں۔ مخفی نہ رہے کہ محفل میلاد شریف وغیرہ
محافل متبرکہ میں حضور ﷺ کے حضور و مشاہدہ حالات مجلس میں بعض کو کلام ہے اس
لیے یہ مسئلہ بھی باختصار لکھا جاتا ہے۔

کیا مجلس میں آتے حضور ﷺ؟

واضح ہو کہ نزدیک علمائے شریعت و مشائخ طریقت علیہم السلام کے حضوری حضور ﷺ
کا مجالس شریف میں چار طرح پر آیا ہے:

اوّل: حضور روح مع الجسد۔

دوم: حضور روح بہ مثال آنجناب فیض مآب

سوم: حضور روح مجرد

چہارم: حضور بمعنی رفع غیوبت و حجاب ان چاروں اقسام کو ساتھ
چار مقدمات یقینیہ کے جن سے ثبوت ان اقسام کا ہوگا بیان کیا جاتا ہے۔

مقدمہ اوّل

پہلے جاننا ضروری ہے کہ اتفاق علمائے دین کا اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرات انبیاء علیہم السلام کو حیات حسی بدنی دنیاوی و جاودانی عنایت فرمایا ہے جیسا کہ جلد
دوم مدارج النبوۃ میں مذکور ہے۔

بدانکه حیات انبیاء صلوات الله وسلامة علیهم
اجمعین متفق علیه است بیان علماء ملت وهیچ کس
را خلاف نیست وقوی تراز وجود حیات شهد
اومقاتلین فی سبیل الله که آن معنوی اخرویست
عند الله وحیات انبیا حسی دنیا ویست واحادیث

وآثار درآن واقع شده چنانچه مذکور کردیکے
ازان این حدیث ست که ابویعلی به نقل ثقات
ازروایت انس بن مالك آورده قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم
یصلون الحدیث بعداس کے اسی میں بیان میں
مذکور ہے که ونیزبیهقی میگوید که شواهد برحیات
انبیاء علیهم السلام ازاحادیث صحیحه بسیار
است بعد ازان ذکر کرده حدیث مرور
حضور ﷺ رابموسیٰ دوی نمازمیگذارد
درقبرخود واحادیث دیگر که درملاقات آنحضرت
بانبیاء درودیافته است ونیز بیهقی میگوید که
مبنای این حدیث برآنست که حق سبحانه وتعالیٰ
برانبیاء علیهم السلام بعدازموت ایشان رداوراح
میکنندبعدازاں بحکم نص فصعق من فی
السموات ومن فی الارض صعق بایشان نیزراه
بیابد ولازم نیست که آن بجمیع وجوه ومعانی
موت بود الا درحق ذهاب شعور درآن حالت و
تواند که بحکم قول وی سبحانه تعالیٰ که فرموده
است الا ماشاء الله ازیں حکم مستثنی باشند ونیز
درحدیث صحیح آمده است که بسیار گوئید
درروزجمعه صلوة برمن زیراکه صلوة شما

معروض میگرددبرمن گفتند یارسول الله چگونه
معروض میگردد صلوة مابرتووتوپوشیده شده
باشی فرمودحق سبحانه تعالیٰ حرام گردانیده
است برزمین که به خور داجساد انبیاء او
ازینجامعلوم میشود که حیات انبیائحیات حسی
دنیا و یست نه مجرد بقائے ارواح۔ انتهی

اور جلد اوّل مدارج النبوۃ کے بیان میں ہے:

بعدازاں رسید به بیت المقدس وایست وبراق
رابحلقه باب مسجد که الان اور اباب محم میگویند
پس درآمددر مسجد و گذارد دورکعت وظاہرًا این
دورکعت تحیة المسجد بودوحاضرشدندملائکه
ومتمثل گردانیده شدندارواح انبیاء ازآدم تا عیسیٰ
وثناگفتند مرخدااوصلوة فرستادند بر حضرت
محمد ﷺ واعتراف کردند ہمه بفضل حضرت
محمد ﷺ پس اذان گفته شد و تکبیر برآورده
شد برائے نماز وتقدیم کردند حضرت محمد را
ﷺ و علیهم پس آنحضرت امامت کردوہمه
انبیاء وملائکه اقتداکردند بوی ۔ انتهی

اور جلد اوّل مدارج میں خصائص کے بیان میں مذکور ہے:

واز انجمله آنست که پیغمبر خدا صلی اللّٰه علیه
وسلم زنده است در قبر خودوہم چنین انبیاء

علیہم السلام وآنحضرت نمازمیکنددرقبرباذان
واقامت ۔ انتهی

اور جلد اوّل مدارج میں دیدن حضور کے بیان میں مذکور ہے:

وچنانکه درحدیث آمده است که می بینم موسی
علیه السلام راك باچندین ہزار بنی اسرائیل عبا
پوشیده به حج می آیندوتلبیه میکنند ۔ انتهی

اور جلد اوّل مدارج میں آنحضرت پر عرض احوال امت کے بیان میں ہے:

ودرحدیث کعب احبار آمده است که ہر پگاه و
بیگاه ہفتاد ہزار فرشته برقبرشریف فرودمی
آیندوگرد میکنندآنراومیزنندبازوہائے خود
راوچون مبعوث میگردد آنحضرت ازقبرشریف
بیرون می آید میان این فرشتگان و زفاف
میکننداوراوزفاف دراصل یعنی بردن عروس
بخانه زوج ومراد اینجا لازم یعنی ست که بردن
محبوب ست پیش محب یعنی بردن آنحضرت
ست ﷺ بدرگاه عزت ۔ انتهی

اور جلد اوّل مدارج کے باب دوم کے وصل اوّل میں ہے:

حقیقت آنست که ہیچ فہم و ہیچ قیاس به حقیقت
مقام آنحضرت وکنه حال عظیم وی ﷺ چنانکه
ہست نرسدو ہیچ کس اوراچنانکه اوست
جزخدانشناسد چنانکه خدارا چون وی ہیچ کس

نشناخت ۔ جز خدا انشناخت کس قدر توزانکه ۔ کس خدارا ہم چوتو نشناخته ۔ وچون مقام وی ازہمه بالاتراست دریافت آن فوق افہام باشد ۔

مصرع

اوبر ترازان ست که آید بخیالی

مقدمہ دوم

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام انبیاء پر فضیلت وکرامت عنایت فرمائی ہے اور آپ کو نبی الانبیاء کر کے بھیجا ہے چنانچہ جلد اوّل مدارج النبوۃ میں حضور ﷺ کی افضیلت کے بیان میں ہے۔

وانچه دلالت میکند برغایت فضل وکرامت حضور ﷺ وبربودن وی نبی الانبیاء بودن انبیاء سلام الله علیہم اجمعین درحکم امتان وی این آیه کریمه است

واذاخذالله میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین فمن تولی بعد ذلک فاولئك هم الفاسقون۔

میفرماید ذکر کن ای محمد وقتیکه گرفت پروردگار عالم تعالٰی وتقدس عهدوپیمان پیغمبران راکه

ہرآئینه چیزیکه داده ام من شمارازکتاب وحکمت پسز بیاید شمار ارسولیکه تصدیق کننده است مرچیز...... باشماست واین صفت تمامه انبیاء ست که تصدیق یکدیگرمیکنندومتوافق اند دراصول دین ہرآئینه ایمان می آرید شمابآن رسول ونصرت می دہید اور اخبرداده است وی تعالٰی که عہد گرفته است ازہر پیغمبر که فرستاده است اززمان آدم علیه السلام تا حضرت محمد ﷺ جمہور مفسران برانندکه مرادباین رسول حضرت محمدست ﷺ ونفرستادخدای تعالیٰ ہیچ پیغمبر یرامگرآنکه ذکر کردبادی حضرت محمد را ﷺ و گفت بادی اوصاف اوراوگرفت بروی میثاق که اگردریابد اوراایمان آردبوی ولا بدچون ازانبیاء میثاق گرفت ازمتان ایشان که تابعان ایشانند نیزگرفته باشد وچون انبیاء اصل ومتبوع انداکتفاکر ددرآیت بذکر ایشان گفت علی ابن ابی طالب وابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما نفرستادخدای تعالی ہیچ پیغمبر یرامگرآنکه گرفت بردی میثاق که اگر باشدودریابدمحمدراصلی الله علیه وسلم ایمان آردبوی ونصرت دہداورا انتہی۔

اس کے بعد مرقوم ہے:

وقول وے صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرستادہ شدہ
ام من بکافہ ناس وقول حق تعالیٰ
وما ارسلنك الا كافة للناس
مخصوص نباشد بمردمیکہ اززمان وے
تاروزقیامت اندبلکہ متناول ست آن کسان را
نیزکہ ازوی بودہ اندواخذ میثاق برای وی برانبیاء
برآن گفت کہ تا معلوم کنندکہ وی صلی اللہ علیہ
وسلم مقدم و معظم ست برایشان ودی نبی
ورسول ایشانست پس نظرکن ای طالب بانصاف
بایں تعظیم عظیم مرایں نبی کریم ﷺ
رازازپروردگاروی چون شناختی ایں رادانستی
کہ نبی محمد ﷺ ست ودی نبی انبیاست صلی
اللہ علیہ وسلم وازینجاظاہرشود کہ درآخرت آدم
علیہ السلام وجزاوتحت لوا باشند چنانکہ فرمودہ
أدم ومن دونہ تحت لوائی واگرفرضاً انبیا علیہم
السلام درزمان وی می بودند یاوی صلی اللہ
علیہ وسلم درزمان ایشان می بود ہمہ ایمان می
اوردند و تصرف می دادند ولہذافرمود لوکان
موسی حیًّاماوسعہ الااتباعی ازجہت اخذ میثاق
برروی ولہذا عیسیٰ علیہ السلام درآخرزمان

پرشریعت وی بیاید وحال آنکہ وی نبی کریم ست
وباقی ست برنبوت خود ونقصان نشدہ است
ازوی چیزی در ہمچنین تمامہ انبیاء بفرض وجود
ایشان درزمان آنحضرت بافرض وجودوی
درزمان ایشان مستمروثابت اندبرنبوت و رسالت
خودبرامم خودوآن حضرت نبی ست براشیان
ورسول ست بسوی ایشان پس نبوت وی اعم
واشمل واعظم ست تامل کن دریں معنی تاگمان
نبری کہ درینجا نفی نبوت ورسالت ست ازانبیاء
انچنیں گفتہ است صاحب مواہب لدنیہ و تحقیق
وتفصیل کردہ است ایں را زیادہ برانچہ ذکرکردہ
شد۔ انتہی

ذکر فضائل حضور ﷺ

فضائل مختصر حضور ﷺ کی بے حد وحسنات ہیں چند فضائل مدارج سے نقل کیے جاتے ہیں:

ازانجملہ آنست کہ حق تعالیٰ بشگافت ازاسم
خود کہ محمود ست احمدومحمد ﷺ و تسمیہ
کردہ نشد پیش ازوی باین اسم ہیچ احدی و از
انجملہ نمی افتاد آنحضرت را سایہ برزمین کہ

محل کثافت و و نجاست ست و دیده نشد اور
اسایه در آفتاب و ماہتاب این عبارت مدارج وچون
آنحضرت عین نور باشد نور راسایه نمی باشد۔

بیت

فتاده سایه ازان خورشید رخ دور
که باہم راست نیاید ظلمت و نور
ازان بالاتر آمد پایه او
که افتد در ته پا سایه او

واز انجمله آنست که نگاه داشته شد کتاب وی از
تبدیل و تحریف وہرچندسعی کردند بسیاری
ازملاحده و معطله و قرامطه در تغیر و تبدیل وی
راه نیافتند بآن وقادر نشدندبراطفائ نور دی و
تغیر کلمه از کلمات وی و تشکیك در حرفی
ازحروف دی وازانجمله آنست که وی ﷺ خاتم
الانبیاء والمرسلین ست که شریعت وی ناسخ
ست جمیع شرائع راو ازانجمله آنست که حق
تعالیٰ ندا کردتمامه انبیاء را باسماء ایشان چنانکه
گفت یاآدم یانوح یاابراہیم یاموسیٰ یا داؤد یاذکریا
یا عیسٰی یا یحییٰ وخطاب نکرد آنحضرت را مگر
یاایهاالنبی یاایهاالرسول یاایهاالمزمل یاایهاالمدثر

لرودنداکردن بایں دواسم ترحم و تحبب است که
مخفیی نیست و اہل زبان محبت آن رامی شناسند
وازانجمله آنست که حرام گردانیده شد برامت ندا
کردن آنحضرت باسم چنانکه فریاد کنند یامحمد
چنانکه در امثال خودمی کنند :
قال اللّٰه تعالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

نگردانید خواندن رسول خدا را میان خود مانند
خواندن بعضی ازشمابعضی رابنام یعنی خواندن
وآواز بلند کردن و بگوئید یارسول اللّٰه یا نبی اللّٰه
با توقیر و تواضع و خفض صوت واز انجمله
آنست که سوگند خورد حق تعالیٰ بحیات ادوبلد و
عصر او چنانکه گذشت واز انجمله آنست که
آمرزیده شد مرآن حضرت را مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
وَمَاتَاَخَّرَ شیخ عزالدین عبدالسلام گفته رحمة اللّٰه
علیه از خصائص آنحضرت ست که خبرداده شد
اورادردنیابمغفرت و نقل کرده نشده است که وی
تعالیٰ خبرداد ہیچ یکی را از انبیابمانند این تاآنکه
گویندروز قیامت نفسی نفسی انتهی
یعنی اگرچه ہمه انبیامغفوراندوتعذیب

انبیا جائز نیست و لیکن بصریح خبرداده نشدہیچ
یکی رابایں فضیلت و اخبار رده نشدبدان
وتصریح بآن مخصوص بحضرت محمدصلی
الله علیه وآله وسلم که از غم و اندیشه خود فارغ
شده بخاطر جمع بحال امت می پردازدوبشفاعت
درمغفرت ذنوب ورفع درجات ایشان میکوشد
صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وازانجمله آنست که
دی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم صاحب لواء حمد
است روز قیامت و آدم وہر که خبر اوست درتحت
لواء او باشند ووسیله که اعلیٰ درجه ایست
دربهشت آن نیز مخصوص بآن حضرت ست
وبآن جمله آنحضرت افضل و اکرم خلایق ست
نزد خدا وند تعالیٰ و پیشوائ ایشان است در روز
قیامت چنانکه فرمودا

انا سید ولد آدم یوم القیمه وانا اکرم الاولین ولآخرین و
بیدی لواء الحمد و لا فخر و ما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ
الا وهو تحت لوائی۔

من سردارا اولاد آدمم در روزقیامت و من کریم
ترین اولین وآخرین ام بدست من لواء حمد بود و
نیست ہیچ نبی در آن روز آدم باشد یا غیر وی
مگر آنکه دی در زیر لواء من باشد۔

اور جلد دوم مدارج میں سرِ تسمیہ آنحضرت ﷺ بہ حبیب کے بیان میں مذکور ہے

وبه تحقیق و ارد شده ایست که حق تعالیٰ در شبِ
معراج باحبیب خو دگفت

لولاك لما خلقت الا فلاك

"اگر نہ پیدا کرتا میں تجھ کو ہر آئینہ نہ پیدا کرتا میں افلاک کو"

اور تفسیر روح البیان میں تحت آیہ کریمہ

وَ مَا اَرْسلنٰك الا رحمة للعالمین۔

کے علامہ نبیل شیخ اسماعیل حنفی آفندی نے بھی حدیث قدسی مذکورہ کو آنجناب رحمۃ
اللعالمین ﷺ کے فضائل میں لکھا ہے:

من شاء الاطلاع علیهما فلیرجع الیهما

جیسا کہ حضرت شاہ عبدالحق دہلوی اور صاحب تفسیر روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے
حدیث قدسی مذکورہ کو فضائل میں حضور ﷺ کے لکھا ہے ویسا ہی ماسوا ان دونوں کے
اور علمائے علام وصوفیہ کرام نے بھی حضور ﷺ کے فضائل میں ذکر کیا ہے اور جب کہ
اللہ تعالیٰ کو جمیع مخلوقات کی پیدائش سے مقصود بالذات آپ کی پیدائش ہے اور باقی
تمام مخلوقات کی پیدائش مقصود بالغرض ہے بطفیل آپ کے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کرنا
اپنے نور سے آپ کو اور پیدا کرنا آپ کے نور سے باقی مخلوقات کو کہ احادیث سے
ثابت ہے آئندہ معلوم ہوگا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے تو اس سے خوب ظاہر
ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک کو کہ مقصود بالذات ہے پیدا نہ کرتا تو
آسمان و زمین وغیرہ تمام مخلوقات کو کہ مقصود بالغرض بہ طفیل آپ کی ہیں ہرگز پیدا نہ کرتا۔

اشعار

ظہور نور احمد سے ہوا کون و مکان پیدا
ملک پیدا فلک پیدا زمین پیدا زمان پیدا
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکان پیدا
ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسمان پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغ نور احمد سے
ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسمان پیدا
بنایا عرش خالق نے انہیں کے نور انور سے
کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کرّو بیاں پیدا
رسول پاک کے باعث شہِ لولاک کے باعث
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہوئے سب انس و جان پیدا
نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہوگا
نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

اور جلد دوم مدارج میں قابلیت حضور ﷺ نسبت بسائر موجودات کے بیان میں ہے:

بدانکہ نبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم پیداکردہ شدہ اندازاسماء ذاتیہ حق پس آن اسما محامد ایشانست واولیاء پیدا کردہ شدہ اندازاسماء صفاتیہ وآن اسما محامد ایشانست و بقیہ موجودات مخلوق انداز صفات فعلیہ وآن محامد

ایشانست و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق ست ازذات حق عزوجل پس محتددی ذات حق ست ظہر حق بردی بذت است و ازیں جہت منفرد ست وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجمیع کمالات زیراکہ صفات راجع بذات ست و ناسخ ست دین وی سائرادیان رازیراکہ صفات مشہود نہ میکرد بعدازبروز ذات انتھی

اور مدارج النبوۃ کے تکملہ میں ہے:

وہمہ اشیاء مظاہر آن نور و مجلائے آن ظہور اندد قول وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری وفی راویتہ انا من اللہ و المؤمنون منی

اشارت بآن ست و تخصیص بمومنین اتفاقی ست و بموافقت مقام ست۔

اور تفسیر روح البیان میں تحت تفسیر آیہ وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین کے اس طرح پر ہے: انا من اللہ والمؤمنون من فیض نوری

بیت

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دو کون
نور ہدیٰ حبیب خدا سید انام

مقصود ذات اوست و کرہاہمہ طفیل
منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکان در وست جمع
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام
برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آن
اسری بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصہ وجود کہ اقصائے عالم ست
کانجانہ ست نی جہت و نی نشاں نہ نام
سریست بس شگرف در ینجا ہیچ ہان
از آشنائ عالم جان پرس ازیں مقام
نزدیک اوچہ تحفہ فرستیم ماز دور
ورد است ماہمیں کہ صلوۃ ست وا لسلام

☆=☆=☆

مقدمہ سوم

مدارج میں معراج کے بیان میں ہے:

و در حدیث مسلم آمده که گفت آنحضور صلی اللّٰه علیه وآله وسلم از بعض چیز نا حاضر نشد مرا جواب آن پس اندوہگیں شدم و سخت شد اندوه من چنانکه ہرگز ایں چنیں اندوہگیں نشده بودم پس نموده شد مرابیت المقدس چنانکه از ہرچه پرسیدند خبردادم و گفته اندکه ایں دو احتمال داردیامسجد را برداشته نزد آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم آدر دند چنانچه تحت بلقیس را در طرفته العین نزد سلیمان علیه السلام آدردند یاتمثل کردند ابر آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم چنانکه متمثل ساخته شد بهشت و دوزخ در نماز کذاقالواواحتمال دیگر آنست که برداشته پرده و در ہماں جاکه بیت المقدس ست نمودند در روایت آمده است که جبریل مسجد اقصیٰ را آدر دنزدیك خانه عقیل و نظر من بداشت در آن میدیدم و از ہرچه می پرسیدند جواب

میگفتم انتهی

اورردالمختارشرح درالمختار میں ہے:

الکعبة اذا رفعت عن مکانها الزیارة اصحاب الکرامة ففی
تلك الحالته جازت الصلوة ارضها انتهی

اور بحرالرائق میں یہ ہے

ذکر الامام النسفی حمن سئل عمایحکی ان الکعبة کانت
تزدر واحد امن الاولیاء هل یجوز القول به فقال نقض العادة
علی سبیل الاکرامته لاهل الولایته جائز عند اهل السنة قال
ابن الشحنه النسفی هذا هواالامام نجم الدین عمر مفتی
الجن والانس را الاولیاء فی عصره انتهی۔

اور یہ بھی طحطاوی میں مذکور ہے

القبلة هی العرصة وماحاذاهامن الهواء حق لورفعت لزیارت
اصحاب الکرامات جازت الصلوة نحوها انتهی

اورفتاوی ابراہیم شامی میں ہے

والمعتبر للتوجه الی مکان الست دون البناء حتی اذا رفعت
عن مکانها الزیارت اصحاب الکرامات ففی تلك الحالته
جازت الصلوة المتوجهین الی ارضها انتهی

یعنی ردّالمختارشرح درّالمختار میں ہے کہ کعبہ شریف نے جبکہ حرکت کی ہوا اپنی جگہ سے زیارت اولیاء اللہ کے لیے پس ایسی حالت میں جائز ہے نماز طرف زمین کعبہ شریف کے اور عبارت بحرالرائق کی تائید عبارت مذکورہ کی کرتی ہے اور درالمختار اور اس

کی شرح ردالمختار اور طحطاوی کے دوسری جگہ میں ہے کہ ذکر کیا امام نسفی نے جس وقت سوال کیا گیا اس امر سے کہ کعبہ شریف زیارت کرتا ہے ولیوں میں سے کسی ولی کی کیا جائز ہے یہ قول پس کہا امام نے خلاف عادت کعبہ کا یعنی حرکت کعبہ کی بسبیل کرامت کے لیے اہل ولایت کے جائز ہے نزدیک اہل سنت وجماعت کے اور طحطاوی میں ہے کہ قبلہ زمین ہے اور جو چیز کہ روبرو اس کے ہے یہاں تک کہ اگر حرکت کی کعبہ نے واسطے زیارت اصحاب کرامات کے جائز ہے نماز طرف اس کے اور فتاوی ابراہیم شامی میں ہے کہ نماز میں معتبر ہے توجہ طرف زمین کے نہ طرف بنائے کعبہ کے یہاں تک کہ جب حرکت کی کعبہ نے اپنے مکان سے زیارت اصحاب کرامت کے لیے پس اس حالت میں جائز ہے نماز متوجہ کعبہ کا طرف زمین کعبہ کے۔ انتہی

☆=☆=☆

مقدمہ چہارم

امام محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں فرمایا ہے

قال الحکیم الترمذی الارواح تجول فی البرزخ فتبصر احوال
الدنیا الی قوله ولا یعلم کنه ذلك و کیفیته علی الحقیقة الا
اللّٰه عزوجل ویشهد لذلك الاحادیث المرویة فی النایم
بعرج روحه الی العرش وهذا مع تحلقه ببدنه و سرعته عوده
الیه عند استیقاظه فارواح الموتی المجردة عن ابدانهم اولٰی
بعروجها الی السماء وعودها الی القبر فی عین تلك الساعة
وفی آخر الکتاب المذکور الروح عند اهل السنة والجماعة
ذات قایمه بنفسها تصعد وتنزل وتتصل و تنفصل وتذهب
وتجی وتتحرك و تسکن وعلی هذا اکثر من مائة دلیل
مقررة انتهی مختصراً

حکیم ترمذی فرمودات که ارواح سیر میکنند درعالم
برزخ پس میبیند احوال دنیاء اوکنه وحقیقت آنرا
نمید اند مگر خدائی تعالٰی وشاهدست برآن
احادیث مرویه دریں امرکه روح نایم تابعرش
عروج میکند باوجود تعلق ببدن وبازرجوع مینماید
وقت بیدارشدن دراندك زمان پس ارواح موتی که

ازابدان عنصری مجرد شده اولٰی ست که ازقبر
تابه آسمان عروج نماید وو باز سوی قبر خود
رجوع کند درعین آں ساعت و نیزدرکتاب شمع
الصدور مرقوم است که ارواح نزد اہل سنت و
جماعت ذات ست قائم بذاته که صعود میکند و
نزول می نماید و متصل مشیود و منفصل میگرد و
میروددمی آید و حرکت میکند و سکون می نماید و
بیشتر از صد دلیل براین مضمون وارد ست انتهی
الترحمة ملخصًا وفی شرح البرزخ فی باب مقرالارواح اخرج
الحکیم ترمذی عن سلمان الفارسی رضی الله تعالی عنه قال
از ارواح المومنین تذهب فی برزخ من الارض حیث شاءت
بین السماء والارض حتی یردها اللّٰه الی جسدها قال رضی
الله عنه عند دل الحدیث علی ان ارواح المومنین تنزل و
تقبض قال الحافظ بن حجر فی فتاواه ارواح المومنین فی
علیین ولکل روح بجسدها اتصال معنوی لا یشبه بالاتصال
فی حیواة الدنیا بل اشبه شئی به حال النایم وان کان اشد
من النایم اتصالاوبهذایجمع بین ماوردمن ان مقرها تحت
اوفی برزخ من الارض اوعند فنیته القبور ومع ذالك فهی
ماذون لها فی التصرف والسهراء انتهی
حاصلش اینکه حکیم محدث ترمذی روایت کرده

است از سلمان فارسی رضی الله عنه که گفت
ارواح مومنان در عالم برزخ میرود هر جاکه
بخواهد میان آسمان وزمین تاآنکه خداتعالیٰ رد
میکند آن ارواح را سوی ابدان آنها مولف میگوید
یعنی امام سیوطی که حدیث مذکور دلالت میکند
برایں معنی که ارواح مومنین گذاشته میشود تاہر
جاکه خواهد برود وباز رد کرده میشود بجایهای
خود گفت حافظ ابن حجر در فتاوائ خود که
ارواح مومنین صالحین در علیین هستند و معهٰذ
آنها را اتصالیست معنوی بااجساد آنهانه چنان
اتصال که در حالت حیات بود بلکه فی الجمله
مشابهت به حال نائم دارد امادر حقیقت آن اتصال
قوی تر د کامل ترست از حال نائم و بیهمن تقریر
یعنی اتصال معنوی روایت که در باب مقرارواح
مرویست مرتفع میشود چنانکه در بعضی از
روایات آمده که مقرارواح زیر عرش ست یادرطبقه
علیین ست یاآنکه میاں آسمان و زمین ست یاد
قبرست یادرجوانب قبرست و باوجود آن ماذوں
ست در تصرفات و سیر مقامات انتهی

جبکہ چاروں مقدمات تمام ہوئے اب جاننا چاہیے کہ ہرگاہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے

زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کی جسد اطہر کے کھانے کو اور عنایت کی ان کو حیات جسمانی دنیوی اور قدرت تصرفات کی چنانچہ شب معراج کو مسجد اقصیٰ میں جمیع انبیاء علیہم السلام کے ادائے نماز باذان و تکبیر بعد ان کی رحلت کے حضور ﷺ کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات دنیوی و تصرفات پر صراحۃً دلالت کرتی ہے جیسا کہ مقدمہ اول کی احادیث سے معلوم ہوا اور یہ امر ظاہر ہے کہ ادائے نماز وحج مقتضی جسد حی کو ہے جیسا کہ دنیا میں تھا۔

چنانچہ مدارج میں حیات انبیاء علیہم السلام کے بیان میں ہے:

دادله که برحیات انبیا دلالت میکند مقتضائے آن
حیات ابد انست چنانکه دردنیابود باوجود استغنا
از غداوباوجود قوت نفوذدر عالم انتهی

اور ہرگاہ کہ اس نے ممتاز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان فضائل و کرامات و معجزات سے جو کسی نبی اور رسول کو عنایت نہیں فرمایا ہے حتی کہ اس نے اپنے نور سے حضور ﷺ کو پیدا کیا اور حضور ﷺ کے نور سے جمیع انبیاء اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا جیسا کہ مقدمہ دوم کی آیات واحادیث اس پر ناطق ہیں اور ہرگاہ کہ مسجد اقصیٰ کا بذاتہ اپنے مکان سے نقل کر کے یا اس کے متمثل کا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور میں آنا حدیث شریف میں آیا ہے اور نقل کرنا کعبہ معظمہ کا بھی اپنی جگہ سے اصحاب کشف وکرامات کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے جیسا کہ مقدمہ سوم میں مذکور ہوا تو اس حال میں حضرت نبی المرسلین صاحب لولاک ﷺ کی تشریف آوری مجالس متبرکہ میں بسبب کمال عنایت و مہربانی کے اپنی امت مقبولہ پر ہرگز جائے تعجب نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو بعد ان کی رحلت کے

ہرگاہ کہ اس قدر قدرت وتصرفات عطا کی ہے کہ متبرک مقاموں میں ان کی تشریف آوری ہوئی ہے بلکہ مسجد اقصیٰ وکعبہ معظمہ کو بھی قدرت حرکت عطا کی ہے تو یہ امور دلیل روشن اس کی ہے کہ حضرت افضل المرسلین ﷺ اور آپ کی امت کو کہ مصداق کہ

کنتم خیر امة اخرجت للناس۔

کے ہیں بدرجہ اولیٰ مقامات متبرکہ میں تشریف آوری کی قدرت عطا فرمائی ہے

بیت

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
جز خدا نہ شناخت کس قدر توازنکہ
کس خدارا ہم چوتو نشناختہ

☆=☆=☆

حیات الانبیاء واولیاء

علمائے علام وصوفیہ کرام رحمہم اللہ کے کلام سے بھی دیکھنا ارباب قلوب کا انبیاء کو حالت بیدار میں اور ان سے استفادہ کرنا اور حضور ﷺ کی تشریف آوری مجالس متبرکہ میں ثابت ہے۔

چنانچہ جلد اوّل مدارج کے باب پنجم میں حضور ﷺ کو خواب وبیداری میں دیکھنے کے بیان میں جو عبارت مذکور ہے اس سے یہ خوب معلوم ہوتا ہے خلاصہ ترجمہ اس کا لکھا جاتا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں کہ ارباب قلوب حالت بیداری میں ملائکہ وارواح انبیاء علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے استفادہ کرتے ہیں بعد اس کے مدارج کی اسی بیان میں کتاب بہجۃ الاسرار سے منقول ہے۔

ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں قریب دس ہزار شخص کے حاضر تھے اور حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس میں حضرت غوث رضی اللہ عنہ کی کرسی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کو غنودگی آئی پس اس وقت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس کو فرمایا خاموش رہو بمجرد اس حکم کے سب حاضرین خاموش ہوئے اور آپ کرسی سے اتر کر بڑے ادب سے حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور ان کی طرف دیکھنے لگے حضرت شیخ جب بیدار ہوئے تو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا دیکھا تو نے حضور ﷺ کو خواب میں شیخ نے عرض کیا ہاں پس غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ میں اس لیے تعظیماً کھڑا ہوا تھا اور یہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے تم کو کیا ارشاد کیا
حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ آپ کی ملازمت
کرنے کو پس حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے کہا کہ میں حضور ﷺ کی
زیارت سے مشرف ہوا حالت خواب میں اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بیداری میں۔
تمام ہوا خلاصہ

میلاد پر زیارت ہوتی ہے

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

واما مشاهدة حضوره صلى الله عليه وآله وسلم فقد اخبرني الثقاة من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلى الله عليه وآله وسلم مرارا قرأة المولد الشريف و عند ختم القران و بعض الاحاديث انتهى عبارة الرسالة مختصرا۔

ترجمہ: " حضور ﷺ کی حضوری کا مشاہدہ پس بیشک خبر دی مجھ کو ثقہ صالح لوگوں نے کہ انہوں نے مولد شریف پڑھتے وقت اور بوقت ختم قرآن اور بعض احادیث کی پڑھتے وقت بارہا حضور ﷺ کی زیارت کی ہے انتہی۔

حضرت محدث دہلوی نے مدارج کی جلد دوم میں حیات انبیاء کے بیان میں حضور ﷺ کی جواز تشریف آوری کو مقامات متبرکہ میں لکھا ہے:

بداں کہ درحیات انبیاء علیہم السلام و ثبوت ایں صفت مرا یشاں راو ترتب احکام و آثار برآن ہیچکس از علماء اخلافی نیست الی قولہ پوشیدہ نماندکہ بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی اگر بعدازاں گویندکہ حق تعالیٰ جسد شریف را

حالتے و قدرتے بخشیدہ است کہ درہرمکانیکہ خواہد تشریف بخشد خواہ بعینہ یا بمثال خواہ برآسمان یا برزمیں و خواہ در قبر شریف یا غیروی صورتی داردباوجود ثبوت نسبت خاص بقبر درہمہ حال انتہی

بعد وصال خبر

اے عزیز حضور ﷺ کی امت میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ درجہ عنایت فرمایا ہے کہ وہ بعد اپنی رحلت کے اپنے تابعین کی خبر لیتے ہیں ان کی مصیبت کے وقت ان کے پاس تشریف لاتے ہیں چنانچہ جلد اوّل میزان کبریٰ کی ستائیسویں فصل میں عارف شعرانی قطب ربانی نے فرمایا ہے:

لما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصرالدين لقاني راه بعض الصالحين في المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لما اجلسني الملكان في القبر ليس لاني اتاهم الامام مالك فقال مثل هذا يحتاج الى سوال في ايمانه بالله ورسوله تنحيا عنه فتنحيا عني انتهى۔

یعنی جبکہ انتقال کیا شیخ میرے شیخ ناصر الدین لقانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا ان کو بعض صالحین نے خواب میں پس کہا اس نے شیخ ناصر الدین سے کہ کیا کیا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ پس کہا شیخ نے جبکہ بٹھلایا مجھ کو فرشتوں نے میں تا کہ پوچھیں مجھ سے آئے ان فرشتوں کے پاس حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پس کہا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مثل ایسے شخص کے محتاج سوال کا ہے ساتھ ایمان باللہ و بالرسول کے کنارہ ہو جاؤ تم دونوں اس سے پس کنارہ ہو گئے دونوں فرشتے مجھ سے۔ انتہی

اب غور وفکر کہ حضرت عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ناصر الدین لقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میں بوقت سوال نکیرین کے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی حضوری کو جو لکھا ہے اگر حضرت امام کی حضوری میں بعد ان کے انتقال کے حسب شرح کلام ہوتا تو عارف شعرانی حضرت امام کی حضوری کو اپنی کتاب میں ہرگز نہ لکھتے عارف شعرانی کو باوصف تبحر و درجہ اجتہاد کے علوم دینی میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری میں شک وکلام نہ ہوا حیف صد حیف کہ کم استعداد اور بے علم لوگوں کو حضور سید المرسلین صاحب لولاک ﷺ کی تشریف آوری میں مجلس میلاد شریف وغیرہ مجالس متبرکہ میں بحث وکلام ہوئے۔

مثنوی

دان کہ کار خدا او خاص خدا
نیست محصور در مدارک ما
اے بسا کار کارید از ابدال
کہ بود پیش عقل خلق محال
باشد از خالق قوی و قدر
کار شان خارق قوای بشر
ہرچہ فہم توزان بود قاصر
مشو آنراز الٰہی منکر
تا نورزی طریق اہل کمال
کی شناسی حقیقت ایں حال
عزلت و صمت و جوع و کم خوابی
پیشہ کن تا مقام آں یابی

اب اگر کہا جائے کہ دیکھنا حضور ﷺ کو حالت خواب و بیداری میں کشف

پس اس سے حضور ﷺ کا مجلس میلاد شریف وغیرہ مجالس متبرکہ میں نفس الامر میں لازم نہیں آتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جو شخص مجالس میلاد شریف میں حالت خواب و بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا وہ فی الحقیقت حضور ﷺ ہی کی زیارت سے مشرف ہوا ہے کوئی شک وکلام اس میں نہیں ہے۔

خواب میں جس نے دیکھا

کیونکہ مشکوۃ شریف کے باب الرویا میں مذکور ہے

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقدراء الحق متفق علیہ وایضاقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولایتمثل الشیطان لی متفق علیہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دیکھا مجھ کو پس تحقیق دیکھا حق یعنی سچا ہے خواب اس کا کہ اس نے مجھی کو دیکھا نہ غیر میرے کو۔ انتہی

اور یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دیکھا مجھ کو خواب میں پس وہ دیکھے گا مجھ کو جاگتے میں اور نہیں بنتا شیطان میری صورت میں۔ انتہی

(نقل کی یہ دونوں حدیثیں بخاری و مسلم نے)

رسول اللہ ﷺ کی صورت میں شیطان نہیں آ سکتا

اب بھائیو ذرا غور کرو کہ جب فرمایا حضور ﷺ نے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ہے تحقیق اس نے حق دیکھا ہے اور شیطان میری صورت بن نہیں سکتا یعنی شیطان اپنی صورت کو حضور ﷺ کی صورت پر بنا کر یا یہ کہہ کر میں حضرت ہوں نہ حالت خواب میں کسی کو دھوکا دے سکتا ہے اور نہ حالت بیداری میں اور یہ بھی بشارت

حضورﷺ نے دی ہے کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا ہے وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھ کو دیکھے گا تو اس ارشاد و بشارت سے خوب معلوم ہوا کہ مجلس میلاد شریف وغیرہ مجالس متبرکہ میں علمائے عارفین کا حضورﷺ کو حالت خواب و بیداری میں دیکھنا حق اور صحیح ہے اور حضورﷺ کی حضوری بھی مجالس متبرکہ میں صحیح ہے۔

یہاں خلاصہ ترجمہ عبارت مدارج کا کہ دے دیں حضورﷺ کے بیان میں تحت حدیث مذکور ہے برائے فائدہ لکھا جاتا ہے۔ یہ مجال نہیں شیطان کی کہ کسی کے خواب میں آئے اور اس کے خیال میں ڈالے کہ میں حضورﷺ ہوں اگرچہ حق تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت عطا کی ہے کہ وہ جس صورت میں چاہے اپنے کو بنائے لیکن یہ قدرت عنایت نہیں کی ہے کہ وہ اپنے کو حضورﷺ کی صورت پر بنائے کیونکہ حضورﷺ مظہر ہدایت کے ہیں اور شیطان مظہر ضلالت کا اور درمیان ہدایت اور ضلالت کے ضد ہے حتی کہ شیطان بصورت پروردگار و تقدس بن سکتا ہے اور جھوٹ باندھ سکتا ہے یعنی دیکھنے والے کو وسواس میں ڈال سکتا ہے کہ صورت حق تعالیٰ و تقدس کی ہے اس لیے کہ حق تعالیٰ خالق ہے صفات ہدایت و ضلالت کا اور تمام صفات متضادہ کا اور یہ بھی ہے کہ دعوی الوہیت کا مخلوقات سے صریح البطلان ہے اور محل اشتباہ نہیں بخلاف دعویٰ نبوت کے ایسا ہی علماء نے کہا ہے۔

کہا بعض علمائے شریعت نے کہ دیکھنا حضورﷺ کو خواب میں ساتھ حلیہ مخصوصہ و صفات معہودہ کے دیکھنا حضورﷺ کی مثال کا ہے اور حق وہی ہے جس پر کہ جمہور محدثین ہیں یعنی جس صورت میں حضورﷺ کو کسی نے دیکھا ہے صحیح دیکھا ہے لیکن دیکھنا ساتھ صورت خاص کے اتم واکمل ہے اور تفاوت دیکھنے میں باعتبار حال آئینہ کے ہے یعنی جس کا آئینہ خیال صاف تر اور نور اسلام سے منور تر ہے رویت اس کی درست تر اور کامل تر ہے۔

شعر

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

یہاں اسی قدر لکھا گیا خوب تحقیق اس مقام کی شرح مشکوۃ میں ہے بعد اس کے مدارج میں ہے کہ حضورﷺ کو بعد انتقال کے حالت بیداری میں دیکھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے پھر بعد اس کے حضرت محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ بعض صالحین سے حکایات رویت کی حالت بیداری میں آئی ہے۔

چنانچہ شیخ صفی الدین بن ابی المنصور نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اور مواہب میں عبارت ابن جمرہ کی منقول ہے کہ کہا تحقیق مذکور ہے علماء کے سلف و خلف سے کہ تصدیق کی حدیث

من رأنی فی المنام فیسرا فی الیقظة

کو کہ انہوں نے دیکھا حضورﷺ کو خواب میں بعد اس کے وہ دیکھے آپ کو حالت بیداری میں اور جن مسئلوں میں تردد تھا ان کو حضورﷺ کی حضوری میں عرض کیا پس حضورﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی اور مسئلے ان پر حل ہوئے۔ بعد اس کے حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوام مراقبہ اور حضور اور حصول شوق اور غلبہ محبت اور دیکھنا ساتھ چشم خیال کے اور تصور کرنا مثال کا وہ ایک مرتبہ ہے کہ اس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک متمتع اور محظوظ ہیں کلام رویت حضورﷺ میں ہوتا ہے باعتبار صورت و مثال کے جیسا جائز ہے کہ خواب میں ذات اقدس حضورﷺ کا متصور و متمثل ہوئے بے آمیزش تمثال شیطان کے ویسا ہی حالت بیدار میں بھی جائز ہے جیسا کہ حکایت بہجۃ الاسرار سے ظاہر ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا

اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ فرمایا حضور ﷺ نے دیکھتا ہوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ ساتھ کئی ہزار بنی اسرائیل کے حج کو آئے اور حمل کرنا حضور ﷺ کے اس حال کو اوپر خواب کے یعنی یہ خیال کرنا کہ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں دیکھا ہے ظاہر معنی کے خلاف ہے۔ انتہی

الحاصل ہرگاہ بعد رحلت حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقامات متبرکہ میں ان کی حضوری کی اصل و دلیل احادیث مذکور ہوئی اور ان سے حضور سید المرسلین ﷺ کی حضوری بھی مستنبط ہوتی ہے اور علماء عارفین رحمہم اللہ کے اقوال سے بھی حضور ﷺ کا حضور مجلس میلاد شریف وغیرہ مجالس متبرکہ میں ثابت ہے جیسا کہ مضامین کتب معتبرہ مذکورہ سے خوب معلوم ہوا اور زیارت حضور فیض مآب ﷺ کی حالت خواب و بیداری میں واقعی ونفس الامر میں ہے وسوسہ شیطان کو اس میں دخل نہیں یہ بھی مضمون حدیث مذکورہ سے جانا گیا تو اب حضور ﷺ کی مطلق حضوری کے چاروں اقسام کو بھی جو سابق گذری ہیں جاننا ضرور ہے۔

واضح ہوا کہ حضور ﷺ کا عام ہے بحکم الٰہی خواہ حضور ﷺ مع جسد مبارک ہو یا حضور ﷺ بمثال ہو جیسا کہ جلد دوم مدارج میں حیات انبیاء کے بیان میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتی وقدرتی بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد خواہ بعینہ یا بمثال الخ یا حضور آنجناب ﷺ بروح مجرد ہو۔

پس یہ بھی بقول عارفین ثابت ہے اس لئے کہ ارواح مومنین ہرگاہ کہ عالم برزخ میں درمیان آسمان و زمین وطبقات علیین کے جس جگہ چاہیں بحکم الٰہی سیر کرتے ہیں اور تصرفات کی قدرت بھی ان کو عنایت ہوئی ہے باوجود اس کے وہ اپنے

ابدان سے تعلق بھی رکھتے ہیں جیسا کہ مقدمہ چہارم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا تو اس حال میں حضور سید عالم ﷺ کی روح مقدس کو بدرجہ کمال یہ قدرت تصرفات حاصل ہے دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ حدیث متفق علیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور زیارت سے مشرف ہوا اس نے درحقیقت حضور ﷺ کو دیکھا ہے کوئی شک وشبہ اس میں نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ معنی درحقیقت دیکھنے کے بھی ہیں کہ خاص ذات اقدس کو حضور ﷺ کی ہی دیکھا ہے۔

پس یہ تین صورتوں سے خالی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام

اوّل یہ کہ صاحب خواب کی روح درگاہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضر ہوئی ہو۔

دوم یہ کہ حضور ﷺ خود بذات شریف تشریف فرما ہوئے ہوں اور صاحب خواب کو سرفراز وممتاز فرمایا ہو۔

سوم یہ کہ صاحب خواب اور حضور ﷺ کے درمیان سے حجاب دور ہو گیا ہو اور مسافت زمین کی کم ہو گئی ہو یعنی حضور ﷺ اپنے مقام پر تشریف فرما ہیں اور صاحب خواب بھی اپنی جگہ پر موجود ہے اور حجاب و بعد بحکم الٰہی درمیان سے دور ہو جائے پس حسب صورت اوّل جبکہ صاحب خواب کی روح کو اس قدر قدرت حاصل ہے باوجود متصل ہونے ساتھ بدن کے اور تعلق رکھنے عالم فانی پر کدورت و پر کثافت سے کہ زمان قلیل میں مقام بعید میں پہنچتی ہے تو اس حال میں حضور سید المرسلین ﷺ کی روح مقدس کو کس قدر قدرت حاصل ہو گی غور کرنا چاہیے یا حضور ﷺ کا بطے ارض و

رفع غیوبت و حجاب ہو یعنی حضور ﷺ اپنے مقام پر تشریف فرما ہیں اور مجلس بھی
اپنی جگہ پر قائم رہے اور بعد و حجاب درمیان سے دور ہو جائے اور حضور رحمۃ للعالمین
ﷺ کیفیات مجلس کو ملاحظہ فرمائیں کیونکہ حضور فیض مآب ﷺ بہ سبب نور رسالت
کے اعمال امت سے مطلع ہیں۔

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے "ویکون الرسول علیکم شهیدا"
کی تفسیر میں لکھا ہے:

وباشد رسول شمابرشماگواه زیراکه اومطلع ست
بنور نبوت بررتبه هرمتدین بدین خود که درکدام
درجه ازدیں من رسیده و حقیقت ایمان او چیست
و حجابیکه بداں از ترقی محجوب مانده است
کدام ست پس اومی شناسد گناهان شماراو
درجات ایمان شمار او اعمال نیك و بد شمارا و
اخلاص و نفاق شمار۔ انتهی

رسول اللہ ﷺ امت کے حالات سے واقف ہیں

اور جلد اوّل مدارج میں حضور ﷺ پر عرض اعمال امت کے بیان میں اس طرح
پر ہے:

ان الله ملائكة سياحين فى الارض يبلغوني عن امتى السلام
یعنی مرد خدائ را فرشتگانست که میگردند در
زمین میرسانند مراازامت من سلام

اور اسی جگہ بعد چند سطر کے مرقوم ہے:

درروایت کرده است ابن المبارك از سعید بن
المسیب که روزی نیست مگر آنکه عرض کرده
میشود برآن حضرت اعمال امت صبح و شام پس

می شناسد آنحضرت ایشانرا بسماء ایشان و
اعمال ایشان و در بعضی روایات آمده است که
عرض کرده میشود برمن اعمال امت انچه بدست
می پوشم و انچه نیك ست عرض میکنم بدرگاه
خدا و مراد به پوشیدن عرض نکردن خواہد بود
گویاسنت الہی جاریست برآنکه اعمال را بعد از
عرض کردن ثبت می نمایند و انچه عرض کرده
نمی شو محو و ساقط کرده میشود از درجه اعتبار
فافهم و بالله التوفيق اللهم صل على سيدنا ومولانا
سيد المرسلين و سيلتنا فى الدارين رحمة للعالمين۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کو امت کے اعمال سے خواہ بواسطہ نور رسالت
کے آگاہی ہوتی ہو یا بالواسطہ خبر ملائک کے بہر حال انعقاد مجلس میلاد شریف اور
حضور ﷺ کے فضائل و معجزات کہ مجلس میں بیان ہوتے ہیں اور بہ کثرت صلوٰۃ و سلام
کہ حاضرین مجلس آپ پر بھیجتے ہیں تمام سے آگاہی ہوتی ہے کیونکہ یہ سب حضور ﷺ
کی امت کے اعمال میں سے ہیں پس بقدرت خالق عزوجل حجاب اٹھ جاتا ہے اور
حضور ﷺ حالات مجلس کو مشاہدہ فرماتے ہیں جیسا کہ بعد حصول معراج بوقت بیان
احوال مسجد اقصیٰ کے حضور ﷺ کے درمیان سے حجاب مرتفع ہوا تھا اور آپ نے احوال
اس کا مشاہدہ فرمایا تھا جیسا کہ مشاہدہ و بیان احوال مسجد اقصیٰ کے احتمالات میں علماء
نے فرمایا ہے تفصیل اس کی مقدمہ سوم میں گذری ہے۔

اور دوسری مثال مسجد مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر واقعہ سریہ موتہ سے کہ مدینہ منورہ سے
ایک مہینے کے فاصلہ میں ہے بہ سبب اٹھنے حجاب کے احوال موتی سے خبر دیئے
حضور ﷺ کے اور یہ فرمایا کہ زید بن حارث نے علم اٹھایا اور شہید ہوئے بعد اس کے

جعفر نے علم اٹھایا اور شہید ہوئے بعد اس کے ابن رواحہ نے علم اٹھایا اور شہید ہوئے اور چشم مبارک سے آنسو بہانا اور حضرت خالد سیف اللہ کے ہاتھ سے فتح ہونا جنگ کا الیٰ آخر القصہ۔ جو جلد دوم میں مذکور ہے۔

اے عزیز حضور ﷺ کے چاروں اقسام کہ بفضلہٖ تعالیٰ و تقدس بدلائل بیان ہوئے ہیں ان میں سے حضور ﷺ کی حضوری جس مقام میں جس طرح پر اللہ تعالیٰ مناسب جانتا ہے ویسا ہی حکم فرماتا ہے اس کو سب اختیار ہے جو چاہے کرے کسی کو اس کے فعل وقدرت میں مجال دم زدن نہیں ہے۔

بیت

نہ در احکام اوست چون و چرا
نہ در افعال او چگوۂ و چند
یَفْعَلُ مَایَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ

تمت بالخیر

خدا کے فضل سے کتاب حسنات مآب "وسیلة المعاد" بعد اخذ حق تالیف ماہ صفر المظفر ۱۳۰۳ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۸۵ء مطبع نامی لکھنو (انڈیا) میں طبع ہوئی۔

O÷O÷O

الحمد للہ بطفیل سید المرسلین ﷺ اس کی دوسری اشاعت ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۳۴ھ بمطابق جنوری ۲۰۱۳ء قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (محمد عبد الاحد قادری)

☆☆☆

سرور کونین امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت
پر نظم ونثر میں لاجواب تحفہ

مولود شریف

موسوم بہ اسم

مُنیر العرش و الفرش

مصنف

حضرت خواجہ محمد شاہ الدین سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ
(المتوفی ۔ ۱۳۶۷ھ)

فہرست

مختصر حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

(از محمد بوٹا سہیل سروری قادری)

نام	محمد شاہ الدین رحمۃ اللہ علیہ
ولدیت	مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ
سن وجائے پیدائش	۱۸۶۷ء۔ رنگ پورہ سیالکوٹ
خطابات	شاہ دین، گنج فقر، بھائی
القابات	مولائے پنجاب، مولوی، صوفی، خواجہ

علم و فضل

آپ نے تمام مروّجہ علوم بشمول صرف نحو، منطق، فلسفہ، قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ میں صرف تیرہ برس کی عمر میں ہی سند فراغت حاصل کرلی۔ یہ علوم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا سیّد قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے وقت خصوصاً منشی رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ اس طرح آپ نے عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی نظم ونثر میں مکمل دسترس حاصل کرلی نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ انگریزی بھی جانتے تھے۔

سلسلہ نسب

آپ کا سلسلہ نسب اکیسویں پشت پر حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔

سلسلہ طریقت

سروریہ قادریہ

خرقہ خلافت

رہبر کامل، مرشد حق حضرت سیّد اصغر علی سروری قادری آپ آستانہ عالیہ ارتالہ شریف (کلووال) سیالکوٹ سے عطا ہوا۔

تصانیف

(۱) صلوٰۃ العارفین فی اسرار معرفت (۲) نوحہ عشاق (نوائے عشاق)
(۳) مولود شریف موسوم بہ اسم منیر العرش والفرش
(زیر نظر کتاب کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا تھا)

منظوم پنجابی تراجم

۱۔ دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ
۲۔ دیوانِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ
۳۔ دیوان سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ دیوان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
۵۔ دیوان بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ دیوان محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ دیوان حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ (تمام دفاتر)
۹۔ مثنوی بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ مثنوی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ گلشن راز محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ مثنوی بے سرنامہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ قصیدہ وحدت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۱۵۔ مناجات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
۱۶۔ مناجات خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ قصیدہ اُسرارِ حق غلام محمد صدیقی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دونوں بیویوں کو اولاد سے نوازا۔ پہلی بیوی فضل بی بی کے بطن سے ایک بیٹا عبدالرشید پیدا ہوا۔ دوسری بیوی محترمہ نور زینب کے بطن سے دو بیٹے ممتاز علی اور الطاف علی اور دو بیٹیاں خورشید اور نور

پیدا ہوئے۔

مسند نشینی

آپ نے روحانی سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے اپنی حیات طیبہ میں ہی اپنے فرزندار جمند قبلہ ممتاز علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ محترمہ نذیر بیگم کو منتخب کر لیا تھا۔ وہی آپ کے بعد آپ کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ کے روحانی سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے تاحیات کوشاں رہے اور مخلوق کی خدمت کا فریضہ چونکہ آپ کی اہلیہ محترمہ کے ذمے تھا چنانچہ وہ بھی اس فریضے کو قبلہ ممتاز علی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات کے دوران اور اُن کے وصال کے بعد تاحیات باطریق احسن انجام دیتی رہی۔

سن و تاریخ وصال

۱۰۔شعبان المعظم ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۹ جون ۱۹۴۸ء

موجودہ سجادہ نشین

صاحبزادہ سیّد انوار الحسن سروری قادری

از
محمد بوٹا سہیل سروری قادری

☆=☆=☆

قارئین ہم نے ''منیر العرش والعرش'' سے صرف (باب اوّل) یعنی حصہ اوّل کو شائع کیا ہے جس میں میلاد رسول ﷺ کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے مدلل حوالہ جات سے قلم بند کیا ہے اور دوسرے حصہ میں معراج شریف کا بیان ہے۔

محمد عبد الاحد قادری
لاہور
۲۵-۱۰-۲۰۱۱

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عید میلاد النبی ﷺ اور اس کے جواز کے دلائل

حمد باری تعالیٰ

لکھ اے خامہ حمد و ثنائے خدا — وزاں بعد لکھ نعت خیر الوریٰ
لکھ اولاد و اصحاب پر تو مدام — ہزاروں درود و ہزاروں سلام
کہاں تو ثنائے خدا لکھ سکے — کہ لا احصی جس وقت احمد کہے
کہاں تاب و طاقت ہے تحریر میں — طاقت کہاں عقل و تقریر میں
ثنائے خدائے جہاں ہو رقم — ولو کان بحر امدادا بہم

امابعدہ' ہر قسم کی حمد و ثناء اسی ذات وحدہ' لاشریک کے شایانِ شان ہے کہ جس نے انسان کو ایک حقیر چیز سے پیدا فرما کر تمام موجودات پر بزرگی عطا فرمائی اور تاجِ کرامت اُس کے سر پر رکھ کر فرمایا: وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡٓ اٰدَمَ ''اور موجودات کی تمام اشیاء کو اس کے لیے مسخر و مطیع کر دیا اور بعدہ بے شمار درود و سلام اُس فخرِ موجودات ذاتِ ستودہ صفات باعث خلق کائنات بھجوائے ''لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ'' ''شاہسوار براقِ برق رفتار بلند پرواز'' ''دَنٰی فَتَدَلّٰی ع'' ''زلت نشیں زاویہ اتصال'' فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ع'' لامہ فہامہ رموز دان'' فَاَوۡحٰی ''گنجینہ باب گوہر شفاعت'' وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ''منور سیمائے ظلمت ربا، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ موسوم باسمائے یٰسین و طٰہٰ، مصطفیٰ مجتبیٰ، نور الہدیٰ، خیر الوریٰ محبوب کبریا ﷺ کو جس نے اُمید شفاعت و سبیل ہدایت سے ہم گناہگاروں کو ممنون و مشکور

فرمایا اور جہاں جہاں صلوٰۃ وسلام آل واصحاب کبار پر وحضور ﷺ پر جنہوں نے کمال جہد وریاضت سے آئین دین نبوی کو جہات ستہ میں پھیلایا۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْں
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْں

فرمائش رسالہ میلاد النبی ﷺ

امابعدہٗ مسکین محمد شاہ الدین خلف مولانا مولوی قطب الدین امیدوار رحمت رب العالمین نے حسب فرمائش محبان خوش آئین ودلجوئیان مساکین یہ رسالہ تخلیق کر کے موسم بہ "اسم، منہر العرش و العرش" کیا اب یہ حقیر ناظمین وتمکین کی خدمت میں ملتمس ہے کہ میری اس قلیل الشعاری پر توجہ فرما کر چشم رحمت سے ملاحظہ فرمادیں اور مضمون معیوب پر انگشت نمائی سے محترز نہ ہو کر دست شفقت وکلکِ فصاحت سے اصلاح فرمادیں اور میری اس کم فہمی اور ناقص شعری پر ظرافت نہ فرمادیں۔ آمین ثم آمین

☆=☆=☆

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یا الٰہ العٰلمین ہو ملتجی تیرے حضور
صفحہ قرطاس خاطر پر ہوا ہے باغرور

شیشہ دل زنگ عصیاں سے ہوا آلود ہے
رشتہ تنویر انوار ایزدی مسدود

نامہ اعمال میرا ہوگیا ہے پُر سیاہ
کثرتِ عصیاں سے ہوں میں مضمحل اکثر الٰہ

اس علالت لادوا سے اس قدر مجبور ہوں
نام کو باقی ولے میں جان سے معذور ہوں

لاجرم تدبیر سوجھی ہے مجھے اے ذوالکرم
سیّد الثقلین کر گر نعت ہو مجھ سے رقم

ذکر گر تولید وہم معراج حضرت کا لکھو
دائما مد نظر اُمید رحمت کو رکھوں

کچھ نہیں مشکل کہ یوم الحشر ہو جنت میں جا
ہو شفیع فضل وکرم تیرے سے وہ شافع جزا

صدقہ جد حسین وحسن میں اب کر عطا
شاہدیں کو نعت لکھنے کے لیے ذہنِ رسا

ثبوت جوازِ محفل میلاد النبی ﷺ

جاننا چاہیے کہ زمانہ حال میں بعض علماء اذکار ولادت آں خواجہ کائنات ﷺ کے منکر ہیں بلکہ سامعین وفاعلین کو بجانب شرک وبدعت ظاہر کرتے ہیں یہ محض ان کی کم فہمی کا ثبوت ہے مصرعہ وجمیع العلم فی القراٰن لکن تقاصر فیه افهام الرجال اے محبان سیّد الثقلین معلوم کرنا چاہیے جو اگر ظاہر نظر سے غور کیا جائے، تو استماع اقوال ولادت حضور ﷺ سے عوام الناس کو اشتیاق دین ومحبت رسول امین پیدا ہوتی ہے کیا شرک وفسق ظاہر ہوتا ہے بلکہ جب انسان استماع قصص انبیاء علیہم السلام کے لیے محفل میلاد میں جاتا ہے تو بہت سے امور میں فیضیاب ہوتا ہے۔ اوّل تو افعال شرک وبغض وحسد ونفاق سے دل صاف وپاک ہوتا ہے۔ دوسرا چونکہ بنی نوع انسان کو اکثر شیطان

ہر حیلہ مکر و فریب سے ترغیب دیتا رہتا ہے۔ اس سے محفوظ رہ کر جملہ انبیاء کے افعال و طریق احکام ربی و تقریر و عبادات کا احوال سنتا رہتا ہے جس سے بجز حصول ہدایت و محبتِ نبوی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا جیسے کہ ذکر حضرت یوسف علیہ السلام کا جو قادر مطلق نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ جس کے استماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قدر صعوبتوں کا متحمل ہو کر صبر و استقلال کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور افعال خواہش سے دست بردار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کس قدر مدارج عطا فرمائے کہ جن پر آیات ذیل اور ماسوا ان کے اور چند آیات شاہد حال ہیں:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔

جب کہ سخت تکلیف میں مبتلا ہوا تو ہم نے اس کو حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسے ہی نیکوکاروں کو مزا دیتے ہیں۔

تو مستمع کو ضرور یہ ذکر ناصح خواہش نفسانی اور راجع بجانب استقلال ہوگا کیونکہ آیات مذکور اس کے عوض میں حکم اور علم کی جزا دے رہی ہے اگر ماسوائے نظر ظاہری کے اصول مسئلہ کی طرف خیال کیا جائے تو تب بھی کوئی بدعت لازم نہیں آتی کیونکہ بنا بر آیاتِ مذکور خداوند تعالیٰ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ایماء سورۃ جمعہ معہ چند خصال الوالعزمی کے بیان فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس نے ایک ایسا رسول انہی میں پیدا کیا جو کہ ان کو

سکھاتا ہے کتاب اور حکمت اور پڑھتا ہے ان پر آیات ورنہ پہلے وہ گمراہی ظاہر میں تھے۔“

اگر ان آیات کے مطابق عوام الناس کو اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف معہ احوال پیدائش ایک محفل بنا کر کمال تعظیم سے سنائے جائیں تو کونسی بدعت لازم آئے گی۔ یہ بالکل خام خیال ہے بیشک بعض افعال جو اکثر جہلا محفل میلاد شریف میں ترتیب دیتے ہیں ناجائز ہیں کیونکہ وہ امور مشابہ با افعالِ کفار ہیں جیسے کہ اگربتی یا عود یا صندل کا آگ پر دکھانا اور پھولوں کا کھنڈانا جو اہل ہنود کتھا کے وقت استعمال کرتے ہیں مرتب نہ کرنے چاہئیں، اگر ایسے فعال سے خوشبو کی مراد ہو تو عطریات کے استعمال کرنے سے جو کہ سنت طریق بھی ہے' اگر یہ طریق ادا کیا جائے تو اس کے استعمال سے کیا خوشبو نہیں آتی اگر بوجہ ادا کرنے تعظیم کے جو اکثر بوجہ سننے ذکر ولادت دست بستہ سب قائم ہو جاتے ہیں۔ بدعت بیان کرتے ہیں اس خیال پر کہ متوفی کو تعظیم جائز نہیں۔ تو یہ کہنا چاہیے کہ یہ تعظیم خاص کر آپ کی عظمت بوجہ عالی مراتب ہونے کے ہے اور دوسرا آپ ذات حیات النبی ہیں اور وفات باطنی سے مبرا ہیں پس کوئی بدعت لازم نہیں آتی اگر یہ کہا جائے گا کہ ہر ایک کام کا ادا کرنا اپنے اپنے محل پر ضروری ہے ہر وقت نام آں ذاتِ جامع الکمالات کے استعمال کرنے پر درود شریف پڑھنے کا حکم اور فعل مبحث پر تعظیم ضروری ہے اگر ایسا نہ ہو۔ تو ہم کو آیت

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

یعنی جس طرف متوجہ ہو اسی طرف ذات اللہ کی ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے پس ہم ہر وقت اور ہر مقام بلکہ خواب میں بھی باطہارت کامل رہنا ضروری ہے اور یہ مشکل ہے اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے آیت بالا پر یعنی نماز کی زینت وقتِ نماز پر بناؤ،

حکم فرما دیا ہے بنا بریں تعظیم آں خواجہ کائنات ﷺ از روئے عظمت ہر وقت جائز ہے اور بسبب دشواری کے زینت نماز کی طرح اپنی محفل پر ادا کرنا کوئی بدعت نہیں پس ثابت ہوا کہ تعظیم کا ادا کرنا کوئی بدعت نہیں۔

میلاد النبی ﷺ میں شرکت

بزم میلادِ نبی میں سب کو آنا چاہیے ۔۔۔ گوشِ دل سے پنبہ غفلت اٹھانا چاہیے
ہو رہا ہے ذکر احمد اور اہل بیت کا ۔۔۔ مستمع ہو کر سبھی کو فیض پانا چاہیے
جادۂ طاعت سے احمد کی کبھی غافل نہ ہو ۔۔۔ دل کو اعمال قبیحہ سے ڈرانا چاہیے
ڈال کر دل میں محبت جنت الفردوس کی ۔۔۔ نیکیوں سے رستہ جنت بنانا چاہیے
قبر میں جبکہ زندگی لیں گے ملک ۔۔۔ ان سے اپنا دامن عصیاں چھڑانا چاہیے
اے محبانِ نبی ﷺ کر کے وضو با شوق دل ۔۔۔ اس شہِ دیں پر درود ہر دم پہنچانا چاہیے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

عظمتِ محفلِ میلاد

اے سامعین باتمکین و نائبان دین متین فضائل میلاد بے حد و حساب ہیں استعدادِ بشری میں کیا مجال کہ ان کا عشر عشیر بیان کر سکے، مگر العارض متقدمین اپنی تالیفات میں بدیں تفصیل بیان فرماتے آئے ہیں کہ بہت مشاقان رسول کونین ﷺ محفل پاک کے سجانے سے عالی مراتب پائے ہیں چنانچہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں گھر گھر محفل میلاد منعقد ہوا کرتی ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ اپنی مؤلفہ کتاب فیوض الحرمین میں عظمت محفل میلاد کا بہت سا حال تحریر فرماتے ہیں جو اکثر اہل علم پر مخفی نہیں اے

عاشقانِ سید الثقلین وائے مؤمنین یہ محفل ایک سعادت دارین ہے اور وہ جلسہ ہے کہ جس کو ایام پیدائش خواجہ کائنات ﷺ سے تا حال علمائے اکرام و اولیائے عظام ہر ابلا دو قریہ کے مرتب کر کے حسنات ابدی و سعادت سرمدی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور اسناد حدیث سے ثابت ہے کہ مکان محفل میلاد شریف میں ابر رحمت برستا ہے، جس کے دیدار کو عرش عظیم بھی ترستا ہے بنا بریں اہل عرب تجدید و تعمیر مکان سے فراغت پا کر اولاً اس مکان مجددہ معمرہ میں محفل موصوف کو بنا کرتے ہیں اور تاجران ممالک عرب شریف بھی علی ہذہ القیاس ایسا ہی مال منافع سے اولاً اسی محفل کی بناء پر صرف کرتے ہیں تاکہ وہ مکان و مال محفل نورِ الٰہی ہو کر آبادی و ترقی پائے۔

حسنِ میلاد

خوشنما ہے کس قدر رُخ محفل میلاد کا ۔۔۔ پردہن ہے آب غیرت حسن سے منہ چاند کا
یہ شب میلاد افضل جوں شب معراج ہے ۔۔۔ فرق اس میں فرش ہے یہ عرش وہ جیاد کا
یمن و برکت ذکر حضرت سے مکاں آباد ہو ۔۔۔ جس مکاں میں ذکر ہو اس سید الامجاد کا
نعت خواں کہتے ہیں جب صل علی محمد ﷺ ۔۔۔ آسماں پر شور ہوتا ہے مبارکباد کا
مرحبا صد مرحبا کہتے ہیں حامل عرش کے ۔۔۔ ذکر جب پڑھتے ہیں واعظ پاک مادرزاد کا
بھیجتے ہیں اہلِ مشرف اہلِ مغرب کو نوید ۔۔۔ نور اب برسیگا باراں جس طرح مرداد کا
نیم بسمل تڑپتے ہیں شاہ دیں کے ذکر میں ۔۔۔ کس طرح دل کاٹتا ہے خنجر اس جلاد کا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

محفل میلاد کے فیوض وبرکات

مولانا مولوی جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جمع الجوامع میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک تاجر بغداد شریف میں رہتا تھا اور دائماً مال منافع میں سے محفل موصوف مرتب کرکے ذکر ولادت آں خواجہ کونین ﷺ کا حاضرین کو سناتا تھا کہ ایک روز ترتیب مذکور اس نے محفل مذکور مرتب کرکے حاضرین کو ذکر ولادت آں حضرت کا سنایا اور اس کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا اس کی عورت نے یہ حال دیکھ کر اپنے خاوند سے استفسار کیا کہ آج سوداگر کے گھر عوام الناس کا مجمع کیا ہو رہا ہے اس نے کہا کہ آج ان کے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ولادت کا ذکر ہو رہا ہے، اس لئے ہر صغیر وکبیر ہر برنا و پیر حالت ذوق وشوق میں اپنے پیغمبر کی محبت میں رو رہا ہے' اس کی بیوی آپ کے خصائل عظمت استماع کرکے عاشق زار اس گوہر نایاب کی ہو کر سو رہی خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ جناب سید عالم ﷺ کی سواری بکمال عزوافتخار سوداگر کے مکان کی طرف آرہی ہے یہ عاشقہ جو ہر سو مو سے مشتاق دیدار اس شاہ سوار برق' برق رفتار کی تھی پروانہ کی مانند اس شمع شبستان احادیث پر قربان ہو کر پاؤں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ آپ آج کس طرف قدم رنجہ فرماتے ہیں اور کس مقام کو انعام مسند نشینی کا عطا فرما کر قیامت تک محل نزول انوار الٰہی کی بنانے چلے ہیں آپ نے کمال ملاحت سے فرمایا کہ یہ جو سوداگر تیرے مکان کے پاس رہتا ہے اور علی الدوام ہمارے نام پر اپنا مال وجان قربان کرتا ہے بدیں لحاظ ہم بھی کبھی کبھی اس کے مکان پر آیا کرتے ہیں علی ہذہ القیاس آج بھی اسی کے مکان پر چلے ہی تب اس عورت زار نے اپنا جبین نیاز آپ کے قدم مبارک سے فرسودہ کرکے دعوت دین کو طلب کیا تو آپ نے اپنی زبان فصیح البیان سے اس کو سبیل مستقیم ہدایت پر قائم کرکے کلمہ توحید سکھایا اور طریق

دین خوش آئین بتا کر دولت ایمان سے مالا مال اور بشارت جناں سے خوشحال کیا۔ علی الصبح اس نے خواب سے برخواستہ ہو کر اپنے خاوند کو تمام احوال خواب وارشاد فیض بنیاد حضور ﷺ بتا کر اسے بھی دولت ایمان سے سرفراز کیا اور تمام شہر کے ساکنین کو محفل میلاد مرتب کرکے طلب فرما کر حالت خواب وذکر ولادت سید عالم ﷺ سے شاداں کیا تا کہ ہر مستمع بنا بریں محفل مرتب کرنے لگے۔ آمین ثم آمین

نظرِ رحمت

سیدالکونین جس پر نظر رحمت کرتے ہیں
ابر رحمت ایزدی اس شخص پر برسے مدام
خاص کر جس سے محبت اور الفت کرتے ہیں
خاکپائے پاک افضل کیوں نہ ہو اکسیر سے
ان غلاموں کی جو حاصل قرب خدمت کرتے ہیں
کیا تعجب گر ملیں ان کو مدارج غوثیت
صبح سے جو تا مسا تحصیل قربت کرتے ہیں
شاہ دیں کو ذوالمنن نے کیا بڑا رُتبہ دیا
جس کی خاطر عرش پر ملکوت زینت کرتے ہیں

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

برکت میلاد النبی ﷺ سے کافر کے عذاب میں کمی

کتب متقدین ورسائل متاخرین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

جب سیّد عالم ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے گلشن دنیا کو آباد فرمایا تو منادی غیب سے جہات ستہ میں آپ کے تولد ہونے کی بشارت فرمائی تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے یہ مژدہ فرحت افزاء استماع کر کے ابولہب کو مبارک دی تو ابولہب نے بہ باعث خوشخبری ولادت استماع کرنے کے ثویبہ کو آزاد کر دیا، جب وہ ابولہب اس جہان مفہوم ومعدوم میں سے کوچ کر گیا تو ایک بار اس کو خواب میں دیکھا کہ ماسوائے یوم دوشنبہ کے عذابہائے وبلا انگیز میں گرفتار ہے تو شیخ مذکور نے اس کو دوشنبہ کے روز مخلصی پانے کا موجب استفسار فرمایا تو اس نے کہا دوشنبہ کے روز خواجہ عالم ﷺ تولد ہوئے تھے اور میری کنیز ثویبہ نے آپ کی پیدائش کی مجھے نوید دی تھی تو میں نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا اور بہت خوش ہوا تھا لیکن جب آپ منزل کتب ربانی ووحی الامین ہوئے۔ تو میں نے آپ کی نبوت پر اقرار نہ کیا اور برخلاف شریعت عمل کرتا رہا اس لئے مجھ کو ماسوائے روز دوشنبہ کے دیگر ایام میں عذاب رہتا ہے اے امت احمد یہ جبکہ ابولہب جیسا منحرف بوجہ خوشی کرنے یوم تولید کے عذاب سے نجات حاصل کرے تو آپ کے امتی جو مشاقانِ محفل میلاد ہوں کب نجات اخروی سے مایوس رہ سکتے ہیں۔

آمین ثم آمین

فوارہ نور

منتشر ہر جاہ فوارہ نور ہے
محفل میلاد جائے طور ہے
فرش سے تا عرش ہے اک چاندنی
سیّد الثقلین کا سب نور ہے
صدمہ فرقت کہاں تک سہ سکے

آگئی محفل میں دیکھو حور ہے
سب ملائک عرش کے نازل ہوئے
سب کے دل میں خورمی موفور ہے
انبیاؤں کا کہاں دل رہ سکے
لا یزل کو جب خوشی منظور ہے
شاہِ دیں کی محفل میلاد کو
دیکھتے ہی عرش کا دل چور ہے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

محفل میلاد پر خرچ کی فضیلت

راویان شریں سخن وحاکیان نادرفن حضرت عیسیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک پیر زالہ ہمارے پڑوسی میں رہتی تھی اور محنت ومزدوری سے اپنا پیپ پالتی تھی چونکہ قضاوقدر کی تقدیر سے کسی کو چارہ نہیں اپنی عمر بسر کر کے دارالبقا کو رحلت کر گئی ایک روز اس کے فرزند نے اس کے مال مقبوضہ میں سے ایک دینار پایا تو اس سعادت کیش دوراندیش نے اس دینار کو کسی ایسے مقام میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا کہ جہاں اس پیرزالہ کو عاقبت میں فائدہ ہو، ناگاہ ایک روز وہ جوان ایک محفل فقراء میں کہ جس جگہ ذکر ولادت سید عالم ﷺ ہو رہا تھا جا نکلا اور باخلوص وحضور دل ایک گوشہ میں معتکف ہو کر استماع کرنے لگا جب بعد اختتام محفل رات کو اپنے گھر آ کر سو رہا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ میدانِ محشر قائم ہے اور منادی غیب ہر ایک کو واسطے فیصل حساب وکتاب کے پکار رہا ہے جب نوبت ان فقراء کی پہنچی

تو مناوی نے کہا کہ مرحبا یا اہل الفقراء آئیے آپ کے واسطے یہ باعث کثیر عبادت الٰہی
کے وترتیب محفل میلاد کے ذوالجلال نے کس قدر مساکن عالی شان کہ جن کے پیش
وپس گونا گوں چمنستان و بوقلموں خوش عنوان قاقسام رضوان وغلمان کمر بستہ ہاتھوں
میں زریں طبق پر لعل وجواہر ومرصع جام مملو بہ شیر وشیراب پکڑے ہوئے خدمت کے
واسطے قائم ہیں ایجاد فرماتے ہیں تب ہم سب اہل محفل منادی غیب کے ہمرہ درگاہ
ربانی سے منعم ہوکر مکان ہائے موصوف میں قائم ہوئے تو میں نے ایک بینظیر محل
میں جانے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے میرا دامن پکڑ کر کہا کہ اس قدر زیب وزینت کا
مقام اس شخص کا ہے کہ جس نے باشتیاق دل نقد زرخرچ کرکے محفل میلاد کو مرتب
کیا تھا اور یہ جو اس کے گردونواح میں محل ہیں یہ سب سامعین کے ہیں تمہارا مکان وہ
ہے جب اس کے گردونواح میں محل ہیں یہ سب سمعنی کے ہیں تمہارا مکان وہ ہے جب
صبح ظاہر ہوئی تو اس محفل میلاد کو عظمت عالیہ ونعمت فاخرہ سمجھ کر میں نے وہ دینار اسی
جگہ خرچ کرنے کا ارادہ کیا اور محفل میلاد مرتب کرکے حاضرین کو ذکر پیدائش
حضور ﷺ کا سنایا راوی تحریر فرماتا ہے کہ وہ جوان جب رات کو محفل موصوف سے
فراغت پاکر سورہا تو خواب میں بعینہ بدستور ماسبق کیا دیکھتا ہے کہ اس کی والدہ ایک
محل میں باکمال عزوافتخار ایک تخت مرصع پر گوہر پر بیٹھی ہے اور گرداگرد صدہا غلام
رضوان وغلمان وچندیں زنان نیکوصورت وزیبا طلعت دست بستہ خدمت کے واسطے
قائم ہیں اور سامعینوں کے مکان بھی بطریق بالا مرتب ہیں تب اس جوان نے اپنی
والدہ کو ایسے معزز مرتبہ پر دیکھ کر سجدہ شکر یہ ادا کیا سبحان اللہ کیا شانِ امت احمدی کا
ہے۔

آمدِ نور الہدیٰ

دماغ اہل محفل میں یہ خوشبو کی کس صبا کی ہے
معنبر گیسوئے مشکیں صنم خیر الوریٰ کی ہے
فوار نور کا چھڑکا ہوا ہے جائے محفل میں
خصوصاً پیش قدمی آمد نور الہدیٰ کی ہے
کیا سوندھی یہ خوشبو خاک محفل سے نکلتی ہے
کہ عزت جنت الفردوس اور عرش العلا کی ہے
مسخر حور ہو جس حسن سے وہ نورِ احمد ہے
دے وہ بھی مکاں جس میں ولادت مصطفیٰ کی ہے
ضیائے نور محفل ہے کہاں تک منتشر عالم
کہ کل ابلاد سے ظاہر فغاں معجز نما کی ہے
کسی نے خاکپائے شاہِ دیں کو گر نہ سونگھا ہو
وہ سونگھے مشک وعنبر جو مثال اس خاکپا کی ہے
سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

نبی آخر الزمان ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی محبت

دبیرانِ خوش قلم ومحرران صداقت رقم اس روایات کو صفحہ ہستی پر اس طرح تحریر
کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مدت مدید وعرصہ بعید مقتضی ہونے کے عبد
بہ کمال درد وفرقت وہجرت یوسف علیہ السلام سے ملاقی ہوئے تو جوش محبت میں اس

قدر روئے کہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑے اور ملاقی ہونے کی خوشی کے جوش میں غش کھا گئے تو حاملانِ عرش و مقربانِ ذاتِ احدیت نے یہ معاملہ ملاحظہ فرما کر درگاہ صمدانی میں درخواست کی کہ یا ذوالجلال اس قدر محبت کی ذی روح کو ماسوائے ان دونوں کے کبھی نہیں ہوگی فرمان ہوا کہ اس سے زیادہ کئی ہزار درجہ مجھے امتیان نبی ﷺ آخر الزمان سے ہے جو کہ مطیع میرے محبوب کے ہر امر و نہی ہیں۔

بانیٔ اسلام

حضرت خیر الوریٰ ہے بانیٔ اسلام کا
جوش زن ہے ایک دریا دل پہ جس کے نام کا
ہو رسول ﷺ پاک سے کس کو مجال ہمسری
جب ضیاء شمس و قمر میں ہوا نہیں کے نام کا
حسن یوسف ہستی و مفہوم پر ہے مشتہر
لیکن اک ذرہ ملا ہے اس کو ان کے فام کا
کیا مری طاقت کے دوں مشک ختن سے التیام
ذرۂ ناچیز ہے وہ گیسوئے مشام کا
سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

رحمت نبوی ﷺ کا حال

روایانِ صداقت کیش و مخبرانِ صدق اندیش اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب طوقِ لعنت ابلیس کی گردن میں ڈالا گیا تو بحکم یزدانی ایک فرشتہ ہر روز ایک وقت معینہ پر رجیم مذکور کو ایک طمانچہ اس شدت غضب سے مارتا تھا کہ اس کی ضرب کے درد سے دوسرے وقت معینہ تک لوٹتا رہتا تھا جب ظہور خواجہ کونین ﷺ کا روئے زمین پر ہوا اور اس محبوب کبریا کو خلعت ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ''۔ یعنی نہیں بھیجا تم کو یارسول اللہ مگر رحمت دونوں جہانوں کے لئے کا پہنایا گیا تو ابلیس خبیث نے درگاہ لایزالی میں استغاثہ کیا کہ اے خلاق مطلق جبکہ آپ نے اپنے حبیب کو دونوں جہان کی رحمت کے لقب سے نامزد فرمایا ہے تو میں بھی دونوں جہان میں ہوں، مجھے بھی اس کی رحمت سے سرفراز فرما، تب خداوند نے اپنے محبوب کی عظمت کے صدقہ میں اس روز سے ضرب طمانچہ معاف فرمائی اے عاشقین جمال محمدی ﷺ جب شیطان بھی آپ کے امید رحمت سے ناامید نہ رہا تو ان شاء اللہ امت احمد ﷺ یہ کب محروم ہو سکے گی۔

اسم کھودا ہے خدا نے ہر جبیں پر آپ کا

کون ہمسر ہے بھلا روئے زمین پر آپ کا
اسم کھودا ہے خدا نے ہر جبیں پر آپ کا
ہوگیا عالم دو بالا سے ترا رتبہ بلند
نور داخل جب ہوا قمر المبین پر آپ کا
حکم تھا حضرت سلیمان کا تمام اقوام پر

اس لئے جب اسم تھا اس کے نگیں پر آپ کا
ہوں ترا اے شاہ دیں وصاف جب تک جان ہے
دست شفقت ہو بقا خاطر حزیں پر آپ کا
سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

سفینہ نوح پر اسم مبارک سیدنا و مولانا محمد ﷺ

راویان ہزار داستان و مخبران نادر بیان سے مروی ہے کہ جب طوفان خیزی کی خبر حضرت نوح علیہ السلام کو دی گئی اور کشتی بنانے کا ارشاد ہوا تو بحکم قادر مطلق حضرت نوح نبی علیہ السلام نے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختہ تیار کر کے کشتی مرتب کی اور ہر ایک تختہ پر ترتیب نزول انبیاء سے بالترتیب سب کے اسم مبارک رقم فرمائے لیکن جب دوسرے روز ملاحظہ فرمایا تو کل اسمائے گرامی کو تختوں سے نابود و بالکل مفقود پایا تو حیران ہو کر اس متعجب معاملہ کو کسی اپنے فعل قصور یہ پر نامزد کر کے درگاہ ربانی سے معافی طلب فرمائی اور مغالطہ کا مقر ہو کر کمال عجز و نیاز سے استغاثہ کیا تو فرمان ہوا کہ جس طرح ابتدائے تحریر میں میرا نام اوّلاً پیشانی پر تحریر کیا ہے علی ہذا القیاس اخیر پر میرے محبوب محمد الرسول ﷺ کے نام سے اختتام کر تب بحسب ارشاد لایزال حضرت نوح علیہ السلام نے دوبارہ بالترتیب اسم ہائے گرامی کو تحریر فرما کر سفینہ کو مرتب کیا تو تب بھی چار تختے خالی رہے تو درگاہ صمدانی میں پھر بعد مناجات کے التجا کی ان تختوں پر کون سے بزرگوں کے نام تحریر کیے جائیں تو حکم ہوا کہ ان پر میرے محبوب کے جو چار یار ہیں جو اس کے ہر وقت مونس و غمگسار ہونگے ان کے نام تحریر کرتا کہ یہ کشتی ساحل نجات پر پہنچے اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اصحابوں کے نام تحریر فرمائے تو منادی غیب نے مژدہ

پہنچایا کہ یَا نُوْحُ الْاٰنَ تَمَّتْ سَفِیْنَتُکَ یعنی اے نوح اب تیری کشتی قائم ہوئی۔

کلمہ احمد

سر کے بل با چشم دل جو آستاں پر آگیا
کیا نصیب اچھے کہ وہ باب جناں پر آگیا
ہوگیا امید رحمت ایزدی سے ممتلی
کلمہ احمد ﷺ شفیع جس کی زباں پر آگیا
ہوگیا تیراک وہ دریائے وحدت میں کمال
جس کا دل عشق محمد ﷺ میں فغاں پر آگیا
کیا شب معراج کو رتبہ اسے حاصل ہوا
دست قسمت خواب میں جس کا عناں پر آگیا
حاملانِ عرش تھے پڑھتے تمامی مرحبا
جبکہ براق محمد ﷺ لامکاں پر آگیا
پیروی احکامِ شاہ دیں ہوئی جس کے نصیب
نجم رحمت مغفرت اسکا عیاں پر آگیا
سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے متعلق وصیت

مشائخان اہل یقین و راویان صدق آگین روایت ذیل کو بدین مضمون صفحہ روئے زمین پر مشتہر کرتے ہیں کہ وفات وقت حضرت آدم صفی علیہ السلام نے حضرت شیث

علیہ السلام کو بعد چند وصیتوں نور خواجہ عالم ﷺ کی بکثرت تاکید فرمائی کہ ایسا نہ ہو کہ تم سے کوئی حرکت ناشائستہ سرزد ہو کہ جس سے تعظیم عظمت نور محمدی میں نقصان پیدا ہو حضرت شیث علیہ السلام نے بوجہ کمالیت تاکید کے سید عالم ﷺ کا مدارج کا اندازہ حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت فرمایا آپ نے بیان کیا کہ آپ کے عالی مدارج کا قدر تو بجز ذات لایزال کے اور کوئی نہیں جانتا اما آپ کی ذات میں چھ اوصاف زیادہ ہیں۔

اوصاف امت مصطفیٰ ﷺ بزبان حضرت آدم علیہ السلام

اوّل:

یہ کہ مجھ کو خلاقِ اکبر نے بہ موجب ایک معصیت کے دارالخلد سے خارج فرمایا لیکن ان کے امتی بحالت ہزار ہا گناہوں کے اللہ کے رحم و فضل کے ذریعے سے جنت میں داخل ہو گئے۔

دوئم:

یہ کہ میں بباعث ایک بے فرمائی کہ حواہ علیہا السلام سے جدا ہوا لیکن امت احمد ﷺ یہ بوجہ ہزار ہا عوارضات گناہوں کے محبوبوں سے کبھی جدا نہ ہوگی۔

سوئم

یہ کہ میں بالعوض ایک گناہ کے ملقوب بہ لقب بے فرمانی جملہ خلائق میں ہوا لیکن امت محمدی ﷺ کے ہزار ہا عصیان خداوند پوشیدہ فرمائے گا۔

چہارم

یہ کہ میں سہ صد سال کمال زاری و فریاد سے شب و روز "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ

لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ"۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے وجودوں اپنے پر ظلم کیا اگر تو رحم اور بخشش نہ فرمائے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے پڑھتا رہا تو توبہ قبول ہوئی، لیکن امت نبوی ﷺ کی توبہ محض خاطر سے قبول ہو جائے گی۔

پنجم

یہ کہ مری توبہ عرفات پر جا کر قبول ہوئی۔ ان کی توبہ بمکان گناہ قبول ہو جائے گی۔

ششم

یہ کہ ہم کو خداوند نے ایک گناہ کے معاوضہ میں فی الحال برہنہ کر دیا کہ کوئی مکان پوشیدہ ہونے کے لئے نہ ملا۔ لیکن امت مذکور کبھی خواہ کس قدر گناہ و عصیان میں مبتلا ہو برہنہ و شرمسار عالم دنیا میں نہ ہوگی۔ سبحان اللہ قبل از ظہور آپ کے اعجاز نامزد ہو چکے ہیں۔

یزداں کا فضل

امت احمد ﷺ پہ کیسا فضل ہے یزداں کا
کیوں نہ ہو محبوب ہے وہ خاص کر صمدان کا
امت احمد ﷺ نبی کو یوم محشر ہولقا
اس لئے مہدی بنا عیسیٰ مؤخر آن کا
کلمہ توحید میں شامل ہو جب اسم نبی ﷺ
کیا کریں اندازہ معلم عزت سبحان کا

جبکہ ہو قلم قدر کو لایزل سے حکم ادب
کس قلم سے اب لکھوں میں اسم عالیشان کا
شیث کو حضرت صفی واصی ہوئے وقت نزع
محترز ہر وقت رہنا نور ذی الایمان کا
مجھ سے چھ اوصاف ہیں امت نبی ﷺ میں بیشتر
شاہ دیں پر بے عدو ہے فیض اُس منان کا
سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

حضور ﷺ کی امت سے محبت کا انداز

راویانِ طوطی گفتار وثناء گویان صداقت شعار اس کہنہ بیان کو سرِ صفحہ اظہار پر بدیں وجہ رقم فرماتے ہیں کہ یوم الحشر نبینا وشفیعنا ﷺ امتیان اپنے کو مادر مشفقہ کی طرح اُمتی اُمتی کرتے ہوئے تاج شفاعت وکرامت کا پہن کر میدانِ محشر میں تجسس فرماتے پھریں گے جب اپنے تمام امتیوں کو لوائے حمد کے نیچے جمع کر لیں گے، تو خداوند حقیقی کے روبرو فیصل حساب وکتاب نامہ اعمال کے واسطے کے مقبولان وعابدان وزاہدان برگزیدہ کرکے لے جائیں گے' تاکہ بے فرمانوں اور معاصیوں کے لے جانے سے اوّل تو شرمساری حاصل ہوگی بعدازاں آپ کا یہ خیال مبارک ہوگا کہ میرے ضعیف امتی بوجہ کثرت عصیان کے سزاوار جہنم نہ ہو جائیں' تب لایزال سے آواز ہوگا کہ اے میرے حبیب! یہاں حساب کتاب معاصی لوگوں کا ہے۔ یہ لوگ تو اوّلاً مطیع وفرماں بردار ہیں تب خواجہ عالم ﷺ غم امت میں آبدیدہ ہوکر مستغیث بدرگاہ یزدانی ہوں گے کہ اے ذوالجلال والاکرام مجھے تیری آستانِ کبریائی میں یہ امید نہ تھی کہ میری

امت مذنبہ کی اس قدر تفتیش فرمائی جائے گی تب ہاتف سے آواز ہوگی کہ اے میرے حبیب میں تیری امت مذنبہ کے گناہوں کا حساب اس لئے طلب کرتا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ میری امت اس قدر عصیان میں مبتلا ہے اور جب حسب فریاد تیری شفاعت مغفور ہوگی تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ پر کس قدر رحم فرمایا ورنہ تیری امت سے چنداں حساب کتاب کی ضرورت نہ تھی ہم کو بہرحال تیرا پاس خاطر ضروری ہے الحمدللہ کہ ہم مذنبوں کو خداوند تعالیٰ نے امت نبوی میں پیدا کیا' اور صد ہزار شکر کہ ایسے شفیع ﷺ کے گروہ میں پیدا ہوئے۔

آمد آمد

جس طرف مائل محمد ﷺ ہوگیا — وہ بشر فاضل و جید ہوگیا
خوف ہو نار جہنم سے کیا — جب ہمارا وہ موید ہوگیا
ہوگئے بطحا و یثرب نور و نور — جبکہ وہ سرور ﷺ تولد ہوگیا
بڑھ گیا رُتبہ زمیں کا عرش سے — شہر مکہ میں ممجد ہوگیا
کیا فضائے خوشگوار آنے لگی — وقت آمد جبکہ احمد ﷺ ہوگیا
شاہ دیں کے شوق میں ہر نفس سے — شور برپا آمد آمد ہوگیا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گناہ گار امتی کی بخشش

صادقانِ خدمت گزار ومداحات عقیدت شعار ایں کہنہ داستان کو مطلب اظہار پر بدیں احوال بیان کرتے ہیں کہ زمانہ رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ایک شخص

نہایت فجار بدکردار کہ جس کا ایک ادنیٰ وقت بجز افعال بد کے خالی نہ گزرتا تھا کسی شہر میں اس دنیا سے عالم عقبیٰ کو رحلت کر گیا عوام الناس نے بہ حیثیت کمال معاصیت کے اس کو بلا تدفین و تکفین و جنازہ ایک خراب و خستہ خندق میں پھینک دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی الہام ہوا۔ کہ ہمارا ایک دوست خالص فلاں شہر میں فوت ہو گیا اور خلائق نے اس کو بدافعال سمجھ کر ایک خندق خرابہ شہر میں ڈال دیا ہے فی الحال اس کو جا کر خندق سے نکال۔ اور بعد ادائے طریق تدفین و تکفین وصلوٰۃ جنازہ اس کو قبرستان میں باصد تعظیم دفن کر دے تب اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں فائز ہو کر مخلوق کو جمع کر کے ترتیب وار احسن وجہ سے تعمیل حکم ربانی ادا کی جب تکفین و تدفین سے فراغت حاصل کر چکے تو عوام الناس نے متحیر ہو کر باعث برخلاف عمل شریعت کا استفسار کیا یعنی شریعت میں ایسے بدافعال کا مرنے کے وقت کوئی کام تدفین حسب شریعت بجا لانا منع ہے تو آپ نے امورات تدفین کو حسب شریعت ترتیب وار کیوں ادا فرمایا ہے۔ آپ نے بیان فرمایا جس وقت اس شخص مرحوم کا وقت نزع قریب آیا تھا تو مغفور مذکر نے درگاہ لایزال ذوالجلال میں باکمال عجز و نیاز و حضور دلِ پُر نیاز سے استغاثہ یہ کیا تھا کہ اے ارحم الراحمین میں جانتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس کے ذریعہ سے مجھے نجات اُخروی حاصل ہو لیکن یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیری ذات لاابالی ہے اور جو تیری طرف رجوع کر کے اور حضور دل سے توبہ کر کے پشیمانی اٹھاتا ہے اور پھر کبھی وہ کام عمل میں نہ لائے جس سے توبہ کی گئی ہو۔ تو تُو وہ رجعت اور قبول فرما کر ظل رحمت میں اس کو مطمئن کرتا ہے پس میں اپنے کیے ہوئے پر پشیمانی اٹھا کر بکمال تضرع و خشوع سے توبہ کر کے اقرار کرتا ہوں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے اور مستغیث ہوں کہ اگر مجھ کو بوجہ معاصیت کے جہنم میں ڈالا گیا تو شیطان خوش ہوگا اور تیرے اس محبوب کو کہ جس کے واسطے یہ کون و مکان لکھا

فرمائے ہیں، ناراضگی ہوگی اور اگر مجھ کو اپنے فضل و کرم سے جنت میں برقرار فرمایا تو شیطان مندوم و مغموم ہوگا۔ اور تیرا حبیب خوش ہوگا، پس اگر تجھے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شادمانی منظور ہے تو مجھے بذریعہ اپنے فضل کے جنت کے لائق فرما اور اگر برخلاف اس کے شیطان کی رضامندی مرغوب ہے تو اختیار بدست مختار۔

پس اے مومنین خداوند حقیقی کو اپنے محبوب کی خوشنودی منظور تھی اس کی بخشش اس کے ذریعہ سے یعنی نبی آخر الزمان ﷺ کے وسیلہ سے مقبول ہوئی اور توبہ قبول ہوئی اور عاقبت بالخیر ہو۔ لہٰذا مجھ کو بذریعہ وحی ربانی اس کے تدفین و تکفین کا فرمان آیا تھا پس خوشحال امت احمد ﷺ نبی کہ جس پر خداوند تعالیٰ نے ایسا رضامند ہے۔

مہ لقائے دلبراں

جز ترے اے مہ لقائے دلبراں — کس کا ہے مداح خدائے دو جہاں
جالسِ عرش خدائے بیگماں — کون ہے شافعِ جزا تیرے سوا
جز ترے اے خوش فضائے عاشقاں — آگئے کس کے تہِ پا آسماں
سجدہ ایک خدائے عالماں — وقت پیدائش کیا کس نے ادا
کون جائے ماورائے سروراں — زندگی میں جنت الفردوس ہیں
جز ترے صاحب لوائے امتاں — سیّد الثقلین ہے کس کا لقب
جز ترے شافع جزائے عاصیاں — کتف پر مُہر نبوت کس کے ہے
مجمع اوصافہائے انبیاں — بے مثال بیچون ہیں تو حُسن میں
جز ترے اے دلفزائے عاجزاں — قاب قوسین تک ہوا کس کو وصال
کس نے جز تو دلربائے مُرسلاں — کر دیا دو پارہ ایما سے قمر

اے شہِ شاہاں شہنشاہ شاہِ دیں   جانِ جاناں جانہائے دو جہاں

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن

باعث ظہور نور برزمین من وجہ تنازع مابین ارض وسما

اے سامعین وتمکین وعاشقین خاتم النبیین والمرسلین روایان رطب اللسان و حاکیانِ فصیح البیان اس داستانِ نادر بیان کو سردفتر قلب الانسان پر اس طرح عیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے باارادۂ لم یزلی وبایمائے کن فیکون زمین وآسمان کو ایجاد فرمایا: تو مابین زمین وزمان کے تنازع ہوا۔ آسمان بوجہ کمال رفعت کے زمین سے گویا ہوا کہ اے زمین قادر مطلق نے مجھ کو بہ نسبت تیرے درجہ بلندی کا عطا فرمایا ہے اور برترین مخلوق قرار دیا ہے۔ زمین نے کہا حیف تمہاری بلندی وخود پسندی پر کہ یہ جو تمہاری رفعت خود بخود غرور پر دال ہے۔ آخر الامر اس کا نتیجہ حقیقت میں عزت پر مآل ہے بعد باکمال غرور پھر بزبان خود اپنی تعریف اور بھی بدحال ہے اگر ایسا ہے تو عنقریب ان شاء اللہ صفتوں سے نزول ہے دیکھ گو میں ایک ناچیز حقیر خاک ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ خوبیوں سے موصوف ہوں مگر تیری طرح اس قدر مفخر ومعزز ہونے سے گریز کر کے افتخار وغرور نہیں کرتی ورنہ جو اوصاف خداوند نے مجھ کو عنایت فرمائے تجھے ان کی خوشبو بھی نہیں پہنچی۔ اوّل تو لایزال نے مجھ عاجزے سے نبی آدم کا قالب ایجاد فرمایا کہ جس کی صفت خداوند تعالیٰ نے آپ اپنے کلام پاک میں بیان فرمائی۔ وخلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یعنی پیدا کیا ہم نے آدمی کو ایک بہت اچھی قوام میں۔ بعدۂ اسی انسان کے لیے وہ مدارج مقرر کیے کہ جن کے نام ولایت وغوثیت نبوت ورسالت ومحبوبیت وشہادت سے نامزد کر کے آیات مفصلہ

ذیل سے علیحدہ علیحدہ معہ مدارج تفصیل وار مشکور وممنون فرمایا:

ان المتقین فی ظلل و عیون و فاکہ مما یشتھون۔

ترجمہ: تحقیق پرہیزگار بیچ سایوں وچشموں ومیووں کے آباد ہوں گے۔ جن کی ان کو اشتیاق ہوگی۔

اور دوسری آیات میں کس قدر نعمتوں سے سرفراز فرمایا:

علیھم ثیاب سندس خضر و استبرق وحلوا ساور من فضۃ و سقاھم ربھم شراب طھورا۔

ان لوگوں پر کپڑے سندس واسبرق کے ہونگے اور پہنیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے گا ان کو ان کا ربّ شراب پاک۔

اور شہداء کو یوم الحشر تک ممات سے اپنے کام مجید میں ثبوت فرما کر نجات دی اور کہا:

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون۔

ترجمہ: ان لوگوں کو جو رستہ خدا میں قتل ہوئے مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

اور ماسواء اس کے تمام قرآن شریف وعدہ جنت میں متقیوں کے لیے مملو کر دیا ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں اور دیکھ مجھ عاجزہ سے اس میں پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا مایہ وخمیر خداوند نے تیار کر رکھا ہے کہ جس کی خاطر میرا اور تمہارا بود ہونا ثابت ہوتا ہے اور جس کی شان میں تمام کلام مجید نازل ہوا تو پھر تمہارا اس قدر فخر کرنا بیجا ہے آسمان ایسے ثقیل جواب استماع کر کے کمال جوش وخروش سے گویا ہوا کہ یہ جو مدارج تو نے بیان کیے

ہیں تجھ سے مخلوق شدہ کو تو یوم الحشر عطا ہوں گے اور اب تمہارے سے ایسے بھی ہیں جو جہنم میں گرفتار ہوں گے۔ اور جن کو عذابہائے جانگداز میں رہنے کے لیے یوم الخلود کا لفظ بولا جائے گا۔ اور وہ بھی تو تیرے ہی وجود سے ہوئے ہوں گے۔ جن کے حق میں آیات ذیل او ماسوا اس کے اور چند آیات شاید حال ہیں

فی نار جهنم خالدین فیها ولهم عذاب الحریق۔

وہ لوگ بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہیں گے بیچ اس کے اور واسطے ان کے عذاب جلانے والا ہوگا۔

یہ تو تمہارا فخر ناجائز ہوا دیکھ مجھ کو خداوند نے بہر حال اپنے کلام پاک میں ''والسماء رفعها'' اور آسمان بلند کیا اس نام سے نامزد کیا ہے تب زمین نے کہا: اگر تم آیت مذکور سے خدا کی طرف سے ہر وقت کی بلندی سے موصوف ہو تو مجھے بھی خداوند نے آئت ذیل کے اوصاف سے مخصوص کیا ہے کہ

والارض مددناها والقینا فیها رواسی وانبتنا فیها من کل زوج

ترجمہ: زمین کو ایسا فراخ بنایا اور اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر قسم کے نباتات سے زوج پیدا کیا جب آسمان نے زمیں سے یہ دل پسند جواب اسماع کیا تو کہنے لگا کہ میری سرشت میں انوار ایزدی ہیں زمین بولی مجھ میں اسرار پوشیدگی ہیں۔ آسمان نے کہا: مجھ پر کواکب درخشاں وشمس وقمر تاباں مصوف باوصاف آیت ذیل موجود ہیں کہ:

وجعل القمر فیهن نوراً وجعل الشمس سراجًا۔

بنایا ہم نے چاند کو جو اس میں نور ہے اور بنایا سورج کو ایک چراغ'

یہ جواب جب زمین نے استماع کیا تو کہنے لگی اگر تیرا وجود نجوم سے مزین ہے تو

میرا وجود خداوند نے گوناگوں چمنستان و بوقلموں گلہائے خنداں سے ایجاد فرمایا ہے۔

آسمان کہنے لگا کہ میرے نزدیک تیرا کیا مرتبہ ہے میرا نام قلعہ فلک مقام حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل وحضرت اسرفیل وکمین حضرت عیسیٰ بن مریم وحضرت ادریس ہیں اور وہ جو گلہائے خنداں تیرے وجود میں نمایا ہیں ان کی زیبائش میرے ذریعہ سے ہے کیونکہ خداوند فرماتا ہے:

ونزلنا من السماء ماء فانبتنا به جنات و حب الحصید۔

ترجمہ: ہم نے آسمان سے پانی اتارا' پس اس سے باغ و دانہ کاٹنے والے پیدا کیئے۔

جب زمین نے یہ جواب دندان شکن آسمان سے گوش کیا اور اپنے اوپر کسی معزز و مکرم شخص کی رہائش نہ دیکھی تو کئی ہزار سال کمال ندامت سے سرنگوں ہو کر بارگاہ ربانی مستغیث رہی اور بدین مضمون فریاد کرتی رہی۔

اے خدا دو جہاں اے ذوالجلال و کبریا — خالق ارض و سما شاہنشہ ہر دوسرا
ہے کہاں ممکن کہ مجھ سے ادا تیری ثناء — جس طرح اپنی ثنا کو تو نے قرآں میں لکھا

ہے یہ واجب چپ رہوں اللہ اکبر ہی کہوں
درگہِ عزّ و علا میں عاجز واحقر رہوں

ہے تجھے شایاں کہ شاہوں کو کرے یکدم گدا — بخشے سلطانی گداؤں کو ز افضاں علا
آسماں ہے طعنہ زن مجھ پر بصد جور و جفا — نامزد کرتا ہے مجھ کو عاجز واحقر گدا

حال پر میرے عنایت ہو اگر غفار کی
دور ہو جائے یہ نخوت آسماں مکار کی

مجھ کو وہ رتبہ ملے جو آسماں روتا رہے — اشکِ حسرت سے غرور نفس کو دھوتا رہے

آبرو حسد و عداوت کے سبب کھوتا رہے   منتظر دیدار کا میرے سدا ہوتا رہے

تا کہ میں بھی طعن سے اس کو کروں نادم مدام
تب غبار خاطر مغموم نکلے گا تمام

جب یہ استغاثہ زمیں مستغیث کا درگاہ ربانی میں مستجب ہوا تو ذوالجلال نے اپنے حبیب مجیب محمد الرسول ﷺ کو روئے زمین پر ایجاد فرمایا۔ تو زمین نے بہزار ناز و افتخار کثرت شادمانی سے سہ چند اپنے قدر سے بالا ہو کر آسمان سے بصد طعن یہ مضمون کہا۔

نور گیتی

سچ بتا اے آسماں اب کس کا رتبہ ہے بلند   کون ہے کونین میں مجھ سے زیادہ تر بلند
اب کہاں تیرا وہ درجہ جو تجھے تھا ارجمند   کس پہ ہے پیدا ہوا یہ نور گیتی دل پسند

اب یہ لازم ہے کہ اک چلو میں ہو مغروق تو
تا قیامت پھر کبھی ایسا نہ ہو منطوق تو

اب کہاں تیرے تمامی عرش و کرسی کے مقام   ہے کہاں قلعہ فلک جائے ملک تیرا وہ نام
افتخار چمک و دمک و جھلک کا تیرا مقام   اب بتا جبرئیل و میکائیل کے عالی مقام

نور تو کون و مکاں کا مل گیا سارا مجھے
رہ گیا تو پیٹتا روتا ستاتا تھا مجھے

اے سامعین باتمکین نور المبین و عاشقان رسول التکوین و شہیدان انوار احمدی و شیفتگان گیسوئے محمدی ذرا شیشہ دل کو زنگ غفلت سے مصقلہ شوق کے ساتھ صیقل کرکے اس محفل کو زینت بخش روح قدسیاں و مژدہ دہ نعت خوانان خوش الحاناں میں آ

کر جشن میلاد کو رونق بخشو اور سنو۔

محفل ہے احمدی

اخبار دیدو آج کہ محفل ہے احمدی ﷺ   یا آتی ہے آج ذات ہے لولاک امجدی
امت نبی کو مژدہ سناتے ہیں سرمدی   جنت کی سیدھی راہ بتاتے ہیں مہدی

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

جو عاشقان حضرتِ خیرالانام ہیں   یا نائبان سرورِ ذوالاہتمام ہیں
جو سامعین ذکر ذوی الاحترام ہیں   آجائیں چلیئے آج سعادت کے جام ہیں

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

ہیں شائقین جو کہ جمالِ محمدی ﷺ   اور عاشقان کمالِ محمدی ﷺ
اور واصفانِ وصفِ خصالِ محمدی ﷺ   آ جائیں پائیں آج وصال محمدی ﷺ

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

آ جائیں جن و انس ملائک کو دو خبر   نوح و شعیب عیسیٰ و موسیٰ کو دو خبر
کنعاں میں جاکے سرورِ خوباں کو دو خبر   عرب و عجم میں سب بنی آدم کو دو خبر

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

روئے زمیں سے آتے ہیں دیکھو سبھی چلے   عرب و عجم سے دیکھئے یک دم سبھی چلے

صحرا سے وحشی طیر ہوا سے سبھی چلے　　عشاقِ نور سرور امجد سبھی چلے

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

اس بزم کا ہے آج جہاں میں فغاں ہوا　　الیاس وخضر اپنے مکیں سے رواں ہوا
سدرہ سے جبرائیل بھی میلاد خواں ہوا　　جنت سے رضواں کے آن کے قربان جاں ہوا

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

لو انتظاری آج حبیب قدیر ہے　　ہر وقت ہر گھڑی جو بشیر ونذیر ہے
کون و مکاں میں کوئی نہ ایسا امیر ہے　　محفل میں آنے والوں کا جود دستگیر ہے

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

اعلیٰ نصیب ہوگا جو محفل میں آئے گا　　حاصل وہ دین ودُنیا وعقبیٰ لے جائے گا
اس کے سوا وہ دولتِ دیدار پائے گا　　حل ہوگی مشکل اس کی جو مشکل لے کر آئے گا

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

دیکھو مقام عرش سے تا فرش باالعوام　　ارواح انبیائے مقدس کا اژدہام
ملکوت بھی ہیں داخل بصد سلام　　محفل میں آج نور خدا کا ہوا مقام

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

میلاد ایسی جا ہے کہ جس کا بیاں نہیں　　تحریر میں قلم کو بھی تاب وتواں نہیں

تعریف میں زبان بھی قابل بیاں نہیں　　لیکن سمع کے اجر کا کوئی کراں نہیں

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

یہ محفل میلاد حبیب خدا کی ہے　　اس نونہالِ گلشنِ جودوسخا کی ہے
مشکل کشا و خیرِ اُمم مجتبیٰ کی ہے　　اس شاہِ دین شافع یوم الجزاء کی ہے

آ جاؤ مفت نعمتِ خوانِ کریم ہے
محفل میلاد سرور مسکیں یتیم ہے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

نورِ محمد ﷺ کا بیان

راویانِ شیریں سخن وحاکیانِ نادرفن سے مروی ہے کہ ایک روز نبینا وشفیعنا ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ تمہاری عمر کس قدر ہے' اس نے کمال ادب ولحاظ سے سرنگوں ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میری عمر بجز خدائے علیم کے کوئی نہیں جانتا' لیکن مجھ کو معلوم ہے کہ جب ایزدمتعال سے مجھے خلعتِ وجود مرحمت ہوا تو ایک ستارہ کئی سوسال کے بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اس کو کئی سوبار دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب وہ ستارہ کبھی اپنے مطلع پر ظاہر ہوا ہے یا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب کبھی نہیں دیکھا آپ نے اظہار فرمایا کہ وہ میرا ہی نور تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ہنگامِ ظہور وجود اپنے کے لایزال سے عرضاً استفسار کیا تھا کہ اولاً روئے بود پر کون سی چیز پیدا کی گئی ہے تب ارشاد باری تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ بجانب بالانظر کر بہ حینِ ملاحظہ ایک نور کو طور لامکاں سے نظر

میں آیا۔ جس کے اِردگرد چار نور نورِ مذکور کی ضیاء سے چاند کی مانند دکھائی دیئے اس اور
کے دیکھتے ہی میری آنکھیں اس کی چمک دمک سے جھپک گئیں اور مسجود بدرگاہ ربانی ہو
کر عرض کیا کہ اے خلاقِ اکبر یہ کیسا نور ہے فرمان ہوا کہ یہ نور میرے حبیب محمد مصطفی
ﷺ کا ہے اور جو اردگرد نواح میں نور منور ہیں یہ اس کے چار یار ہیں جو اس کے ہر
مکاں وزماں میں غمگسار ہیں۔

ختم النبی ﷺ

زیبا ہے گر نبی ﷺ کو میں نور الربی لکھوں ۔۔۔ سردارِ خلق صاحبِ ختم النبی لکھوں
باعث وجودِ خلق شہِ اہل اتقی تو ہیں ۔۔۔ لمعان نور قدس خفی و جلی لکھوں
ابر سخاد بحر محیط غنا ہیں آپ ۔۔۔ شوخی ہے گر نہ کچھ لکھوں منزل وحی لکھوں
ابر کرم سے آپ کے محشر کو ہو نجات ۔۔۔ ہادی و پیشوا و شفیع و غنی لکھوں
خیر النساء رضی اللہ عنہا کو آپ نے لِلّٰہ عطا کیا ۔۔۔ حضرت علی کو اس لئے صہر النبی لکھوں
مشکل ہے شاہِ دین کی ہو نعت گر رقم ۔۔۔ طاقت نہیں کہ من وَالی سے بھی لکھوں

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

پیدائش نورِ محمد ﷺ کا بیان

راویانِ شیریں گفتار و مشتاقانِ عقیدت شعار اس کہنہ داستان کو اس طرح اظہار
کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے سیّدِ عالم ﷺ سے
دریافت کیا کہ اے کون ومکاں کی پیدائش کے موجب آپ کے نورِ منظورِ کبریا کے اوّل
خالقِ اکبر نے کس چیز کو ایجاد فرمایا: آپ نے کمال احسن اجمال سے بیان کرنا شروع

کیا اور کہا کہ اے جابر بن عبداللہ اوّلاً کل کائنات سے ایزد متعال نے میرا نور پیدا کیا
اور خلقت کے نور سے ایک ہزار سال علیحدہ کر کے اپنے فضائے قربت میں رکھ
کر مامور بہ سجدۂ نیازمندی کر کے مشغول بہ تہلیل وتسبیح رکھا چنانچہ حدیث شریف میں
ہے کہ:

اول ما خلق الله نوری۔
یعنی جو خداوند نے پہلے پیدا کیا وہ میرا نور تھا۔

اتفاق جمہور سے ثابت ہے کہ جب لایزال نے چاہا کہ میں اپنی قدرت کاملہ
سے ایک ایسا آئینہ خوش نما پر ضیاء پیدا کروں کہ جس سے مجھ کو اپنے انوارِ پُر انوار
کا مشاہدہ ہو تو ایزد تعالیٰ نے بہ تقاضائے آرزوئے خویش اپنے نور سے ایک حصہ نور کا
علیحدہ کر کے کہا کہ کن یا محمد ﷺ یعنی پیدا ہو جا اے محمد ﷺ پس وہ نور بہ حسب ارشاد
فیض بنیاد کن فیکون کے نہایت ادب وآداب سے بہ کثرت کمال بلند وبالا ہو کر ذات
پروردگار کے آگے جھکا جبین نیاز کو زمین ادب پر فرسودہ کر کے سجدہ کناں ہوا اور الحمد
پڑھنا شروع کیا پھر اس نور کے اللہ تعالیٰ نے چار حصے کیے حصہ اوّل سے عرش، دوئم
سے کرسی، سوئم سے لوحِ محفوظ اور چہارم سے قلم کو ایجاد فرمایا اور قلم کو فرمان دیا کہ لکھ قلم
نے کہا: کیا لکھوں، حکم ہوا کہ لکھ توحید میری قلم نے چار ہزار سال میں لوحِ محفوظ پر تحریر
کیا: ”لاالہ الااللہ“ دوبارہ حکم ہوا کہ اس سے آگے لکھ ”محمد رسول اللہ“، قلم نے
جس وقت اسم گرامی ونامی خواجہ کائنات کا استماع کیا تو ایک ہزار سال درگاہ لایزال
کے آگے سر بہ سجدہ رہی بعدۂ درگاہ ربانی میں التجا کرنے لگی ”یا ذوالجلال والاکرام“
تیری ذات بے مثل وبے نظیر ہے اور شراکت سے مبّرا ومنزّہ ہے تو پھر تیری ذات
کے برابر کس کا نام ہے فرمان ہوا کہ یہ اسم عظامی میرے محبوب سراپا مطلوب کا ہے کہ
جس کے ذریعہ سے یہ سب سامان نیست ونابود میں ایجاد کرنا چاہتا ہوں اور برابر اپنے
اسم عظیم کے اس واسطے رکھا ہے کہ میرے محبوب کے نام کی عزت حرمت میرے نام
کے ساتھ ہونے کے سبب بجا ہے۔

جب قلم نے یہ مژدہ استماع کیا تو نہایت ادب سے چار ہزار سال میں تحریر کیا
اور کہا: "السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یعنی سلام ہو تجھ پر اے
نبی اور رحمت اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی تو خداوند حقیقی نے اپنے حبیب کی جانب سے آپ
جواب فرمایا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ" یعنی سلام ہو ہم پر اور
ہمارے نیک بندوں پر اور اس تحفہ درود وسلام کو گنجینہ اسرار میں مخفی رکھا اور مقام وصال
پر شب معراج کو بروقت داد و دہش تحفہ محبانہ کے اپنے حبیب کو تفویض فرمایا بعد اس کے
قلم کو حکم دیا کہ لکھ روزنامچہ یعنی دستور العمل سب انبیاء کی امتوں کا چنانچہ اس منشی
قضا وقدر نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تک سب پیغمبروں کی امتوں کا نامہ قسمت و
عدل و نیک و بد و جزا و سزا تحریر کیا جب حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کی امت کی نوبت
پہنچی تو قلم نے بدستور سابق لکھنے کا ارادہ کیا' تو حکم ہوا کہ "تَادِبْ یَا قَلَمُ مَادِبْ یَا
قَلَمُ" یعنی ادب کر اے قلم' ادب کر اے قلم' قلم نے یہ حکم پُر زجر استماع کرتے ہی خوف
الٰہی سے کانپنا شرع کیا حتیٰ کہ بوجہ کمال خوف و دہشت الٰہی لازم ہونے کے شکستہ ہو گئی
اور ہزار سال تک کانپتی رہی پھر اس کو ید قدرت نے قط لگایا اور حکم دیا کہ لکھ:

اُمَّتِہٖ مُذْنِبَۃٌ وَ رَبِّ غَفُوْرٌ بِحَقِّ حَبِیْبِہٖ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔

ترجمہ:۔ امت گنہگار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی طفیل بخشش کرنے والا ہے
ازاں بعد خالق اکبر نے مذکور کو ایک سنہری وزیبا شکل میں مخلوق کر کے روبرو اس
کے آئینہ حیا قدرت نما کا رکھا تو آئینہ مذکور سے اپنی بے مثال صورت دیکھتے ہی اس
نے لایزال کی صنعت پر قربان ہو کر توحید ایزدی بیان کرنی شروع کی اور بارہ ہزار
سال نور ایزد متعال کے اردگرد طواف کرتا رہا اور کمال لطافت اور سنجیدگی سے رب
الکریم کو یاد کرتا رہا۔ الغرض پھر اس نور سے خداوند نے ارواح انبیاء اولیاء اخلاق

اجناس و شمس قمر آسمان و زمین ایجاد فرمائے۔
بعدہٗ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرمان دیا کہ ستر ہزار ملائک کو ہمراہ لے کر
بروئے زمین جاؤ اور ایک مشت خاک واسطے تخلیق وجود خواجہ عالم ﷺ کے لے
جاؤ۔ تب بحسب ارشاد باری تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ملائک ماموره زمین پر
آئے مقام قبر صاحب لولاک سے ایک قبضہ خاک کا لے گئے تو خداوند کے حکم سے
اس خاک کو عطریات قدسی سے معطر کر کے مایہ خمیر وجود احمدی مہیا کیا اور اس کو نور
احمدی سے منور کر کے اطباق السموات واطراف وجوانب جنت واصناف ملائک میں
پھرا کر سب کو مژدہ

ھذا طینۃ حبیب ربّ العالمین وشفیع المذنبین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی یہ خوشبو خداوند کے حبیب اور گنہگاروں کے شفاعت کرنے والے کی ہے کا
مژدہ سنایا۔
بعدہٗ وہ گوہر پُر ضیا قبل از پیدائش حضرت آدم علیہ السلام ایک منور قندیل میں ساق
عرش سے معلق رہا جب حضرت آدم صفی اللہ کا مایہ خاک سے تیار ہوا تو مقدر قضا کے
کارکنوں نے نور رسول امجد ﷺ کو ناصیہ صفی اللہ علیہ السلام میں مامون کیا حتیٰ کہ وہ نور آہستہ
آہستہ تمام وجود حضرت آدم علیہ السلام میں سرایت کر گیا اور تمام اعضاء نور المبین سے
نور و نور ہو گئے تو ملائک ارض وسما کو در باب سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرمان ہوا اس
لئے کہ وہ نور ان کے وجود میں منتشر تھا اور دراصل وہ سجدہ نور محمدی ﷺ کو تھا الغرض
سب ملکوت نے سجدہ ادا کیا اور ابلیس خبیث بہ موجب فخر "خلقتنی من نار وّ خلقتہٗ
من طین" یعنی پیدا کیا مجھ کو آتش سے اور اس کو خاک سے کے منکر ہوا اور انحراف
ورزی کے موجب محفل نزول آیہ "ابٰی واستکبر و کان من الکافرین" ۔ یعنی منکر

ہوا اور غرور کیا تو کافروں میں ہوگیا کا ہوا۔

نورِ محمد ﷺ کا زمانہ تخلیق

ابتدائے دورِ عالم سے تا زمانہ سیّد عالم ﷺ کو بموجب قول ایک شاعر کے ابتدائے دور عالم تا زمن مصطفیٰ ﷺ دوارب سی دو کروڑ ونہ نو دنین لکھ سالہا یعنی دوارب بتیس کروڑ ننانوے لکھ سال ہوتے ہیں اور زمانہ آدم علیہ السلام کے آغاز سے تا زمانہ خواجہ کائنات ﷺ بہ موجب سند بعض رسائل چھ ہزار سال سو پچاس سال ہوتے ہیں منقضی ہوتے تھے کہ نور خواجہ عالم ﷺ نے درجہ بدرجہ حضرت آدم علیہ السلام سے نقل فرما کر اپنے والد حضرت عبداللہ کی پشت میں نزول فرمایا جب وہ نور ناصیہ عبداللہ موصوف میں تاباں ہوا تو جب کبھی آپ بت خانہ کی طرف قدم رنجہ فرماتے تو دور ہی سے بت گویا ہوتے کہ اے عبداللہ ہمارے قریب مت آنا کہ باعث ہماری ہلاکت کا ہوگا۔

نورِ سرور

لایزل سے لفظ کن جس وقت اظہر ہوگیا ــ نور وحدت سے علیحدہ نور سرور ہوگیا
نخل امید شفاعت امتاں اس روز سے ــ خشکی عصیاں سے تازہ و مثمر ہوگیا
عرصہ طوال تک ہوکر طواف لایزل ــ انقضا میعاد وعدہ پر وہ اظہر ہوگیا
جب آدم صفی پر اوّلا چمکا وہ نور ــ بعدہٗ ہر ایک اعضا اس سے انور ہوگیا
سجدہ آدم بجا لائے سبھی ملکوت تب ــ جبکہ نور احمدی ﷺ اس میں منور ہوگیا
طوقِ لعنت اس لئے ابلیس کو ڈالا گیا ــ شاہِ دیں کے نور سے جس وقت منکر ہوگیا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

حضور ﷺ کے والد گرامی کی حفاظت

مخبران صادق و راویان واثق روایت کرتے ہیں کہ دانشمند یہودیوں نے توریت میں پڑھا ہوا تھا کہ جب عبداللہ والد ماجد نبینا وشفیعنا ﷺ پیدا ہوں گے تو وہ جبہ پشمینے کا جو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے دست بدستی ہمارے پاس پہنچا ہے اس سے خون ٹپکے گا' جب عبداللہ موصوف پیدا ہوئے تو بحکم یزدانی اس جبہ سے خون مقطر مقطر جاری ہوا تو یہودیوں نے ثابت کیا کہ اب عبداللہ موصوف پیدا ہوئے ہیں تو بہ موجب اس خیال کے کہ عبداللہ موصوف کی پشت سے وہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کہ جس کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جدیدہ توریت میں مسطور ہیں منہدم و منفعل ہمارے دین متین کا ہے پیدا ہوگا دفعتہً شمشیر ہائے زہر آلودہ ہاتھوں میں پکڑ کر اپنے وطن مالوف یعنی شام سے جہت قتل عبداللہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے تا کہ وہ ایسا متشرح ومکمل اوصاف پیغمبر اور وہ ہمارے رکن اسلام کا مستر عبداللہ کی نسب سے پیدا نہ ہو' چونکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب مجیب اعلیٰ نصیب کے شرف قدم سے اس دنیائے دُوں کو متمین ومتبرک بنانا تھا وہ قتال وحساد حتی الوسع سعی بلیغ کر کے بلا کامیابی عرصہ دراز کے بعد پھر واپس چلے گئے اور بجز داغ حسرت وغیرت کچھ نہ لے گئے حتیٰ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ موصوف سن بلوغ کو فائز ہوگئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اسرار کا ظاہر ہونا

قضاء ایک دن تنہا صحرا کی طرف چلے جاتے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لمعان اپنی پشت سے ظاہر ہوا اور دو جزوں میں منقسم ہوکر ایک پارہ بجانب شرق اور دوسرا بجانب غرب چلا گیا اور ایک عرصہ قلیل کے بعد واپس آکر داخل پشت ہوگیا یہ عجوبہ کیفیت ملاحظہ کر کے حضرت عبداللہ مذکور حیران ہوئے تا کہ چند ایام میں مرۃً بعد مرۃً

ایسا ہی حال دیکھا جب بارہا ایسا ہی مشاہدہ میں آیا تو مجبوراً یہ سب کیفیت عین بہ عین اپنے والد امجد حضرت عبد المطلب کے پاس ظاہر کی اور ساتھ ہی یہ بیان کیا کہ جب وہ نور پشت سے خارج ہوتا ہے اور بطریق مسطور شرق و غرب زیر و بالا چلا جاتا ہے تو مجھے شرق و غرب سے نشیب و فراز کے سب اسرار مخفی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں اور آسمان کے دروازے کشادہ ہو جاتے ہیں اور زمین کے دفائن و خزائن ظاہر ہوتے ہیں اور جب تک داخل پشت رہتا ہے تو جس خشک درخت کے نیچے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ درخت فی الحال سرسبز ہو کر پھل پھولے آتا ہے اور چلتے وقت جس جگہ سے گزرتا ہوں تو ہر در و دیوار سے اور پہاڑ میں سنگ و خار سے یہ صدا آتی ہے کہ اے وہ شخص کہ جو تیرے وجود میں نور محمدی ہے تم پر سلام ہو واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے۔

حضرت عبد المطلب نے جواب دیا کہ اے گوشہ خاطر عبد المطلب تم کو مبارک ہو کہ عنقریب تیرے نسب سے ایک نبی ﷺ جو آخر الزمان ہے اور ممدوح و مطلوب و محبوب لا یزال ہے پیدا ہوگا کیونکہ مدت گزری ہے کہ ایک دفعہ میں نے بحالت خواب ایک ایسا ہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے کہ میری پشت سے ایک نور برآمدہ ہوا کہ چار جزو میں منقسم ہوا اور ہر چہار گوشہ زمین و آسمان میں منتشر ہو کر پھر بطریق ماسبق ایک جز ہو کر ایک درخت سبز رنگ عجیب رنگت کا بن گیا ازاں بعد دو شخص منور شکل کمل عقل نورانی طلعت زیبا خلعت درخت مذکور کے نیچے مجھے دکھائی دیئے تب میں نے اپنا عرض حال ان کے پاس بیان کیا اور استفسار کیا کہ آپ مجھے اپنے نام و مکان سے مطلع فرما دیں تو ایک نے ان میں سے اپنی زبان شیریں بیان سے عجب رطب اللسانی سے مطمئن فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہم نبی آخر الزمان مجمع خصال انبیاء و مرسلین ملقوب بہ لقب سید الثقلین ختم المرسلین موسوم باسم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں میری بہ مجرد استماع مکالمہ ندرت انگیز نیند کھل گئی اور فی الوقت کاہنوں کو طلب کر کے تعبیر خواب

سے استفسار کیا انہوں نے کہا کہ تیری نسل سے ایک نبی یا نئے دین اسلام منہدم رکن زمام پیدا ہوگا کہ جس کی صداقت ایمان پر کل جانور صحرا کے وحوش و طیور و درند و چرند شہادت دیں گے پس اے عبداللہ! یہ وہی نور ہے جو کہ میری پشت سے ظاہر ہوا تھا الغرض یہ بات تمام اطراف و جوانب ابلا و عرب میں شہرہ یاب ہوگئی اور ہر برنا و پیر کبیر و صغیر کے وجود سے آپ کے آمد آمد کی صدا ظاہر ہونے لگی اور کہنے لگی۔

زمیں پر رسول اللہ ﷺ کی آمد

جہاں میں شور برپا ہے رسول اللہ آتے ہیں ... زمیں پر آسماں سے وہ حبیب اللہ آتے ہیں
تصدق جان سے ہو کر بچھاؤ فرش آنکھوں کا ... حبیب لایزل صاحب کریم اللہ آتے ہیں
زمیں کو آسماں سے کیوں نہ ہو رتبہ جلالت کا ... کہ نور لامکاں سے اب رفیق اللہ آتے ہیں
ہوئے ہیں واسطے جن کے زمین و آسماں پیدا ... وہ مالک عرش و کرسی کے عزیز اللہ آتے ہیں
ہوا نور صفی سے نور جن کا اوّلاً پیدا ... شفیع المذنبیں احمد مجیب اللہ آتے ہیں
دکھا کر معجزہ شق القمر سب گبر و ترسا کو ... مسلماں کرنے والے وہ خلیق اللہ آتے ہیں
پڑے گا زلزلہ روز ولادت کفر کو جن کے ... وہ منہدم الرکن کفار صل اللہ آتے ہیں
شب معراج کو جن کے لیے فرش قدرت نے ... بچھایا فرش نورانی رحیم اللہ آتے ہیں
تو ہو مصروف ایسے شاہ دیں کی مدح میں اسعل ... شفاعت کے لیے تیرے شفیع اللہ آتے ہیں

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

حضور ﷺ کے والدِ ماجد کے دشمنوں کی تباہی

جب بوجہ ظہور کمالات و عجائبات نور محمدی ﷺ کے خبر پیدائش اس سرمایہ دارین

کی منتشرِ عالم ہوئی کہ عنقریب وہ شمع شبستان احدیت اپنی ضیاء انوار سے ظلمت دنیا کو نیست ونابود کردے گا تو ملک شام میں یہودان سابقہ کے وجودوں میں پھر آتشِ حسد نے جوش مارا اور وطن مالوف سے قسم کھا کر روانہ ہوئے کہ جب تک حضرت عبداللہ مذکور کو کہ جس کی نسبت سے وہ ہمارے دین کا منہدم پیدا ہوگا' بدست خود قتل نہ کرلیں گے تب تک ہم کو واپس آنا حرام ہے الغرض وہ سب گروہ مکہ معظمہ میں پہنچ کر کسی موقع کی گھات پر طلب گار فعل مطلوبہ کے رہے اور گھاٹ لگا کر مخفی طور پر تجسس کرنے لگے۔
قضاءً ایک روز حضرت عبداللہ والد ماجد آنخواجہ عالم ﷺ تنہا صحرا کی طرف سے چلے جاتے ہیں تو یہودان مذکور نے موقع فرصت معلوم کر کے ہاتھوں میں شمشیر ہائے زہر آلود پکڑ کر درپے قتل کرنے کے ہوئے ناگہاں صحرا مذکور میں حضرت وہب بن عبدالمناف ثانی جو کہ سیّد عالم ﷺ کے نانا تھے۔ موجود تھے اور معاملہ مذکور دیکھ رہے تھے اور اس امر پر مستعد ہو رہے تھے کہ بہر حال حضرت عبداللہ کی امداد کے لیے کمر ہمت باندھنی چاہیے۔

تا آنکہ آپ نے ایک تلوار آبدار ہاتھ میں لی۔ اور عنان چستی و چابکی کو رہا کیا۔
لیکن فی الحال کیا ملاحظہ کرتے ہیں کہ آسمان سے ایک جماعت ملکوت کی بظاہر انسان دکھائی دیتے تھے ایک بڑی مہیب صورت سے نازل ہوئے اور یہودان و حاسدان کو نام ونشان سے نابود کر کے فی النار والسقر کر دیا یہ احوال نادر مقال دیکھ کر فی الحال گھر میں آئے اور اپنی عورت کو ہر ہمہ احوال سے آگہی دی اور کہا کہ جس طرح ہو سکے ایسے شخص متمین و متبرک سے کہ جس کی امداد بہ نظر ظاہر بھی خداوند حقیقی کرتا ہے کوئی صورت قراب کی پیدا کرنی چاہیے۔ چنانچہ اگر ہماری دختر کہ جس کا نام آمنہ بی بی ہے۔ اگر حضرت عبداللہ کے ساتھ منعقد ہو جائے تو عین مراد ہے ضروری ہے کہ تم اس کے والد عبدالمطلب کے پاس جا کر امر مطلوبہ کی تفتیش کر کے درخواست کرو۔

الغرض وہ کمال سرعت سے عبدالمطلب کے پاس روانہ ہوئے اور حاضر خدمت ہو کر عرض حال کو کمال عجز و نیاز سے بیان کیا چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے منظور کیا اور اس فعل منظور ایزدی کو قبول فرما کر امیدواران کو ان کی امید پر شرف بخشا اور باہم حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کا عقد و نکاح باندھ کر رسم و رسوم کار خیر کو انجام پر پہنچایا لیکن قریش عورتوں نے توریت میں پڑھا تھا کہ حضرت عبداللہ کی نسبت سے ایک پیغمبر نئے دین اسلام پیدا ہوگا اور حضرت عبداللہ کے ساتھ عقد و نکاح کی درخواست رکھتی تھیں اس معاملہ پر واقف ہو کر اس دنیائے دوں سے دارالخلد کو شتاباں ہو گئیں مروی ہے کہ دو صد عورات فوت ہو گئیں۔

محبوبِ کبریا

جس وقت نورِ سرورِ محبوبِ کبریا — عبدِ الٰہ میں حکمِ خداوند سے گیا
ایسا حسین چہرۂ عبدِ الٰہ ہوا — یوسف نے دست حسرت و غیرت کو مل کہا
واجب ہے ہم کو گر تمہیں نورِ خدا کہیں
زیبائے شمس ہو نور قمر سے علا کہیں

دیکھا زنانِ عرب نے جب اس جبین کو — مظہر و جود لعل بد خشاں مبین کو
کہتی تھی جا کے اُس مہِ عین الیقین کو — صحبت میں کر قبول تو ہم سی حسین کو
لیکن وہ یمن و برکت نور کریم سے
رہتا تھا دور ایسے اور ذمیم سے

الغرض جب ولادت خیر الرسول تھی — سرعت سے ذوالجلال کو ہردم قبول تھی
بی آمنہ جو حسب ونسب میں نزول تھی — دامادی و عروسی انہیں کو حصول تھی

باہم خدا نے ان کا نکاح منعقد کیا
سامانِ کارِ خیر سبھی مستعد کیا

نغمہ سراہیں بلبلِ شیدائے احمدی — گاتی ہیں اس طرح سے روایاتِ احمدی
جب بطنِ آمنہ وہ نور آیا سرمدی — قائم ہوا جہاں میں نشانِ محمدی ﷺ

بولے وہیں ملائک ارض و سما بہم
کہ ہو سلام آپ پہ یا سیّد الامم

باہم فرشتے جشنِ ولادت مناتے تھے — اپنے تئیں رسول کا شیدا بناتے تھے
صلوٰۃ و السلام مبارک سناتے تھے — اس شاہِ دیں کا ذکر سبھی کو سناتے تھے

مدت سے جس کا شوق تھا آتا ہے وہ رسول
موجب سے جس کے کون و مکاں کا ہوا نزول
سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

نورِ محمدی ﷺ کا رحمِ مادر میں منتقل ہونا

الغرض جب رسم شادی ورسوم مبارکبادی بجالا چکے تو شب جمعہ کو بدیں موجب کہ متمین ومتبرک ہے بتاریخ بارہ ماہ جمادی الثانی کو نور خواجہ عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرما کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں قرار فرمایا تو شب مذکور کو تمام بت روئے زمین کے جن کی پرستش اقوام کفار کرتی تھیں اوندھے ہوگئے اور بادشاہوں کی زبانیں گونگی ہوگئیں اور تخت شہنشاہوں کے زیر وبالا ہوگئے اور محل نوشیرواں ایسا لرزا کہ اس کے سولہ مینار گر کر ٹوٹ گئے اور تمام بلاد عرب میں زلزلہ نمودار ہوا فی الجملہ ان تمام اعجاز سے نتیجہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ شخص دنیا میں آگیا

کہ جو منہدم رسوم دین متقدین ومنعدم رسوم احکام ظلومِ بادشاہان روئے زمین پر ہیں۔

الغرض اس وقت شیطان ملعون چالیس یوم تک ابحار وصحرا میں بحالت اضطرابی کمال مضمحل ہوکر تلملاتا رہا یہاں تک کہ سیاہ وسوختہ ہوگیا اور کوہ بوقبیس پر چڑھ کر ایسا زور شور سے چلایا کہ اس کی آواز استماع (یعنی سننا) سے تمام ذریات جمع ہوگئے اور باعث گریہ وبکا کا دریافت کرنے لگے اس نے جواب دیا کہ اے فرزندو! اب یقیناً سمجھو کہ ہلاکت ہماری ثابت ہوگئی اور تمام شیاطین ذلیل وخوار ہوئے کہ محمد بن عبداللہ نے بطن آمنہ رضی اللہ عنہا میں قرار پکڑا، کہ شرف اوّلین و آخرین کا ہے بتوں کو توڑے گا مندروں کو مسمار کرے گا' بدعتوں کو باطل کرے گا شراب خوری وقمار بازی کو حرام بتائے گا۔ خبریں آسمان کی ہماری پاس آنی بند ہوجائیں گی۔ عدل وانصاف کرے گا۔ بنیاد ظلم کو اکھاڑے گا۔ تمام ممالک میں علم توحید ومعرفت کو شائع کرے گا۔ زمین کو مسجدوں سے زینت دے گا اور امت اس کی سب امتوں سے افضل ہوگی اور خاص کر اس پیغمبر کے لیے خداوند نے میرا نام رجیم رکھا' القصہ اس نے بہت سا شور وفغاں کیا اور اشکِ حسرت سے اپنے منہ کو دھویا۔ اور طیور ووحوش مغارب نے طیور ووحوش مشارق مژدہ آمد کا سنایا کہ اب وہ زمانہ آیا کہ تمام جہان نور محمدی ﷺ سے منور ہوگا اور جانور قریش کے باآواز بلند مترنی ہوکر مضمون ذیل سے نغمہ آرائی کرنے لگے۔

خطیب انبیاء

آمد آمد ہے حبیب کبریا — آمد آمد ہے خطیب انبیاء
آمد آمد ہے مجیب ذوالعلا — آمد آمد ہے طبیب ذی الشفاء

آمد آمد ہے محمد مصطفیٰ ﷺ

اصفیاء سے اولاً ہے جس کا نور نور ذات کبریا سے ہے ظہور
لامکاں جس کے لیے ہے کوہِ طور من وعن سب جسم وجاں سے نور ونور

آمد آمد ہے مجد اتقیاء

باعثِ تولید انسان و ملک وحش و طیر خطہ ارض و فلک
مدح میں اسی کے کہاں ہم کو درک گر لکھیں کون ومکاں ہے جب تلک

آمد آمد ہے شہِ خیر الوریٰ ﷺ

مرحبا صل علیٰ فخر زمن راز داں اخفاء و اظہر ذوالمنن
زینتِ فرشِ زمیں سقفِ زمن شافع روز جزا یثرب وطن

آمد آمد ہے یہاں قمر الضیاء

دافع اوہام کفر و بغض ہم مالغ شرک و جفا فسق و ذم
واعظِ علم خدا خیر الامم قاتل کفار ہا عرب عجم

آمد آمد ہے شہِ دیں اجتباء

بعد ازاں اطباق السموات کے مکینوں نے نزول نور آں سیّد عالم ﷺ کی خوشنودی سے ایک جشن مرتب کر کے امت نبوی کو یہ مژدہ مبارکبادی کا سنایا۔

بشارت

بشارت ہو کل اہل ایمان کو ملائک جن و انس رضوان کو
زمیں آسمان کے مقیمان کو جہنم سے ہر دم مہیان کو

جو نور نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا

مبارک ہو امت کو صد مرحبا

جہاں میں وہ ظاہر جبھی ہوئے گا جہالت خلائق سے سب دھوئے گا
سبھی انبیاء کا نبی ہوئے گا وہ لاریب منزل وحی ہوئے گا

جو نورِ نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا
مبارک ہو امت کو صد مرحبا

وہ محبوب ہے ذات غفران کا وہ مطلوب ہے خاص صمدان کا
وہ مرغوب ہے ذات سبحان کا وہ مقصود ہے خاص رحمٰن کا

جو نورِ نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا
مبارک ہو امت کو صد مرحبا

مستحق ہے وہ نور غفار سے وہ منعم ہے انوار ستار سے
وہ مطلوب ہے مونس و یار سے ممیز ہے نبیوں کے سالار سے

جو نورِ نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا
مبارک ہو امت کو صد مرحبا

زمین و زماں کے ملائک تمام ہمہ وقت پڑھتے ہیں ہر صبح و شام
درود و صلوٰۃ و تحیت تمام خدایا برآں نور خیر الانام

جو نورِ نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا
مبارک ہو امت کو صد مرحبا

اے امت نبی تم ہو خیر الامم ملائک ہیں اس وقت داخل بہم
محبت میں اس شاہِ دیں کے بہم پکارو درود و صلوٰۃ وسلم

جو نورِ نبی ﷺ ہے جہاں میں گیا

مبارک ہو امت کو صد مرحبا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے امت مصطفیٰ ﷺ کو خوشخبری

حضرت جبرائیل علیہ السلام بہ حسب ارشاد کردگار خالق لیل ونہار سقف کعبہ معظمہ پر تین علم نورانی شاہی لے کر نازل ہوئے اور امت محمدیہ کی طرف متوجہ ہو کر نزول نور آں حضرت ﷺ کی خبر دینے لگے۔

بالائے قصر کعبہ جبرائیل کہتے تھے | سکنائے ہر ولاء کو یہ مژدہ سناتے تھے
یعنی سبھی کو آمد احمد ﷺ سناتے تھے | مژدوں سے سامعین کو بسمت بناتے تھے
پیدا ہوئیں گے کون ومکان میں وہ مصطفیٰ | عاشق ہے جن پہ روز ازل سے وہ کبریا
وہ نونہال گلشنِ اسرارِ اکبری | وے گلبن مرادِ اشجار سرمدی
دے ثمرۂ بہار زاشمارِ دلبری | وے کعبہ کونین علمدار محشری
دنیا میں اپنا جلوۂ طلعت دکھائے گا | خلعت کو نیک راہ ہدایت بتائے گا
جس کے مطلع کے واسطے پہلے خدا نے | قادر قدیر قائم و مشکل کشاء نے
جنت بنا دیا ہے معلّٰی لقاء نے | رضوان و حور غلماں مقدر قضاء نے
مکہ میں ایسا چاند قریبا طلوع ہو | واقع سیاہی کفر و زائل فروع ہو
ہیں اسم جن کے احمد و محمود و مصطفیٰ | نازل ہوں جن کے شان میں آیات ہل اتیٰ
تشبیہ ہو جس کی زلف کو والیل سے سدا | تمثیل روئے زیبا میں نازل ہو والضحیٰ
جاری کرے گا دنیا میں احکام دنیا کو | توحید معرفت و حقیقت مبین کو
معجز نمائے ملک عرب ہو کہ یا عجم | بے چون و بے چگون کا ہوگا وہ ہم

پیغمبروں نبیوں کا ہوگا وہ کل ختم | زیبا و نیک طلعت ہوگا وہ کا انجم
ناسخ ہو وہ توریت و انجیل و زبور کا | مانع ہو شرک و کذب جفا و غرور کا
موصوف با صفات بقرآن ہو مجیب | موسوم اسم طٰہٰ و یٰسین ہو حبیب
یوسف تو ہے حبیب زلیخا کا بالعجیب | محبوب ہو خدائے جہاں کا وہ ہو خطیب
اعجاز میں وہ رشک مسیحاء ہووے گا | اعزاز میں وہ غیرت سلماء ہووے گا
اے مومنین تم کو بشارت سناتا ہوں | محبوب کبریا کی مبارک میں گاتا ہوں
نغمہ رباب آمد احمد ﷺ بجاتا ہوں | اوصاف احمدی کو زبان پر میں لاتا ہوں
آجاؤ شاہ دین کی یہ محفل مولود ہے | بے مثل بینظیر چوں یوم الخلود ہے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

قحط سالی سے نجات

مخبران صادق و راویان واثق و قاریان صداقت رقم و واعظان ذکر خیر الامم دبیران خوش قلم اس روایت کو بدیں مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اس سرمایہ دارین کے انوار سے منور ہو کر اموال ہر دو جہاں سے متمول ہوئیں وہ قحط کہ جس کی شکایت پیشتر ہی مخلوق کی زبانوں پر تھی اور جس کی تکلیف سے لوگ ذلت فاقہ خواری سے جاں بلب ہوگئے تھے رفع ہوگیا یعنی جب نجم اقبال اس ہادی سبل کا سطح ہستی پر چمکا تو یمن و برکت نور مذکور سے اس قدر آسمان سے بارش ہوئی کہ ساکنین زمین دولت رزق سے مالا مال اور جان و جسم سے خوشحال ہوگئے اور ابتدائے حمل سے چھ ماہ تک کوئی آثار حمل ظاہر نہ ہوئے اور عرصہ مذکورہ میں عجیب عجیب کمالات نور خواجہ عالم ﷺ خواب میں ملاحظہ فرماتے رہے جیسا کہ مثنوی ذیل سے کچھ ظاہر ہے۔

بی بی آمنہ کو انبیاء کی مبارک

جب ہوا نور محمد ﷺ آمنہ میں جلوہ گر
اس طرح لکھتے ہیں اس جا راویان معتبر

ماہ اوّل آمنہ کو خواب میں حضرت صفی
اس طرح کہنے لگے اے دختر عالی تقی

مرحبا صد مرحبا تجھ کو مبارک ہو نصیب
کیونکہ تیرے شکم میں ہے لایزل کا اک حبیب

دوسرے میں نوح نبی نے اس طرح آکر کہا
پیٹ میں تیرے ہے اک ذات خدا کا لاڈلا

آن کر ثالث میں ابراہیم نے یہ دی خبر
منتظر فرزند تیرے کا ہے صاحب والگر

آئے اسماعیل رابع میں تو یہ قائل ہوئے
اب نصیب اچھے ترے اے آمنہ مائل ہوئے

اولا جس کی ثناء نازل صحیفوں میں ہوئی
کتب ربانی سے بھی اظہر قضا جس کی ہوئی

ہے شکم میں تیرے وہ ماہ لقائے کبریا
منتظر دیدار کے جس کے ملائک ہیں سدا

ماہ خامس میں نبی موسیٰ نے یہ آکر کہا
مرحبا صد مرحبا اے آمنہ تجھ پر سدا

عنقریب ایام میں ہو تجھ سے پیدا وہ ضیا
خطہ ارض و سما جس کے لیے پیدا ہوا

حضرت عیسیٰ نبی سادس میں یہ کہنے لگے
لوح قدرت پر ہوئے مرقوم کیا تجے تیرے

کیونکہ ہو تجھ سے ہویدا وہ نبی شمس الضحیٰ
شاہ دین انبیاء شمع حریم کبریا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

والد ماجد کی رحلت پر حوران بہشت کی تعزیت

القصہ ابھی نور خواجہ عالم ﷺ ظہور میں نہ آیا تھا کہ عبدالمطلب نے عبداللہ والد سید عالم کو واسطے تجارت کے ابلاد شام میں روانہ کیا ہرگاہ قضا و قدر کی تقدیر سے کسی کو چارہ نہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بعد حصول مطالب تجارت واپس آتے ہوئے مدینہ

منورہ میں داخل ہوئے اور چند روز کے واسطے اپنے اقربا کے پاس مقیم ہوئے لیکن اسی جگہ چند روز بیمار رہ کر اس دارالفنا کو رحلت فرما گئے۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' تو ساکین ارض و سمانے درگاہ ربانی میں فریاد کی کہ اے خالق الیل والنہار تیرا محبوب کمال صغرسنی میں قبل از پیدائش یتیم ہوگیا اب اس کا متکفل امورات پرورش میں کون ہوگا اپنے ہی محبوب کو یہ صدمہ مفارقت پدری قبل از ظہور انعام فرمایا: منادی غیب نے ہاتف سے آواز دی کہ کوئی مقام فکر نہیں ''اِنِّیْ لَهٗ حَفِیْظٌ وَّمُعِیْن'' ۔یعنی میں اس کا نگہبان اور مددگار رہوں۔ بنابریں آمنہ رضی اللہ عنہا نے استماع وفات عبداللہ رضی اللہ عنہ موصوف سے کمال رنج و غم اٹھایا تو خواب میں کسی مؤکل نے یہ کہا کہ اے آمنہ یہ محزونی تمہاری بے فائدہ ہے بشارت ہو تجھ کو وہ جو تیرے شکم میں فرزند ارجمند ہے فخر اوّلین و آخرین کا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے ایسے مقام خوشنودی میں یہ غم و الم نامناسب ہے جب یہ نخل شفاعت اس کون و مکاں میں ظہور فرمائے گا تو یہ کلمہ با زبان صداقت پڑھنا: ''اعوذ باللّٰہ من شرّ کل حاسد'' ۔یعنی پناہ مانگتی ہوں ہر حاسد کے شر سے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے علی الصباح ردائے غم اپنے سر سے اتار دی الغرض چند یوم کے منقضی ہونے کے بعد آثار ظہور اس سرمہ دیدۂ حور کے نمایاں ہوئے جس صبح کو اس قمر الاقمار نور الابصار نے ملک عرب میں طلوع ہونا تھا شب یوم تولید کو جو عجائبات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ملاحظہ فرمائے تحریر سے بعید ہیں لیکن کچھ بطور اختصار تحریر کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ بی بی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شب مذکور کو ایک بڑی مہیب آواز آسمان سے میرے گوش گزار ہوئی جس سے میرے وجود پر بہت خوف پیدا ہوا قریب تھا کہ مجھے اس خوف سے کوئی صدمہ پہنچے لیکن فی الحال ایک جانور زمردین نے آکر اپنے بازو میرے سر پر ملے جس سے خوف زائل ہوگیا اور طبیعت برقرار ہوگئی بعدہٗ ایک شخص پیالہ دودھ کا لایا اور کہنے لگا کہ اس کو پی لے میں نے جب اس کو پی لیا تو

میرے وجود سے تمام آثار نحافت وکسالت ارتفاع ہو گئے لیکن تعجب یہ تھا کہ وہ شخص جو دودھ کا پیالہ تھا مجھے اس کا وجود دکھائی نہ دیتا تھا لیکن اس کے قدم آواز رفتار خوشگوار ہوتی تھی بعد اس کے ایک شعلہ نور کا کوہ طور آسمان سے تاباں ہوا اور تمام گھر میں ایسا منتشر ہو گیا کہ سب مکان نور علیٰ نور دکھائی دینے لگے اور چراغ کی روشنی اس کی ضیاء کے مقابل ایک ظلمت دکھائی دی حتیٰ کہ اس لمعان نور کے تجلی سے یہ ظاہر ہوا کہ تمام گھر عورتوں سے بھرا ہوا ہے مجھے ثابت ہوا کہ بی بی حوا و بی بی مریم و بی بی آسیہ حوران جناں کو ساتھ لے کر میرے اطمینان دل کو آئی ہوئی ہیں اتنے میں پردہ ہوا سے چند مردمان خوش نفس عیسیٰ منش زیبا نقش ہاتھوں میں اباریق زریں ممتلی عطریات ومشک و عنبر پکڑے ہوئے دکھائی دیئے اور بہت سے جانور بھی کہ جن کے بازو زمردیں و منقاریں یاقوتی وجسم زریں تھے دکھائی دینے لگے۔ یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب طیور اطراف وجوانب جنت سے جمع ہو کر تمام گھر کے اردگرد واسطے زیارت اس سرمایہ دارین کے ہوا میں معلق ہیں بہ عین مشاہدہ طائران موصوف کے ہر دو عینین سے حجاب عرش وفرش برخاستہ ہو گئے حتیٰ کہ مشارق ومغارب کے خزائن ودفائن وساکنین اہل مکہ کی طرح یکساں دکھائی دیتے تھے بعدہٗ تین علم کمال زینب وزیب سے نظر آئے جو کہ ایک مشرق اور ایک مغرب اطراف زمین پر اور ایک سقف بامِ کعبہ پر جدا جدا قائم تھے اتنے میں منادی غیب سے آواز استماع میں آئی کہ اب نورِ سلطان آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ خلوت سے عالمِ صورت میں نقل فرمایا ہے اور آفتاب اقبال اس سرچشمہ حیات کا برج سعادت سے طلوع ہونے پر آیا ہے بنابریں مضمون مذکور ایک سبز پوش نے آکر باآواز بلند یہ مژدہ سنایا اور کہا:

یانبی اللّٰہ اظہر، یا حبیب اللّٰہ اظہر، یامجیب اللّٰہ اظہر، یا نور اللّٰہ اظہر۔

اتنے میں آپ نے اس گلشن عالم کو اپنے وجود سراپا سے تر وتازہ کیا یعنی پیدا ہوئے شعر اٹھو وقت تعظیم خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہے یہ وقت تولیدِ بدر الدجیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آج وہ غیرت بدر الدجیٰ پیدا ہوئے　　بادشاہ دارودیں خیر الوریٰ پیدا ہوئے
عالم علم الیقیں نور الہدیٰ پیدا ہوئے　　رہنمائے اتقیا جل و علا پیدا ہوئے
بادشاہ دو جہاں جانِ جہاں پیدا ہوئے

فخرِ فرش وسحر عرش و ہادی کامل کمال　　سرور ہمہ مرسلاں محبوبِ ذاتِ لایزال
مطلع انوارِ ارض وآسماں بے قیل وقال　　جامع کنز وعلوم وحلم وحکمت باکمال
مصدرِ جود وسخا نور الایماں پیدا ہوئے

شافع روزِ جزا و مالکِ دیوانِ حشر　　تاج لولاکی ہے جن کے سر پہ ہر شام وسحر
مرشد کامل مکمل خوش نما و خوب تر　　جانِ جاں سے خوب تر جانِ جہاں سے خوب تر
منبع لطف و عطا شمع جہاں پیدا ہوئے

فخر موسیٰ فخر عیسیٰ نازشِ عرب و عجم　　فخر امت فخر آدم دو جہاں کے مہتمم
ناسخ توریت و انجیل و زبور ذوالامم　　عالم علم لدنی دافع کفر و ذم
منہدم رکن کفروئے ذوالجناں پیدا ہوئے

عارج عرشِ خدا محبوب مرسل و انبیاء　　ناسخ ادیانِ پیشیں و اصلِ ذاتِ خدا
منزل وحی الامیں ہادیٔ گروہِ اولیاء　　محتاج کے حاجت روا روزِ جزا صاحب لوا
وے افتخارِ قدسیاں کرو بیاں پیدا ہوئے

آج سب سبع السماء کے نعت خواں ملکوت ہیں　　چاہِ بابل میں رہا تکلیف سے ہاروت ہیں
تھی دوزخ سے سب کو کیا جواں فرتوت ہیں　　ہور ہے منقوش صورت کی طرح مسکوت ہیں
سن رہے ہیں جب سے ناجی انس وجاں پیدا ہوئے

خالق خلاق مخلوقِ جمیع الکائنات — حاکم حکام احکم حاکمانِ عالی ذات
دوزخوں سے دے رہا ہے ہر معاصی کو نجات — کس لئے پیدا ہوا ختم النبی عالی صفات
جس کے باعث یہ زمین وآسمان پیدا ہوئے

جبکہ ظاہر ہوگیا نور رسول رازداں — تب ہوا غل آسماں پر لامکاں پر بھی فغاں
کہ اٹھے سب انبیاء و اولیاء و مرسلاں — حور وغلماں اور سب خلدِ بریں کے ساکناں
آج وہ شمع شبستانِ جہاں پیدا ہوئے

ہوگئے اوندھے تمامی تختِ شاہانِ زمیں — پڑ گیا لرزہ تمامی شہر میں یوم المہیں
چیختا پھرتا تھا اس دن کوہ پر شیطاں لعیں — کھا گیا لرزہ محل نوشیرواں حصن حصیں
جبکہ وہ شاہنشہِ شاہ شہاں پیدا ہوئے

گر گئے کعبے کے بت اور شور برپا ہوگیا — جبکہ ظاہر نور احمد مصطفیٰ ﷺ کا ہوگیا
حاسدوں کا حسد سے دِل جل کے کولا ہوگیا — مومنوں کا دِل منور ماہ پارا ہوگیا
ناگہاں جب شاہِ دین دوجہاں پیدا ہوئے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنْ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنْ

ولادتِ مبارک کے بعد آپ ﷺ کا سجدہ فرمانا

دبیرانِ احسن تحریر و مبینانِ صداقت تقریر سے مروی ہے کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب یعنی پھوپھی آں خواجہ عالم ﷺ بیان فرماتی ہیں کہ شب تولد اس مظہر عالم کو میں آمنہ کے گھر موجود تھی جب آپ تولد ہوئے تو چھ اعجاز بوقت ظہور تولد مذکور ملاحظہ میں آئے۔

اوّل: یہ کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے اپنے جبینِ نیاز کو زمین خدمت پر رکھ

کر درگاہ ربانی میں سجدہ ادا کیا۔

دوم: بعدۂ ہر دو دستِ مبارک اٹھا کر عجب ملاحت سے لبوں کو ہلایا تو لبوں کی جنبش سے ثابت ہوتا تھا کہ آپ فرماتے ہیں: یا ربّ امتی یا ربّ امتی۔ اور عالم بالا کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے تھے: لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سوم: بہ حین پیدائش آپ کے طلعت کی چمک سے ضیاء چراغ ماند ہوگئی۔

چہارم: بوقت غسل دینے کے منادی غیب نے آواز دی کہ شستہ وشوئیدہ پیدا ہوئے ہیں غسل کی ضرورت نہیں۔

پنجم: ناف بریدہ ختنہ شدہ تولد ہوئے ہیں۔

ششم: ایک مہر مابین ہر دو کتف چند خطوط نورانی سے مرقوم تھی۔

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ مبارک ہو

تولد ہوگئے احمد ﷺ مبارک ہو مبارک ہو — فدا ہے جن پہ خود آحد مبارک ہو مبارک ہو
ہوئے روز ازل سے آمنہ تیرے نصیب اچھے — کہ جایا تو نے ہے احمد مبارک ہو مبارک ہو
ممیز نور تھا نور خدا سے اوّلاً جن کا — وہ ہیں پیدا ہوئے سرمد مبارک ہو مبارک ہو
ہویدا نام تھا جن کا صحیفوں اور کتابوں میں — وہ عالم فاضل وجید مبارک ہو مبارک ہو
ہوئے گا شاہ دیں روز جزا ہم مذنبوں کا — شفاعت میں موید خود مبارک ہو مبارک ہو

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنْ
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنْ

ولادت باسعادت کے بعد ملائکہ کی بشارتیں

عالمانِ توحید و فاضلانِ قرآن مجید اس روایت کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت

فرماتے ہیں کہ جب آپ نے اپنے وجود سراپا جود سے اس دنیائے دوں کو مفخر و معزز فرمایا اور اہل دنیا کو دولت ایمان عطا کرنے کے واسطے خداوند نے ایک گنجینۂ اسرار نبی آخر الزمان ﷺ سے مالا مال کیا یعنی آپ جس وقت تولد ہوئے تو ایک پارہ ابر سفید آیا اور آپ کو میری گود سے اٹھا کر لے گیا' اس بادل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چند مرد ماں باہم قیل وقال میں مشغول ہیں لیکن وہ بادل آپ کے جلوۂ روئے زیبا سے ایسا منور ہوگیا کہ اس کے پرتو سے مجھے تمام گھر کی ذرہ انداز چیزیں آسانی سے دکھائی دیتی تھیں پھر ایک اور بدلی نمودار ہوئی جس سے یہ آواز پیدا ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ پیغمبر آخر الزماں ہے اس کا تمام خلائق پر جلوہ دو تاکہ آپ کا حسن اخلاق عوام وخاص پر محیط ہو جائے۔

بعدہٗ ایک اور آواز آئی کہ اب ان کا سایہ ارواح انبیاء پر ڈالو تا کہ انبیاء کو آپ کے سایہ سے فخر حاصل ہو ازاں بعد ایک قلیل عرصہ کے منقضی ہونے سے پارہ ابر واپس آیا جب اس کا پرتو میری آنکھوں میں کھبا تو مجھے تین آدمی نظر آئے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک آفتابہ سیمیں اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت زریں و پارچہ حریر تھا اور تیسرے کی گود میں آپ بحالت خواب لیکن مائل برب الارباب ہوئے تھے انہوں نے آکر اولاً آبِ کوثر سے جو آفتابہ مذکور میں تھا آپ کو طشتِ زریں میں بٹھلا کر غسل دیا اور پارچہ حریر سے ایک خاتم نکال کر آپ کے ہر دو کتفین کے مابین مہر نبوت لگا دی اور پارچہ مذکور میں آپ کو ملفوف کر کے میری گود میں لٹا دیا اور کہا کہ اے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا! حیران ومتعجب نہ ہونا یہ تیرا فرزند ارجمند فخر اوّلین وآخرین محبوب ربّ العالمین ہے ہم اس کو بہ حسب ارشاد خداوند حقیقی تمام عالم وارواح انبیاء پر جلوہ دے کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے بعدہٗ آپ کی آنکھوں پر ان میں سے

ایک نے بوسہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے تیسرے نے کہا کہ آپ کو خداوند نے خلافت حضرت آدم علیہ السلام ملک حضرت سلیمان علیہ السلام شکرِ حضرت نوح علیہ السلام حسنِ حضرت یوسف علیہ السلام کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام دمِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادتِ حضرت یونس علیہ السلام صبرِ حضرت ایوب علیہ السلام علیٰ ہذا القیاس مجمع جمیع الخواص عطا فرما کر علاوہ ازیں درجات ولایت ومحبوبیت وقربت وشفاعت و غیرذالک بھی عنایت فرمائے۔

پیدا ہوا شافع زمن

مالی سے سن لو یہ خبر — جبکہ ہوئے خیر البشر — کیا دیکھتا ہے بے خبر — گلشن چمن میں بے صبر
ہر برگ گل شجر ثمر — گل لالہ بیداغ از جگر — بشگفتہ باہم کر دفر — نازاں بصد عیش و امن
سرو چمن با صد صفا — نسرین وگل سرخ وضیا — شمشاد و سنبل موتیا — چنبیلی نرگس با ادا
گل شمس ودا دویا — گلبن گلاب وگل ضا — سجدہ میں مستغرق ہوا — ہر برگ وگل شجر وچمن
نرگس کھلی شادان ہے — گلبن میں عمدہ شان ہے — خوبی میں رشک بستان ہے — ہر شجر پر افغان ہے
سوسن بخوش الحان ہے — ہر گل میں جان وایمان ہے — ہر اک کا ورد زبان ہے — صل علی محمد ﷺ
مالی نے سن کے یہ صدا — سب ساکنین سے کہا — یہ ذکر کیا جاری ہوا — کس کی ثناء میں دل دیا
طوطی نے اس دم یہ کہا — محبوب ذات کبریا — حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ — پیدا ہوا یثرب وطن
وہ مہ لقا پیدا ہوا — وہ مجتبیٰ پیدا ہوا — نور الہدیٰ پیدا ہوا — شمس الضحیٰ پیدا ہوا
بدر الدجیٰ پیدا ہوا — خیر الوریٰ پیدا ہوا — شافع جزا پیدا ہوا — پیدا ہوا بطحا وطن
بلبل نے مالی سے کہا — اے بیخبر سن لے ذرا — عاشق ہے جس کا خود خدا — مخلوق بھی جس پر فدا
ہو شان جس کی ہل اتی — بی آمنہ کا لاڈلا — نور خدا عز و علا — پیدا ہوا نازک بدن

قمری پکاری ماہ رُو　جس کی ہمیں تھی جستجو　مشتاق تھے ہم موبمو　کرتے تھے جس کی گفتگو
پھرتے تھے کوچہ کوبکو　پیدا ہوا وہ ماہ رُو　نور خدا سے ہُو بہو　پیدا ہوا قمر البدن
مینا نے اُڑ کے یہ کہا　وہ ہادیٔ راہ ہدا　پیدا ہوا وہ مہ لقا　معبود و مسجود اولیا
از من درود و ہم ثناء　برجان آں نور الہدا　وہ شاہِ دین دل ربا　پیدا ہوا شافع زمن

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن

ایام طفولیت میں خصائل مبارکہ

قربت گزینان رسول تکوین و اخبار نویسان نور المبین اس تقریر کو بدین آئین نامزد کرتے ہیں کہ جس طرح اور اطفال کی بالیدگی ایک امسال میں بڑھتی ہے بہ نسبت اس کے آپ کو افزونی قد و قامت میں ایک ماہ میں حاصل ہوتی تھی چنانچہ آپ دو ماہ کے تھے تو اشارہ فرماتے تھے

سہ ماہ کے قیام فرماتے تھے۔

چہارم میں تکیہ دیوار سے خرام فرماتے تھے۔

پنجم میں مکمل تاب و طاقت آپ کو رفتار کی حصول ہوتی۔

ششم میں تیزی رفتار مقبول ہوئے۔

ہفت میں خوب طراری سے جولان کر سکتے تھے۔

آٹھویں میں کچھ قدرے گفتگو بیان فرماتے تھے۔

نہم میں تیراندازی کے فن میں مسبوق ہوئے۔

دہم میں بفصاحت زبان آور ہوئے۔

الغرض دو سال کی عمر میں آپ عین شباب میں نمایا ہوتے تھے اور لڑکپن میں آپ کا بدن کبھی برہنہ نہ ہوتا تھا اگر قضاءً کبھی برہنہ ہو جاتے تو ملائک جو محافظ تھے ڈھانک دیتے تھے۔

مروی ہے کہ آپ کو روزِ پیدائش سے ہفت یوم تک آپ کی والدہ نے دودھ پلایا بعدہٗ حضرت ثویبہ نے چند روز دودھ پلایا جو لونڈی ابولہب کی تھی جس کی ابولہب اس سے مژدہ پیدائش کا استماع کرنے سے آزاد کر دیا تھا بعدہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے ایام دوشیزگی سے تک دودھ پلایا۔

بچپن میں چاند کا کھلونا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب آپ چالیس یوم کے ہوئے تو ایک روز چاند کے ساتھ ایما سے لہو و لعب کرتے تھے جب آپ بڑے ہوئے تو میں نے اس ایماء کا احوال دریافت کیا آپ نے بیان فرمایا کہ میرا انگوٹھا والدہ مشفقہ نے زور سے باندھا ہوا تھا لہٰذا اس کی صدمہ ثقالت سے مجھے رونا آتا تھا تو چاند مجھے گفتگو میں مائل رکھتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آپ کا ایک قطرہ اشک زمین پر پڑ جاتا تو غضب الٰہی سے تا قیامت تک ایک سبزہ زمین پر پیدا نہ ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس جب میں ابھی رحم مادر میں تھا تو شمس و قمر جب عرش معلی کے پاس درگاہِ ربانی میں سجدہ کرتے تھے ان کے سجدہ کی آواز اور تسبیح و تہلیل کی ندا میرے گوش گزار ہوئی تھی سبحان اللہ و بحمدہ

سلام

السلام اے نور عرفاں ذوالجلال　السلام اے حرز جا نہا پہ ملال
السلام اے ہادیٔ عرفاں سبق　السلام اے مرشد اسرار حق

السلام اے مہدیٰ ذاتِ رسل — السلام اے رہنما جزو کل
السلام اے مصدرِ راہِ ہدیٰ — السلام اے سرورِ کل انبیاء
السلام اے رہنمائے بیکساں — السلام اے دستگیر افتادگاں
السلام اے باعث ایجاد خلق — السلام اے نورحق دافع قلق
السلام اے منہدم ارکان کفر — السلام اے گنج گنجینہ فقر
السلام اے مخزن لعل و گہر — السلام اے انبیاء راہبر
السلام اے زینت بدر المنیر — السلام اے نائم فوق الحصیر
السلام اے غیرتِ شمس الضیاء — السلام اے سیرتِ بدر الدجیٰ
السلام اے شاہ شاہانِ زمیں — السلام اے منزل وحی الامیں
السلام اے سروِ بستانِ جہاں — السلام اے مالک دارالجہاں
السلام اے رشک خوباں ماہ وش — السلام اے تازگی بخشش منش
السلام اے خاک تو نور البصر — السلام اے سایہ ات نور القمر
السلام اے رازِ تو سرِ خدا — السلام اے شاہِ دینِ انبیاء

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

ولادت کے وقت انبیاء کرام کا زیارت کے لئے آنا

مجتہدان حدیث سیّد الثقلین ومشتہران اشتہار واخبار نورالکونین سر دفتر عالمین یہ روایت ذیل کو بدیں بیان مبین کرتے ہیں کہ شب تولد خواجہ کائنات ﷺ کو حضرت عبدالمطلب مکہ معظمہ میں تھے یک بیک نیند کھل گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بوقت نصف الیل ملائک اطباق سمٰوات باآواز بلند یہ تکبیر پڑھ رہے ہیں "اللہ اکبر، اللہ

اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"، پڑھ رہا ہے۔ اور بت خانہ کے تمام اصنام شکستہ ہوکر سجدہ میں گرے ہیں اور منادی غیب باآواز بلند کمال فصاحت سے کہہ رہا ہے کہ اے ساکنین اہل زمین بشارت ہو تم کو آج محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں اوران کے غسل کے واسطے ایک طشت نورانی زریں عالم قدس سے لائے ہیں میں نے ندائے مذکور کو استماع کرنے سے متعجب ہوکر شیبہ کے دروازے پر جاکر دیکھا تو کوہ صفا ومروہ بھی جنبش میں ہیں یہ معاملہ ملاحظہ کرنے سے میرے وجود میں خوف غالب ہوا اور کانپنے لگا لیکن فی الحال ایک شخص نے غیب سے کہا کہ اے قریش مت ڈر، مجھے اس آواز کے سمع ہونے سے تسکین خاطر حزیں ہوئی۔

تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گیا اور دروازہ پر جاکر آواز دی کہ اے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جاگتی ہے یا نہیں اس نے کہا جاگتی ہوں میں نے پھر آگے جاکر دیکھا تو وہ نور جو آمنہ کے ناصیہ پر چمکتا تھا دکھائی نہ دیا تب آمنہ سے استفسار کیا کہ وہ نور جس سے تیرا ناصیہ منور تھا' کہاں گیا' اس نے کہا کہ آج وہ نور ظہور میں آیا تب مجھے اشتیاق دیدار فرحت آثار اس بحر ناپیدا کنار کا ہوا۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ مجھے وہ نور کیمیائے دارین دکھاؤ اس نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے تین روز تک بنی آدم کو دکھلانے سے منع کیا ہے تب میں نے آشفتہ ہوکر محرومی لقائے اس سیّد عالم ﷺ کے سبب شمشیر کھینچ کر اندر جانے کا ارادہ کیا تو ایک شخص مہیب صورت نے میرا دامن پکڑ کر ایسا ڈانٹا کہ میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور حواس خمسہ جاتے رہے۔ تب اس شخص نے کہا کہ جب تک ارواح مقدس انبیاء اولیاء ملائک ارض وسماء مکین ملائے اعلیٰ اس کے دیدار نزہت آثار سے سیر نہ ہولیں گے۔ تب تک بنی آدم کو حجرہ میں جانا منع ہے بعدازاں میں نے کچھ استقامت حاصل کر کے عالم بالا کی طرف ملاحظہ کیا تو کیا

دیکھتا ہوں کہ تمام طائران اطراف و جوانب جنت کے عجب آراستگی سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں اور باواز بلند "الحمد للہ الحمد للہ" پڑھ رہے ہیں۔ تب میں یہ احوال ندرت مآل دیکھ کر اہلِ قریش کو اس سے مطلع کرنے کا ارادہ کیا تو میری زبان بند ہوگئی اور سات روز تک مجھ سے گفتار نہ ہو سکی لیکن اس وقت اطراف و جوانب مکہ سے یہ آواز آتی تھی کہ "مَعْشَرِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰہِ ﷺ" تولد ہوئے اور مبارک ہوا اس گھر کو جس میں آپ تولد ہوئے مروی ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد یا محمود ہوتا ہے وہ نارِ جہنم سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے گھر فقر فاقہ نہیں آتا اور جو شخص بارادہ محبت رسول الثقلین اسمائے موصوف موسوم احمدی سے اپنے آپ یا اپنی اولاد کو نامزد کرتا ہے اور جب کبھی جوش محبت سے پکارتا ہے یا محمد ﷺ تو حاملانِ عرش کہتے ہیں لبیک یا ولی اللہ کہ تو ہمارا شریک عبادت الٰہی میں ہوا اور بشارت ہو تجھ کو کہ روزِ محشر تجھ کو ثواب حاملانِ عرش کا عنایت فرما کر داخل جنت کرے گا۔

ثنا اس امیر کی

کیا کیا رقم ہو مجھ سے ثناء اس امیر کی — چلتی قلم ہے جس کی ثناء میں قدیر کی
ملکوت کی غذا ہے ثناء اس منیر کی — نور قلم و کرسی و لوح سریر کی
جس صبح کو ظہور تھا اس ماہ لقائے کا — اس شب کو عجیب کھیل تھا قدرت خدائے کا
کیا دیکھتی ہے آمنہ گھر اپنا سر بسر — کیا سقف اور فرش چہ دیوار اور در
روشن ہے خوشنما ہے مزین ہے خوب تر — غیرت میں غرق عرق ہے جس سے ضیاء قمر
نور علی ہے نور سبھی صحن گھر ہوا — زیبا ہے گر لکھوں کہ خدا کا گزر ہوا

آتے تھے نیچے عالم بالا سے انبیاء — ارواح مرسلاں و ملائک و اولیاء
کھانے کو خوب طعمہ مرغوب آتا تھا — پینے کو شیر عالم اقدس سے آتا تھا
لذت میں جو لذیذ و مزیدار ہوتا تھا — شیرین شہد سے بھی شکر دار ہوتا تھا
طبقات عرش و فرش سے آتا تھا سب نظر — جنت سے سب مقام نمایاں تھے بالخمر
ضعف و کسل کا میرے بدن پر نہ تھا اثر — صل علیٰ کا شور تھا مکہ میں گھر بہ گھر
حوروں کو اپنے ساتھ لئے مریم آئی تھی — بی بی آسیہ بھی ساتھ ہی تشریف لائی تھی
اے مومنین جبکہ تولد ہوئے نبی ﷺ — یعنی جب آئے روئے زمیں پر وہ مہتدی
حالت عجیب میری نظر میں یہ آئی تھی — سجدہ کناں تھے پیش خدائے جلی ولی
ہلتے تھے لب مبارک وہ کہتے تھے یا خدا — انی رسول انت اللہ اے کبریا
حیرت میں تھی کہ آئی صدائے عجب عجیب — رحمت ہو تجھ کو تجھ سے تولد ہوا حبیب
اے آمنہ ہو تجھ کو مبارک سدا نصیب — عالی لقب ہے تیرا یہ فرزند یا نصیب
احمد ہے میرا نام تو احمد ﷺ اسے کہو — دنیا میں شاہ دین محمد ﷺ اسے کہو

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

حلیمہ سعدیہ کی گود میں تشریف آوری

راویانِ شیریں مقال و مخبرانِ صداقت مآل اس مقال کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب مقدر میں پروانہ سید عالم ﷺ کی حلیمہ سعدیہ کی قسمت میں تحریر تھی تو جس سال میں اس نور ساطع نے اس گلستان جہاں کو اپنے وجود سراپا جود مرغوب و مطلوب سے منور معطر کیا تو سال مذکور میں قحط عالمگیر نے ساکنین روئے زمین کو کمال مجبور کر رکھا تھا تو بباعث قحط سالی شدید کی حضرت حلیمہ سعدیہ

رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اپنی ہمشیرہ کے ساتھ معہ زنان بنی سعد واسطے حصول طریق معاش کے پہاڑ پر گھاس چھیلنے کو جاتی تھی اور اسی محنت ومشقت پر اپنا جسم وجان پالتی تھی لیکن بوجہ فاقہ کشی کے جو میری گود میں فرزند تھا دودھ کی کمی کے موجب کمال لاغر ونحیف ہوگیا تھا اور مجھ سے بھی بوجہ بھوکا رہنے کے کوئی کام کہ جس سے شکم پری ہوجائے نہ ہوسکتا تھا لیکن صبر واستقلال کو ہاتھ سے نہ دے کر بہر حال کچھ کم وبیش محنت ومشقت سے ایام گزاری کا موجب بنا رکھا تھا۔

ناگاہ ایک دفعہ بباعث فاقہ کے مجھے ضعف معدہ سے اس قدر غشی پیدا ہوئی کہ سات روز تک بے ہوش رہی اور شکر کی زبان خدا کی درگاہ میں بند نہ کر کے استغاثہ کرتی رہی تو خداوند کریم نے اپنا فضل وکرم کیا کہ اسی حالت میں غشی میں ایک سبز پوش نے مجھے کہا میرے ساتھ چل جب میں اس کے ساتھ روانہ ہوئی تو وہ مجھے ایک دریائے دودھ پر لے گیا اور کہنے لگا کہ جس قدر تم کو ضرورت ہو اس دریائے بیکنار سے پی لے میں نے حسب اشتہا اس دریا سے دودھ پیا لیکن میں جس قدر پینے سے انکار کرتی تھی کہ مجھے اب اشتہا نہیں وہ سبز پوش اسی قدر مبالغہ کرتا تھا الغرض بعدہٗ کہنے لگا کہ مجھے جانتی ہے کہ میں کون ہوں میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں وہ شکر دہر ہوں کہ جس کو تو بحالت منتہی ہونے کے ادا کرتی تھی اور فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ایک نور ساطع برہان احدیت وقاطع دلائل معصیت ظہور میں آیا ہے وہاں جا کر اس کو اپنے دودھ سے پرورش کر۔ تا آنکہ تجھے سعادت ابدی وعزت سرمدی حاصل ہو۔ جب یہ بات موشگافیاں فرما کر وہ سبز پوش پوشیدہ ہوگیا تو مجھے استقامت حاصل ہوگئی اور کیا دیکھتی ہوں کہ میرا وجود بہ نسبت سالہائے ارزانی کے بھی زیادہ تر وتازہ اور پستان دودھ سے آبستہ ہیں دیکھتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔

اور صبح ثانی کو تر وتازہ وبشاش چہرہ دیکھ کر موجب امتلاء شیر پستان وتقوت جسم وجان کا استفسار کیا لیکن میں نے کچھ اس راز کو جو مخفی تھا ظاہر کرنے سے نقصان سمجھ کر بیان نہ کیا قضاءً فی الحال منادی غیب سے ایک آواز استماع میں آئی کہ اے زنانِ بنی سعد مکہ معظمہ میں ایک لڑکا بنی قریش میں پیدا ہوا ہے جو عورت اس کو اپنا دودھ پلا کر پرورش کرے گی اپنے واسطے راہ نجات حاصل کرے گی بہ حین استماع ندائے غیب جو کہ بشارت ملہمہ سے بمضمون واحد تھی میں نے گھر آ کر اپنے خاوند سے اجازت طلب کی کہ مکہ سے مجھ کوئی شیر خوار لانے کی اجازت دو تا آنکہ کوئی صورت شکم پروری حاصل ہو الغرض خاوند سے اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئی لیکن اور عورتیں شیر دار جو خواہش روزگار کے واسطے دائما اہل مکہ سے ان کے فرزندوں کو پرورش کے واسطے لاتی تھیں وہ بھی روانہ ہوئیں اور بباعث طاقتور ہونے اپنے گدھوں کے مجھ سے اوّل منزل مقصود پر فائز ہو کر دولت مندوں کے شیر خواروں کی خدمت میں مقرر ہو کر افزونی محنت سے متمول ہوگئیں اور میرا گدھا جو کہ نحیف وضعیف تھا پسِ پارہ گیا اس لئے ان کے پیچھے رہ کر اپنی قسمت پر صبر وشکر کرتی رہی لیکن مجھے ہر منزل پر ہر در ودیوار سے یہی آواز استماع میں آتی تھی کہ اے حلیمہ مبارک ہو تم کو خداوند تعالیٰ نے پرورش میں اس دُرِ یتیم بحر ناپیدا کنار کی تیرے تفویض فرمائی ہے جلد جلد منزلِ ارادت پر پہنچ کر اپنے مقاصد گنجینہ اسرار خداوندی سے حاصل کر۔

فی الجملہ میں دوشنبہ کے روز مکہ معظمہ میں فائز ہوئی اور جستجو امر مطلوبہ کی کرنے لگی چونکہ زنان بنی سعد آپ کی یتیمی پر خیال کر کے اور بے کسی پر توجہ کر کے پرورش سے انکار کر گئی تھیں اور اغناؤں کے شیر خواروں کو لے کر خوشحال ہوگئی تھیں اس لئے حضرت عبدالمطلب کوچہ کوچہ بہ شوق متلاشی دایہ شیر دار کے ہو رہے تھے میرے حال پر مطلع ہو کر میرے پاس مشرف ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے میں بموجب

استماع کرنے بشارت غیبی کے آپ کی یتیمی و بے کسی پر توجہ نہ کر کے پرورش سے انکار نہ کیا جب میں نے آپ کے گہوارہ کی طرف جاکر آپ کو دیکھا تو اس وقت آں خواجہ عالم ﷺ ایک پارچہ حریر میں بسترہ پر بظاہر خواب لیکن نرگس وار باطن میں بیدار مائل بربّ الارباب پڑے سوئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے صدر مبارک پر رکھا تو آپ بیدار ہوئے اور میری طرف نظر ڈال کر کمال الفت سے ہنسے۔ فی الحال میرے پستانوں سے دودھ مقطر مقطر جاری ہوا۔ اور اس تبسم کے ایک ایسی مدحت پیدا ہوئی کہ دید و شنید میں نہ آتی تھی اور ایک نور آپ کے ہر دو ابرو سے ایسا منور آسمان کی طرف صعود کر گیا کہ سب کی آنکھیں اس کے پرتو کی چمک سے جھپک گئیں۔

الغرض علی الصبح آپ کو ہمراہ لے کر اپنی فرودگاہ پر آئی اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئی ہنگام مراجعت جو میرا دراز گوش ضعیف و ناتواں جسم و جاں سے بے جان تھا۔ اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے الحمد للہ پڑھا اور کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر تین سجدے کیے اور اس قدر تیز رفتار ہو کر خراماں خراماں روانہ ہوا کہ تمام اہل قافلہ کو پیچھے چھوڑ گیا اہل قافلہ نے متعجب ہو کر استفسار کیا کہ اس ضعیف و ناتواں دراز گوش میں کیا خاصہ ہے تب حسب فرمان ذوالجلال وہ گدھا خود ناطق ہوا کہ تم نہیں جانتے کہ میری پیٹھ پر میرا راکب محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخر الزمان ہے تا آنکہ اپنے قریہ میں فائز ہوئے تو آپ متیمن و متبرک قدوم سے میری بکریاں جو بموجب قحط سالی کے لاغر و بے شیر ہو گئی تھیں فربہ و شیر دار ہو گئیں اور بچے بکثرت دینے لگیں حتیٰ کہ میں ایک قلیل عرصہ میں غنی ہو گئی جب آپ نے زبان فصیح البیان سے اوّلاً کلام کی تو فرمایا:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، وللّٰہ الحمد والحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

محمد ﷺ نہ ہوتے تو خدائی نہ ہوتی

محمد ﷺ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی — زمین و زمن کی بپائی نہ ہوتی
گر اعجاز شق القمر نہ دکھاتے — تو ہرگز قمر میں ضیائی نہ ہوتی
اگر اصحاب و احباب حضرت نہ ہوتے — تو دین نبی ﷺ میں صفائی نہ ہوتی
وہ صدیق صاحب قدم گر نہ ہوتے — تو ایمان کی پھر سمائی نہ ہوتی
رہے مستقل خدمتی غار میں وہ — نہ رہتے تو گھر تک رسائی نہ ہوتی
دوم یار حضرت عمر صاحب دل — دلیری کی جس حق ادائی نہ ہوتی
رفاقت جہادوں میں گروہ نہ کرتے — تو حضرت سے عہد برآئی نہ ہوتی
وہ اصحاب سوئم جو عثمان غنی ہے — کہ حضرت سے جن کی جدائی نہ ہوتی
جمع کر کے قرآں سنایا جنہوں نے — نہ ہوتے تو یہ رہنمائی نہ ہوتی
وہ اسوار دُلدُل چہارم علی ہے — نہ ہوتے تو یہ رہنمائی نہ ہوتی
کہ اولاد سے جن کے ہیں غوثِ اعظم — نہ ہوتے تو یہ پیشوائی نہ ہوتی
تو ہو شاہِ دیں سے شفاعت کا خواہاں — نہ ہوتے تو ہم کو رہائی نہ ہوتی

سَلِّمُوْا يَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِيْن
مُصْطَفٰى ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن

شق الصدر

روایان صداقت گفتار و مخبران نزہت آثار دایہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نے سہ سال کی عمر سے گلستان کون و مکان کو آباد کیا تو ایک روز فرمانے لگے کہ اے والدہ میرے رضاعی بھائی ہر روز علی الصبح کہاں چلے جاتے ہیں میں نے کہا کہ واسطے بکریاں چرانے کے ریوڑ کے ساتھ جنگل و پہاڑ کے چراگاہوں میں جاتے ہیں آپ فرمانے لگے کہ آئندہ مجھے بھی اس خدمت کے صلہ میں

موصول کرنا کیونکہ ناممکن ہے کہ میں آرام میں تمام روز بسر کروں اور میرے بھائی تکالیف ازمنہ میں گرفتار ہو کر مجھ سے کسی قسم کی امداد کی امید نہ رکھیں میں نے کہا کہ ایسے امورات قبیحہ آپ کے لائق نہیں آپ ایسی تکلیف کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ہم کو یہ زیبا نہیں کہ آپ کو اس کام میں شریک کریں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا ہر چند کمال حکمت سے آپ کی دلجوئی کی مگر آپ مطمئن نہ ہو کر علی الصبح اپنے رضاعی برادروں کے ہمراہ روانہ ہوئے جب کچھ حصہ روز کا گزار ہوگا تو میرے اطفال افتاں وخیزاں آہ فریاد کرتے ہوئے آئے اور کہنے لگے:

اے والدہ مشفقہ فریاد ہے فریاد ہے — جلد لے چل کر خبر فریاد ہے فریاد ہے
دیکھ چل کر کوہ پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ — کس طرح بے حال ہے فریاد ہے فریاد ہے
آسماں سے اتر کر دو مرغ زریں بال نے — پھاڑ ڈالا آپ کو فریاد ہے فریاد ہے
آپ کا صدر مبارک چاک کر ڈالا تمام — درد سے نڈھال ہے فریاد ہے فریاد ہے
اس جگہ کوئی نہیں سنتا ہماری آہ دل — جانور ڈرتے نہیں فریاد ہے فریاد ہے

میں نے بہ حین استماع مکالمہ دردانگیز آفت خیز وحیرت ریز دل پر جوش وامتلاء خوف سے مدہوش ہو کر فی الحال گھر سے باہر نکل کر منزل تکلیف آمیز کی راہ لی جب ابھی تھوڑی دور چلی تھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ بر راہ صحیح وسالم دلربا چال سے خراماں خراماں قدم رنجہ فرماتے چلے آرہے ہیں در حال میں نے سجدہ شکر ادا کر کے کمال خوشی سے آپ کو گود میں اٹھالیا اور باعث آہ وزاری طفلاں کا اور طیور کا استفسار کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی محزونی کا مقام نہیں دراصل وہ جانور نہ تھے ملائک ربانی تھے بحکم ربّ الارباب انہوں نے میرا صدر چاک کیا تھا اور اندرونی طور پر مصفی ومجلا کر کے دوبارہ بعینہٖ بدستور سابقہ اصلی حالت پر مرتب کر دیا کہ جس کی ایذا سے مجھے ذرہ تک صدمہ نہیں پہنچا میں نے متعجب ہو کر کاہنوں سے یہ تمام احوال ظاہر کر کے تشقیق الصدر کا

موجب استفسار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ لڑکا پیغمبر آخر الزماں ہے عنقریب ہمارے دین کو باطل کر کے اپنے دین متین کو روئے زمین پر جاری کرے گا اور دراصل یہ صدیق ہے اس لئے خداوند کریم کی نظر میں منظور ومرغوب ومحبوب ہے۔

مکۃ المکرّمہ میں واپسی

اے حضرت حلیمہ سعدیہ اس کو کمال محافظت سے نگاہ رکھو ورنہ ہمارے تمہارے بھائی اس کو منہدم دین معلوم کر کے قتل کر دیں گے جب کاہنوں نے یہ بیان کیا تو میں نے اپنی خاطر فاطر میں خیال کیا کہ اگر ایسا ہی ہوا تو حضرت عبدالمطلب کہ ایک سردار قبیلہ قریش وسرگردہ اہل مکہ معظمہ ہے مجھے کب زندہ رہنے دے گا بہر حال جس طرح ہو سکے آپ کو اپنے وطن زاد وبوم میں پہنچانا ضروری ہے۔

الغرض میں نے آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کی راہ لی اور مخفی طور پر مکہ معظمہ میں فائز ہوئی تو آپ کو وہاں بٹھلا کر کسی کام کو گئی جب واپس آئی تو آپ کو وہاں نہ پایا۔ ہر چند آپ کی تجسس کے واسطے قرب وجوار میں قدم مارا لیکن کوئی سراغ نہ پایا لاچار بادلِ زار حضرت عبدالمطلب کے پاس فریاد کرتی ہوئی پہنچی اور سب حال بیان کیا تو وہ بھی غمناک باخاطر چاک شریک تلاش میں ہوئے جس آپ کا کوئی نشان نہ ملا تو گمان ہوا کہ اہل بطحا نے ہمارا فرزند گم کر رکھا ہے تو حضرت عبدالمطلب نے سب قبیلہ قریش کو جمع کر کے کہا اہل بطحا سے یہ فعل سرزد ہوا ہے ان سے اپنا فرزند طلب کرو اگر وہ کسی قسم کا انکار کریں تو بازار قتل وقتال گرم کر کے اپنا دلی حوصلہ نکال کر مطلوب کی سعی کرنا ضروری ہوگی یہ بات سب نے منظور کے باسامانِ جنگ وجدل بطحا کی راہ لی جب خانہ کعبہ کے پاس مشرف ہوئے تو عبدالمطلب نے برسرِ دہلیز جبین نیاز کو فرسودہ کر کے لسانِ عجز سے مستغیثانہ درگاہِ ربانی میں یہ کلمہ کہا کہ: ”یَارَبِّ رُدَّ اِلَیَّ وَلَدِیْ مُحَمَّدًا“ یعنی اے اللہ تعالیٰ واپس کر میری طرف میرا بیٹا محمد تو درگاہِ صمدانی سے ہاتف غیب نے

آواز دی کہ اے قریش غم نہ کر تیرا فرزند وادی تہامہ میں بیٹھا ہے بہ مجرد مستمع ہونے ندائے غیب کے ہم سب کے سب وادئ تہامہ کی طرف روانہ ہوئے جب بر سرِ منزل مقصود فائز ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ وہاں ایک سایہ درخت میں زینت افزا ہیں چونکہ ہم سب اہل قریش بباعث ناواقفیت چہرہ کے صغر سنی سے دایہ حلیمہ کے پاس تھے تعارف بشرہ سے محروم تھے قریب جا کر استفسار کیا کہ ما الاسمك وما هو جدك۔ یعنی میرا نام محمد بن عبداللہ ہے مستمع ہوتے ہی ہم نے آپ کو بر سر دوش اٹھایا اور کہا نعوذنا بواحد من شر کل حاسد۔ یعنی پناہ مانگتے ہیں ہم ایک کی بدی کل بخیلوں سے اور مکہ میں لے آئے اور دایہ حلیمہ سعدیہ کو بہت سا مال وزر انعام دے کر مرخص فرمایا اور آپ پھر اپنی والدہ کے پاس نشوونما پانے لگے۔

نورِ احمد ﷺ چار سو

چاندنی محبوب یزداں کیا کھلی ہے گھر یہ گھر — آرہا ہے مشرق و مغرب تمامی در نظر
منتشر کونین میں ہے نورِ احمد ﷺ چار سو — فرش پر اور عرش پر اور آسماں پر سر بسر
طرفہ تر یہ ہے کہ جب پیدا ہوئے خیر الانام — ٹھوکریں کھاتا رہا چہل روز شیطاں در بدر
منزلِ بطحا میں جب فقداں ہوئے خیر الانام — لے گئے تھے اصل میں ان کو ملائک در سحر
بعد پیدائش تمامی جمع ہو کر انبیاء — چومتے تھے آپ کو دیتے تھے بوسہ بہ لعر
ظلمتِ دوزخ رفع ہو جائے گی اے مؤمنین — چہرۂ تاباں سے وہ برقعہ اٹھائیں در حشر
رحم مادر میں ہمیشہ یاد کرتے تھے خدا — شاہ دیں راوی بیان کرتا ہے صادق یہ خبر

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی رحلت

روایانِ فصیح البیان و متکلمان رطب اللسان اس داستان منیر الزمان کو اس طرح سر دفتر ہستی پر منتشر کرتے ہیں کہ جب حلیمہ سعدیہ خواجہ عالم ﷺ کو عبدالمطلب کے

تفویض کر چلی گئی تہ بعدہ' آپ والدہ صاحبہ کے پاس اپنے ماموں کے گھر دو سال تک پرورش پاتے رہے ازاں بعد مکہ معظمہ میں اپنی والدہ کے ساتھ خانہ آبا و اجداد میں چلے گئے چونکہ کارخانہ قضا و قدر دائمًا یکساں اہل زمانہ کو نہیں رہنے دیتا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس دنیا کی سرا سے رحلت کر کے اس شمع شبستانِ احدیت کو مسکین چھوڑا تب آپ کی عمر چھ سال کی تھی ہر دو حال یتیمی و مسکینی کے اس صغر سنی میں آپ پر وارد ہوئے تو کون و مکان کے مکینوں نے درگاہِ ربانی میں کمال آہ وزاری سے استغاثہ کیا کہ اے قادرِ مطلق تیرا محبوب کہ جس پر ماسوائے مخلوق توجہ رحم و فضل کی بکثرت واجب تھی یتیم و مسکین ہو گیا تو غیب سے منادی غیب نے یہ مژدہ سنایا کہ اس دُرِّ یتیم بیکس کا خداوند فریاد رس رہے اور ہر حال میں وہی حافظ و ناصر ہے۔

والدین کی جدائی

دارِ دُنیا سے ہزاراں رشکِ غلماں چل گئے — جس طرح سے والدین ختمِ نبیاں چل گئے
کس طرح ہو خامہ بیکس محررِ قیل و قال — چلتے پھرتے نوجواں جب سینہ بریاں چل گئے
جائے حسرت ہے ہی دُنیا کچھ بقا اس کو نہیں — کیسے کیسے عالم و علام و علماں چل گئے
والدیں حضرت کے دِل پر داغ ہجرت ڈالکر — شاہ دیں کی بیکسی سے چشم گریاں چل گئے

دادا جان کے زیرِ کفالت آنا

بعدہٗ آپ کو حضرت عبدالمطلب نے بکمال الفت و محبت پدری اپنے پاس ناز ادا سے رکھا جب آپ سات سال کے ہوئے تو آپ کی دعا سے اس قدر غیث آسمانی نازل ہوا کہ شکایت قحط سالی دنیائے دوں سے معدوم ہو گئی جب آپ نے ہشت سال کی عمر سے گلشن جہاں کو تر و تازہ کیا تو اس وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر 120 سال

کی تھی تو بباعث تقاضائے زیادتی عمر کے حضرت عبدالمطلب بھی ضعف طبیعت سے بستر درماندگی پر دراز ہوئے حتیٰ کہ دن بدن علالتِ ضعیفی سے دن دُگنی اور رات چوگنی بیماری نحافت وکسالت وجود پر غالب ہونے لگی اور آثار ہلاکت کے ظاہر ہونے لگے الغرض ملک الموت بھی موقعہ فرصت کے گھات میں مکین ہو رہا تھا تو حضرت عبدالمطلب نے اپنے اقرباؤں کو طلب کیا اور کہا کہ اے خاندان قریش اب میرا وقت نزع کے قریب آپہنچا اور میں دم بدم پس پا عمر بے بقا ہوتا جاتا ہوں اب بتاؤ کہ میں تو اس دریتیم یگانہ آفات کا داغ ہجر وقلق اپنے قلب محزوں پر لئے جاتا ہوں اور اس کی پرورش سے بے بس ہو چلا ہوں چاہتا تھا کہ مجھے اگر میری عمر کچھ تفاوت عطا کرتی تو میں اس بے پدر و مادر کے امورات تعلیم وضروریات دین کا متکفل ہوتا لیکن افسوس کہ دل کی دل ہی میں رہی اور کچھ نہ بن سکا اب میرے بعد اس سرو نخلستانِ بیکساں وگلِ گلبن یتیمانِ جہاں کا کون شخص متکفل امورات پرورش و متضمن ضروریات خاطر منش ہوگا تب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خواستگار اس فعل متیمن و متبرک کے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اے حمزہ خداوند نے تیرے وجو میں بباعث بے اولاد ہونے کے الفت پدری ومادری عطا نہیں فرمائی تجھ سے کب ایسے بے پدر و مادر کی حفاظت اور ولدہی ہوسکتی ہے۔

تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر اس خدمت کے صلہ کی درخواست کی تو ان کو یہ جواب دیا گیا کہ تم بباعث کثرت اولاد کے پورا پورا اطلاق محبت ایسے نادر یتیم و مسکین پر ڈال نہیں سکتے تو ابولہب اس خیال کے قائل ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ تم متمول اور کمال کے درجہ کے غنی ہو اپنے مال واسباب کے خیالات میں اپنے محزونِ دل کی تسکین کب تم سے ادا ہوسکتی ہے آخر الامر خواجہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب فرمایا اور اپنے پاس گود میں بٹھا کر سرو چشم پر بوسہ دیا اور چشم گریاں وسینہ بریاں

ہو کر بادل زار یہ کہا کہ اے علمدار افواج یتیمی واے غواص الجار بیکنار امواج مسکینی میں اس ناپائیدار دار الفنا سے داغ کلفتِ ہجرت تیرے کا اپنے خاطر فاطر پر گل لالہ کی طرح عالم بقا کی طرف لئے جاتا ہوں اب بتاؤں کہ میرے بعد ان سب خویش و اقارب میں سے جو سب حاضرِ محفل عیادت ہیں کس کو اپنا متکفل اور مہتمم امورات سمجھو گے تب یہ کلمہ دردانگیز استماع کر کے سب خویش واقارب آہ وزاری جوش وخروش سے کرنے لگے اور آپ نے اپنے آپ کو اس ورطہ ہجوم غموم میں بے بس سمجھ کر باچشم زار دل افگار اپنی زبان طوطی بیان سے جواب دیا کہ میں کیا کہوں۔

دورِ یتیمی

اب مرے اس درد ہجراں کا دوا ہو کس طرح   لا دوا خاطر یتیمی کو شفا ہو کس طرح
آپ تو راحل ہوئے ہیں جانب دار البقا   اب یہاں بن آپ کے مجھ کو بقا ہو کس طرح
میرے مسکین حال کی تسکین کس صورت سے ہو   میرے دل سے دور یہ رنج وعنا ہو کس طرح
کون برلاوے گا میری خواہشوں کا مدعا   دل وہی بن آپ کے ان سے ادا ہو کس طرح
کس طرح ایفا ہو میرے دل حزیں کی التجا   مہر والفت آپ سا ان سے روا ہو کس طرح
آپ بھی تیار ہیں ماں باپ پہلے چلے گئے   شاہ دیں کی آہ کا اب انتہا ہو کس طرح

جناب ابوطالب کو کفالت کی سعادت کا عطا ہونا

آخر مجبور ہوں قضا وقدر کی تقدیر کے مقابل کوئی تدبیر شامل حال نہیں ناچار آپ نے اپنے مقام سے کھلے ہو کر اپنا سر مبارک زانوئے ابوطالب پر رکھا ابوطالب نے کمال خورسندی سے آپ کو گود میں بٹھلایا اور سر چشم پر بوسہ دے کر اشکِ مہجوری کو زبان سے چاٹا اور تسلی فرمائی بعد ازاں چند روز بعد ابوطالب نے بعد وفات عبدالمطلب کے اپنے پاس لے جا کر ایسا صلہ خدمت آپ کا ادا کیا کہ کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا اتنے میں

موقعہ سفرِ تجارت کا آپہنچا تو ابوطالب نے اس سفارت میں آپ کو ہمراہ لے جانا معیوب سمجھ کر اپنے اہل واطفال کو بابت خورسندی مزاج اس سرمایہ دارین کی تاکید فرمائی اور کہا کہ میں اب ملک شام کو بجہت تجارت چلا ہوں اس دُرِ یتیم کی خدمت کا خیال رکھنا لیکن جب آپ کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو آپ نے بوقت روانگی اونٹ کی مہار کو ہاتھ میں لے کر یہ کہا: شعر

ہاتھ میں لے کر عنان الابل کو گھائل ہوئے
دل تپیدہ زار دیدہ سے وہاں قائل ہوئے

نوحہ

کون لے گا اب خبر میری یہاں بن آپ کے
کون سر پر ہاتھ پھیرے گا یہاں بن آپ کے
کس قدر اصدامِ خلقت کو اٹھاؤں گا یہاں
دل بہلاؤں گا بھلا کس سے یہاں بن آپ کے
کون مجھ کو بامحبت رات کو بستر بچھا
دست شفقت سے سلائے گا یہاں بن آپ کے
کون مجھ کو دوش پر بازار لے جائے اٹھا
کون الفت سے بلائے گا یہاں بن آپ کے
کس قدر تم کو بتادے استغاثہ شاہ دیں
رنج خاطر کو ن بدلائے یہاں بن آپ کے

عالم شباب تک چند واقعات

جب یہ نوحہ اس گوہر ابجار ناپیدا کنار کا گوش گزار ابوطالب کے ہوا تو جوش رحم

ے آنکھوں سے آنسو بھر لائے اور آپ کو پہلو میں بٹھلا کر کمال الفت سے سر و چشم پر بوسہ دے کر کہا کہ اے دل جانِ ابوطالب اور اے جان وایمان خاطر یہ فکر وغم اپنے دل سے دور کر اور حسب منشاء اپنے میرے ساتھ چل میں ساتھ اپنے لے چلتا ہوں۔

الغرض آپ کو ہمراہ اپنے بالائے شتر کجاوہ میں بٹھالیا اور قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک عالم وفاضل حافظ توریت مسمّی تر جنبش کا صومعہ تھا اور سب اہل عرب کے قافلے اس مقام پر نزول کرتے تھے اس نے توریت میں پڑھا ہوا تھا کہ اخیر زمانہ میں ایک نبی مجمع خواص جمیع الانبیاء محبوب ذات ربّ العالمین پیدا ہوگا اور لڑکپن میں اس کے وجود سے عجیب عجیب اعجاز نمایاں ہوں گے اور جب پیدا ہوگا تو بہ حین تولد اس قسم کے ظہورات اہل دنیا کو مشاہدہ میں آئیں گے لہذا بریں آثار اسے ثابت ہوگیا تھا کہ وہ نبی اب پیدا ہوگیا ہے اور قریب ہے کہ میرے صومعہ تک قدم رنجہ فرمائے اور دوسرا ان یہودیوں سے جو ملک شام سے واسطے قتل عبداللہ والد ماجد نبینا و شفیعنا ﷺ اسی حسد کے آتے تھے کہ وہ پیغمبر منہدم ہمارے دین کا اس سے پیدا نہ ہوا سے ثابت تھا کہ اب وہ تولد ہوگئے ہیں تو وہ عابد دائما منتظر دیدار صرحت آثار کا رہتا تھا ناگاہ ایک روز برسر سقف صومعہ کھڑا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک قافلہ عرب کا چلا آتا ہے اور اس کے اوپر ایک ٹکڑا بادل کا مساوی رفتار سے چلا آتا ہے چونکہ اس کو معلوم تھا کہ آپ کے وجود پر بادل دائما سایہ دار رہے گا اسے گمان غالب ہوا کہ اب وہ وقت آیا کہ اس نبی آخرالزمان ﷺ کا دیدار مجھے حاصل ہوگا اس نے قافلہ مذکور کے مشرف ہونے تک اقسام ضیافت تیار کر لیے اور بروقت مشرف ہوجانے قافلہ کے آثار معلومہ سے آپ کا تعارف پیدا کر کے آپ کو معہ ابوطالب دعوت ماحضر سے شاداں کیا اور ابوطالب کو کہا کہ آپ تو ملک شام میں اس رکنِ دین وایمان کو ساتھ لے چلے ہو لیکن وہاں کے یہود تو آپ کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔

بہر حال ان کو واپس لے جانا ضروری ہے ابو طالب آپ کو بہ حسب ارشاد اس کو واپس لے جانا افضل سمجھ کر ملک مالوف کی طرف رجوع کر دیا اور مکہ میں واپس چلے آئے' قضاءً آپ کے مرخص ہونے کے بعد چند یہود ملک شام سے اس صومعہ مذکور میں نازل ہوئے کیونکہ کل اہل عرب وشام کا بموجب خدا یاد ہونے کے یقین کامل تھا اپنے راز کو عابد سے اخفار نہ کیا کہ واسطے اب نبی کے کہ منہدم ہمارے دین کا ابلاد عرب میں تولد ہوا روانہ ہوئے ہیں اس عابد خوش نصیب نے ہر حیلہ سے ان کو واپس کر دیا جب آپ نے 10 سال سے کے ہوئے تو پھر بطریقہ سابقہ ملائک نے آپ کا صدر مبارک چاک کر کے بترتیب مذکور مرتب کر دیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس مرۃً بعد مرۃً چار دفعہ آپ کا صدر مبارک چاک ہوا و بنابریں مدارج رسالت ونبوت وولایت آپ کے ترقی پاتے رہے حتیٰ کہ پچیس سال کی عمر میں آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور بعدہٗ غار حرا میں مدت تک معہ اسباب خوردنی و پوشیدنی عبادت الٰہی میں بحالت تسبیح وتہلیل مشغول رہے۔

آغاز نزول قرآن کریم

جب آپکی عمر چالیس سال اور دس یوم کی ہوئی تو زمانہ نزول وحی کا قریب آ گیا جو الہامات رات کو ملاحظہ فرماتے علی الصبح ان کا الشمس صفحہ ہستی پر نمایاں پاتے حتیٰ کہ بتاریخ آٹھ ماہ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے غار حرا میں آ کر آپ کو:

اقرا باسم ربك الاكرم الذی ...... علم بالقلم علم الانسان مالم يعلم۔

تک سکھلا دیا اور بہ مصداق احادیث ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو پہلے سورۃ فاتحہ پڑھائی گئی جیسا کہ "اوّل ما انزل من القرآن فاتحة الكتاب"۔ یعنی قرآن شریف

سے جو اوّلاً نازل ہوا وہ فاتحہ الکتاب ہے اور طریق نزول اس کا اس طرح ہے کہ ایک روز آپ غار حرا سے واسطے طہارت کے باہر بر سر چشمہ کھڑے تھے تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خوف زدہ ہو کر ہر چہار طرف دیکھنے لگے تو ایک شخص ایک لمعان نور سے عجیب نورانی طلعت زیبا خلعت کا نمایاں ہوا اور قریب آپ کے مشرف ہو کر کہنے لگا کہ پڑھ آپ نے کہا کہ میں پڑھنا لکھنا نہیں جانتا پھر اس نے کہا کہ: "اقــراء فــاتــحة الــكتــاب" ۔یعنی سورۃ فاتحہ الغرض وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے سورہ فاتحہ وصیام وحج وزکوٰۃ وضو وطہارت و چند احکام دین متین آپ کو سکھلائے اور پھر غائب ہو گئے آپ وہاں سے روانہ ہو کر گھر کی طرف آئے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو تمام احکام الٰہی سے واقفیت بخشی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا "آمنا وصدقنا"۔ یعنی میں نے ایمان لایا اور سچا جانا بشک تو نبی صادق فخر اوّلین وآخرین ہے تیرے طریق احام نبیاء پیشیں سے مجلّا ومصفیٰ تسکین بخش خاطر مطلوب ہیں عورتوں میں پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور لڑکوں میں پہلے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مردوں میں پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شیوخ میں پہلے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے مالا مال اور نعمت جنت سے خوشحال ہوئے۔

قطب دریں روشن ہوا

کیا عجب روئے زمیں پر قطب دیں روشن ہوا ۔۔۔ نجم اقبال و سعادت مومنیں روشن ہوا

یثرب و بطحیٰ میں نازل نور کی بارش ہوئی ۔۔۔ جبکہ وہ ملک عرب میں رکن دیں روشن ہوا

خلد کی سب نعمتیں حاصل ہوئیں کونین کو ۔۔۔ قحط سب جاتا رہا جب نجم دیں روشن ہوا

کلمہ وحدت پڑھا کعبہ نے کر سجدہ ادا   آمنہ کی گود میں جس شمسِ دیں روشن ہوا
ہوگیا نابود سب ظلمت کدہ اُس کفر کا   بر سرکون ومکاں جب شاہِ دیں روشن ہوا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

حلیہ مبارک سرورِ انبیاء ﷺ

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیت

مولا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چشم ہائے نیک ہم بروے بداست   از رہِ غیرت کو حُسنش بے حداست
یک دہاں خواہم بہ پہنائے فلک   تا بگویم وصف آں رشکِ ملک
دردہاں یا بم چنین و صد چنین   تنگ آئد در بیان آن وایں
ایں قدر ہم گر نہ گویم اے سند   شیشہ دل از ضعیفی بشکند

سبحان اللہ! خلاق اکبر نے اپنے محبوب کو کس صنعت اور حکمت سے پیدا فرمایا اور کس افزائش وزیبائش سے ان کا وجود مبارک ایجاد فرمایا کہ آپ اپنی صنعت پر عاشق کا دم مارا ہزار ہا اسرار آپ کے ہر سرِ مُو سے ہویدا کیے قد وقامت مختلی اظہر سعادت ایسا میانہ تخلیق کیا کہ جس میں نہ طوالت کا اعتراض نہ قصارت کا جسم گندم گوں کو کشادہ پیشانی وسبک ابروسے کہ جن میں نہ چنداں میلان اور نہ بہ کثرت فصلان تھا ایسا شعلہ زن کیا کہ ناصیہ اقبال لمعانِ حسن وجمال سے ماہرویان جہان کو مند مین میں نادم کرتا تھا اور بنی مبارک راست وبلند چشم مدوّر آہو مثال نرگس پسند اس طرح طلعب مبارک میں مخلوق تھیں کہ ان کی زیبائی سے ایک نجم عرفان نجوم آسمان کو منفعلین میں مشتہر کرتا تھا ہر دو رخسارہ مبارک ملائم وکشادہ پُر گوشت نہ چنداں خفیف اور نہ بکثرت ضعیف عجب نزاکت ولطافت سے ناظرین کے دلوں پر موج عشق ابھارتے تھے دہن

مبارک معہ ذقن ایک ایسے سلسلہ تحسین میں مسلسل تھے کہ گویا حقہ لعل وقبہ نور باہم مجتمع ہوکر شمس التکوین وقمر المبین کو غیرت حسن نادم کر کے ان کے منہ سے آب حسرت گراتے تھے۔ دُردنان باکمال انفعال ایسے ازواج گوہری میں منسلک تھے کہ جن کے لمعان کی چمک بہ حین تبسم در ودیوار پر نمایاں ہوتی تھی موہائے گیسوئے عنبر فام عجب باریک بہ بکثریت پیچیدہ اور نہ بافراط کشادہ ہو چہرۂ زیبا کو ایسا سجا رہے تھے کہ خورشید آسمان نے درگاہِ صمدانی میں استغاثہ کر کے آپ کے سر پر ایک پارہ ابر قائم کرا رکھا تھا تا کہ اس کے حجاب سے آپ کے چہرے کی ضیاء میرے وجود پر نمایاں نہ ہوکر میری ضو کو ماند نہ کر لے ریش مبارک سیاہ رنگ تا سینہ چہ سینہ بے کینہ جامع علوم وخواص لب مبارک نہ چند فروشتہ نہ کمال پیچیدہ سر مبارک بزرگ باکمال اعتدال مائل بفضل الجمال بغل وشانہ بازو کمال مصفّا ومجلّا پشت لطیف وشکم بے مُو لیکن ایک خط موہائے باریک کا سینہ سے ناف غیرت نافہ ختن تک عجیب لطافت سے مسطور چلا آتا تھا اور مابین ہر دو کتف ایک مہر نبوت ختم رسالت پر ہویدا تھی دستِ مبارک حق پرست غیرت یدِ بیضا انگشتہا نرم ولطیف حریر ودیبا ہر دو آرنج وزانو وغیرہ اعضاء کے استخوان اپنی بزرگی وخوبی سے ناظرین کے دلوں پر ایسا اثر کرتے تھے کہ کسی دوسری طرف مائل نہ ہونے دیتے تھے پاؤں مبارک خاکِ راہ سے پاک عرق جسم میں خوشبو عنبر وگلاب الغرض اندام فرجام بےمشل وبے تمثیل تھے حالت خاموشی میں آپ کے بشرۂ شریف سے وہ فر وشوکت نمایاں ہوتا تھا کہ رستمِ درواں بھی جرأت سبقت نہ کر سکتا تھا اور بہ حین تکلم اس قدر ملاحت ولطافت آپ کے بیان صداقت عنوان سے پیدا ہوتی تھی کہ سنگین قلوب ازمنہ بھی حین استماع نصائح دعوتِ اسلام قبول کرتے تھے اور ہرگاہ کسی پہاڑ یا درا ڑ کے پاس آپ کا گزر ہوتا تو ہر ایک سے آواز السلام علیك یا رسول اللہ ﷺ کی آتی تھی۔

اور آپ کی تاثیر لب سے تلخ پانی شیریں ہوجاتے تھے اور شی خوار کو آپ کی لب

ایک دفعہ چٹائی جاتی تھی تو وہ شدت پیاس سے محفوظ رہتا تھا اور جسم آپ کا بے سایہ مثل صبح نورانی تھا اور سر پر ابر واسطے سایہ کے ہر وقت قائم رہتا تھا اور بوقت وعظ آواز قریب و بعید کو یکساں سنائی دیتا تھا الغرض آپ کے اعجاز کہاں تک تحریر کیے جائیں قلم بھی آپ کے کثرت اعجاز سے بے جان ہو کر تحریر سے بسترِ مرگ پر دراز ہو جاتا ہے اور صفحہ کاغذ بھی ایک اعجاز کی حلاوت سے دہن پُر آب ہو بھیگ جاتا ہے تو میری کیا دسترس اگر صفحہ زمین پر بھی تحریر کیے جائیں تو امید کہ زمین بھی مدارج اعجاز کے بوجھ کی متحمل نہ ہو کر صدائے ''خاشعًا متصدعا من خشیة اللّٰہ'' ظاہر کرے۔

کس کی طاقت ہے کب حوصلہ انسان کا — اگر لکھے حلیہ وجود سیّد دوران کا
جبکہ ہر اعضاء منور ہو زنور کبریا — خاص ہو کر جسم حضرت نور سب صمدان کا
منتظر دیدار ہوں جس کے تمامی انبیاء — ہو لقب جس کو ملا محبوبیت غفران کا
ہو سکے وصفِ رُخ انور محمد ﷺ ہے محال — ذہن میں آتا نہیں مضمون اس کے شان کا
جب نہ ہو روئے زمیں پر سایہ جسم نبی ﷺ — کیا لکھیں تمثیل سایہ میں ہے اس عنوان کا
راوی دیتے ہیں خبر پیدا ہوئے جس دن نبی — آسمان پر بند جانا ہو گیا شیطان کا
شاہ دیں کے جسم کو کس فرد سے مثل کریں — جسم ان سے بالمقابل ہے نہیں رضوان کا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی ﷺ مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

☆☆☆☆☆

الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللّٰہ
الصلوٰۃ والسلام علیك یاحبیب اللّٰہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

مولانا مولوی عبدالسبحان رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب نو

مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری

(لاہور)

فہرست

☆=☆=☆

باسمہٖ تعالیٰ

دیباچہ

شاہِ عربی قبلہ اربابِ نجات — آئینہ ذات آمد مرو مرآت صفات
درپیروی اوست علو درجات — لازال علیہ زاکیات الصلوٰت

یا رب تیری ثنا اور ہماری گویائی کوزہ میں دریا کی سمائی ہم اور نعت صاحب لولاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ سب تیری قدرت کے کرشمے ہیں۔ کسی کو کثرت کے پردے میں وحدت کا جلوہ دکھا کر سودائی بنایا۔ کسی کو عقلی پیچیدہ راہوں میں عمر بھر بھٹکایا۔ یہ سب ہے مگر فی الحقیقت دونوں ایک دام کے وابستہ ایک ہی تیغ کے خستہ ہیں وہ اگر ''فاذکرونی اذکرکم'' کے چشم عطوفت کے مائل ہیں۔ تو یہ ''انساھم انفسھم'' کی تیغ تغافل کے گھائل۔ حقیقت بینوں کے لیے دونوں ایک ابرو کے اشارے ایک ہی آگ کے شرارے ہیں۔ وہ اگر ''ھو الغفور الودود'' کی یاد دلاتے ہیں تو یہ ''ھو القھار'' کا دل میں نقش جماتے ہیں ان کا وظیفہ اگر ورد، درود، رسول کریم ﷺ اور حمد باری تعالیٰ ہے تو انکی زبان پر شرک اور بدعت کا کلمہ جاری ہے۔ یہ فضائل رسول کریم ﷺ کو بدعت بتاتے ہیں۔ وہ ''من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ'' کے ذوق میں کل جدید لذیذ کا لطف اٹھاتے ہیں غرض ایک ہی شے ہے جس کی حکایت ہی کہیں شکر اور کہیں شکایت ہے گلشن ایک ہے رنگ و بو جدا کسی میں بوئے گل ہے کسی میں خم و پیچ سنبل کوئی ہم رنگ لالہ نعماں ہے کوئی شمیمہ گل نافرمان جو کسی شاہد پرفن کے شمائل پر مائل ہے حقیقت میں تیرے الفت کا گھائل ہے تیری محبت کی آگ دیا کی طرح عاشقوں کے دل میں ہے تو رندان قدح خوار کے بھی آب و گل میں ہے کعبہ میں

اگر شیخ کو تیری جستجو ہے تو دیر میں بھی برہمن کی زبان پر تیری گفتگو۔

شعر

دیر میں کون ہے کعبہ میں گذر کس کا ہے
گر یہ اللہ کا گھر ہے تو وہ گھر کس کا ہے

مطلوب ایک ہے راہیں دو۔ منظور واحد ہے نگاہیں دو۔ نغمہ مطرب باسوز و ساز ہے یا نالہ عاشق دل گداز ہماری کوتاہ نظری ہے ورنہ ہر چیز میں اسی کی جلوہ گری ہے عالم کی نیرنگی اسی بے رنگ کا ظہور ہے۔ آنکھیں ہوں تو تمام عالم تجلی گاہ طور ہے عرش بریں پر کیا ہے جو فرش زمیں پر نہیں ''ھو معکم اینما کنتم'' کون کہے کہیں ہے کہیں نہیں نہ تشبیہ میں مقید نہ تنزیہ کا حاجت مند نہ طاعت سی نیاز نہ معصیت سے گزند کہیں بتان آذری کے پیرایہ حسن دلفریب میں دین و دل ہوش و خرد کی غارت گری کی کہیں کسی کو بے حجابانہ جھلکی دکھا کر ناموس و تقویٰ کی پردہ دری کی کہیں پیغمبری کے پردہ میں کسی کی رہبری کسی کی دلبری کی صاحب لولاک ﷺ کی صورت ظاہری کو مظہر بنایا کسی کو تو اویس قرنی کی طرح دام الفت میں پھنسایا یا کسی کو ابوجہل کی طرح جہالت کی بھول بھلیا میں عمر بھر بھٹکایا۔ جو دردمندان الفت ہیں ان کو ذکر حبیب کریم ﷺ ہی سے چین ہوتا ہے درد دل کا افسوں یہی افسانہ ہے۔ غرض ذکر حبیب کریم ﷺ ہی جلسہ محفل میلاد یا رجبی شریف ایک بہانہ ہے۔ شرک و بدعت والے جو سنانا ہے سنائیں گے بے تال و سر کچھ نہ کچھ گائیں گے کہیں زمانہ کا غیر کار ہونا دلیل میں لاتے ہیں کہیں اعادہ معدوم کا محال بتاتے ہیں اس میں فلاسفہ کی تقلید ہوتی ہو تو حشر و نشر و غیر عقائد مسلمہ اسلام کا ابطال لازم آتا ہے تو آیئے اسلام ہاتھ سے جاتا ہے تو جائے کہیے جب زمانہ غیر قائم رہے اور معدوم کے اعادہ سے انکار ہے تو صوم دوشنبہ (پیر یعنی

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا دن) کی وجہ میں حضرت کا فرمان " فیہ ولدت وفیہ انزل علی" بے معنی ٹھہرے گا یا" انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ" کے بعد فیھا یفرق کل امر حکیم بصیغہ استمراریا مطلق شہر رمضان کی مدح میں "انزل فیہ القرآن" کا کلام الٰہی میں مذکور ہونا بے موقعہ ہوگا اور اگر ذکر حبیب کریم ﷺ کو بحیثیت شخصی جناب شارع علیہ السلام نے بالخصوص بدعت کہا ہو تو دکھائیں ورنہ بدعت لکھنے کو بدعت ٹھہرائیں اگر اس کا بدعت کہنا کسی کلیہ میں داخل ہونے کا نتیجہ کہیں تو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی ترتیب مخصوص اور مصطلحات حدیث وفقہ مشہور متواتر، شاذ، مکروہ تحریمی، تنزیہی وغیرہ مقرر کرنا کتب احادیث کا چھاپنا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہر حدیث پر نفل پڑھنا اس کلیہ میں داخل ہے ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بعد انبیاء اور اولیاء سے بڑھ کر کوئی بڑا نہیں حضور ﷺ کے سوا کوئی محبوب کبریا نہیں ہم آپ کے ذکر کو نماز میں واجب جانتے ہیں حضور ﷺ کی یاد کو اللہ تعالیٰ کی یاد حضور ﷺ کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت مانتے ہیں آپ کے نام کو خدا جانے کیا جانتے ہیں:

خود احد سے ہو کے احمد آپ دلبر ہوگیا — خاک کا کیا مرتبہ اللہ اکبر ہوگیا
ہے احد احمد میں پردہ میم کا دیکھو پڑا — اس طرف حق ہے ادھر آیا پیغمبر ہوگیا
خسروی خواستگاری شیریں میں کوہکن — بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ تو بنتا ہے عشق باز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

مقصود اس بزم سے ذکر اللہ اور ذکر رسول ﷺ سے استفادۂ خیر و برکت حضور ﷺ کے فضائل اور محاسن کی اشاعت حضور ﷺ کی روح پرفتوح پر "الصلوٰۃ والسلام" کی کثرت مسلمانوں کی باہمی صحبت بشر تو کیا فرشتے شریک ہوتے ہیں غرض یہ ہے کہ حضور سرور عالم فخر بنی آدم نور حدیقہ آب وگل نور حدقہ جان و دل ثمرۂ شجر وجود سرمایہ حیات ہر موجود احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور سے یہ زمین معمور ہوئی

حضور ﷺ کے ظہور سراپا سرور کی بدولت عالم سے ظلمت کفر کی کافور ہوئی آپ کے وجود باوجود سے شاداں ہر ایک عالم تھا جسے دیکھئے شاد و خرم تھا البتہ ابلیس کے یہاں ماتم تھا۔

حضور ﷺ کے جمال باکمال کے جو شیفتہ آپ کے حسن بے زوال کے جو فریفتہ ہیں ان سے پوچھئے کہ ہلال ربیع الاوّل کس آفتاب عالمتاب کی طلوع کی یاد دلاتا ہے کس کے شوق کی آگ سینے میں بھڑکاتا ہے۔ محبت آشناؤں کے نزدیک آپ کی ذات اقدس بمصداق "انا رحمۃ مھداۃ" ہمہ تن نعمت کبریٰ اور سراسر رحمت رحمانی ہے ان کے نزدیک آپ کی ولادت باسعادت کے لیے اظہار مسرت و شادمانی موافق

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔ (سورۃ یونس)

امتثال امر ربانی اور اس نعمت کا ذکر کرنا بمصداق

واذکروا الاء اللہ و اما بنعمت ربك فحدث

بجا آوری فرمان قرآنی حضور ﷺ کا اپنی ولادت باسعادت کا مجمع کے ساتھ بیان کرنا

ما خبر کم عن اوّل امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسٰی و رویا امی الھی راتیہ حین وضعت۔ (الحدیث)

ذکر ولادت کے لیے دلیل کافی ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن میں اپنے انبیاء کے ولادت کا ذکر کرنا اور ذکر کرنے کا حکم دینا برہان وافی ہے۔

سورۃ مریم آیہ "و اذکر فی الکتب مریم" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ذکر کرنے کا حکم نہیں تو کیا ہے عقل سلیم نہ ہو تو کیا دوا ہے اللہ اللہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ساری کائنات کے لیے سرمایہ حیات حسن و جمال احمدی، آئینہ کمال سرمدی، فخر عالم نور دیدۂ آدم ﷺ۔ حق تو یہ ہے کہ نہ آپ کا نور ہوتا نہ عالم کا ظہور ہوتا

"لولاك لما خلقت الا فلاك" آپ کا وجود باوجود اجل نعمائے باری ہے اس نعمت کی
یادگاری عطائے خلقت وجود کی شکر گزاری ہے جن کو اس میں کلام ہے ہمیں ان سے
گفتگو نہیں ایسوں کو مخاطب بنانے کی خو نہیں اگر حضور ﷺ کی محبت و الفت کا یہی صلہ
ہے کہ ہم بدعتی ہیں تو بلا سے۔

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز برسربام آکہ خوش تماشائیست

غرض حضور ﷺ ہی کی یہ شان کہ عالم رواح میں انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا گیا
اگر زمانہ پایا تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا چنانچہ آیہ کریمہ "واذا خذ الله میثاق
نبی" الخ اس پر شاہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا کہ انجیل شریف میں حضور ﷺ کی آمد کی
خوشخبری سنائی گئی مخزن اسرار معدن انوار سراپا۔ الغرض جب رب العزت ان کو عالم
ظہر میں لایا قد رعنا ان کا بے سایہ فرمایا اور یہ امر جتایا،

بیاد ربزم اوادنے یکے حرفے زمن بشنو
وزاں اسرار ماواوحی عجب طورے سخن بشنو
اگر اسرار وحدت رازکس باور نمیداری
تو گوش ہوش خود بکشادبی کام ودہن بشنو

صل علی محمد عدد ماذکرہ الذاکرون وعددماغفل عن
ذکرہ الغافلون۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و
بارك وسلم اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضی۔
اللھم صل علی محمد صلوٰۃ انت لھا اھل وھولھا اھل وبارك

وسلم۔ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد
و بارك وسلم۔ صلوٰۃ تکرم بھا مثواہ و تشرف بھا عقباہ و
تبع بھا یوم القیامۃ مناہ و رضاہ۔ صلوٰۃ تفرج بھا العقد و
تحل بھا الکرب والتمسك بھدی رسول اللہ۔ اللھم صل
علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

طالب شفاعت
عبدالسبحان

الحمد للّٰه نحمدہ ونستعینه و نستغفرہ و نومن به ونتوکل
علیه و نعوذ باللّٰه من شرور انفسنا و من سئیات اعمالنا من
یھدالله فلا مضل له ومن یضلله فلاھادی له ونشھد ان لا اله
الا اللّٰه وحدہ لا شریك له ونشھدان محمداً عبدہ و رسوله
اعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم ؕ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

واذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفه قالوا اتجعل
فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدما ونحن نسبح بحمدك و نقدس
لك قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ (سورۃ البقرۃ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو شرافت سے ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اس
کے لیے پیدا کیا اور عالم کو اس کے کاروبار کے لیے اس لیے درست فرمایا کہ اس
میں صفات اسرار خدائے و اسرار عالم دونوں مجتمع ہیں اور قابل خلافت حق تعالیٰ کے
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہیں بعض ان میں سے علوی بعض
سفلی ہیں اور چونکہ وہ خود کسی شے سے نفع اٹھانے کا محتاج نہیں ہے اس لیے کہ منافی
صمدیت ہے پس ایسے خلق کا جو اخلاق الٰہی کے ساتھ متخلق اور اُس کے اوصاف کے
ساتھ متصف ہو لازم آیا تا کہ تنفیذ اور امر و نواہی کا جاری کرنا مخلوقات کی سیاست اُن
کی کاموں کی تدابیر انتظام خلق کا نگاہ رکھنا خدا کی عبادت میں مشغول رکھنا وغیرہم
اِس سے ہو سکے کیونکہ خلائق موجودہ میں کسی کو بجز انسان کے حق خلافت حاصل نہ تھا
پس یہ ضروری ہوا کہ خلیفہ بعد پیدائش تمام انواع مخلوقات کیے ہو، تا کہ اُن سے فائدہ
اُٹھا سکے۔

انسان کے پیدا ہونے سے قبل جن چیزوں کو شعور اور ارادہ دیا گیا وہ فرشتے اور
جن تھے اُن کو عورت اور فرزند کھانا اور پہننا، شہوت، غضب، قلعہ، حویلی، عمارتیں

ہتھیار اور متصرف لوازمات کی ضرورت نہیں پس تمام مخلوقات میں سے صرف آدمی کو
لیاقت اس منصب کی ہوئی۔

چنانچہ حق تبارک وتعالیٰ اس آیہ کریمہ میں جو اوپر تلاوت ہوئی اس میں اپنے
خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر بیان فرماتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے ''واذقال ربك للملئكة''

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمایا اور اپنے قوم کو سنا کہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے قبل
پیدا حضرت آدم علیہ السلام کے اُن کی فضیلت کا اظہار فرمایا تا کہ بعد مبعوث ہونے کے کوئی
ان کو حقارت سے نہ دیکھے اس لئے کہ تمام محافظت مخلوق اور اُن کے خواص کا ظاہر ہونا
گردش آسمان۔ غرض کل انتظامات کا عامل اور کارکن فرشتوں کو مقرر کیا ہے اور جب
تک یہ اطاعت نہ کریں خلیفہ کا تصرف کسی شے پر ہونا محال۔ پس خلافت کا منظور کرانا
فرشتوں سے مقصود تھا اس لیے اُن کو مخاطب بنایا اور ارشاد کیا:

"انی جاعل فی الارض خلیفه"

یعنی تحقیق کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں کہ اُس پر وہ میری خلافت
کرے اُس میں ہم روح آسمانی پھونکیں گے تا کہ وہ آسمان کے رہنے والوں اور
ستاروں کے موکلوں پر حکم چلائے اس لیے انسان کو تمام صفتوں اور نمونہ صفات الٰہی
کے آثار اس میں موجود ہیں علم اور حکمت اس درجہ کا عطا کیا کہ کلیہ قواعد ہر نظام کے
اُسے دریافت ہو گئے طرح طرح کے معلومات ایجاد کیں اور چونکہ مدار خلافت کا دو
چیزوں پر تھا اوّل علم قواعد کے ساتھ وکلیات ہر نظام کے نظامات الٰہیہ سے۔ دوسرے
متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اُس نظام کے فرشتوں کو یہ بات حاصل ہوئی لیکن
نہیں اس لئے کہ وہ جن انتظامات پر تعین تھے اُس کے ماسوا اُن کو علم ہو نہیں سکتا
دوسرے اُن کے ارادہ کے موافق اُن کو اختیار نہیں دیا گیا بلکہ حق تعالیٰ نے خود اپنی
مرضی پر موقوف رکھا ہے۔ اور انہیں اپنے حکم کا تابع رکھا ہے

جیسا کہ "وما تنزل الابامر ربك ولا یعصون ما امرھم و یفعلون مایومرون"

سے ظاہر ہے یعنی "نہیں اترتے ہیں ہم مگر موافق حکم رب تیرے کے اور نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نہیں کرتے کہ امر کیا اُن کو اللہ تعالیٰ نے اور وہ کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے"۔

اور چونکہ قابلیت خلافت کی اُسی کو ہوتی ہے کہ اُسے خود اُس کی مرضی کے موافق چھوڑ دیں اور اپنا ارادہ بھی تابع اُس کے اِرادہ کا کر دیں یہاں تک کہ جس چیز کا وہ ارادہ کرے خود اُس کا سرانجام فرما کر اُس کے حوالہ کریں اور خلیفہ سے نافرمانی بھی متصور ہو اور اسی لیے قوتیں اور حواس انسان کی کہ قابل خلافت کے تھیں اور ارادہ فرمایا۔ لیکن فرشتوں نے "انی جاعل فی الارض خلیفہ" سے سمجھا کہ اُن کو خلافت ملی اور انہوں نے زمین کے مختلف عناصر سے نفع اُٹھایا تو ممکن ہے کہ جبلت خواہش لذات سفلیہ کی بھی اُس میں رکھی جائے اور انتفاع لینا زمین کی چیزوں سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہیں ہوتی پس اس میں قوت شہوانیہ زور کے ساتھ ہوگی اور قوت غضبیہ مزاحم اور معارض کے لیے جیسا کہ قاعدہ ہے جوش کرے گی اور یہ دونوں قوتیں ایسی ہیں کہ نظامات صالحات کو برہم کرنے والی ہیں اسی لیے بطریق استفسار و دریافت حال فرشتوں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ اگر آدمی کا پیدا کرنا محض بغرض آبادی زمین ہے تو وہ اشیاء دنیا سے اصلاح پیدا کرنے کا محتاج ہے اور جہاں احتیاج سفلی چیزوں کی طرف پڑی قوت شہوانیہ جوش میں آئی اور جب کوئی دوسرا مزاحم ہوا تو نوبت جنگ و جدل کی پہنچی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ لعمارت اور صلاح زمین کے لیے ہماری نظروں میں تیرے حکمت کے موافق نہیں دکھائی دیتا

"اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء" کیا تصرف کرے گا اُس

زمین میں اس کو کہ وہ فساد کرے گا اور وہاں بہت سے خون کرے گا اور پھر ایسی حالت میں اُس سے توقع اصلاح کی کیا رکھنی چاہئے اور اگر پیدائش خلیفہ سے یہ متصور ہے کہ پروردگار اپنے کو کمالات کے ساتھ پہچانے اور قصور و نقصان سے اُس کو پاک جانے اور کمالات اور پاکی اُس کی زبان سے ظاہر کرے تو ایسے کام میں ہم ہی کیا پچھڑے ہیں

"ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك" آخر ہم سب بھی تو تسبیح تیری ذات پاک کی حمد کے ساتھ کرتے ہیں کہ اوپر کمالات اور ہم تیرے افعال کو اس بات سے بھی پاک جانتے ہیں کہ وہ خلاف حکمت اور عبث ہیں اور وہ تسبیح اور حمد محض تیری ہی ذات کے لیے مخصوص ہیں اُس میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں بخلاف انسان کے کہ جس وقت بندہ حرص و ہوا اور کہیں اپنا مطلب حاصل ہوتا دیکھا پس تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر دوسرے کی کرنے لگے گا حتیٰ کہ تیرے مشیت سے بالکل غافل ہو جائے گا بس

"قال فی اعلم ما لا تعلمون" یعنی فرمایا حق تعالیٰ نے البتہ میں جانتا ہوں تمہاری تسبیح اور تقدیس کے قصور اور اپنے خلافت کے لیے تمہاری نا قابلیت کو کہ تم نہیں جانتے ہو۔

اس لیے کہ فرشتوں نے فساد اور برائیاں قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کیں اور دو نفع سے غفلت کی اوّل یہ کہ پہلی قوت شہوت سے غلبہ عشق الٰہی کا جوش محبت اور قوت غضب سے جس وقت کہ کارخانہ حق میں صرف کی جائے جانبازی شہادت، جہاد اور غیرت دین اُس سے واقع ہو، دوسرے یہ کہ اگر برائیاں اور قباحتیں موجود نہ ہوں تو معنی تکلیف اور بعثت رسولوں کی کتابوں کا اتارنا، کارخانہ وحی امر و نہی ترغیب اور ترہیب وعد اور وعید کا سب درہم برہم ہو جائے اور آخرت میں صورت مجازات اور آبادی دار الثواب اور عقاب کے متحقق نہ ہو۔ شعر

درکارخانہء عشق از کفر ناگزیر است
دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد

پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

ابوالشیخ اور محدثین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش منظور ہوئی جناب حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ تمام روئے زمین میں سے خواہ کسی رنگ کی ہو ایک مشت (مٹھی) خاک لائیں۔ جب حضرت جبرئیل امین علیہ السلام زمین پر آئے۔ زمین نے سبب دریافت کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خلفت خلیفہ اور معاملات ثواب اور عقاب کیتمام حقیقت بیان کی۔ زمین نے حضرت باری عزاسمہٗ کی عزت کی پناہ مانگی کہ کچھ اُس میں سے جہنم میں جلے۔ حق تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ جب اسی طرح سے وہ بھی واپس گئے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام بھیجے گئے یہاں تک کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے زمین کی گریہ زاری نہ سنی اور اس لیے قبض ارواح کا کام بھی انہیں کے متعلق ہوا۔

صحاح ستہ اور معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اس لئے آدمی رنگ برنگ کے ہوتے ہیں اور طبیعت بھی اُن کی جدا جدا ہوتی ہے۔

صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے اِس لیے کہ اُس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے "وعلم ادم الاسماء کلھا" اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام کی تعلیم فرمائی۔ اس لئے بغیر تعلیم اسماء اوّل تو صفات اور افعال کا دوسرے ان چیزوں کا جوزیر حکم خلیفہ ہوں جاننا غیر ممکن تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

علمه اسم كل شي حتى القصعة والقصفعة۔

سکھلایا ہر شے کا نام حتی کہ پیالہ اور پیالی کا اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا حتی "البعیر والبقر والشاۃ" یہاں تک کہ نام اونٹ اور بیل اور بکری کا "ثم عرضهم على الملئكة" اور فرشتوں کے سامنے وہ نام اس طریقہ سے پیش کیے گئے کہ ان کی تصویریں جن کے نام کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کو دی جا چکی تھی سامنے کیں "فقال انبئونی باسماء هؤلاء" یعنی فرمایا کہ اے فرشتوں خبر دو تم مجھ کو ان چیزوں کے نام سے اس لئے کہ اگر تم بتا سکو گے تو دعویٰ استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا پس شرطیں دعویٰ کی ثابت کرو "ان كنتم صادقين" اگر تم اپنی کلام میں سچے ہو۔ فرشتوں نے بمجرد سننے اس امر اور خطاب کے عاجزی شروع کی:

قالوسبحانك لاعلم لنا الاماعلمتنا انك انت العليم الحكيم۔

کہ ہم تجھے عیب اور قصور سے پاک جانتے ہیں ہم نے تو فقط طلب ہدایت کے لئے سوال کیا تھا اس لیے کہ جتنا تو نے ہم کو سکھایا اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے اور تو نہایت دانا اور صاحب حکمت ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ نے ان کی یہ عاجزی پسند فرمائی:

"قال یاادم انبئهم باسمائهم"

اور فرمایا اے آدم تم ان فرشتوں کو ان کے نام بتلا دو پھر حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو کل اشیاء کے نام بتلا دیئے۔ یہاں پر ایک عجیب نکتہ ہے کہ فرشتوں سے جناب حق ایزدی نے ارشاد فرمایا تھا:

"انبئونی باسماء هؤلاء"

کہ تم مجھ کو ان چیزوں کے نام سے خبردو۔ مثلاً کوئی عالم زبردست اپنے ایک ادنیٰ شاگرد سے جس کا علم کسی خاص کتاب ہی تک محدود ہو یہ کہے کہ میاں صاحبزادے ذرا تم فلاں بات تو مجھے بتا دینا تو پھر بھلا اس شاگرد کی کیا مجال ہوگی کہ ایک حرف بھی زبان تک لاسکے نہ کہ سمجھانا تو محال کیا دشوار یہی کیفیت فرشتوں کی ہوئی۔ بس کہنے لگے "سبحانك لاعلم لنا" اور یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد ہوتا ہے:

یاآدم انبئهم باسمائهم۔

اے آدم تم فرشتوں کو بتلاؤ پھر کس کا رعب کہاں کا خیال جب سوال ہی میں اُدھر سے تلقین فرمائی گئی۔ پس پھر کیا تھا خوب سا سمجھا چلے یہ سب اسی ایک کی بدولت تھا جس کی شان ہے:

لولاك لما خلقت الافلاك ○

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

○=○=○

سجدۂ ملائکہ

قرآن مجید میں آیا ہے کہ جملہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ ابن عساکر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم فرمایا۔ سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا حق تعالیٰ نے اس کے بدلے میں اسرافیل کی پیشانی پر سارا قرآن مجید لکھ دیا۔

مفسرین نے سجدہ ملائکہ میں بہت سے نکات بیان کئے ہیں لیکن چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور احمدی ﷺ جلوہ گر تھا اور وہ نور مظہر انوار الٰہی تھا۔ جیسا حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

اوّل ماخلق اللہ نوری وانامن نور اللہ والمومنون من نوری۔

اور سجدہ بھی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو جائز نہیں ہے اس لئے بطفیل اس نور کے فرشتوں کو حکم دیا گیا سجدہ کرنے کا ماسوا ابلیس لعین کے اور جمیع فرشتگان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور وہ ابلیس لعین مردود بارگاہ ایزدی ٹھہرا۔ حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں اکیلے تھے اور بسبب تنہائی کے گھبرایا کرتے۔ چاہتے تھے کہ کوئی اپنا ہم جنس ہو اس سے انس حاصل کریں۔ حق تعالیٰ نے ان کی بائیں پسلی سے جبکہ یہ سو رہے تھے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ اور بعد تعیین مہر یعنی دس مرتبہ درود نبی آخرالزمان آل نبی ﷺ پر نکاح حضرت آدم علیہ السلام کا حوا کے ساتھ ہوگیا دونوں بہشت میں خوش و خرم رہتے تھے۔ انواع واقسام کے میوے کھایا کرتے تھے۔ بجز ایک درخت کے جس

کے لئے ارشاد ہوا:

ولا تقربا هذه الشجرة۔ یعنی نزدیک نہ جانا اس درخت کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت گیہوں کا تھا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرف لے گئے ہیں کہ انگور کا تھا اور حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ انجیر کا تھا۔ اور ابوشیخ نے حضرت زید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ترنج کا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے باغوائے شیطانی لغزش کی۔ اور اس درخت کے پھل کو کھا لیا۔ ان کو حاجت بشری لاحق ہوئی۔ بدن برہنہ ہوگیا۔ جس درخت کے پاس جاتے ان سے دُور بھاگتا۔ بس پھر کیا تھا عتاب نازل ہوا زمین پر بھیجے گئے ایک مدت تک گریہ وزاری کرتے رہے۔

حاکم اور ابونعیم نے حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یاد کیا کہ جس وقت میں پیدا ہوا تھا سرِ عرش "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا دیکھا تھا۔ بہتر یہ ہے کہ بحق اس نام کے سوال مغفرت کروں۔ بس دُعا کی "اسئلك بحق محمد تغفرلی"۔ غرض حضرت آدم علیہ السلام کی تقصیر معاف ہوئی۔

یہ زمین پر آئے توالد اور تناسل کا سلسلہ ان سے جاری ہوا۔ ان کی اولاد بڑھی اور اتنی بڑھی کہ زمین تو کیا سمندر کے ٹاپوؤں میں رہنے لگی۔ خونریزیاں شروع ہوئیں فسق و فجور بڑھا قصور و عصیان شرک و بدعت سبھی کچھ ہونے لگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت ہے کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لیے ہمیں میں سے کسی کو اپنا نبی۔ کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جو ہماری اور جناب احدیت کے درمیان میں ایک واسطہ ہوگئے جیسا کہ دنیاوی شہنشاہوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے احکامات رعایائے سلطنت کو خود بدولت شہر شہر اور گاؤں گاؤں تو سناتے نہیں جاتے بلکہ اُس کے لیے ارا کین سلطنت

وزرائے مملکت کوتوال شہر معین کیے جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح سے درمیان معبود اور عبد کے ضرورت ہوئی۔ ایک شخص کی کہ اُن کی حاجتیں وہاں بارگاہ عالی میں عرض کرتے ان کے حسب حال احکامات امر و نواہی کے جاری کرتے۔ بس ایک مدت تک یہ سلسلہ انبیائے مرسلین کا جاری رہا۔ جب نوبت ہمارے رہبر صادق سید الانبیاء حبیب کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچی۔ اور آپ تبلیغ رسالت کر چکے یہ آیت نازل ہوئی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

بس آپ کے بعد نبیوں کا آنا بند ہوگیا۔ وحی کا اُترنا قیام قیامت ختم ہوگیا۔ آپ چونکہ شہنشاہ دوجہاں ہیں۔ لہٰذا جمیع حاضران محفل پر حسب عادت الٰہی و معمول فرشتگان مقبول آپ کی خدمت اقدس میں تحفہ درود بھیجنا لازم اور واجب ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

O=O=O

فضائل درود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک میں نہایت اہتمام بلیغ کے ساتھ حضورﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ان اللّٰہ وملئکۃ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

ترجمہ: ”تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبرﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپﷺ پر درود اور سلام بھیجو۔“

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اِس آیہ کریمہ میں صلوٰۃ النبی کو اپنی ذات کریم کی طرف اسناد فرمایا ہے جو کسی حالت میں کسی شے کا محتاج نہیں ہے اور پروردگار عالم ہے لیکن بذات خود ملائکہ کے جو معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے۔ یہ مراتب حضورﷺ کے ہیں۔

اور مومنوں کو بھی حکم فرماتا ہے تو کس اہتمام کے ساتھ مثلاً مالک اپنے نوکر کو کسی خاص کام کے لیے متعین کردے اور خود بھی اس کی مدد میں لگا رہے تو ایک نوکر کی ہمت وسیع ہو جایا کرتی ہے اس لئے پہلے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں۔

صلوۃ کا معنی

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نبی کریمﷺ پر صلوٰۃ بھیجنا گویا اُس کی ثنا فرمانا اور ملائکہ کے نزدیک اُس کی تعظیم فرماتا ہے۔ اور معنی صلوٰۃ ملائکہ

کے دعا کرنا اُن کا اور درخواست درگاہ عزت سے تعظیم وتکریم کے لیے ہے اور اسی طرح سے مومنین کو بھی حکم ہوا ہے۔

مناال کہتے ہیں کہ ”صلوٰۃ من اللّٰہ“ سے مراد مغفرت حق ہے اور ”صلوٰۃ من الملئکۃ“ سے استغفار۔

احادیث صحیحہ میں آیا ہے:

من صلی علی واحدۃ صلی اللّٰہ علیہ عشراً۔

ترجمہ: ”جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔“

رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ تمام دعائیں آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہیں جب تک اوّل وآخر درود نہ پڑھا جائے اِس لئے کہ درود رائیگاں نہیں ہوتا۔ پھر اُس کے ساتھ دعا کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کریم سے بعید ہے کہ اُسے رد فرما دے۔ ہاں بعض واقعات بھی بمصلحت ایزدی اگر قبولیت دعا میں تاخیر ہوئی اور ہو ہی جایا کرتی ہے تو اُس کے اسباب دُوسرے ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن بعض لوگ دیکھیں گے کہ اُن کے لئے بہشت میں محل بنادیئے گئے ہوں گے وہ پوچھیں گے کہ مولیٰ کریم ہم سے کون سا کام ایسا ہوا ہے کہ جس کے صلہ میں یہ محل عطا کیے گئے ارشاد ہوگا کہ تم نے دنیا میں ہم سے فلاں چیز فلاں وقت میں مانگی تھی اُس وقت اُس کا دینا ہماری مصلحت کے خلاف تھا یہ اُسی کا بدلہ ہے۔

بعض اوقات جو لوگ کہ خاصان حق ہیں اُن کی بھی دُعائیں بدیر قبول ہوتی ہیں اس لئے کہ اُن کا دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اُن کا مانگنا اللہ کو پیارا معلوم ہوتا ہے اس لئے قبولیت دعا میں تاخیر ہوتی ہے جیسا قاعدہ ہے اگر کوئی سائل بدآواز ہوتا ہے تو لوگ اُس کے سوال کو جلد پورا کر کے ہٹا دیا کرتے ہیں اور اگر وہاں کوئی مقبول صورت

خوش الحان آگیا تو ذرا دینے میں دیر لگاتے ہیں کہ کچھ ہی دیر تک اور کھڑا رہے تاکہ اس بہانہ سے گفتگو ہو بس یہی خدا تعالیٰ کا بندگان خاص کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

غرض یہاں پر یہ تھی کہ دعا سے قبل اور بعد درود کا پڑھنا قبولیت دعا کے لیے یقین اور دستاویز ہے۔

بدنصیب شخص

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد شریف میں تشریف لائے۔ جب منبر کی پہلی سیڑھی پر آپ نے قدم رکھا فرمایا آمین۔ جب دوسری پر قدم رکھا فرمایا آمین اسی طرح سے تیسری سیڑھی پر آپ نے قدم رکھا تو فرمایا آمین۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم آپ سے ایک عجیب بات دیکھتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے نہ دیکھی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مَیں پہلے زینہ پر چڑھا حضرت جبرئیل امین آئے کہا یا رسول اللہ ﷺ شقی اور بدنصیب ہے وہ شخص کہ جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا اور بخشا نہ گیا میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے زینہ پر مَیں چڑھا حضرت جبرئیل امین آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ شقی اور بدنصیب ہے وہ کہ جس نے ماں باپ میں سے کسی کو پایا اور ان کی خدمت کر کے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ مَیں نے کہا آمین۔ جب تیسرے زینہ پر میں چڑھا حضرت جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ شقی اور بدنصیب ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اُس نے آپ پر درود نہ بھیجا میں نے کہا آمین۔

غرض یہ کہ حضور ﷺ پر درود کا بھیجنا منبع انوار و برکات ہے بعض متاخرین مشائخ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا کہ طریق سلوک اور تحصیل معرفت رسول اللہ ﷺ اور قرب الٰہی کا حصول کثرت صلوٰۃ وسلام ہے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب بندہ نے کہا "اللھم" گویا خدائے برحق کو تمام اسماء الٰہی کے ساتھ یاد کیا اور جب "صل علی محمد" کہا فضل حضور ﷺ رسالت پناہی میں عرض کیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے ملائکہ اُسے مجھ تک پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ فلانا فلانے کا بیٹا آپ پر اتنے بار صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے۔ حضور ﷺ اُس کے سلام کا جواب خود اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی سعادت اس سے بڑھ کر نہیں ہے اگر تمام عمر درود پڑھنے والا پڑھتا رہے اور وہاں سے صرف ایک صلوٰۃ کا بھی جواب مل جائے تو ساری نعمتیں اُس کے بدلہ میں ہیچ ہیں۔

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب — کہ صد سلام مرا بس یکے جواب بود
بس بود جاہ و احترام مرا — یک علیک از تو صد سلام مرا
خواہی کہ اگر حیات یابم — یکبار بگوکہ کشتہ ماست

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

البخیل مَنْ ذُکِرْتُ عندہ فلم یُصَلِّ عَلَیَّ۔

ترجمہ: "بخیل میری امت میں وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا گویا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔

جذب القلوب میں لکھا ہے کہ اوّل تو درود کا بھیجنا امتثال امر الٰہی ہے اور دوسرے موافقت اُس جناب کی اور اُس کے ملائکہ کی ہے جو کوئی نبی ﷺ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں دس رحمتیں اُس پر اتارتا ہے اور دس درجے اس

کے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے اور اُس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور بعض احادیث میں واقع ہوا کہ دس گردنیں آزاد کرنے اور بیس غزوات کے برابر ثواب ملتا ہے درود بھیجنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت و گواہی حضور ﷺ کی اس کے حق میں واجب ہو جاتی ہے۔ درود کے پڑھنے والے کو حضور ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے قیامت کے دن حضور ﷺ اُس کے سارے امور کے وارث ہو جائیں گے۔

تمام گھر خوشبو سے معطر

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کامل کسی کو ہاتھ نہ لگے تو وہ درود کا التزام کرے۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اور محدثین (رحمۃ اللہ علیہم) نقل کرتے ہیں کہ محمد بن سعید بن مطرف ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اُن کے گھر میں رونق افروز ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ادھر اپنا منہ لا جس سے درود پڑھا کرتا ہے کہ ہم اُس کا بوسہ لیں آپ کہتے ہیں کہ مجھے شرم معلوم ہوئی کہ اپنا دہن آپ ﷺ کے دہن مبارک سے ملاؤں۔ پھر اپنا رخسار آپ کے دہن مبارک کے پاس لے گیا آپ نے اُس کا بوسہ لیا۔ میری آنکھ کھل گئی مَیں نے دیکھا کہ سارے گھر میں مشک کی خوشبو پھیلی ہے اور میرے رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو نہیں گئیں۔

چہرہ کا بوسہ

شیخ احمد بن ابی بکر بن محمد رواد محدث صوفی اپنی کتاب میں شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے اسانید کے ساتھ کہ جو معتبر ہیں روایت کرتے ہیں کہ اقلبی نے فرمایا کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی حضرت ابو بکر مجاہد کے پاس آئے۔ امام ابو بکر اُن کی تعظیم

کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا مَیں نے عرض کیا یا سیدی آپ نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا حالانکہ سارے بغداد والے اسے مجنوں کہتے ہیں فرمایا کہ یہ کچھ میں نے اُس کے ساتھ نہیں کیا بلکہ میں پیغمبر خدا ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا آپ اُن کے آنے پر کھڑے ہو گئے اور اس کے ساتھ معانقہ فرمایا اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتنی عنایت آپ نے شیخ شبلی کے حال پر کی۔ فرمایا ہاں وہ بعد نماز کے یہ آیت پڑھا کرتا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص
علیکم بالمومنین رؤف رحیم ط

اور اُس کے بعد مجھ پر درود بھیجتا ہے۔

قبر میں درود کا مدد کرنا

اُسی کتاب میں امام سبکی قدس سرہٗ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے ہمسایہ میں مر گیا تھا میں نے اُسے خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ۔ کہنے لگا کہ کیا پوچھتا ہے بڑے بڑے حالات مجھ پر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کی مجھ کو بڑی دقت ہوئی میں نے جانا کہ شائد دین اسلام پر میری موت نہیں ہوئی۔ ایک آواز آئی کہ یہ سزا اُس کی ہے کہ جو تو نے اپنی زبان کو دنیا میں بیکار رکھا ہے۔ جب عذاب کے فرشتوں نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہو گیا اور اُس نے حجت ایمان کی مجھے یاد دلائی۔ میں نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے۔ کہنے لگا کہ میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہر شدت اور کرب میں تیری اعانت کروں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم

اور اُسی کتاب میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے والے عالم نہ ہوں تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اتاروں اور ایک دانہ زمین سے نہ اُگاؤں اسی طرح بہت سی چیزیں ارشاد فرمائیں یہاں تک کہ فرمایا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے قریب تر ہو جاؤں اُس قرب سے جو تیرے کلام کو تیری زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے اور تیری روح کو تیرے بدن سے اور تیری نور نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں مولیٰ کریم میں یہی چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجا کر کہ یہ نسبت تجھے حاصل ہو جائے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا اے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن تو محفوظ رہے۔ عرض کیا کہ ہاں مولیٰ کریم میں چاہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو۔

ابوالقاسم اصفہانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں دونوں کے سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخش دیئے جاتے ہیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

فضائل رسول کریم ﷺ

قاعدہ اور دستور یہ ہے کہ جو کوئی حاکم اپنے نائب یا کارندہ کو سرفراز کرتا ہے تو اس کے ساتھ نہایت خلق اور مہربانیوں سے پیش آتا ہے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ یہ شخص مخصوص اور مصاحب خاص مالک کا ہے اُس کا ساختہ پرداختہ بالکلیہ مالک کو منظور اور مقبول ہے اور اُس کی محبت وعداوت عین مالک کی محبت یا عداوت ہے اسی طرح اللہ جل شانہٗ جو تمام جہاں کا مالک اور حاکم ہے اپنے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو تمام عالم سے برسالت منتخب اور برگزیدہ کر کے اپنی خاص مہربانیوں کے ساتھ مخصوص فرمایا تاکہ سب جان لیں کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص خالق کون ومکان اور مالک زمین و آسمان ہے یہاں تک کہ اُس کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اُس کی ناخوشی خدا کی ناخوشی ہے اور اُس سے محبت خدا سے محبت جیسا کہ

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللہ و اطیعوا الرسول"۔ اس پر شاہد ہے۔

اور حدیث نبوی ﷺ اسی ظاہر پر محمول ہے اور حضور ﷺ کو جو فضیلتیں حق تعالیٰ نے بخشی ہیں وہ دو طرح کی ہیں ایک میں تو انبیاء بھی شریک ہیں حالانکہ حضور ﷺ کو اور انبیاء سے زیادتی اسی وصف اور صفت میں عطا کی گئی ہے اس طور پر کہ "ہمہ را براودادند اورا ہمہ دادند کہ کردند از ازل مجموعہ قسمت محمد را"۔ جو جو فضائل ایک ایک پیغمبر کی ذات میں جدا جدا تھے وہ سب حضور ﷺ کی ذات مجمع صفات میں مجتمع اور اکٹھا کر دیئے گئے۔ دوسری وہ صفات کریمہ جو صرف حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں وہ صفات نہیں پائے جاتے۔

تمام صفات کے جامع

ایک مرتبہ چند لوگ آپس میں بیٹھے انبیاء اور مرسلین کا تذکرہ کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا رتبہ بڑا ہے اس لئے کہ آپ صفی اللہ ہیں کوئی کہتا تھا کہ نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ بڑا ہے آپ خلیل اللہ ہیں اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رتبہ بڑا ہے اس لئے کہ آپ کلیم اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف رکھتے تھے آپ باہر آئے اور آپ نے پوچھا ''انتم الذین قلتم کذا و کذا'' کیا تم ہی لوگ تھے جو اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تم نے جو کہا کہ حضرت آدم صفی اللہ ہیں ''وھو کذالك'' بے شک وہ صفی اللہ ہیں تم نے جو کہا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں ''وھو کذالك'' بے شک وہ خلیل اللہ ہیں۔ تم نے جو کہا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں ''وھو کذالك'' بے شک وہ کلیم اللہ ہیں۔

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہ۔ خبردار یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

وَاَنَا سَیِّدُ ولد اٰدَمَ ولا فخر وانا اکرم الاولین الآخرین وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذٍ اٰدم فمن دونه الا ھو تحت لوائی۔

ترجمہ: ''میں سید اور سردار ہوں قیامت کے دن اولادِ آدم کا اور کریم ہوں پچھلے اور پہلوں کا قیامت کے دن لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ میں فخر سے نہیں کہتا حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے سب نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔''

اللھم صل علی سیّدنا محمد و علی آل سیّدنا محمد وبارك وسلم۔

فرشتوں کے ساتھ شامل

جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا تو وہ سجدہ درحقیقت نورِ محمدی کو تھا آیۂ کریمہ ''ان اللّٰہ وملئکته یصلون علی النبی''۔ سجدہ ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی شرف رکھتی ہے اس لئے کہ سجدہ آدم میں حق تعالیٰ خود ملائکہ کے ساتھ شریک سجدہ نہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شان سے بعید ہے اور یہاں خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہیں تو خود فرشتوں سے بھی پہلے مقدم ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے حق میں فرمایا ''وَرَفَعْنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا''۔ یعنی اٹھایا اور دیا ہم نے اسے مکان بلند۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرف و مقرب معراج کیا کہ آپ قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے اور یہ رتبہ بجز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو عطا نہیں ہوا۔

پتھر کا اتباع

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا اکرام حضرت نوح علیہ السلام کے لئے یہ تھا کہ اُن کے سفینہ کو پانی پر محفوظ رکھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس سے زیادہ مقام عطا کیا چنانچہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریا کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل بھی بیٹھا تھا اُس نے آپ سے کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو اُس پتھر کو دریا کے اُس کنارہ پر ہے اپنے پاس بلالو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُس پتھر نے اتباع کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آکر آپ کی رسالت اور نبوت کی شہادت دینے لگا۔ آپ نے پوچھا کیا یقین ہوگیا اُس نے کہا پھر اُسے واپس کردو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور وہ پتھر اپنے اصلی قیام پر تیرتا ہوا چلا گیا۔ یہ معجزہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام فصاحت و بلاغت میں مشہور تھے۔ حضور ﷺ کی فصاحت ''اوتیت جوامع الکلم واختصرلی الکلام'' ۔ سے ظاہر ہے اور قرآن مجید آپ کی فصاحت و بلاغت کی خود دلیل ہے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است | ہر کہ گوید حق نگفت او کافراست

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود نے اثر نہ کیا تھا۔ حضور ﷺ نا حرب کفارہ کا اطفا و خاموش ہونا زیادہ تر تعجب انگیز ہے کما قال اللہ تعالیٰ

''كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ''۔

جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جس وقت کفار آتش جنگ کے واسطے افروختہ کرتے پروردگار اُسے سرد کر دیتا۔

شب معراج حضور ﷺ دریائے آتش سے گذرے کہ حکماء اُسے کرۂ نار کہتے ہیں وہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور اُس سے سلامت اور محفوظ رہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خُلّت عطا ہوا اور حضور ﷺ کو محبوبیت کا اور مقامِ محبت مقام خلت سے برتر ہے۔

علماء نے اس میں ایک کلام لطیف کہا ہے کہ خلیل خلت سے معنی حاجت کے ہیں اور حبیب فعیل ہے بمعنی فاعل یا مفعول پس حضور ﷺ من وجہ محبّ ہیں اور بے وساطت وغرض کے من وجہ محبوب اور بعضوں نے لکھا ہے کہ خلیل کا فعل برضائے حق ہوتا ہے اور فعل حبیب برضا اور خوشنودی حبیب۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن کلام نہ کرتا تھا ہمارے حضور ﷺ کے درد جدائی میں ستون لا یعقل محض جس کو نطق و کلام سے واسطہ نہیں گریہ وزاری کرنے لگا اور یہی معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ پر بھی سبقت رکھتا ہے کہ انہیں احیا موتے کا معجزہ دیا گیا تھا مردے زندہ کر دیتے تھے سو وہ اتنا تعجبات سے نہ تھا

اس لئے کہ ایک جسم میں جس میں کہ روح کا پہلے گذر تھا اُس میں روح کا پھر واپس آجانا عجائبات سے نہیں ہے چہ جائیکہ لکڑی کا شور کرنا اور اُس میں شگاف ہو جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے چشمہ جاری ہوا ہے تو کچھ بعید نہیں اس لئے کہ پتھر اور زمین سے یوں ہی چشمے جاری ہوا کرتے ہیں ہمارے حضور ﷺ کے انگشتانِ مبارک سے متواتر چشمے جاری ہو گئے ہیں جو کہیں بڑھ کر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریائے نیل کو بمدد عصا کے عبور کیا تھا۔ حضور ﷺ نے شب معراج میں کرہ آب جو کہ آسمان و زمین کے درمیان ہے عبور فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوندا تو نے مجھے کلیم گردانا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حبیب۔ خداوندا حبیب اور کلیم میں کیا فرق ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ جو میرا رضا جو ہو اور حبیب وہ ہے کہ جس کا میں رضا جو ہوں اے موسیٰ کلیم وہ ہے کہ میرے شوق دیدار میں اپنی خواہش سے طور تک آئے اور مناجات کرے میرے یہاں سے صدائے ''لَنْ تَرَانِی'' پا کر واپس جائے اور حبیب وہ ہے کہ بستر خواب پر بناز و نعیم آرام فرما ہو میں حضرت جبرئیل امین کو براق دے کر بھیجوں اور عرش بریں پر بلاواسطہ گفتگو کروں اور اپنے دیدار سے مشرف کروں۔

خط سبز و لب و لعل رُخ زیبا داری | حُسنِ یوسف یدِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
خوبی و شکل شمائل حرکات و سکنات | انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

حُسن وشمائل

حضور ﷺ کے حسن وجمال کی کیفیت میں ارباب لطائف نے لکھا ہے کہ آپ کا حسن مرأت جمال الٰہی ومظہر انوار ہے صحیحین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھکر خوبرو وخوشخو تھے اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں آیا ہے۔

مَارَئِتُ شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: ''نہیں دیکھا میں نے کسی چیز کو بہتر اور خوبصورت رسول خدا ﷺ سے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اخی یوسف صَبِیحٌ وَ اَنَا مَلِیحٌ

ترجمہ: ''بھائی یوسف کے حسن میں صباحت اور چمک تھی اور میرے حسن میں ملاحت یعنی نمکینیت پائی جاتی ہے۔

نمک کا قاعدہ ہے کہ جس چیز میں نمک ڈالا گیا اُسے خوش ذائقہ کردیتا ہے اور دوسرا نکتہ یہاں پر یہ ہے کہ ہر چیز کہ درکانِ نمک شد چونکہ رسول اللہ ﷺ حضرت محبوب خلائق تھے اِس لئے جوادھر متوجہ ہوا آپ میں جاکر حل ہوگیا اور اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی قدر بھی تو کس نے زلیخا نے جیسا کہ عموماً عورتوں کو مردوں سے انس ہوتا ہے اور ہمارے حضور ﷺ کے عشاق شیدا کو دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے کہ آپ کے عشق ومحبت میں اپنی جانیں وقف کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

لواحی زلیخا لورأین جبینا ؎ لاثون تقطیع القلوب علی ید

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر جو عورتیں کہ زلیخا پر طعن کرتی تھیں انہوں نے بجائے لیموں کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں تھیں اگر اُن میں سے کوئی میرے یوسف علیہ السلام کو دیکھتیں تو بجائے انگلیوں کے اپنے جگر کے ٹکڑے کرڈالتیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ اُعطی شطر الحسن۔

بیشک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک حصہ حسن دیا گیا یعنی میرے حسن کے بعد نصف حصہ حسن کا بھائی یوسف کو نصف تمام عالم کو عطا ہوا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو شبِ مہتاب میں ''وعلیہ حلۃ حمراء'' اور آپ سرخ حلہ اوڑھے تھے کبھی میں آپ کے چہرہ کو دیکھتا اور کبھی ماہتاب کو قسم خدا کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپ کا چہرہ ماہتاب سے کہیں زیادہ منور تھا:

زناں عصر بھی گر دیکھیں جلوہ محمد کا ؎ تو ہوتا ہر زنخ دل وہاں محسود ہر بد کا

وہ ہیں فخر رسل گو انبیاء سب کے آخر تھے ؎ تقدم میں نہیں قرآن سے عالی مرتبہ محمد کا

فسبحن من خلقہ و حسنہ واجملہ واتمہ واکملہ سبحن اللہ سبحان اللہ۔

حضور اقدس ﷺ کی چمک نور کی معنوی ہے اسی باعث سے جھلک آفتاب اور ماہتاب بلکہ جملہ اشیاء میں چمک الٰہی ہے ملائکہ کے چہروں میں اس کی چمک دیدہ مردمک میں اس کی دمک ظاہر ہیں اور اس مفیض کریم پر کمال رحمت وکمال ستر ہزار پردہ ہائے ہیبت وجلال ورحمت وجمال ڈالے گئے ہیں کہ چشم عالیمان اس کے ادراک سے

دورو مجبور ہے اگر حجاب اٹھائیں تو عالم کی کیا جان کہ اس کی تجلیات کی تاب لا سکے تمام جہان مل کر خاک ہو جائے۔

رباعی

کسے بحسن ملاحت بیاز مانہ رسد — ترا دریں سخن ارنکار مانہ رسد
ہزار نقش بر آید ز کلکے صنع ولے — یکے بخوئی نقش و نگار مانہ رسد

O=O=O
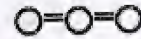
سر و چشم مبارک

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ "عظیم العینین اھدب الاشفاء" بزرگ چشم و دراز مژگان تھے نہ بہت زیادہ بزرگ بلکہ بقدر الوسط کہ صفات اعضائے شریف سے ہے اور آنکھیں آپ کی ایسی معلوم ہوتیں کہ گویا سرمہ کھنچا ہوا ہے اگرچہ سرمہ آپ نہ لگائے ہوتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقتدیوں سے فرماتے کہ تم رکوع و سجود میں جلدی نہ کیا کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے برابر دیکھتا ہوں۔ تمہارا رکوع و سجود مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے چونکہ آپ آئینہ خدا نما تھے۔ اس لیے تعجبات سے نہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں وہ چیز کہ نہیں دیکھتا تم میں سے کوئی اور سنتا ہوں وہ کہ نہیں سنتا تم میں سے کوئی۔

حضور ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی اور حضور ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں سفید بال بیس سے زیادہ نہ تھے اور بعض روایات میں اس سے بھی کم آئے ہیں اور حضور ﷺ کے بال بہت بل کھائے ہوئے نہ تھے جیسے کہ حبشیوں کے ہوتے ہیں اور نہ نرم اور نہ نیچے لٹکے ہوئے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے۔ جبین مبارک اور آپ "واضح الجبین" کشادہ پیشانی تھے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ "واسع الجبین"۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شکن جبین پاک پر پڑتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ قطع قمر ہے کہ بال ابروئے پاک کے سخت نہ تھے بلکہ چھوٹے اور ملائم تا کہ اطلاق اقتران وعدم اقتران کا صحیح آئے۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ دیکھا ہم نے رسول اللہ ﷺ کو "احسن الوجہ عظیم الجبہ دقیق الحاجبین بینی ودھان شریف اقتنی الانف واقنی العرنین رسول اللہ ﷺ" فراخ دہاں تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کشادہ لب تھے اور جب آپ تکلم فرماتے تو معلوم ہوتا کہ گویا نور دندان مبارک سے نکل رہا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میری سوئی کھو گئی تھی گھر میں روشنی نہ تھی حضور ﷺ باہر سے تشریف لائے اور آپ نے تبسم فرمایا دندان مبارک سے آپ کے ایسی چمک پیدا ہوگئی کہ جو چیز میری گم ہوگئی تھی مل گئی۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ لب ومہر دہان حضور ﷺ کے احسن اور لطیف تمام مرد مان سے تھے۔ لعاب دہن بیماروں کے لیے شفا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں چھوڑ دیا پھر مدینہ میں ایسا کوئی کنواں نہ تھا جس کا پانی اُس کنوئیں کے پانی سے زیادہ شیریں رہا ہو۔ شیریں کلامی اور خوش آوازی میں کوئی آپ کے مثل نہ تھا۔ "اصدق الناس لهجة"۔ وصف کلام میں واقع ہوا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مگر خوش آواز اور خوش رو۔ آپ کی آواز وہاں پہنچتی جہاں کسی کی نہ پہنچتی۔ آپ تمام خلق اللہ سے بڑھ کر فصیح اور بلیغ تھے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ فصاحت آپ کو کس طرح سے حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا "ادبنی ربی فاحسن تادیبی" مجھے میرے پروردگار نے ادب سکھایا آپ کی صفت تھی "اوتیت جوامع الکلم واختصرلی الکلام" یعنی آپ تھوڑا کلام فرماتے اور معنی اس کے بہت ہوتے ہیں۔

حدیث ابن ابی ہالہ میں آیا ہے "کان رسول اللہ علیہ وسلم عظیم الھامة" آپ کا سر مبارک بزرگ تھا اور بخاری علیہ الرحمۃ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کا سر بڑا تھا جو کہ عرب کے نزدیک ممدوح ہے۔ کیونکہ یہ آپ کی سرداری عظیم الشانی اور عقلمندی پر دلالت کرتا ہے۔ بال حضور ﷺ کے آدھے کانوں تک تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ کانوں اور شانوں کے درمیان میں تھے اور ایک روایت میں دونوں کانوں کی لو تک ہے۔ اور ایک روایت میں کندھوں کے پاس تک یعنی جب کنگھی کرتے اور تیل لگاتے تو ذرا معلوم ہوتے تھے نہیں تو چھوٹے۔

اور مجمع البحار میں آیا ہے کہ جب بار کترنے سے غفلت فرماتے تو دراز ہو جاتے۔ اور جب کترتے تھے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ سینہ مبارک آپ کا "الم نشرح لك صدرك" کا مصداق تھا۔ سینہ شریف سے ناف مبارک تک ایک نشان بالوں کا واقع ہوا تھا بغلہائے شریف سفید تھی۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ بال آپ کی بغل میں نہ تھے لیکن محدثوں کو اس میں کلام ہے واللہ اعلم۔

آپ کی بغل مبارک سے مشک کی بو آتی تھی۔ پشت مبارک پر مہر نبوت ظاہر مثل بیضہ کبوتر کے واقع ہوئی تھی۔ درآنحالیکہ اگلے پیغمبروں کے دست راست میں تھی۔ مہر نبوت کا سید الاولین وآخرین ﷺ کی پشت مبارک پر واقع ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل ہے۔

بیت

نبوت را توئی آں نامہ در پشت — کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

حقیقت اس کی ایک سر عظیم اور نشانی نادر تھی۔ سوائے حق تعالیٰ کے کوئی اس کی رمز کو نہیں جانتا۔ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں لکھا ہوا تھا "اللہ وحدہ لاشریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور" آپ کے دست مبارک دراز اور کشادہ تھے ریشم سے زیادہ ملائم اور برف سے زیادہ ٹھنڈے۔

بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ نہیں چھوا میں نے کسی حریر اور دیبا کو جس میں نرمی اور ملائمیت حضور ﷺ کے کف دست سے زیادہ پائی جاتی رہی ہو۔

مسلم نے روایت کی ہے کہ مس کیا حضور ﷺ نے رخسار جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پائی میں نے حضور ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو گویا کہ حضور ﷺ نے نکالا ہاتھ اپنا عطار کے ڈبہ میں سے۔

طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے کہ مصافحہ کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہ ہمارے ہاتھ سے بوئے مشک کی آتی تھی اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے سینہ اور شکم کو مس کیا مجھ کو ہمیشہ ٹھنڈک دست مبارک کی اپنے جگر پر معلوم ہوتی۔ آپ نہ بہت بلند قامت تھے نہ بہت پست قد مگر جب کسی قوم کے درمیان ہوتے سب سے بلند اور سرفراز نظر آتے۔ یہ درازی قد کے سبب سے نہ تھا بلکہ بوجہ عزت ورفعت اور عظمت کے تھا۔ اور درحقیقت یہ معجزہ تھا اور سایہ قد مبارک کا نہ تھا کیونکہ آپ تو نور خدا تھے اس لئے نور کا سایہ ہونا دشوار بس

سایہ کا سایہ کیسا۔

رباعی

ای لقبے کز انبیاء اعلم بود — احمد نامی کہ سرور عالم بود
زاں سایہ باد نبود کہ ہمراہ بود — محرم جائے کہ سایہ نامحرم بود

آں فجر رسل کش دوجہاں مایہ بود — فرق سر عرشش اولیں پایہ بود
آں ذات بود سایہ ذات ایزد — عاقل داند کہ سایہ بے سایہ بود

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو تیز چلنے والا نہ دیکھا اور یہ حضور ﷺ کے معجزات سے تھا کہ اور لوگ دور سے اور مشقت کھینچتے مگر حضور ﷺ کے ساتھ نہ پہنچتے اور آپ بآسانی اور بے مشقت سب سے آگے چلتے۔

O=O=O

پسینہ مبارک

پسینہ مبارک کی خوشبو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سونگھا میں نے کسی خوشبو کو حتیٰ کہ مشک اور عنبر کہ جس میں خوشبو عرق جسد مبارک سے زیادہ ہو۔ حضور ﷺ دو پہر کے وقت جب حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں جو کہ بسبب نسب کے آپ کے محرموں میں سے تھیں استراحت فرماتے اور حضور ﷺ کو پسینہ آتا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کا پسینہ اکٹھا کرتیں اس لئے کہ آپ کا عطر اور خوشبوؤں سے زیادہ معطر تھا۔

حضرت عاصم امراۃ عتبہ بن فرقد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چار عورتوں نے عتبہ سے آپس میں خوشبو لگانے کی شرط کی ہر ایک بمقدور بضاعت اپنے عمدہ عمدہ عطر بہم پہنچاتیں عتبہ غریب تھیں اُن کی خوشبو کو نہ پاتیں۔

پسینہ سے عنبر کی خوشبو

ایک روز حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے گردن مبارک کے نیچے ایک رومال رکھ دیا چند قطرے پسینہ کے جسد مبارک سے اس پر گرے بس جب شرط کا روز آتا اُس رومال کو اپنے بدن سے مس کر کے مقابلہ کو جاتیں بس وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اے عتبہ اب تھوڑے دن سے ایسا عطر لگا کر آتے ہو کہ ہم کتنا ہی قیمتی عطر لگاتی ہیں مگر مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

ایک مرتبہ ایک غریب عورت اپنی لڑکی کو اُس کے شوہر کے پاس بھیجنے والی تھی اُس کے پاس کچھ خوشبو کی چیز نہ تھی حضور ﷺ کے پاس آئی آپ نے چند قطرے جبین

مبارک سے اُسے دے دیئے اور یہ کہا کہ اُس لڑکی کے جسم میں لگا دینا۔ اُس عورت نے ایسا ہی کیا کہ لڑکی کے بدن سے مشک اور عنبر کی خوشبو آنے لگی۔ یہاں تک کہ اس کی اولاد سے بھی خوشبو آتی رہی اور اہل مدینہ اس کے گھر کو بیت المطیبین خوشبوداروں کا گھر پکارنے لگے۔

آپ ﷺ کا جس راستہ گذر ہوتا کسی پوچھنے والے کو پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

حضور ﷺ کو احتلام سے غسل کی حاجت کبھی نہ ہوئی۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

خلق شریف

آپ کے حسن اخلاق وصفات اور خصائل کس زبان سے ادا ہوں جبکہ حق تعالیٰ خود آپ کے فضائل عظیم کا بیان کرنے والا ہو۔

جز خدا نشناخت کس قدر تو زانکہ — کس خدارا ہیچو تو نشناختہ

محمد ﷺ سے صفت پوچھو خدا کی — خدا سے پوچھئے شان محمد ﷺ

لیکن اپنے اپنے فہم وادراک کے موافق ہر شخص اپنی ہمت بلند کیا چاہتا ہے۔

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند — بقدرِ دانشِ خود ہر کسے کند ادراک

آپ جمیع اخلاق عظیمہ وصفات حمیدہ سے آراستہ وپیراستہ تھے۔

بہ تعلیم و ادب اوراچہ حاجت — کہ او خود ز آغاز آمد موؤدب

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا لوگوں نے کہ حضور ﷺ کا اخلاق کیسا تھا آپ نے فرمایا ''کان خلق القرآن'' متصف تھے ''کان فضل اللہ علیك عظیما'' ۔غزوہ اُحد میں جبکہ آپ کے داندان مبارک شہید ہو گئے اور سر شریف مجروح ہوا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اُن کے حق میں بددعا کیجئے تا کہ اپنی سزا کو پہنچیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بددعا کے لیے نہیں بھیجا گیا اور آپ نے دعا بھی کی تو کیا ''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون''۔

اللہ تو ان کو ہدایت عطا کر کہ یہ میرے رتبہ سے ناواقف ہیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔قول حق تعالیٰ ''لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا'' مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ارسلت الی الخلق کافۃ'' اور قول حق تعالیٰ ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' سے ظاہر ہے کہ آپ تمام عالم کی طرف رحمت بنا کر کے بھیجے گئے تھے جن میں ملائکہ بھی شامل ہیں۔روایت ہے کہ صبح وشام ستر ہزار فرشتے قبر شریف کی تعظیم وتکریم کے لئے اترتے ہیں۔حضور ﷺ امی محض تھے۔کبھی کسی کے آگے آپ نے کتاب نہیں کھولی نہ کسی سے تعلیم پائی۔

بیت

نگارِ من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت — بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

بجز حق تعالیٰ کے کہ اُس نے اپنے حبیب ﷺ کو علوم واسرار ''ماکان وما یکون'' کی تعلیم فرمائی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و علمك مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیك عظیما۔

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دو کون — نور ہدیٰ حبیب خدا سیدِ انام

مقصود ذات اوست دگر ہامہ طفیل — منظور اوست دگر جملگی ظلام

ہر رتبہ کہ بود در امکان بر وست ختم — ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام

برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آں — اَسْرٰی بعبدہٖ است من المسجد الحرام

تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم است — کانجانہ جاست نے جہت ونی نشان نہ نام

سیر یست بس شگرف در ینجا نگنج ہاں — از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

عفو و ترحم

ایک یہودی کی سختی پر تبسم فرمانا

حضور ﷺ نے کسی سے کبھی اپنے نفس کے لیے بدلہ اور انتقام نہیں لیا ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضور ﷺ کے ساتھ دین کی بابت کچھ سختی کرنی چاہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور شمشیر کھینچ لی۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا اے عمر مناسب یہ تھا کہ تم مجھ کو ادائے قرض کے لئے سمجھاتے اور اس کو تقاضا کرنے کے لیے۔ اچھا جاؤ اس کا جو چاہیے اس کے ماسوا بیس صاع اس سختی کے لئے بدلہ میں اُسے لا کر دے دو۔ وہ یہودی کہنے لگا اے عمر میں نے حضور ﷺ میں سب علامتیں خاتم النبیین ہونے کی پائیں اور میں ایمان آپ پر لایا "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله"۔

جب حضور سرور کائنات ﷺ نے بحکم الٰہی مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی اور آپ کے یار صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمراہ رکاب تھے تو اثنائے راستہ میں سراقہ بن مالک بن جعشم نے (جو اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ کو دیکھا اور چاہا کہ بموجب انعامی اشتہار کفار کے آپ کو پکڑے اور گھوڑے پر سوار ہو کے تعاقب کیا جب قریب پہنچا آپ نے دعا کی سراقہ زمین میں معہ گھوڑے کے دھنسا شروع ہو گیا اور کمر تک دھنس گیا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے تین دفعہ اُسے معاف کیا اور تین دفعہ وہ دھنسا اخیر میں اس نے حضور ﷺ سے پناہ مانگی آپ نے اُسے پناہ دے دی۔ حالانکہ قارون کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی بھی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُس نے پناہ مانگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ نہ دی۔

حضور ﷺ ایک مرتبہ آرام فرما رہے تھے جب جاگے دیکھا کہ ایک اعرابی تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ اب تجھ کو کون بچا سکتا ہے اور پناہ دے سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ۔ بس اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے اب کون بچا سکتا ہے؟ وہ اعرابی کانپنے لگا معذرت کی آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ فرماتے کہ میری تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کیا کرو جیسا کہ نصاریٰ نے مریم کے بیٹے کے ساتھ کی اور انہیں خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ لوگ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ منع فرماتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ بجز جہاد کے فی سبیل اللہ تھا کسی کو اپنے ہاتھ سے ضرب نہیں پہنچائی۔ بچے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتے اور جہاں جی چاہتا لے جایا کرتے۔ آپ بلا تامل چلے جاتے منع اور دریغ نہ فرمایا کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی دس برس تک خدمت کی آپ کسی کام کے لیے نہ پوچھتے کہ ایسا کیوں کیا یا یہ کیوں نہ کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ آئیں حالانکہ اُس وقت اسلام نہ لائی تھیں۔ آپ نے اُن کے لئے اپنی چادر مبارک بچھا دی اکثر آپ معتمدین یہود و نصاریٰ کی تعظیم کیا کرتے تھے "کان یحب الفقراء المساکین" فقراء کی صحبت زیادہ پسند تھی جب آپ کا گذر مسکینوں کے پاس ہوتا آپ فرماتے "مسکین جالس المساکین" ایک مسکین ہے کہ مسکینوں کے پاس ہوتا آپ فرماتے "اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین"۔ آپ کی کوئی مجلس ہوتی سب سے اخیر میں بیٹھا کرتے۔ ممکن نہیں کہ کسی سائل کے جواب میں آپ نے لا کا کلمہ فرمایا ہو۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز — مگر بہ اشہد ان لا الہ الا اللہ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو کہ مقبول بارگاہ اور ہمشیرہ زادہ حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے تھے آپ نے منع فرمایا جب تک ہوسکے کبھی کسی سے سوال نہ کرو۔ کہتے ہیں کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کی یہ نوبت پہنچی کہ اگر تازیانہ بھی زمین پر گر جاتا تو کسی سے اٹھانے کو نہ کہتے کہیں سے اگر مال غنیمت تحفہ یا خراج کا آتا تو مومنوں کو تقسیم فرمادیتے اور اپنے لئے کچھ نہ چھوڑتے۔

بیت

ہرچہ آمدی بدست بدادی تو پیش ازیں — ایں وجود آنکس است کش از فقر عار نیست

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ دیکھا کسی مرد کو دلبر زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور حدیث بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حياء من العذراء في الخدر۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیا اور شرم میں دوشیزہ عورت سے بھی بڑھ کر تھے۔

جب کفاران طائف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب حد سے زیادہ کی اور سخت ایذائیں دیں۔ ایک فرشتہ حاضر ہوا جو پہاڑوں پر متعین ہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس مجھے بھیجا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو یہ دشمن پہاڑوں سے پامال کردیئے جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ ہلاک ہوں کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان کے صلب سے ایسی اولاد پیدا کرے کہ وہ مومن ہوں اور ایمان لائیں دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کریں اور اگر فرمائیں تو ہلاک کردیں آپ کے دشمنوں کو آپ نے فرمایا کہ میں صبر کرتا ہوں

اور دیکھتا ہوں کہ شائد خدا ان پر رحم کرے اور یہ ایمان لائیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

قبیلہ قریش میں چار قبیلے تھے آپس میں بناء کعبہ کے وقت حجر اسود کے رکھنے میں بحث کرتے تھے کہ جو ہم میں بہتر ہو وہ حجر اسود کو رکھے۔ چنانچہ تمام نے اس امر پر اتفاق کیا کہ جو شخص سب سے پہلے حرم محترم کے دروازے سے اندر آئے۔ وہ ہمارے درمیان جو فیصلہ کرے ہم سب کو منظور ہے۔ اتفاقاً حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اس دروازہ مبارک سے تشریف لائے تو قریش نے حال عرض کیا آپ نے ایک چادر منگا کے اور چاروں کونے چاروں قبیلہ کو دے دیئے وہ لوگ حجر اسود کو اس کے مقام کے پاس لے گئے اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو مقام پر اٹھا کے رکھ دیا۔ بس سب کے سب راضی ہوگئے۔ کفار اگرچہ منکر تھے مگر پیٹھ کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔

ولید بن مغیرہ جو سردار کفاران قریش سے تھا اکثر قرآن سنتا اور کہتا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ کلام کلام بشر سے نہیں ہے۔ اس میں شیرینی اور دلبستگی ہے کہ اور کلاموں میں نہیں۔

یہود ونصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم رکھتے تھے۔ اور اپنے لڑکوں کو وصیت کرجاتے کہ جب نبی آخر الزمان کو پانا تو ہمارا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ ہم نے آپ کے اشتیاق دیدار میں جان دے دی ہے۔

O=O=O

قناعت وتوکل

حضور ﷺ کے فقر اور قناعت کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے تین روز تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نوش جان نہیں فرمائی اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہ دو روز متواتر نان۔ اگر آپ چاہتے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز عطا فرماتا کہ نہ وہم میں آسکتی ہے نہ خیال میں۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد میرے یہاں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہ تھا۔ بجز ایک کَیل جَو کے۔ فرماتی ہیں کہ مہینوں گذر جاتے اور ہمارے گھر میں آگ تک نہ جلتی۔ صرف خشک کھجور سے ہم بسر کرتے۔ فرماتی ہیں کہ آپ نے تمام عمر سیر ہو کر نہیں کھایا اور نہ کبھی کسی سے شکایت کی فاقہ کو دوست رکھتے تھے۔ اکثر اوقات آپ پیٹ پر پتھر باندھ رکھتے تھے۔

مجھے دنیا سے کیا واسطہ

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رو کر عرض کیا۔

روحی فداك الله یارسول الله۔

ترجمہ: ”کاش کہ آپ دُنیا کی کوئی قوت قائم رکھنے والی چیز پسند فرمالیتے۔“

کیونکہ اگر آپ چاہیں تو پروردگار عالم تمام خزانہائے روئے زمین آپ کے سپرد کردے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ مجھے دنیا سے کیا واسطہ میرے بہت سے بھائی نبی گذر چکے ہیں۔ اُنہوں نے صبر کیا ہے اور مستحق ثواب ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ مَیں تن پروری کروں اور اُن کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں۔

تین روز سے فاقہ

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ٹکڑا روٹی حضور ﷺ کے سامنے لائیں آپ نے پوچھا اے فاطمہ یہ تم نے کہاں سے پایا فرمانے لگیں کہ آج کئی وقت گذرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہیں سے تھوڑا سا جَو لائے تھے مَیں نے اُسے صاف کر کے ایک روٹی پکائی ایک ٹکڑا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے آئی ایک امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ایک اپنے لئے رکھ آئی ہوئی۔ میرے دل نے قبول نہ کیا کہ میں آپ کے بغیر کھالوں۔ حضور ﷺ نے اُسے کھایا اور فرمایا کہ اے فاطمہ یہ نہ سمجھنا کہ محمد ﷺ نے آسودہ ہو کر کھالیا ہے تین روز ہو گئے ہیں کہ ایک لقمہ بھی پیٹ کے اندر نہیں گیا۔

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے بستر مبارک کا بھراؤ کھجور کی چھال سے تھا ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بستر مبارک کو بجائے دوتہہ کے چارتہہ کر کے بچھا دیا صبح کو حضور ﷺ نے اُٹھ کر پوچھا کہ اے حفصہ آج تم نے کیا بچھا دیا تھا عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج میں نے بستر مبارک کے چارتہہ کر دیئے تھے آپ نے فرمایا کہ اُسے اُسی حالت پر چھوڑ دو۔ اسی لئے کہ آج مجھے سونے میں زیادہ غفلت معلوم ہوئی آپ ساری ساری رات نماز میں قیام فرماتے اور شکم مبارک سے آواز مثل چکی کے آیا کرتی۔

اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ حضور ﷺ کی شان میں فرماتا ہے:

یاایھا النبی انا ارسلنك شاھدا و مبشرا ونذیرا داعیا الی الله باذنه و سراجامنیرا۔

حضرت ابن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہم نے کس چیز کے ساتھ تمہارا نام بلند کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ داناتر ہے ارشاد ہوا کہ " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" سے اور ارشاد ہوا کہ میں نے قرار دیا تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ تیری طاعت اپنی طاعت کے ساتھ جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا جس نے تیری طاعت کی اُس نے میری طاعت کی "من یطع رسول فقد اطاع اللہ"۔

ایک مرتبہ چند کفاران قریش نے حضور ﷺ کے دولت خانہ کو شب ہجرت میں گھیر لیا تھا حضرت جبرئیل امین آئے اور حضور ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان کے سر پر خاک اٹھا کر ڈال دیجیے چنانچہ حضور ﷺ نے خاک ڈال دی وہ سب کے سب اندھے ہو گئے تھے کہ حضور ﷺ نکل گئے انہیں پتہ نہ چلا۔

ایک جگہ ارشاد ہوا ہے:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

ترجمہ: ''جس نے بیعت کے لیے تمہارے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس کا ہاتھ گویا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر ہے۔''

بس گویا واسطہ محبت اور الفت کا اس درجہ تک ترقی کر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے فعل کو اپنا فعل اپنے فعل کو اُن کا فعل قرار دیتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر بزرگی کس کی اور کیا ہو سکتی ہے اور کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ راز و نیاز کیا ہے۔

بیت

محمد سرِّ قدرت ہے کوئی رمز اُس کی کیا جانے — شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

بس ٹھیک ٹھیک مناسبت اس سے ہو گئی۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوئید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

قرآن میں شان رسول

اللہ اکبر جل جلالہٗ وعم نوالہٗ قرآن میں جہاں اور انبیاء اور مرسلین کو مخاطب بنایا ہے ارشاد ہوا ہے یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، ہمارے حضور ﷺ کو فرماتا ہے۔

یاایھا النبی، یاایھا الرسول محمد رسول اللہ، اشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ۔

اور بعض جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھا المدثر، یاایھا المزمل ۔

اے چادر اوڑھنے والے۔

کیا آسمان کیا بہشت حتیٰ کہ کوئی درخت بہشت میں ایسا نہیں ہے جس کے ہر پتہ پر "لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ" نہ لکھا ہو فرماتے ہیں کہ جب میں آسمان پر گیا دیکھا کہ ہر جگہ اللہ کریم کے نام کے ساتھ میرا نام لکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں حضور ﷺ کی عمر شریف کی قسم کھاتا ہے "لعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون"

حضور ﷺ کے خاکپائے مبارک بھی قسم کھاتا ہے:

لا اقسم بھذا البلد ۔

ایک مرتبہ بمقتضائے بشریت حضور ﷺ کی زبان مبارک سے، ان شاء اللہ ۔ کا کلمہ نہ جاری ہوا تھا وہاں کی بارگاہ تو بے نیاز ہے وحی کا آنا بند ہو گیا۔ حضور ﷺ ملول خاطر رہتے تھے حتیٰ کہ ایک روز نماز تہجد بھی قضا ہو گئی بس کفار آپس میں طعن کرنے

لگے کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کے خدا نے محمد ﷺ کو چھوڑ دیا ہے اور عداوت کر لی ہے اس وقت یہ سورۂ پاک نازل ہوئی:

والضحیٰ والیل اذا سجیٰ ۔ پروردگار نے قسم کھائی دن اور تاریکی شب کی۔

اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قسم حضور ﷺ کے روئے مبارک و موئے مشک کی کھائی ہے۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔

تمہارے پروردگار نے تمہیں چھوڑا نہیں اور نہ عداوت کرتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔

تمہارا رب تمہیں ایسا عطا کرے گا کہ تم راضی اور خوش ہو جاؤ گے۔

یہ وعدہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ان شاء اللہ قیامت کے دن حضور ﷺ کو شفاعت کا رتبہ عطا کرے گا۔ اور عجب نہیں کہ اس آیت میں بھی اس کا تذکرہ ہو۔

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا

غرض کہ سارا قرآن مجید حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ سے بھرا ہے۔

انا اعطینک الکوثر ○ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ○ اذا الشمس کورت ○ انہ لقول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثَمَّ امین ○ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ○ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

O=O=O

ان پر ایمان لانا

جتنے انبیائے مرسلین بھیجے گئے اُن سے فرما دیا گیا کہ تم نبی آخر الزمان کو پانا تو اُن پر ایمان لانا حضور ﷺ فرماتے ہیں "لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی" اگر آج کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری ہی پیروی کرنی ہوتی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے تو شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کریں گے نہ کہ اپنی شریعت کی۔

حضور ﷺ ہمارے جمیع انبیائے مرسلین کے سید اور سردار ہیں شب معراج میں آپ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی انجیل اور توریت میں اور ہر کتب سماوی میں حضور ﷺ کی آمد کا حال لکھا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرہ کی طرف ایک راہب کو دیکھا کہ ایک صومعہ میں بیٹھا ہے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تم میں وہ شخص ظاہر ہوا کہ نام اُس کا احمد ہے اور وہ نبی آخر الزمان ہے اور لڑکا ہے عبدالمطلب کے بیٹے کا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا اور دریافت حال کی لوگوں نے کہا کہ ہاں حضرت محمد ﷺ پسر عبداللہ نبی آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور وہ بعد دریافت وصداقت مشرف باسلام ہو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔

ترجمہ: "میں نبی تھا اُس وقت کہ جب حضرت آدم علیہ السلام درمیان روح اور جسم تھے"۔

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا کنانہ کو اولاد اسماعیل علیہ السلام

سے اور برگزیدہ فرمالیا قریش کو کنانہ سے اور بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھ کو برگزیدہ فرمالیا بنی ہاشم سے ﷺ۔

جمیع ازواج مطہرات آپ کی وفات کے بعد دوسروں کے لیے حرام کردی گئی تھیں۔ حضور ﷺ کی صورت پاک کی شیطان مشابہ نہیں بن سکتا اور کیسے بن سکے۔

نقشہ روئے منور نہ کھنچا پر نہ کھنچا   متحیر ہوئے تصویر بنانے والے

حضور ﷺ کے جسد مبارک پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔ جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ حضور ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ صبح وشام اعمال امت کا آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ آپ مناسب حال اُن کے حق میں دُعا فرماتے ہیں۔

O=O=O

فضائل اُمت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ پوچھا کہ مولیٰ کریم کیا کوئی امت میری امت سے بھی بڑھ کر ہے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ کیا تو نہیں جانتا کہ امت محمد ﷺ عظیم تر ہے سب امتوں سے۔ پھر عرض کیا کہ خداوندا میں اُن کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ سُن مَیں اُن کے کلام سُنوائے دیتا ہوں۔ پس ندا کی حق تعالیٰ نے اُمتانِ محمد ﷺ کو اُنہوں نے جواب میں "لبیك اللھم لبیك" پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے "صلواتی علیکم ورحمتی سبقت غضبی وعفرلیق عذابی"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ مولیٰ کریم کیا اچھی آواز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا کہ کہہ دو اپنی امت سے کہ جو منکر ہوا احمد مجتبیٰ ﷺ کا پس اس کے لیے ہے آتش جہنم کی خوفناک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ مولیٰ کریم، احمد ﷺ "کون ہے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ مَیں نے پیدا نہیں کیا کسی کو بہتر اور برتر اُن سے اور لکھا ہے میں نے اُن کا نام سر عرش پر اپنے نام کے ساتھ قبل اس کے کہ پیدا کیا مَیں نے زمین اور آسمان کو اور جنت حرام ہے تمام خلق کو جب تک کہ ان کی اُمت کے لوگ داخل نہ ہو لیں۔

نہ لے جائیں گے جب تک مصطفےٰ ﷺ امت کو جنت میں
نہیں ممکن کسی کو دوسرا جنت میں لے جائے
یہ امت اخریٰ ہے مقدم نجات میں
منظور کشفِ غیب حضور امم نہیں

پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے صفات امت محمد ﷺ کی اور دعا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ مولیٰ کریم مجھے ان کا نبی گردان۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ یہ امت امت احمد ﷺ ہے۔ غرض اسی طرح سے تین مرتبہ آپ نے دعا کی اور وہاں سے برابر یہی ارشاد ہوا۔ پھر ناچار عرض کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مولیٰ کریم پھر مجھے اس امت میں داخل کر لے۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ہم نے بہ برکت اس درخواست کے دو خصلتیں عطا کیں ایک تو یہ کہ تم کو تمام آدمیوں میں برگزیدہ کر لیا۔ دوسرے یہ کہ کلام اور رسالت کے ساتھ مخصوص کیا۔ بس اب شاکر رہو۔

اے وصفِ تو در کتابِ موسیٰ دی نعتِ تو درز بورِ داؤد
مقصود توئی ز آفرینش باقی ز طفیلِ تست موجود

یہ مراتب ہیں اس امت کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اتنے جلیل القدر نبی دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم مجھے اس امت میں شامل فرمالے۔

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

صفات اس امت مرحومہ کی بہت سے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد کر دی گئی جہاں چاہیں نماز پڑھ لیں۔ نماز پنج گانہ بھی خصائص امت احمدیہ ﷺ سے ہے بالخصوص نماز عشاء یہ اور کسی امت کے لیے نہ تھی۔ ماہ رمضان میں سحر کا کھانا افطار میں جلدی کرنا اکل وشرب. جماع ماہ رمضان کی راتوں میں ان کے لئے حلال کر دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اس قدر سختی تھی کہ کہیں نجاست جسم میں لگ جاتی تو اُس جگہ کا گوشت کاٹنا پڑتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں نہایت آسانی رکھی گئی تھی مگر شریعت محمدیہ ﷺ درمیان حلال و جمال قہر اور لطف کے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اور نبیوں سے پانچ خصلتیں حق تعالیٰ نے زیادہ عطا فرمائیں:

(۱) دشمنوں کے دل میں میرے نام سے دہشت واقع ہوتی ہے بقدر مسافت ایک مہینے کے

(۲) اور ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی

(۳) اور میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا

(۴) دیا گیا مجھ کو مرتبہ شفاعت عظمیٰ عامہ کا

(۵) اور انبیاء مرسلین خاص اپنی قوم کے لیے بھیجے جاتے تھے اور میں بھیجا گیا ہوں۔ سارے عالم کی طرف۔

اعمال اس امت کے کم ہیں اور نیکیاں زیادہ مثلاً ایک کرنے کا ارادہ کر لیجئے ہنوز اس کا صدور نہیں ہوا کہ ثواب لکھ دیا گیا اور اس نیکی کے کرنے پر یوں تو درگار عالی سے جو ملجائے کم ہے مگر اقل قلیل درجہ یہ ہے کہ اُس نیکی کا ثواب تو ضرور ہی ملتا ہے۔ حالانکہ بدی کا ارادہ کیجئے اس کا ارتکاب بھی واقع ہوجائے جب جاکر ایک برائی نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور جہاں توبہ کر لی بس نامہ اعمال سے خارج کر دی جاتی ہے۔

O=O=O

اعجاز قرآن شریف

حضور ﷺ کے معجزات اصدق رسالت بے حد و بیشار ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں کہ ان کا اثر تا قیام قیامت باقی رہے گا اگر چہ اور نبیوں کے معجزے انہیں کی حیات تک اثر رکھتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیا موتی کا معجزہ دیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کے معجزہ کو دیکھئے مثلاً "قرآن تبيانًا لكل شئی"۔ جس کی شان ہے ممکن نہیں کہ ایک حرف کا تغیر و تبدل اس میں ہو سکے تمام فصحائے عرب نے اپنی عمریں اس میں کھو دیں جلسہ کے مشاعرہ کئے کہ کسی طرح سے ہو سکے اس میں نقص نکالیں مگر نہ نکال سکے اور کہنے لگے۔ ان هذا الا قول البشر۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے علانیہ طور سے کافروں کو فرمادیا:

وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوبسورة من مثله ودعواشهداء كم من دون الله ان كنتم صدقين، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة۔

ترجمہ: "اور اگر تم کو اِس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے کچھ شک ہو تو ایک ہی سورۃ اِس قسم کی بنا کر لاؤ اور اگر نہ لا سکے اور یقیناً نہ بنا سکو گے تو بس اُس آگ سے ڈرو جس کی ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

اور جگہ ارشاد فرمایا:

قل لئن اجتمعت الانس و الجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لاياتون بمثله و لو كان بعضهم لبعض ظهيرا۔

ترجمہ: "اگر تمام آدمی اور جن ایسا قرآن لانے پر اتفاق کریں تو نہ لائیں گے ایسا قرآن اگر چہ ایک دوسرے کی مدد کیوں نہ کرے۔"

بس حیران ہو گئے اور قرآن کی کوئی آیت بھی نہ بنا سکے دیکھئے ان آیتوں میں دعویٰ کے ساتھ کیسی زبردست تحدی کی گئی۔ (۱) پھر اگر تم نہ لاؤ اور ہرگز نہ لا سکو گے۔ (۲) نہ لائیں گے ایسا قرآن اگر چہ ایک دوسرے کیمددگار ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید کا یہ دعویٰ ایسے وقت میں ہوا کہ اُس وقت تمام عرب میں فصاحت و بلاغت کا گلی گلی چرچا تھا۔ بڑے بڑے فصیح اہل زبان کاملین فن موجود تھے مگر ان میں سے کوئی بھی تھوڑی سی بھی عبارت نہ لکھ سکا جب قرآن جیسی آیت لکھنے میں مجبور ہوئے تو چاہا کہ معاذ اللہ قرآن میں کوئی نقص پیدا کریں۔ حضور رسالت پناہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ قرآن کو کہتے ہیں کہ عرب کے محاورہ میں اترا ہے اس میں تین لفظ "هزوا۔ كبار۔ عجاب" عربی الفاظ نہیں ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہ اپنے میں سے کسی بوڑھے بادیہ نشین کو لاؤ بڑی تلاش سے ایک بوڑھا شخص حاضر کیا گیا حضور ﷺ نے اسے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ جب وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کھڑا ہو جا جب وہ کھڑا ہوا پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جا۔ غرض تین مرتبہ اسے کھڑے ہونے اور بیٹھنے کا حکم دیا وہ جھنجھلا کر کہنے لگا:

اتتخذني هزوا انا شيخ كبار ان هذا شئ عجاب۔

ترجمہ: "میں ایک بوڑھا آدمی ہوں تم مجھ سے مذاق کرتے ہو یہ کتنی بری بات ہے"۔

بس سب کے سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

اللهم صل على سيدنا محمد و على آل سيدنا محمد وبارك وسلم۔

O-O-O

شق القمر

اسی طرح سے معجزہ شق القمر ہے کہ کافروں کے کہنے سے آپ نے انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے حتیٰ کہ جبل حرا اُس کے درمیان میں آگیا اور تمام خلائق عامہ نے دیکھا۔ یہ وہ معجزہ ہے کہ اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا اسی طرح سے جب آپ معراج میں تشریف لے گئے اور بعد واپسی کافروں سے آپ نے معراج کا تذکرہ فرمایا بس تمسخر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو جنون ہوگیا ہے غرض حضور ﷺ سے سوالات شروع کر دیئے کہ اگر آپ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے تو بتلائے کہ ہمارا قافلہ جو دمشق کو گیا ہوا ہے کب تک لوٹے گا چونکہ آپ رات کو تشریف لے گئے تھے اور بلا وجہ دمشق کے حالات دریافت کرنے کا موقع نہ تھا حضور ﷺ کو فی الجملہ تامل ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک نقشہ دمشق کا آپ کے سامنے رکھ دیا۔

بعض رواتیوں میں آیا ہے کہ دمشق کے درمیان کا حجاب اٹھا دیا گیا بس بلا تامل جو جو نشانیاں دمشق کی وہ پوچھتے گئے حضور ﷺ ان کو بتاتے گئے اور فرمایا کہ تمہارا قافلہ بدھ کی شام کو آفتاب ڈوبتے ہی تم تک پہنچ جائے گا۔ میں نے قافلہ کے لوگوں پر سلام کیا تھا اور ان میں سے بعض کہتے بھی تھے کہ یہ آواز محمد ﷺ بن عبداللہ کی آتی ہے۔ میں نے ان کے چھاگل سے پانی لے کر کلی بھی کیا (دستور کے مواقف پانی اجازت شرطی نہیں اس لئے آپ نے اجازت نہیں مانگی تھی۔) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بدھ کے روز دوپہر ہی سے انتظار شروع ہوا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو چلا اور کہیں گرد و غبار نہ معلوم ہوا پس کفار آپس میں ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ آج محمد ﷺ کے رب نے محمد ﷺ کا ساتھ نہ دیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی آفتاب کئی ساعت تک اپنے قیام سے جنبش نہ کر سکا یہاں

تک کہ اُدھر آفتاب غروب ہوا اور ادھر گرد و غبار قافلہ کی معلوم ہوئی بس سب کے سب خاموش ہو گیے۔

معجزہ حبس شمس

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زانوں پر آپ سر رکھ کر سو گیے آفتاب غروب ہو گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے آپ نے پوچھا کہ تم نے نماز عصر پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بس حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ مولیٰ کریم تیرے نبی کی طاعت کی وجہ سے اس بندہ کی نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب پھر نکل آیا اور کئی ساعت تک ٹھہرا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا فرمائی۔

معجزۂ آب

حدیبیہ کے مقام پر لوگوں نے حضور ﷺ سے پیاس کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ بجز اس چھاگل کے جو آپ کے پاس موجود ہے کہیں لشکر میں پانی نہیں ہے۔ جانور پیاس سے مر رہے ہیں حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا آپ کی انگلی مبارک سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پندرہ سو آدمیوں نے خوب آسودہ ہو کر پانی پی لیا اپنے جانوروں کو بھی پلا لیا اور مشکیزے بھی بھر لئے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

معجزہ طعام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ اگر کچھ ہو تو لاؤ۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھا کہ بسبب بھوک متغیر ہو رہا تھا۔ انہوں نے ڈھونڈھا تو گھر میں کل ساڑھے تین سیر نکلا اور ایک بکرا گھر میں موجود تھا میں نے ذبح کیا اور جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ایک ہزار آدمی ساتھ لے کر آئے اور اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈال دیا اور دعائے برکت فرمائی پس بخدا اُن ہزار آدمیوں نے خوب آسودہ ہو کر کھالیا اور کھانا اتنا ہی دیگ میں موجود رہا۔

معجزہ شتر

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شتر (اونٹ) حضور ﷺ کے سامنے آیا اور آپ کو جھک کر سلام کیا اور اپنی آواز میں فریاد کرنے لگا حضور ﷺ نے مالک شتر سے کہا کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کرڈالو یا اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ مجھ سے شکایت خوراک کی کرتا ہے۔

معجزہ حمار

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا ایک حمار (گدھا) حضور ﷺ سے ہم کلام ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے کہا یزید بن شہاب اور کہا کہ مجھ سے پہلے اس نسل میں ساٹھ حمار (گدھے) پیدا ہوئے کہ ان پر بجز نبیوں کے کوئی دوسرا سوار نہیں ہوا میری یہ آرزو ہے کہ آپ مجھ کو اپنی غلامی میں

لے لیجئے اس لئے کہ اب میری نسل میں کوئی باقی نہیں رہا اور نہ اب آپ کے بعد کوئی نبی ﷺ ہونے والا ہے آپ نے اس کا نام یعفور رکھا اور اسے اپنی خدمت میں رکھا یعفور حضور ﷺ کے موافق حکم لوگوں کے گھر میں جا کر ان کو بلا کرتا۔ جب حضور ﷺ نے اس عالم میں انتقال فرمایا یعفور نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر ڈالا۔

ابن وہب سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز کبوتروں نے آپ پر سایہ کر لیا۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی جب آپ غار میں تشریف لے گئے تھے تو کبوتروں نے وہاں گھونسلے بنائے اور انڈے دیئے اور مکڑی نے جال بن دیا تھا۔

مشہور ہے کہ کبوتر موجودہ حرم کبوتر ان غار کی نسل سے ہیں۔ اسی طرح نباتات بھی آپ کے مطیع اور فرمانبردار تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھ پر وحی آتی جدھر میرا گذر ہوتا ہر سنگ و شجر سے آواز "السلام علیک یارسول اللہ" کی آئی۔

O=O=O

احیاء موتی

احیاء موتی کے معجزہ میں بیہقی نے دلائل سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اس نے کہا میں ایمان نہ لاؤں گا جب تک کہ آپ میری لڑکی کو زندہ نہ کر دیجیے گا۔ حضور ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کا نام پکارا اس نے قبر سے جواب میں کہا ''لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ''۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تو دنیا میں پھر آنا پسند کرتی ہے اس نے کہا ''لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''۔ میں نے عاقبت کو دنیا سے اچھا پایا۔

اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں تو چاہے تو میں تجھے بلا لوں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے والدین کی کچھ حاجت باقی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کو میں نے والدین سے کہیں بہتر پایا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک جبہ تھا حضور ﷺ کا اسے دھو کر پانی اس کا مریضوں کو دیتیں تو وہ اچھے ہو جاتے۔ چند موئے مبارک حضور ﷺ کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کلاہ میں لگے تھے ان کی برکت سے کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اور یہ ہمیشہ دشمنوں پر فتح پاتے رہے۔ یہ چند صفات تھے حضور ﷺ کے کہ بالاختصار بیان کیے گئے اور بہت سی فضیلتیں ہیں کہ قیامت کے روز حضور ﷺ سے ظہور میں آئیں گے۔

O=O=O

احوال قیامت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء اور مرسلین پر جنت کا جانا حرام ہے جب تک کہ میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے جب تک میری امت کے لوگ داخل نہ ہو جائیں گے۔

فرماتے ہیں:

وَاَنَا اول من قرع باب الجنة۔

ترجمہ: ''سب سے پہلے دروازہ جنت کا جو کھٹکھٹائے گا میں ہوں گا رضوان کہے گا''۔

''کابك امرت لا افتح لاحد قبلك''۔ مجھے آج بہشت کا دروازہ کسی کے لیے کھولنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نہ آ جائیں۔ قیات کے روز رسول اللہ ﷺ مقام محمود میں کرسی زرنگار پر جلوس فرما ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمود مقام شفاعت کا عرش کے قریب ہے۔ بجز ہمارے حضور ﷺ کے کوئی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا۔ اس مقام کے لیے تمام انبیاء و مرسلین شروع سے رشک کرتے آئے ہیں۔ حق تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن حضور ﷺ کو کلید (چابی) جنت کی عطا فرمائے گا اور لوائے حمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کے جتنے نبی ہیں سب اُس لوا کے نیچے ہوں گے آپ حلہ سبز پہنے ہونگے اور شفاعت عظمیٰ آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔

حضرت انس و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کتب ستہ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انا سید ولد آدم وانا اکرم ولد آدم یوم القیمة آدم ومن

دونه تحت لوائی۔

میں سید اور سردار ہوں بنی آدم کا قیامت کے دن۔

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ لوگ شفاعت کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ پدر بزرگوار ہیں تمام خلائق کے ہماری شفاعت کیجئے کہ آج ہمارا برا حال ہو رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام جواب میں فرمائیں گے کہ پروردگار عالم آج ایسا غضب وجلال میں ہے کہ کبھی ایسا غضب میں نہیں آیا آج کے دن مجھے بجز اپنے نفس کے کسی دوسرے کی خبر نہیں ہے اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے بھی جواب پا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جائیں گے آپ فرماتے ہوں گے کہ مولیٰ کریم آج تو جانے اور اسماعیل جانیں مجھے تو اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی یہی جواب پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ روح اللہ ہیں ہماری شفاعت کیجئے آپ فرمائیں گے کہ آج مجھے بجز اپنے نفس کے کسی دوسرے کی فکر نہیں جاؤ حضرت محمد علیہ السلام کے پاس کہ وہ تمہاری شفاعت کریں گے۔ بس یہ آئیں گے حضور ﷺ کے پاس اور اپنا حال عرض کریں گے حضور ﷺ فرمائیں گے "انا لها" بے شک میں شفاعت کے لیے ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں جاؤں گا اور ایسی دعا کروں گا کہ نہ کبھی میں نے کی ہوگی۔ نہ کسی دوسرے نبی نے کی ہوگی۔

جو مانگو گے عطا ہوگا

ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دعا حضور ﷺ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ اسی روز تلقین فرمائے گا۔ پس حکم ہوگا "یا محمد ارفع راسك"۔ اے محمد (ﷺ) آپ سر سجدہ سے

اٹھایئے ہم نے جو مانگنا ہو مانگئے۔ آپ سر مبارک سجدہ سے اٹھائیں گے اور امتی امتی فرمائیں گے ارشاد ہوگا کہ آپ کی امت میں سے جس کے دل میں ایک جَو کے برابر بھی ایمان ہے اُن کو ہم نے بخش دیا آپ لے جایئے انہیں جنت میں پھر آپ سجدہ میں گر پڑیں گے۔ اور پہلے کی طرح فرمائیں گے۔ بس ارشاد ہوگا کہ جس کے دل میں ایک دانہ دل کے برابر بھی نیکی ہو میں نے ان کو بھی بخش دیا اسی طرح چار مرتبہ ایک ادنیٰ دانہ خردل کے برابر نیکی رکھنے والے کہاں رہ جائیں گے۔ چوتھی مرتبہ آپ عرض کریں گے کہ مولیٰ جس نے ایک مرتبہ بھی "لا الہ الا اللہ" کہا ہو اُسے بھی بخشش دے ارشاد ہوگا کہ جس نے ایک مرتبہ بھی "لا الہ الا اللہ" کہا ہوگا وہ ہمیشہ آگ میں نہ رکھا جائے گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

روایت میں آیا ہے کہ ایک مدت کے بعد حق تعالیٰ جل وعلیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جاؤ اور دیکھو کہ دوزخیوں کا کیا حال ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئیں گے اور معائنہ فرمائیں گے اور دیکھیں گے ایک قوم کی پیشانیاں نہ جلی ہوں گی دل ان کے نہ سیاہ ہوئے ہوں گے زبانیں ان کی نہ جلی ہونگی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھیں گے کہ آیا تم کس امت میں سے ہو کہ تمہاری نشانیاں اور دوزخیوں سے علیحدہ ہیں وہ کہیں گے کہ ہمیں نام تو اپنے نبی ﷺ کا یاد نہیں رہا البتہ یہ جانتے ہیں کہ اس نبی کی امت میں سے ہیں جن پر قرآن نازل ہوا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ تمہاری خرابی ہو۔ کیوں نہیں کہتے کہ امت محمد ﷺ سے ہیں بس جس وقت یہ نام نامی اپنے آقا کا سنیں گے چلا اٹھیں گے "ادرکنا یا محمد ادرکنا یا محمد" خبر لیجئے ہماری یا رسول اللہ ﷺ کہ دوزخ کی آگ نے ہمارا ستیاناس کر ڈالا ہے۔ بس حضرت

جبرئیل علیہ السلام وہاں سے واپس ہوکر حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں گے آپ حلہ سبز زیب تن کئے تاج محمدی سر پر رکھے مقام محمود میں کرسی زرنگار پر رونق افروز ہوں گے جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جاکر عرض حال کریں گے اور آپ یہ صدا اپنے گداؤں کی سن پائیں گے تاج محمدی سر سے اتار کر سجدہ میں گر پڑیں گے ایک مدت دراز تک گریہ وزاری فرماتے ہوں گے کہ بس وہاں سے حکم ہوگا اچھا جایئے ہم نے ستر ہزار کی بخشش فرمادی۔ آپ بقیہ کے لیے عرض کرتے ہوں گے ارشاد ہوگا کہ اب آپ ان کی سفارش نہ کیجئے یہ اس قابل نہیں کہ بخشے جائیں آپ فرمائیں گے کہ اگر ان کے اعمال ان کی شفاعت کے لئے کافی ہوتے تو یہ آج اس خرابی میں کیسے پڑتے۔ بس یہی عرض معروض ہوتا رہے گا آپ کہیں گے کہ اگر یہ نہیں بخشے جاتے تو میں سر سجدہ سے نہیں اٹھاؤں گا۔ تب ستر ہزار اور پھر اسی طرح سے کئی ستر ہزار کی شفاعت ہوگی۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہیں گے کہ جن کے دل میں ایک دانہ برابر بھی نیکی نہ ہوگی۔ آپ ان کی بھی شفاعت فرمائیں گے ادھر سے اقرار اور ادھر سے انکار ہوتا رہے گا۔ بس ایک مرتبہ آپ فرمائیں گے کہ اگر شفاعت میری ان کے حق میں قبول نہیں ہوتی تو محمد ﷺ بھی انہیں کا ساتھ دے گا۔

بس فوراً دریائے رحمت موجزن ہوگا اور حکم ہوگا کہ یہ بات تو ہم نے فقط آپ کے امتحان کے لیے کی تھی آپ کیوں آزردہ خاطر ہوتے ہیں جایئے اور ایک ایک جہنمی کو اگر آپ چاہیں تو جو کفار جہنمی ہیں وہ بھی نکال سکتے ہیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

جانے بہ تن امروز بطرز دگر آمد
زاں مژدہ کہ گلزار نسیم سحر آمد

ہم فصل بہار آمد ہم نامیہ زد جوش
تا شاہد خاور بچمن جلوہ گر آمد

سبز است بخوں ریز خزاں باد بہاری
بالیدگی سبزہ برنگ شجر آمد

از بسکہ نموکردہ ہمہ چیز دریں فصل
جائے عرق از شیشہ گل تازہ بر آمد

شدت شہرت گل عام کہ از خلد سرِ خاک
رضوان بہ تماشائے بہاراں زسر آمد

بہ نشست بہر در بگمانِ غلط خلد
رضوان چو ز فردوس دریں رہگذر آمد

بارے چہ نشاط است دریں گل کدہ شائد
ہنگام موالید شہِ بحر و بر آمد

یارب چہ طرب ہاست کہ ہر مرغ نوا سنج
خوش زمزمہ سنج است کہ خیر البشر آمد

سلطان رسل مبدء کل احمد مرسل
نوریست ہمہ گرچہ بصورتِ بشر آمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا أَحْمَدَ وَمُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ۔

O=O=O

حقیقت تو یہ ہے کہ سبب پیدائش مخلوقات و واسطہ صدور کائنات کا نور محمد مصطفےٰ ﷺ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں واقع ہوا ہے۔

"اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"

ترجمہ: "سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔"

نور کی تخلیق

جب حضرت باری تعالیٰ کو اظہار ذات مستجمع الصفات وکمالات کا اس وقت منظور ہوا "کان اللہ ولم یکن معہ شی" اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا اور ذات حضرت ایزدی نے چاہا کہ اپنی صفات وکمالات کے ساتھ پہچانی۔ حدیث قدسی "کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا" تھا میں ایک خزانہ پردہ پوشیدہ میں تو اپنے نور سے ایک حصہ علیحدہ کر کے ارشاد فرمایا "کن محمدا" ہو جا تو محمد ﷺ کہ ابتدائے ساری خلق کی تجھ سے کروں گا اور انتہا سارے انبیاء کی تجھ پر ہوگی وہ نور پردہ حجاب تک بلند ہو کر سجدہ میں گر پڑا ہزار برس تک وہ نور قدرت الٰہی سے عظمت الٰہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدہ میں مشغول رہا۔

نور کی تقسیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نور محمدی ﷺ بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں مصروف بعبادت الٰہی رہا پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے ایک گوہر پیدا کیا اور اپنی نظر جلال سے اُس کو دیکھا وہ جوہر نظر ہیبت الٰہی سے پانی ہو کر ہزار برس تک بہتا رہا پھر اس کے دس حصے کئے پہلے سے عرش دوسرے سے قلم تیسرے سے لوح۔ چوتھے سے آفتاب پانچویں سے ماہتاب چھٹے سے بہشت ساتویں سے ایام آٹھویں

سے فرشتے۔ نویں سے کرسی اور دسویں سے نور محمد ﷺ پیدا کیا۔ جب آپ کا نور پیدا ہوا اور اس سے انوار انبیاء علیہم السلام ظاہر ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے نور کو حکم دیا کہ انوار جمیع انبیاء اور مرسلین کی جانب نظر کرے اس وقت اُس نور نے سب انوار کو چھپا لیا تب انوار انبیاء نے عرض کیا کہ مولیٰ کریم یہ کس کا نور ہے کہ اس نے ہمارے نور کو چھپا لیا۔ ارشاد ہوا کہ یہ نور محمد ﷺ بن عبداللہ کا ہے اگر تم سب اس پر ایمان لاؤ تو میں تمہیں خلعت نبوت سے سرفراز کروں۔ وہ سب ایمان لائے اور رب العزت اس پر گواہ ہوا۔

اے قلم لکھ

جب قلم کو پیدا کیا ارشاد ہوا "اُکْتُبْ یَا قَلَمُ"۔ لکھ اے قلم۔ قلم نے عرض کیا "ماکتب یاربی" کیا لکھوں میں پروردگار۔ ارشاد ہوا کہ لکھ "تقادیر عامہ از حضرت آدم تا حضرت محمد ﷺ کہ "من اطاع اللہ ادخلہ جنۃ ومن عصی اللہ ادخلہ النار"۔ لوگوں میں جو فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ کی داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں اور جو نافرمانی کرے گا اس کی داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں۔ قلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت تک یہی قاعدہ لکھا۔ جب نوبت ہم گنہگاروں تک پہنچی قلم نے چاہا کہ ہماری شان میں بھی وہی لکھے کہ امت محمد ﷺ کی جو اطاعت کرے گا اللہ کی داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اس کے بعد لکھنا چاہا کہ جو نافرمانی کرے گا اللہ کی داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں "تادب یاقلم تادب یاقلم" ادب کر اے قلم۔ ادب کر اے قلم۔ اے قلم کیا تو نہیں جانتا کہ یہ امت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ لکھ "امۃ مذنبۃ ورب غفورہ" یہ امت گنہگار ہے اور اس کا بخشنے والا پروردگار ہے۔ قلم مارے خوف کے دریائے خجالت میں گر پڑا اور کچھ مدت تک گریہ وزاری کرتا رہا حتیٰ کہ اس کے جگر میں شگاف پڑ گیا۔ پھر حکم ہوا کہ ساق عرش وابواب بہشت پر لکھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اس کے بعد پھر نور محمد مصطفےٰ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا بعد میں وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کے تمام بدن میں سرایت کر گیا۔ حق تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم عطا فرمائی۔ اور ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا۔ پھر حضرت حوا کو پیدا فرمایا اور ان کا مہر حضور سرور کائنات ﷺ پر دس مرتبہ درود شریف تعین کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر دیا۔ جب ان سے لغزش ہوئی اور یہ زمین پر بھیجے گئے حضرت حوا کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت شیث علیہ السلام کی نوبت آئی اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور نہ ہوا کہ حضرت کا نور دو شخصوں میں مشترک رکھا جائے۔ آپ اکیلے پیدا کئے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ نہ رکھیں نور محمد ﷺ کو مگر اصلاب طیبہ وارحام طاہرہ میں۔ پھر حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت انوش علیہ السلام پیدا ہوئے آپ نے حضرت انوش علیہ السلام کو وصیت فرمائی مخوالہ بعض حضرت شیث علیہ السلام کی بی بی فرماتی ہیں کہ میں ایک آواز سنتی تھی کو کوئی کہنے والا کہتا ہے "ھنیئاً لك یا بیضے معناً لك یا بیضی" خوشخبری ہو تم کو اے بیضے کہ نام تمہارا حضرت کی ماؤں میں لکھا گیا۔ اسی طرح سے آپ کا نور نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا ہوا۔ حضرت عبدالمطلب آپ کے جد امجد تک پہنچا اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ہر طبقہ کے نبیوں کے ساتھ ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ بھی تھا۔ جب وہ آگ میں جھونکے گئے۔

ابرہہ کا حملہ

حضرت عبدالمطلب کا نام عامر بھی تھا اور کنیت ابوحارث چونکہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا اور مطلب ان کے چچا نے ان کی پرورش کی تھی اس لیے بدستور عرب ان کا نام عبدالمطلب ہوا جب مطلب نے وفات پائی اہل مکہ کی ریاست عبدالمطلب

کو ملی تمام لوگ ان کی تعظیم وتکریم کرتے نور محمد ﷺ ان کی پیشانی پر تاباں تھا جب مکہ میں قحط پڑتا تو ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ پانی برساتا۔ جب ابرہہ نجاشی والی حبش کی طرف سے بیت الحرام کو ڈھانے کے لیے آیا اور یہ خبر حضرت عبدالمطلب کو پہنچی تو انہوں نے اہل قریش سے کہا کہ تم خوف نہ کرو۔ اس مکان کی حفاظت پروردگار کر لے گا ابرہہ اسے نہیں گرا سکتا۔

واللہ ما نرید حربه وھذا بیت اللہ فان لمیعه فھو بیته وان تخلی عنه فما لنا نحن من دافع۔

ترجمہ: "خدا کی قسم اس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اس کو روکے تو یہ اس کا گھر ہے اور وہ اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو ہم اس کو دور نہیں کر سکتے۔

ابرہہ کا قاصد سجدہ میں

ابن مقصود ابرہہ کے سردار نے کچھ مویشیان اور اونٹ جس میں دو یا چار سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے پکڑ لیا۔ ابرہہ نے ایک شخص کو اپنی قوم میں سے بھیجا کہ جا کر لشکر قریش کو شکست دے۔ وہ شخص مکہ میں آیا حضرت عبدالمطلب کو دیکھ کر زمین پر بیہوش گر پڑا۔ اور اس کے منہ سے مثل بیل کے آواز آتی تھی ان کو سجدہ کیا اور کہا "اشھد انك یا سید قریش" یہ سب بطفیل اس نور ذات خدا کے ساتھا جس کا قصہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل ۞

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

عجیب خواب

حضرت عبدالمطلب ؓ نے قبل پیدا ہونے حضرت عبداللہ ؓ کو خواب میں دیکھا کہ ان کی پشت سے یک زنجیر نورانی نکلی اس کے چار طرف ہیں ایک بطرف آسمان دراز ہوئی۔ ایک بطرف زمین اور ایک۔ جانب مشرق اور ایک جانب مغرب ہوئی۔ پھر دیکھتے دیکھتے وہ زنجیر ایک درخت سبز ہوگئی کہ اس میں سب قسم کے میوہ لگے ہیں اور اُس کے نیچے دو شخص ہیبت ناک کشیدہ قامت، خوبصورت، عالی منقبت کھڑے ہیں حضرت عبدالمطلب نے ان سے، پوچھا کہ تم کون ہو ایک نے ان میں سے کہا کہ میں حضرت نوح نبی اللہ ہوں دوسرے نے کہا کہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں ہم آئے ہیں کہ اس درخت کے تلے جو تیری پشت سے نکلا ہے سایہ لیں حضرت عبدالمطلب گھبرا کر اُٹھے اور کاہنوں کے پاس تعبیر کے لئے گئے۔

جب ان سے خواب بیان کیا کاہنوں نے جواب دیا کہ اے عبدالمطلب یہ خواب تمہارے حق میں خوشخبری ہے نہ کہ ہمارے لئے اگر یہ خواب سچا ہے تو ایک شخص تمہاری پشت سے ہوگا کہ اہل مشارق اور مغارب کو دین خدا کی طرف بلائے گا اور باعث رحمت ہوگا ایک قوم کے لیے اور خرابی ہوگا دوسرے قوم کے لیے۔ بعد اس کے جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے حضرت عبدالمطلب نے جانا کہ وہ خواب سچا ہے۔ لیکن چونکہ پوتا حکم بیٹے کا رکھتا ہے ظہور اس خواب کا حضرت عبداللہ سے ہوا اور وہ نور حضرت عبدالمطلب سے منتقل ہو کر حضرت عبداللہ آپ کے پدر بزرگوار تک پہنچا۔ جس کی وجہ سے آوازہ حسن و جمال عبداللہ کا مشتہر ہوا۔ قریش کی عورتیں ان کے جمال کی عاشق اور وصال کی طالب ہوئیں۔ مگر حق تعالیٰ ان کو پردۂ عفت و عصمت میں محفوظ رکھتا تھا۔

یہودی ناکام

اہل کتاب بوجہ دریافت علامات وجود پیغمبر آخر الزمان حضرت عبداللہ ؓ سے دشمنی رکھتے۔ ایک روز حضرت عبداللہ ؓ بغرض سیر و شکار باہر تشریف لے گئے۔ ایک جماعت کثیر اہل کتاب کی شمشیر برہنہ لئے شام کی طرف سے ان کے ہلاک کرنے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت وہب بن مناف بھی اسی جگہ موجود تھے دیکھا کہ بہت سے سوار جو مشابہ اس عالم سے نہ تھے غائب سے ظاہر ہوئے اور اس گروہ کو حضرت عبداللہ ؓ سے علیحدہ کر دیا۔ وہب بن مناف نے یہ حال دیکھا اپنے گھر آئے اور بیوی سے سارا قصہ کہہ سنایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکی (آمنہ ؓ) کا عقد حضرت عبداللہ ؓ کے ساتھ کردوں اور یہ خبر بوسیلہ اپنے احباب کے حضرت عبدالمطلب ؓ تک پہنچائی۔ چونکہ حضرت عبدالمطلب ؓ کو خود بھی تزویج حضرت عبداللہ ؓ کی منظور تھی عقد کر دیا۔ جب حضرت عبدالمطلب بموجب خواب سابق کے حضرت عبداللہ ؓ کو لے کر نکاح کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں ایک عورت کاہنہ سے ملاقات ہوئی کتب سماوی پڑھی ہوئی تھی اس نے جب وقت حسن و جمال حضرت عبداللہ پر نگاہ کی اور ان کی پیشانی کو نور محمد ﷺ سے مالا مال پایا فریفتہ ہوگئی اور کہنے لگی اے جوان اگر تو مجھ سے قرابت کرے تو تجھے بہت سا مال دوں حضرت عبداللہ ؓ نے جواب دیا کہ حرام کاری سے مرنا بہتر ہے اور اگر طریقہ حلال اختیار رہے تو اب تک میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ ؓ کے باپ ان کو لے کر وہب کے پاس آئے اور حضرت آمنہ ؑ کے ساتھ ان کا نکاح کردیا اس وقت حسب و نسب میں حضرت آمنہ ؑ افضل عورت قریش سے تھیں۔ حضرت عبداللہ ؓ حضرت آمنہ ؑ سے قربت کے بعد دوسرے روز اس عورت

کے پاس گئے اس نے ان سے کچھ التفات نہ کیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو بات تو کل چاہتی تھی آج میں راضی ہوں کہ نکاح تیرے ساتھ کروں وہ کہنے لگی کہ میں نے نور محمدی ﷺ کو تمہاری پیشانی میں کل چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ جس طرح ہو سکے اس عزت سے مشرف ہوں لیکن منظور خدا نہ تھا اس لیے کہ آج اس کی نشانی تم میں پائی نہیں جاتی۔ اب مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا گذر بت خانے کی طرف ہوتا تو بتوں سے آواز آتی کہ عبداللہ یہ نور جو تیری پیشانی پر چمکتا ہے ہمارے لئے خرابی لائے گا ہرگز ہمارے نزدیک مت ہو۔ ایک روز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ جب میں بطحائے مکہ کی طرف جاتا ہوں ایک نور عظیم الشان میری پیٹھ سے ظاہر ہو کر دو حصے ہو جاتا ہے نصف اس کا جانب مشرق اور نصف اس کا جانب مغرب منتقل ہوتا ہے اور بعد ازاں وہی نور بصورت پارۂ ابر کے میرے سر پر سایہ رکھتا ہے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دروازہ آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جب زمین پر بیٹھتا ہوں۔ ندا آتی ہے کہ اے عبداللہ نور محمدی ﷺ تیری پشت سے جلوہ افروز ہے ہمارا سلام تجھ پر ہو اور جس درخت کے پاس جاتا ہوں فوراً سرسبز ہو کر مجھ پر سایہ کر لیتا ہے۔

جھنڈے نصب

روایت ہے کہ جب نطفہ زکیہ مصطفویہ شب جمعہ کو قرار پایا۔ اور اس لئے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شب جمعہ کو لیلۃ القدر سے افضل کہتے ہیں اس روز حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آسمان سے تین علم سبز لائے ایک کو خانہ کعبہ پر نصب کیا اور ایک کو جانب مشرق اور ایک کو جانب مغرب مراد اس سے یہ ہے کہ دین آپ کا مشرق سے مغرب تک پھیلے گا۔

رحم مادر میں جلوہ گری

اس رات کو ملائکہ آسمان سے ندا کرتے تھے کہ عالم کو انوار اقدس سے منور کر دو۔

يَا عَرْشُ تَبَرْقَعْ بِالْاَنْوَارِ يَا كُرْسِيُّ تَدَرَّعْ بِالْاِفْتِخَارِ۔

ترجمہ:۔ اے عرش برقعہ پہن لے نور کا اور اے کرسی چادر اوڑھ لے فخر کی

یاسدرۃ المنتھی تبلحی وَيَا حُوْرُ الْقُصُوْرِ اِشْرِفِيْ

ترجمہ:۔ اے سدرۃ المنتہیٰ روشن ہو جا اور اے حور غرفوں میں آ جاؤ (کوٹھوں کی بلندی پر بیٹھو)۔

يَا مَلٰئِكَةُ تمنطقي وَ بِالْعَرْشِ حُفِّيْ۔

ترجمہ:۔ اے فرشتو کمر باندھو اور عرش کو آراستہ کرو۔

يَا رِضْوَانُ اِفْتَحْ اَبْوَابَ الْجِنَانِ وَيَا مٰلِكُ اَغْلِقْ اَبْوَابَ النِّيْرَانِ ط

ترجمہ:۔ اے رضوان دروازے جنت کے کھول دے اور اے مالک دروازے جہنم کے بند کر لے اور تمام عالم کو معطر کر دو اور جمیع طبقات آسمان و بقاع ارض میں بشارت پہنچا دو کہ آج کی رات نور محمدی ﷺ نے رحم آمنہ میں قرار پکڑا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

عجائبات کا ظہور

روایت ہے تو اس رات کو تمام بت روئے زمین کے سرنگوں ہو گئے شیاطین کا آسمان ہو جانا موقوف ہو گیا۔ سلاطین کے تخت اوندھے ہو گئے۔ تمام سرائیں روشن ہو گئیں۔ تمام مکان منور ہو گئے جانور بولنے لگے شیطان کا تخت الٹ گیا اہل قریش میں قحط سخت پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے پانی برسایا اور سبزی پھیلی قصر نوشیروان کے چودہ کنگرے گر پڑے آتش فارس جو ہزار برس سے نہ بجھی تھی بجھ گئی۔ دریائے ساوا

خشک ہوگیا اور صحرا دریا ہوگیا۔

قاضی قضاۃ شہر نے ایک خواب دیکھا کہ شتران بند سرکش اسپان عربی کو کھینچے ہیں۔ حتیٰ کہ دجلہ پر گذرے اور ادھر اُدھر متفرق ہوگئے۔ تعبیر اس کی یہ نکلی کہ عرب میں ایک حادثہ ہونے والا ہے کہ جس سے ملک عجم مغلوب ہوگا۔ نوشیروان نے تحقیق حال کے لئے کاہنوں کے پاس آدمی بھیجے۔ اس زمانہ میں سطیح نامی ایک کاہن علم کہانت میں بے مثل تھا وہ اٹھ بیٹھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے کہ اس کے اعضائے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی جب کہیں اس کو لے جانا ہوتا کپڑے سے باندھ کر مشک کی طرح اٹھا لے جاتے۔ نوشیروان کا آدمی جب گیا سطیح نے کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ قرآن کی تلاوت شروع ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوں۔ دریائے ساوہ رواں ہو وہی وقت میری ہلاکت کا ہے۔ بس یہ کہہ کر فوراً مر گیا۔

سید المرسلین ﷺ سے حاملہ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آغاز حمل سے چھ مہینے تک کوئی علامت علامات حمل سے مجھ پر ظاہر نہ ہوئی اور ایک آنے والا آیا کہ اس وقت میں کچھ سوتی اور کچھ جاگتی بھی تھی اس نے کہا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ تو حاملہ ہوئی سید الاولین و آخرین سے پھر مہلت دی مجھ کو حتیٰ کہ زمانہ ولادت قریب آیا تب کہا اس مردغیبی نے کہ اے آمنہ کہہ تو "اعیذہ بالواحد الصمد من شرِّ کُلِّ حَاسِدٍ" یعنی پناہ پکڑتی ہوں اور سونپتی ہوں اس کو اللہ واحد کو ہر اسد کے شر سے۔

مشرق و مغرب میں بشارت

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ منجملہ ولادت حمل سے ایک یہ ہے کہ تمام چار پائے قریش کے اس رات بولنے لگے اور کہتے تھے کہ بخدائے

کعبہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں پیغمبر آخر الزمان سے کہ جو تمام دنیا کا امام ہے اور آپ کے تولد کی بشارت وحوش مشرق نے مغرب کو پہنچائی۔

ترانعمت الاطیار فرحًا بمولد النبی المختار۔

چڑیاں چہچہاتی ہیں نبی مختار ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں۔

بعد چھ مہینے کے ایک مرد غیبی نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے آمنہ تو حاملہ ہوئی بہترین خلائق سے جب وہ ظہور فرمائے اس کا نام محمد ﷺ رکھنا اور اس کی شان کو چھپانا۔

ظہور سید المرسلین ﷺ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو جب درد زِہ ہوا آپ مخوف تھیں کہ ایک طائر سفید رنگ کو دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک پہنچایا اس وقت خوف جاتا رہا اور ایک پیالہ شربت ان کو پیش کیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس کو پی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پیا اس سے عجیب و غریب نور ظہور میں آیا۔ پھر عورتیں بالا قامت مانند کھجور کے نمایاں ہوئیں اور گھیر لیا۔ حضرت آمنہ علیہا السلام نے کہا تم نے مجھ کو کہاں سے جانا۔ ایک نے کہا کہ میں آسیہ بی بی فرعون کی ہوں دوسری نے کہا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ سب حور العین ہیں جب شدت درد کی طاری ہوئی اس وقت بسبب نہ ہونے کسی مونس کے کہنے لگیں کہ کاش آج عبد مناف کی بیٹیاں ہوتیں۔ پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ تمام عورتوں سے گھر میرا ابھر گیا کہ اس اثناء میں ایک طائر عظیم داخل ہوا اور اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ شراب سفید شہد سے زیادہ شیریں تھا مجھ کو دیا اور کہا کہ اس کو پی۔ میں نے پیا پھر کہا سیر ہو کر پی میں نے سیر ہو کر پیا اس وقت اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیر کر کہا۔

اظهر یاسید المرسلین اظهر یاخاتم النبین اظهر یارحمۃ العالمین۔اظهر یانبی اللہ اظهر یارسول اللہ اظهر یاخیر خلق اللہ اظهر یانور من نور اللہ اظهر یا محمد بن عبداللہ فظهو صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر۔

بسم اللہ جس وقت نام اپنے حبیب کا سنا پیر کے دن بارھویں تاریخ ربیع الاوّل کے مہینے میں صبح صادق کے وقت حضرت مبدء جز وکل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے باہزار جاہ وجلال اپنے جمال جہان آرا سے تمام عالم کو منور کر دیا۔

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔الصلوۃ والسلام علیک یا احمد مجتبیٰ
الصلوۃ والسلام علیک یامحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم۔

اللھم صل علی سیّدنا محمد و علی آل سیّدنا محمد وبارک وسلم۔

ولد الحبیب و مثلہ لا یولد　　ولد الحبیب وخدہ یتورد
ولد الحبیب مکملاً ومطیبا　　والنّورمن و جناتہ یتوقد
والذی لولاہ ماذکر التّقا　　کلاولاذکرالحی والمعهد
ھذا الذی لولاہ ماظهر التقیا　　کلا و لا کان المحصب تقصد
ھذا الذی جات الیہ غزالۃٌ　　والجذع حقاقال انت محمد
ھذا امام المرسلین حقیقۃً　　ھذا ختام الانبیاء وسید
ان کان یوسف قدا فاق جمالہ　　و اللہ ذالمحبوب منہ ازید
جبرئیل ونادانی مستفت حسنہ　　ھذا مدیح الکون ھذا احمد
یا عاشقین تو لهوفے حبہ　　ھذا ھوالحسن الجمیل المفرد

ویقول یاعلشاق ھذا المصطفیٰ　　ویقول یا مشتاق ھذا احمد
لم یات فی اولاد آدم مثلہ　　فی مامضٰی ھذا حدیث مسند
قالت ملئکۃ السماء بامرھم　　ولد الحبیب ومثلہ لایولد
صلوا علیہ بکرۃ و عشیۃ　　الف الصلٰوۃ مع السلام وذید
یانبی سلام علیک　　یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلٰوۃ اللہ علیک
اشرق البدر علینا　　واختلفت منہ البدودی
مثل حسنک مارایٰنا　　قط یاوجہ السرورٌ
انت شمسٌ انت بدرٌ　　انت نورٌ فوقَ نُورٌ
انت اکسیر وغالی　　انت مصباح الصدورٌ
یا حبیبی یا محمد　　یا عروس الخافقین
من یریٰ وجہک یسعد　　یاکریم الوالدین
حوضک الصافی المبرد　　وردنا یوم النشور
مارایناالعیس حنت　　بالسری الا الیک
والغمامۃ لک اظلت　　والملاء صلے علیک
واتاک العود لیبکی　　و تذلل بین یدیک
والستجادت یاحبیبی　　عندک الظبی النفور
عند ما شر الحامل　　و تنادولل رحیل
جئتم والدمع سائل　　قلت قف لی یا دلیل
اشاحمل کم السائل　　حشوھا الشوق الجزیل

بالعشایا والبکور	نحوها تبك المنازل
عندة احرف السطور	وصلوة اللّٰه علی احمد
صاحب الوجه النوی	احمد الهادی محمد

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

اے چه محبت محمد داری
میدان که سعادتِ موبداری
از آتش دوزخت گذشتن چه غم است
چوں مهر محمد تو باخودداری

نور کا ظہور اور کمالات کے جامع

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ وقت وضع حمل کے ایک آواز عظیم الشان میں نے سنی جس کی وجہ سے مجھ پر خوف نازل ہوا اور تشنگی مجھ پر غالب ہوئی ایک پیالہ شربت غیب سے نمودار ہوا میں نے پیا پھر ایسا نور مجھ سے ظاہر ہوا کہ اس سے نورانی ہوگیا تمام جہان حتیٰ کہ بعض بلاد شام وروم کے مجھے نظر آئے اور ایک چادر طولانی سفید آسمان سے زمین تک نظر آئی منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم خلائق سے محفوظ رکھنا یکبارگی ایک ابر نمودار ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر غائب ہوگیا آواز آتی تھی کہ آپ کو شام مشارق ومغارب عالم کی سیر کراؤ اور بقاع متبرکہ تک لے جاؤ تمام جن وانس ہمہ طیور وحوش کو آپ کا جمال جہاں آرا دکھاؤ تاکہ سب پہچانیں کہ جو کمالات اور انبیاء کو جدا جدا ملے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اکٹھا مجتمع کر دیئے گئے یعنی خلق حضرت آدم علیہ السلام۔ معرفت حضرت شیث علیہ السلام وشجاعت حضرت نوح علیہ السلام وخلت حضرت ابراہیم علیہ السلام ولسان حضرت اسماعیل علیہ السلام ورضا حق وفصاحت علیہ السلام و

حکمت حضرت لوط علیہ السلام وبشرے حضرت یعقوب علیہ السلام وشدت حضرت موسیٰ علیہ السلام و صبر حضرت ایوب علیہ السلام وطاعت حضرت یونس علیہ السلام۔ حضرت جہاد وصوت حضرت داؤد علیہ السلام وحب حضرت دانیال علیہ السلام ووقار حضرت الیاس علیہ السلام وعصمت حضرت یحییٰ علیہ السلام وزہد حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور غوطہ دو دریائے اخلاق پیغمبران میں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جماعت کی جماعت مرغان خوش الحان نظر آئی گویا کہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق کھڑے ہیں گلاب پاش اور صراحیاں ہاتھ میں لئے ہوئے تین علم سبز ایک جانب مشرق دوسرا جانب مغرب اور تیسرا خانہ کعبہ پر منصوب دکھائی دیا۔

پیدا ہوتے ہی سجدہ

آپ پیدا ہوتے ہی سجدہ حق ادا کیا کہتی ہیں کہ روئے مبارک چودھویں رات سے زیادہ منور تھا اور خوشبوئے مشک آپ سے آتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں صراحی نقری اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد سبز اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید تھا ایک انگوٹھی ایسی نکالی کہ جس پر نظر حیران ہوجائے اور آپ کو سات مرتبہ نہلا کر آپ کے کتف مبارک کے درمیان مہر نبوت کی جس میں لکھا ہوا تھا:

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ توجہ حیث کنت فانك منصور۔

اور آپ کو جامہ حریر پہنایا اور چشم نرگسین کو بوسہ دے کر مجھے سپرد کیا۔

کعبہ کا سجدہ

کہ حضرت عبدالمطلب شب ولادت میں نزدیک خانہ کعبہ شریف کے تھے قریب نصف شب کے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف مائل ہوا اور سجدہ میں گرا اس سے آواز تکبیر کی آتی تھی:

اللّٰہ اکبر الہ اکبر رب محمد مصطفے الان قدطھرنی ربی
من نجاس الاصنام و ارجاس المشرکین۔

اورندا آتی تھی کہ قسم ہے خدائے کعبہ کی جس نے کہ کعبہ کو شرف بخشا کعبہ کو اس کا قبلہ بنایا مسکن مبارک ان کا ہوگا تمام بت خانہ کعبہ میں تھے پارہ پارہ ہوگئے۔ ہبل نامی بت زمین پر سرنگوں ہوکر گر پڑا آواز آتی تھی کہ محمد ﷺ پیدا ہوئے سحاب رحمت ان سے ظاہر ہوا آپ ختنہ کئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

قریش کا بت گر پڑا

اہل قریش کا ایک بت تھا کہ اس کو سجدہ کرتے تھے اپنے کو اُس کا عبد کہتے تھے اسے کے گرد اعتکاف کرتے ایک رات کو دیکھا کہ بتوں کا سردار منہ کے بل گر پڑا ہے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر گر پڑا اسی طرح سے تین مرتبہ اٹھا کر رکھا وہ تینوں مرتبہ گر پڑا سب کے سب غمگین اور ملول ہوگئے پھر اسے مضبوط باندھ کر رکھا ایک آواز اس سے آتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

تردی بمولود اضاءت بنورہ — جمیع فجاج الارض بالشرق والمغرب
دخرت لہ الاوثان طرا ار منت — قلوب ملوک الارض جمعا من الرعب

اور یہ واقعہ عین شب ولادت کو ہوا۔

شب میلاد محمد چہ شبے روشن بود — کز درمکہ تا شام منور گردید
مکہ وشام چہ مشرق وچہ مغرب نورش — ہمہ را گشت محیط وہمہ جادر گردید
ہمہ آفاق زانوار منور گشتہ — ہمہ اکناف ز اخلاق معطر گردید
چوں گنجینہ عطا بدوش کوثر شد — دشمنش سوختہ داغ ہوالابتر گردید
عافیت بر فلک عزوعلا جادارد — ہرکہ از صدق ویقین خاک بریں در گردید

ہرگز از ہیچ سموی نہ پذیرد خشکی — ہر گیا ہے کہ ز ابر کرمش تر گردید
للّٰہ الحمد کہ اندر دنیا و دیں ہمہ را
ہمہ از دولت آں شاہ میسر گردید

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

O=O=O

بیان رضاعت شریف

سب سے پہلے جس نے کہ حضور ﷺ کو دودھ پلایا وہ ثویبہ کنیز ابولہب تھی جس نے کہ بشارت ولادت رسول اللہ ﷺ کو ابولہب کو پہنچائی تھی۔ ابولہب نے اِس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا حق تعالیٰ نے اس صلہ میں کہ ابولہب نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت میں اظہار خوشی کی تھی اُس کے عذاب میں تخفیف فرمائی اور دوشنبہ (پیر) کے دن کا عذاب کہ ولادت حبیب کریم ﷺ کا دن ہے ابولہب سے اٹھالیا فرمایئے۔

وہ حضرات کہ جو اہل میلاد پر کفر اور بدعت کا فتویٰ جاری کر رہے ہیں وہ اس کا کیا جواب دیں گے ابولہب کافر محض جس کی مذمت اللہ پاک نے قرآن شریف میں ارشاد فرمائی ہے: "تبت یدا ابی لهب" اس کو تو بسبب مسرت میلاد حضور ﷺ عذاب سے نجات دی جائے اور ہم کمینوں کو جنہیں کہ جھوٹ یا سچ اس درگاہ عالی کی غلامی کا تمغہ ملا ہوا ہے جن کو صحیح یا غلط ایک لگاؤ بھی اس جناب کی طرف ہے برے ہیں یا بھلے لیکن کہلائے تو ان کے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس آقائے نامدار سید المرسلین حبیب رب العالمین ﷺ کے مولود شریف میں اظہار مسرت کریں تو شرک یا بدعتی کہلائے جائیں۔ خیر ہم کو تو اُن سے مطلب نہیں جن کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے۔ غرض تو ان سے ہے جو اس جناب کے والا و شیدا ہیں جو اس جناب کی یاد عین یاد الٰہی ان کا ذکر ذکر خدا جانتے ہیں آپ کی ذات اقدس کو خدا جانے کیا مانتے ہیں ان سے پوچھئے کہ رسول اللہ ﷺ کا وجود باجود ان کے لیے اجل نعمائے باری ہے۔ اُس نعمت کی یادگار عین رضائے الٰہی و خوشنودی باری ہے جو حضرت کی محبت کی چوٹ

کھائے ہوئے ہیں ان کے لیے تو محفل میلاد ایک بہانہ ہے۔ مقصود اس سے محبوب خدا کی یاد ہے۔

شعر

مری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا — دید لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنوں ہے ضرور

غرض ثویبہ کے اسلام میں محدثین کا اختلاف ہے بعض صحابیات سے کہتے ہیں کتب سیر میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ بسبب دایہ ہونے کے ساتھ بخشش فرماتے اور مدینہ مطہرہ سے اس کے لیے کپڑا اور انعام بھیجتے ثویبہ کی وفات بعد غزوہ خیبر کے ہوئی ہے۔ جب آپ بعد غزوہ فتح مکہ تشریف لائے آپ نے استفسار فرمایا کہ ثویبہ کے عزیزوں میں کوئی باقی ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ کوئی نہیں رہا۔ آپ کے عم بزرگوار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے رضاعی بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سات روز اپنی والدہ حضرت آمنہ پاک رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہے اور چند روز ثویبہ کا۔ لیکن زیادہ تر سعادت رضاع سید المرسلین ﷺ سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہی ممتاز ہوئی ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں فصیح تر عرب سے ہوں کہ قریش سے ہوں اور میں نے دودھ پیا ہے بنی سعد بن بکر کا۔

واہ رے حلیمہ دائی تو نے کیسی قسمت پائی

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں مکہ میں آئی زمرہ بنی سعد بن بکر سے کہ رضاعت اطفال کی کرتے تھے اس سال قحط عظیم تھا کہ ایک قطرہ بھی پانی زمین پر گرا نہ تھا۔ میرے پاس ایک مادہ اونٹنی تھی کہ طاقت رفتار اس کی نہ تھی اور ایک مادہ شتر کہ ایک قطرہ دودھ کا نہ دیتی تھی میرے ساتھ میرا فرزند اور میرا شوہر

تھا بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ نیند دن اور رات حرام تھی۔ جب ہم مکہ میں پہنچے اور عورتوں نے ایک ایک بچے کو رضاعت کے لیے لے لیا بجز حضور ﷺ کے کہ آپ یتیم تھے اور بخیال یتیمی کے اکرام اور اعزاز نہ ہو سکتا تھا آپ کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ کوئی عورت بجز میرے باقی نہ رہی میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ بخدا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں مکہ سے بغیر کسی لڑکے کے لوٹ جاؤں میں جاتی ہوں اور اُس حضرت محمد ﷺ کو لے آتی ہوں۔

پس میں گئی اور میں نے دیکھا کہ آپ صوف سفید اوڑھے پیٹھ کے بل لیٹے ہیں اور آواز غطیط کی گلو سے مبارک سے آرہی ہے۔ آپ کے نیچے حریر سبز بچھا ہے اور بوئے مشک آرہی ہے میں نے نہ چاہا کہ آپ کو جگاؤں آپ کے حسن و جمال شریف کی عاشق وشیدا ہو گئی۔ میں آپ کے نزدیک گئی اور اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا آپ نے تبسم فرمایا میری طرف دیکھا میں نے بھی دیکھا کہ ایک نور چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف مائل ہوا۔ میں نے دونوں چشم کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں لے لیا آپ نے پستان راست کا دودھ پیا جب میں نے آپ ادھر متوجہ نہ ہوئے اور ہمیشہ یہ قاعدہ جاری رکھا گویا کہ الہام غیبی کے لیےعدالت وانصاف کے ہوا کہ ایک پستان کا دودھ اپنے رضاعی بھائی یعنی میرے فرزند کو چھوڑ دیں۔

اونٹنی کا خوشی سے جھومنا

جب میں آپ کو اپنی جائے قیام پر لائی میرا شوہر آپ پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور سجدہ میں گر پڑا دیکھا میں نے کہ پستان مادہ شتر کی دودھ سے پر ہے میں نے دوہا اور آسودہ ہو کر پیا اور وہاں سے رخصت ہو کر دراز گوش پر سوار ہوئی وہ تیز رفتاری سے چلنے لگی۔ لوگ تعجب کرتے تھے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سنا میں نے دراز

گوش کہتی تھی کہ واللہ خدا نے مجھے شان عظیم عطا کی کہ میں مردہ تھی زندہ ہو گئی میں دبلی تھی مجھے فربہ فرمایا۔ اے زنانِ بنی سعد مجھے تعجب آتا ہے کہ تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر سید المرسلین وخیر الاولین والآخرین وحبیب ربِ العالمین ﷺ سوار ہیں۔

حضرت حلیمہ کو مبارک

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ دائیں اور بائیں سے آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ غنی بزرگ تریں تو ہوئی زنان بنی سعد سے اور جمیع گوسفندان نے مجھ سے آکر کہا اے تو حلیمہ جانتی ہے کہ رضیع تیرا محمد ﷺ رسول پروردگار آسمان زمین کا ہے اور بہترین فرزند حضرت آدم علیہ السلام سے ہے جس منزل پر میں اترتی وہاں سبزہ ہو جاتا اور عجائب خیرات وبرکات ظہور میں آتے۔

سب سے پہلا کلام

جب نوبت سخن کی آئی میں نے سنا کہ آپ کہتے ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا

اور رات کو آپ فرماتے

لاالہ الا اللہ قدوسًا نامت العیون والرحمن لا تاخذہٗ سنۃ ولانوم۔

چاند سے باتیں کرنا

مہد میں آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور چاند آپ کے اشارہ سے ادھر ادھر گھومتا تھا ملائکہ گہوارہ کرتے تھے۔ کہتی ہیں کہ آپ نے کبھی اپنے جامہ میں بول اور براز نہیں فرمایا میں جب چاہتی کہ لب مبارک شیر سے صاف کروں غیب سے صاف ہو جایا کرتے۔ ستر مبارک۔ جب کبھی کھل جاتا آپ فریاد کرتے۔ اگر مجھے دیر

ہوجاتی آپ سے پردہ ہوجاتا۔ایک دن میں آپ ایسا بڑھتے جیسا کہ اورلڑکے مہینہ میں ایسا جیسا کہ اورایک سال میں ہرروز ایک نور مثل آفتاب کے روئے مبارک پر سایہ کرتا اوردومرغ سفید۔

ابر کا سایہ کرنا

اوردوسری روایت میں ہے کہ دومرد سفید جامہ آپ کے پاس آیا کرتے اور پھر غائب ہوجاتے۔آپ کبھی گریہ نہ فرماتے جس چیز پر ہاتھ رکھتے بسم اللہ کہتے۔ ایک مرتبہ میرے فرزند کے ساتھ آپ باہر تشریف لے گئے تھے۔جب میں نے تلاش کیا اورلڑکے کوڈانٹنے لگی کہ ہوائے گرم میں آپ کو کہاں لے گیا تھا۔اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے آپ کو مطلق دھوپ کی اذیت نہیں پہنچی۔

اللھم صل علی سیّدنا محمد و علی آل سیّدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

بیان شق صدر شریف ﷺ

واقعہ شق صدر شریف اُسی زمانہ میں یوں واقع ہوا ہے کہ ایک روز حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے کہ مجھ کو بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں جانے دیجئے تاکہ سیر کروں اور بکریاں چراؤں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سرمہ لگایا اور کپڑے پہنا کر روانہ کیا آپ اپنے رضاعی بھائی کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے اور بکریاں چرانے لگے جیسا کہ پچھلے انبیاء اور مرسلین بھی کرتے آئے ہیں۔حتی کہ دوپہر ہوگئی۔ اورحضرت حلیمہ کا فرزند روتا ہوا ماں کے پاس آیا کہ اے حلیمہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص ہماری طرف آیا اور ہم میں سے آپ کو علیحدہ کر کے پہاڑ پر لے گیا۔آپ کے شکم مبارک کو چاک کر دیا ہے آگے میں نہیں جانتا کہ کیا معاملہ ہوا ہے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی معہ اپنے شوہر کے آپ کے پاس گئیں دیکھا کہ پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا میں نے آپ کے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ شخص آئے اوران کے ہاتھوں میں طشت طلائی برف سے پر تھی۔

اوربعض روایت میں آیا ہے کہ ایک کے ہاتھ میں صراحی فضہ کی دوسرے کے ہاتھ میں زمرد سبز کی اور مجھے لاکر زمین پر لٹادیا۔میرے سینہ کو ناف تک چاک کیا۔لیکن اس سے مجھے کچھ تکلیف نہ معلوم ہوئی پھر میرے سینہ کو آب راحت سے دھویا اوراس میں سے ایک مضغہ سیاہ نکال کر باہر پھینکا اوراس جگہ کو نور سے معمور کر دیا۔پھر میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا کہ شگاف سینہ بدستور التیام پذیر ہوگیا۔حضرت حلیمہ سعدیہ

حضور ﷺ کو گھر میں لائیں ہر چند کہ مفارقت جناب حضور ﷺ کی ان کو سخت ناگوار تھی لیکن مصلحت وقت آپ کو مکہ معظمہ میں عبدالمطلب کے پاس پہنچا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ بطحائے مکہ میں پہنچے حضرت حلیمہ سعدیہ اپنی سواری سے اتر کر ایک گوشہ میں کپڑے بدلنے کے مصروف ہوئیں اور بعد فراغت شاہراہ پر پہنچی دیکھا کہ حضور ﷺ وہاں پر نہ تھے ادھر اُدھر پریشان ہر ایک سے پوچھتی تھی ہر چند تلاش کیا پتہ نہ ملا یہ خبر حضرت عبدالمطلب کو پہنچی عبدالمطلب اشراف قریش اور اعیان بنی ہاشم کو لے کر تلاش کے لیے نکلے کہ درخت کے پاس پہنچے حضور ﷺ وہاں تشریف فرما تھے۔ عبدالمطلب نے پوچھا "من انت" یعنی آپ کس خاندان سے ہیں حضور ﷺ نے بفصاحت تمام ارشاد کیا۔

انا افصح العرب و العجم میلادی من قریش ونشات فی بنی سعد بن بکر انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔

ترجمہ:۔ میں فصیح ترین مرد عرب وعجم ہوں تولد میرا قریش میں اور پرورش پائی میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر میں میں محمد ﷺ بیٹا عبداللہ بن عبدالمطلب کا ہوں۔

حضرت عبدالمطلب نے یہ سن کر چہرۂ مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کو کنار عنایت میں لے کر چند ساعت میں اس کیمیائے سعادت کو مکہ میں پہنچایا اور حضرت حلیمہ سعدیہ کو انواع واقسام تحائف عطایا وہدایا سے تقویت بخشی۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

جب عمر شریف آپ کی چھ برس کی ہوئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کو مدینہ منورہ میں لے گئیں اور ایک مہینہ وہاں قیام فرمایا۔ جب وہاں سے واپس ہوئیں راستہ میں وفات پائی۔ حضرت عبدالمطلب آپ کے کفیل ہوئے اپنے تمام لڑکوں سے آپ

کو زیادہ پیار کرتے بغیر حضور ﷺ کے کھانا نہ کھاتے۔ اہل قیافہ حضرت عبدالمطلب سے کہنے لگے کہ اس لڑکے کی نگہبانی اچھی طرح سے کرو کہ کوئی عرب والوں سے اس کے مرتبہ کو نہ پہنچے گا۔ اسی سال حضرت عبدالمطلب یمن کی طرف معہ اشراف قریش کے گئے اہل یمن نے ان کو بشارت دی کہ پیغمبر الزمان تمہاری نسل سے ہوگا۔

بوسیلہ باران رحمت کا نزول

جب واپس آئے تو حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ قریش میں قحط کی سختی ہے۔ کوہ ابوقبیس پر حضور ﷺ کو اپنے دوش پر لے جا کر دعاء استقاء کی آپ کی برکت سے باران عظیم بخشا اور جب حضرت عبدالمطلب کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی اور وفات کا وقت قریب آیا حضرت ابوطالب کو آپ کا متکفل کیا اور بعض روایتوں میں آیا ہے حضور ﷺ نے خود حضرت ابوطالب کو اپنی مرضی سے متکفل گردانا۔ حضرت ابوطالب حضور ﷺ کی نہایت درجہ محافظت کرتے۔ بغیر حضور ﷺ کے کھانا نہ کھاتے۔ آپ کو خود کپڑا پہناتے۔ حضور ﷺ کی مدح میں حضرت ابوطالب نے بہت سے قصیدے کہے ہوئے ہیں۔

الم تران اللہ ارسل عبدہ ۔۔۔ بآیاتہ واللہ اعلی وامجد
وشق لہ من اسملہ وبسملہ ۔۔۔ فذو العرش محمود وھذا محمد

ہاتھ سے اشارہ ابر رحمت کا نزول

عہد کفالت حضرت ابوطالب میں بھی مکہ معظمہ میں قحط پڑا اہل قریش حضرت ابوطالب کے پاس آئے دعائے استقاء کے لئے آئے حضور ﷺ نے جانب آسمان اشارہ فرمایا اگرچہ اس وقت ابر بالکل نہ تھا لیکن اس قدر پانی برسا کہ ندی اور دریا جاری ہوگئے۔

سفر شام

بارھویں سال آپ نے بصریٰ بلاد شام کا سفر فرمایا۔ بحیرا راہب نے حضور ﷺ کی صفات وعلامات پیغمبر آخر الزمان جو توریت وانجیل و دیگر کتب سماویہ میں تھیں۔ بحیرزہد وتقویٰ میں موصوف وممتاز تھا بصریٰ کے قریب ایک گاؤں میں اس کا صومعہ تھا کہ ایک مدت سے انتظار زیارت پیغمبر آخر الزمان میں بیٹھا تھا جب قافلہ اہل قریش کا اس راہ سے گذرتا اور اس جگہ نزول کرتا بحیرا تلاش میں آتا لیکن جب کوئی نشانی نبی آخر الزمان سے نہ پاتا واپس جاتا۔ ایک دفعہ جب قافلہ قریش آیا بحیرا نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا ان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور جب حضرت ابوطالب کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تو ابر درخت پر سایہ کئے رہا۔ بحیرا یہ حال دیکھ کر متحیر ومتعجب ہوا۔ اہل قافلہ کی دعوت کی۔ حضرت ابوطالب حضور ﷺ کو اس درخت کے نیچے چھوڑ کر اس کے یہاں گئے۔ بحیرہ نے اس طرف نگاہ کی ہنوز وہ ابر وہاں سایہ کئے تھا پوچھا کہ تمہارے قافلہ سے کوئی شخص باقی تو نہیں رہا۔ حضرت ابوطالب نے حضور ﷺ کو بلایا وہ پارہ ابر آپ کے سر پر سایہ کئے آرہا تھا بحیرہ نے ہر درختوں سے آواز "السلام علیك یارسول اللّٰہ" کی سنی آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت جو کتب سماوی میں مذکور تھی دیکھی پس آپ پر ایمان لایا اسی سفر میں پیغمبر آخر الزمان ہونے کی علامات ونشانیاں بیان کیں اور کہا کہ جو منظور خدا ہے تم اس میں کچھ ردّو بدل نہیں کر سکتے۔ پھر بحیرا نے حضرت ابوطالب سے وصیت کی کہ یہود ونصاریٰ سے آپ کی حفاظت کریں اور شام کی طرف نہ لے جائیں کہ یہود ان کے دشمن ہیں۔ پس حضرت

ابوطالب مکہ کی طرف واپس آئے۔

اللھم صل علی سیّدنا محمد و علی آل سیّدنا محمد وبارك وسلم۔

اسی طرح سے روز بروز بلکہ ساعت بساعت آپ مراتب خسروانہ ومحبوبانہ میں ترقی فرماتے گئے اور حضور ﷺ سے سال بسال عجائب وغرائب معجزات ظہور میں آتے رہے۔ پچیسویں برس حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شرف عقد سے مشرف ہوئیں اکتالیسویں برس ربیع الاوّل کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن کو حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں وحی لائے اور بعد تبلیغ فرمان "اقرا باسم ربك الذی خلق" اس ذات بابرکات کو خلعت ورسالت کا پہنایا عورتوں میں پہلے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور شیوخ سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور نوعمروں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ خادموں میں پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور موالی سے پہلے حضرت زید بن حارث دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اللھم صل علی سیّدنا محمد و علی آل سیّدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

واقعہ معراج شریف

جناب حضرت رسول مقبول ﷺ

تو بعرش اگر خرامی بادی دلستانی — ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ — ہر چہ کسے ندید تو آں راہ بدیدۂ
کس راز انبیاء نرسد کا زدکند — کانجا رسد کہ تو شب اسریٰ رسیدۂ
کیسی اَرَنی کہاں کے موسیٰ — خود دید کی اپنے آرزو کی
تھا پردۂ ظاہری جو منظور — آواز بدل کے گفتگو کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجدالحرام الی المسجد الاقصٰی الذی بار کنا حولہ لنریہ من ایتنا ○ والصلوۃ علی النبی الذی ○ فاق علے الافاق و عَلٰی اسماء سما واوضاہ یقولہ ولسوف یعطیک ربک فترضے وعلے الہ وصحبہ ذوی ثناء و سناء وسنے۔

دنیا کے حیرت کدہ میں سب سے زیادہ تعجب انگیز محبت کا فسانہ ہے اس کارخانہ ہستی کے لیے سرمایہ وجود وہی محبت کی نمود ہے "فاحببت ان عرف فخلقت الخلق" جس کے لیے شاید موجود ہے نہ محض قلم وحدوث ہی تک اس کی فرمانروائی ہے بارگاہ عریض الجاہ قدم تک بھی اس کی رسائی دیکھیئے حسن مطلق نے اپنے کمالات کا آئینہ جمال پاک محمدی ﷺ کو بنایا اور اس کے ساتھ محبت کا رنگ جمایا۔ گو جمال محمدی ﷺ مظہر کمال ایزدی ہے۔ اس کے ساتھ ان کی جانب سے الفت کا تعلق ہونا اپنے اپنے ہی جمال باکمال کا وابستہ محبت بنتا ہے لیکن جو کچھ ہو درمیان میں ایک غیریت اعتباری کا پردہ ضرور ہے۔ جب محبت کی ادائے دلفریب کا دکھانا منظور ہوا تھا اور لوازم کا مہیا

ہونا ضروری ہوا اس لیے کہ "اشی اذا ثبت ہلواز مہ" عالم مجاز میں جب کسی کا کسی پر دل آتا ہے ابتداء محبوب کے مائل کرنے کو چھپ کر، تا کہ اغیار پر راز محبت فاش نہ ہو درمیانی لوگوں کے ذریعہ سے باتیں ہوتیں ہیں خفیہ قاصد بھیجے جاتے ہیں ناز و نیاز کے درمیان میں لاتے ہیں جب اُدھر سے کچھ میلان ہوا خط کتابت کی ٹھہری۔

جب محبت کو اور ترقی ہوئی محبّ کوئی محبوب تک راتوں کو جانے لگتے ہیں ۔ جب اور مرتبہ بڑھا محبوب کو محبّ کے پاس آنے اور کچھ نان و نمک تناول فرمانے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ تنہائی اور خلوت خاص میں باریابی کا اختصاص دیا جاتا ہے۔ جب اس میں اور ترقی ہوئی محبت محبوب کو اپنے سارے کاروبار ریاست و مملکت کا مختار بنا دیتا ہے خواص وارا کین سلطنت کو آگاہ کر دیتا ہے کہ یہی ہے وہ جس کے ہم چاہنے والے ہیں۔ پھر نہ پوچھیئے کچھ اس قسم کا اتحاد پیدا ہوتا ہے اور ایسی یکانگت ہو جاتی ہے کہ محبوب کا کام محبّ کا کام محبوب کا نام محبّ کا نام سمجھا جاتا ہے یا کچھ ایسی محویت ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے میں فرق نہیں رہتا یہاں بھی اسی رسم کا برتاؤ کیا گیا۔

دربار خداوندی سے خطاب کا انداز نرالا

ابتداءً روح الامین جیسے راز دار قاصد بنائے گئے اور محبوب کے پاس آنے لگے۔ کبھی ایسے آتے کہ خود بدولت کے سوا کوئی نہ دیکھتا کبھی بھیس بدل کر انسانی صورت میں آتے۔ جب نامہ و پیغام کی نوبت آئی خط و کتابت میں وہی انداز رکھا گیا جو دوستوں کے تحریر میں بے تکلفانہ برتے جاتے ہیں۔ یعنی کسی تحریر میں تو کچھ ایسے اشارے کنائے ہوتے ہیں کہ اغیار کے سمجھ میں نہ آئیں۔ یہاں بھی کسی تحریر کے اوّل میں ایسے ہی راز سربستہ رکھے گئے ہیں کہ متکلم اور مخاطب کے سوا آج تک یقینی طور سے کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ مثلاً "الٓمٓ ۔ الٓرٰ ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ" وغیرہ کہیں القاب و آداب کا لحاظ ہوتا ہے۔ وہ بھی یہاں موجود "یاایہا النبی، یاایہا الرسول، یاایہاالمزمل۔ کہیں یوں ہی تحریر کرتے ہیں کہ ھذا کتاب من فلاں یہاں بھی وہ طرز موجود "تنزیل

من رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کہیں غایت بے تکلفی سے الفاظ وآداب کا بھی خیال نہیں ہوتا سر سے مضمون نگاری شروع کردی جاتی ہے۔مثلاً" اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ط اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ "۔باوجود بے تکلفی کے اس قدر لحاظ کہ محض نام کے ساتھ نہ تو خود ندا کی نہ دوسروں کواجازت دی نام لیا تو وصف کے ساتھ مثلاً "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔ندا کیا تو لقب کے ساتھ پھر تحریر میں وہی دوستانہ برتاؤ کہیں محبوب کی تعریف کہیں اُس کے دوستوں کی توصیف "محمد رسول الله والذين معه اشد اء على الكفار" کہیں شکوہ لطف آمیز "عفاالله عنك لم اذنت لهم" کہیں محبوب یک جان کی قسم کہیں کوئی محبوب کی سوگند۔

غرض تحریرات احباب میں جس قدر بے تکلفانہ انداز برتے جاتے ہیں سب برتے گئے گو وہ ذات بے چون وبچگون آنے جانے سے منزہ نزول عروج جسمانی سے پاک مگر جیسے وہ ذات بے کیف اس کی صفات بھی بیچون وبچگون یہاں بھی کوئی محبوب تک توجہ فرمانے کی رسم ترک نہیں کی گئی۔

عن ابی هريره ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل الیلة الى السماء الدنيا حتى يبقى ثلث الليل الحديث متفق عليه۔

محبوب کا محبّ کے پاس جانا، اوروہاں کچھ ماحضر تناول فرمانا اس شان کی نمود بھی یہاں موجود۔

آپ فرماتے ہیں۔

انی ابيت عند ربی فيطعمنی ويسقينی ۔

اسے معاملہ جب زیادہ بڑھا تو یہ نوبت آج کہ معراج میں تمام کارخانہ ربوبیت مشاہدہ کرائے گئے خلوص بارگاہ یعنی فرشتگان مقربین کو آپ کی محبوبیت کی شان دکھائی گئی کنوز نہفتہ دکھائے گئے۔رموز ناگفتہ سنائے گئے پھر اتحاد کی نوبت یہاں تک پہنچی

کہ رؤف ورحیم جناب حق کے اسم تھے آپ بھی ان سے مسمّی ہوئے۔محبوب ﷺ کا فعل فعل حق بنا" وما رميت اذرميت ولكن الله رمٰى "محبوب ﷺ کا ہاتھ یداللہ کہا گیا یہاں عبارت قاصر بیان عاجز بہرحال محبوبیت کی تکمیل پورے طور سے کی گئی معراج کا قصہ فی الواقع حیرت انگیز واقعہ ہے۔صاحب لولاک کا صفحہ خاک سے بالائے افلاک چشم زدن میں جانا اوررات ہی رات میں واپس آنا اور نہ محض سرسری طور سے جانا بلکہ ملک وملکوت کے نشیب وفراز کے باریک باریک دقائق غیب و شہادت کے پوشیدہ اور کھلے کھلے حقائق مشاہدہ فرمانا ساکنان ملاء اعلیٰ کو اپنی حقیقت جامعہ کا دکھانا اپنے حسن دلفریب کا سجان ملکوت کوشیفتہ بنانا کچھ حق کی سنا کچھ اپنی سنانا غور کیجئے تو کس قدر حیرت انگیز ہے یوں تو جتنے کمالات اورانبیاء میں ملیں گے حضور ﷺ کی ذات عالی اُن سب کا سرچشمہ ہے مگر معراج کے واقعہ کو اور کمالات پر بوجوہ فضیلت ہے۔

(۱) یہ فضیلت حضور ﷺ کی ذات عالی کے ساتھ مخصوص اور کسی نبی کو میسر نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج کوہ طور پر ہوئی مگر اِس معراج اور اُس معراج میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

(۲)...... عالم کی تین قسم ہیں غائب اورشہادت اورمثال۔معراج ہی وہ واقعہ ہے جس میں حضور ﷺ کو تینوں عالم کی سیر وسلوک جسمانی چند ساعت میں حاصل ہوئی مکہ سے بیت المقدس تک جانا سیر عالم جسمانی انبیاء مرسلین سے ملاقات ہونا آسمان دنیا پر اور ارواح طیبہ کا حضرت آدم علیہ السلام کے پیاروں میں دیکھنا سیر عالم برزخ ملائکہ مقربین سے ملنا بہشت ودوزخ دیکھنا سیر عالم غیب۔

(۳) انسان عالم صغیر ہے جو کچھ سارے جہان میں مفصلاً موجود اس میں مجملاً اکٹھا عالم کے سارے اُصول اس میں موجود اِس لئے کہ عالم یا مجرد محض ہے یا مادی محض یا متوسط انسان میں یہ تینوں چیزیں موجود۔

روح عالم مجرد میں سے ہے جسم مادیات میں سے نفس برزخ اس بنا پر کمالات انسانی کی بھی تین قسمیں ہیں۔(۱) جسمانی (۲) روحانی (۳) نفسانی۔ معراج ہی ایسا واقعہ جس میں ان تینوں کمالات کی تکمیل چشم زدن میں ہوگئی جسم پاک کا آسمان پر جانا اور وہاں ایسے ایسے مقامات پر گذر کرنا جہاں فرشتوں کا گذر نہ ہو اور مدت قلیل ایسی مسافت طویل کا طے کرنا۔ اس سے بڑھ کر جسمانی کمال اور کیا ہوگا "سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" عجائب وغرائب ملکوت کا مشاہدہ کرنا اُن تجلیات کا دیکھنا جس کے دیکھنے سے بشر تو کیا فرشتوں کو بھی چکا چوند ہو منجملہ کمالات نفسانی کے ہے "مازاغ البصر وماطغٰی" ان علوم وحقائق کا جس کے محرمیت کی قابلیت آپ کے سوا کسی میں نہ تھی روح پر فتوح پر فیضان ہونا منجملہ کمالات روحانی کے ہے "فاوحٰی الی عبدہٖ ما اوحٰی"۔

(۴)...... حضرات صوفیہ کرام کے یہاں سلوک کی تین قسمیں ہیں۔(۱) سیر الی اللہ (۲) سیر فی اللہ (۳) سیر من اللہ، معراج کی ہی رات کو آن کی آن میں یہ تینوں سیریں علی الوجہ الاکمل آپ پر ختم ہوئیں اور اسی کی طرف اشارہ کرنے کو قرآن پاک میں اِس قصہ کے بیان میں یہ عنوان اختیار کیا گیا کہ سبحان الذی اسرٰی بعبدہ تو غائب کا صیغہ پھر "لنریہ" میں متکلم کے طرف التفات اور پھر "انه هو السمیع البصیر" غیبت کے ساتھ تعبیر کی گئی۔

(۵)...... وحی کی بہت سی قسمیں ہیں کبھی خواب میں کبھی فرشتوں کے ذریعہ سے کبھی دل میں بطور القا کے کبھی خواب میں کبھی فرشتوں کے ذریعہ سے اس تیسری قسم کی تکمیل ہوئی۔

(۶)...... رسول اللہ ﷺ کا تمام خلائق کی طرف سے مبعوث ہوئے آپ کا فیض عالم مجرد اور عالم مادیات سب جگہ پہنچنا چاہیے۔ معراج ہی کی شب اس فیض رسانی کی

تکمیل عالم ملکوت میں عمل میں آئی بہت سے فرشتے جو اپنے حدود معینہ سے تجاوز نہ کر سکتے جمال باکمال محمدی ﷺ کے مشتاق تھے۔ اسی رات میں اُن کے دن پھرے۔

(۷)...... معراج ہی ایسا واقعہ ہے جس کا فیض آج تک مسلمانوں کو پہنچتا ہے بلکہ قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ یعنی یہ پنجگانہ نماز معراج ہی کا فیض ہے۔

(۸)...... اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو تمام بنی آدم پر دنیا و آخرت میں سرداری عنایت فرمائی حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا حضرت نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جتنے انبیاء ہوئے رسول اللہ ﷺ سب کے سردار سارے انبیاء آپ کے نائب اور خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سیادت مطلقہ کو قرآن پاک میں جابجا ظاہر فرمایا مثلاً

وما ارسلنٰك الا كافة للناس ○ وارسلنٰك للناس رسولا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سیادت کو مختلف عنوان سے بیان فرمایا ارشاد ہوا:

انا سید ولد آدم ولا فخر ○ انا سید الناس یوم القیامة بعثت الی الخلق كافة ○ كنت نبیا و آدم لمنجدل بین الروح و الجسد ○ لو كان موسیٰ حیالما وسعه الا اتباعی۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں فرماتے ہیں:

انه یومئذ منا آدم ومن دونه تحت لوائی۔

غرض حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بنی آدم گذرے کیا انبیاء اور کیا غیر انبیاء سب رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور نبوت کے تحت میں داخل ہیں۔ ایک زمانہ محدود تک تو وہ لوگ ہوئے جو آپ کے محض امداد روحانی سے کامیاب تھے اور ان کو آپ کی امت میں ہونے کی محض باطنی اور روحانی نسبت حاصل ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جب تک حضور ﷺ اس عالم میں تشریف نہیں لائے دوسرا وہ زمانہ آیا جس کے لوگ روحانی اور جسمانی دونوں فیض سے مستفیض ہوئے اور ان کو

آپ کی امت میں ہونے کی تمنا کی شائد اس کی وجہ یہ ہوئی ہوتا کہ آپ کی امت میں ہونے کی شرافت روحانی اور باطنی جس طرح حاصل ہوئی اسی طرح ظاہری اور جسمانی نسبت بھی حاصل ہو جائے بہرحال معراج ہی وہ واقعہ ہے جس میں انبیاء کو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات جسمانی حاصل ہوئی۔

(۹)......اسماوصفات حق کے مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے کہیں ایجاد کہیں اعدام، کہیں کاہش، کہیں افزائش جہاں دیکھئے اسی کی نمائش جو ہے اُسی بے نشان کا نشان جدھر نظر ڈالئے اُسی کی شان ہے حقیقت کا تقاضا ہے۔جس تجلی کا جہاں ظہور ہو اُس کے اقتضاد کے موافق متکیف ہونے میں نہ قصور ہو نہ عالم سفلی کی تجلیات سے تو ہمارے حضور ﷺ متصف ہو ہی چکے تھے اس رات میں عالم علوی کی تجلیات سے بھی متکیف کردیئے گئے۔فرشتوں نے "انی جاعل فی الارض" خلیفہ بن کر حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت اور خلافت پر اعتراض کیا تھا۔معراج ہی کی شب کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عرش بریں پر بلا کر فرشتوں کے اعتراض کا جواب دے دیا کہ دیکھو تم جن پر اعتراض کرتے تھے۔یہ افضل اور اعلیٰ ہے:

لولاك لما خلقت الافلاك۔

معراج کی شب حق تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وہاں پہنچایا اور وہ دکھایا کہ کوئی نبی آج تک وہاں نہ پہنچا اور نہ دیکھ سکا۔صفحہ خاک کے رہنے والے تو الفت کے شکار تھے ہی ساکنانِ افلاک بھی دام محبت کے گرفتار ہوئے ایک شب دید وادید کی ٹھہری ان کے غلبہ شوق سے آپ کو صفحہ خاک سے طبقات افلاک پر جلوہ فرما ہونے کی تکلیف دی گئی حق تو یہ ہے کہ ہر حلہ ایک ہی بود کی نمود ہے۔نزول میں اُسی کا ہبوط تھا عروج میں جس کا صعود ہے۔ظاہر میں تو روح الامین اُس روح الروح اور جانِ جان کو لینے آئے اور براق برق آئین بالگام و زین بہزار تزئین ہمراہ لائے لیکن آیہ کریمہ

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہ" ہدایت کرتی ہے کہ لے جانے والا کوئی اور ہے یہاں تجلی طور سے نرالا طور ہے جانا اور ہے لے جانا اور آنا اور ہے لانا اور۔

چو خود بردند او را و رحق او قدر اے گفتند
بموسیٰ لن ترانی فرق فضل او از اینجا کن

حضور ﷺ کو وہاں لے گئے جہاں کسی کا خیال نہ پہنچا وہ دیکھا سنا جس کی فہم میں عقل نارسا۔ شعر

پڑے ہوتے ہزار پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
میں اُس کی آنکھوں کے صدقے جس نے یہ جلوہ یوں بے حجاب دیکھا

از صحن فضائے قاب قوسین — رفتہ بحرم سرائے ادنیٰ
در بزم وصال دوست خوردہ — مے زقدح دنے تدلیٰ
مست آمدہ تا بروز محشر — از جام جمال حق تعالیٰ

یہ کون کہے ادھر سے طلب نہ تھی اشارۃً وکنایۃً اس دولت کی تمنا کب نہ تھی لیکن طالب کو مطلوب ،مطلوب کو طالب بنانا دونوں میں عینیت کی شان دکھانا۔کیا جانئے کون میزبان تھا کس کی مہمانی تھی یہاں اُدھر سے "ارنی" ہے جدھر سے "لن ترانی" تھی تشبیہ نے تنزیہہ میں مقام پایا دیدۂ حق بین کو موقع نظر فیہ کا ہاتھ آیا حدوثِ قدم کا مہمان ہوا وجوب امکان کا میزبان ہوا، فنا و بقا کے اجتماع سے "مرج البحرین یلتقیان" ہوا، حق تو یہ ہے کہ "سماء ذات البروج" کے عروج سے مقصود نہ آپ کا دیکھنا نہ اپنا دکھانا تھا یہ بھی صحیح لیکن فی الحقیقت حسن بے چون کو جمال محمدی ﷺ کے پیرایہ میں دکھا کر سبحان ملکوت کو جو نادیدہ مشتاق تھے آپ کا شیدائی بنانا اور فرش زمین سے عرش بریں تک ساری کائنات کو آپ کے زیر قدم ڈال کر سرفراز فرمانا تھا۔اس لئے کہ "من رانی فقد رانی الحق" جس نے مجھے دیکھا اُس نے جناب

حق کو دیکھا جس کی شان ہو وہاں قرب و بعد غیبت و حضور کا کیا گمان ہو کامل کی تکمیل کیا حاصل کی تحصیل کیسی غرض جبرئیل نے عرض کیا۔

اے پایہ اوّل تو معراج — نعلین تو فرق عرش را تاج
عمرے بہزار دیدۂ افلاک — گردیدہ بگرد خطۂ خاک
برخیزد بدیدہ اش بنہ پائے — بر سر بکنی چو افسرش جائے

بہرحال حضور ﷺ عالم بالا تک پہنچے روحانیوں میں آپ کے قوم کی دھوم تھی ہر طرف شوق وتمنا کا ہجوم تھا ہر جانب عشاق شیدا شوق دید کے لیے صف بصف استادہ، کوئی دل نچھاور کرنے کو تیار، کوئی جان قربان کرنے پر آمادہ، کوئی فرط شوق سے یوں نغمہ سرا۔

کای بدرت ملک و ملک ملتجی — جنت الیناد لعم الجی

کوئی غایت اشتیاق میں یوں گرم ترنم۔

صد جان اگرم بود نثار تو کنم — جان چاکر لعل آبدار تو کنم
گر با من دل خستہ برائے نفسے — دل بندۂ زلف تابدار تو کنم

کوئی تحیر کے عالم میں اشارۃً یوں بتاتا۔

فدا جن کی ہر ادا پر ہر نبی ہیں — یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے — یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
انہیں سے ٹھیک ہے سامانِ عالم — انہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں — انہیں پر جان صدقہ کر رہے ہیں
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا — انہیں کے در سے ہے سب کا گذارا
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد — یہی سنتے ہیں ہر بیکس کی فریاد

کوئی جان باختہ بے ساختہ یوں زبان پر لاتا۔

ندیم آپ کے خدمت گذار ہم بھی ہیں — بس اک نگاہ کے اُمیدوار ہم بھی ہیں

کوئی گدا اُس بادشاہ دوسرا کا یوں صدا دیتا۔

فقیر و جھولیاں اپنی سنبھالو — بڑھو سب حسرتیں جی کی نکالو
پکڑ لو ان کا دامن بے نواؤ — مرا ذمہ ہے جو مانگو سو پاؤ
چلو تو سامنے پھیلا کے دامن — یہ سب کچھ دیں گے خالی پاکے دامن

معجزہ کا معنی

معجزے کے معنے خرق عادت کے ہیں جو مدعی رسالت سے ظہور میں آئے اور جو غیر نبی سے واقع ہوتا ہے یعنی جس سے ولایت عبارت ہو وہ کرامت کہلائی جاتی ہے۔ جو عوام مومنین سے ظاہر ہوا سے معونت کہتے ہیں۔ جو فاسقوں اور کافروں سے واقع ہوتا ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کے یوں تو بہت سے معجزے نہایت عجائب وغرائب ہیں کہ اور انبیاء مرسلین کو اُس میں شرکت نہیں تاہم واقعہ معراج نہایت ہی بزرگ ترین معجزات سے ہے۔

تفسیری نکات

آیۂ کریمہ " سبحن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً " میں ارشاد ہوتا۔ پاک وافضل اور برتر ہے۔ وہ ذات کہ لے گیا اپنے بندہ کو،

" اسریٰ " رات کے سفر کو کہتے ہیں۔

" بعبدہٖ " عرب کے محاورہ میں عبد غلام یا بیٹے کو کہتے ہیں۔ اور غلام بھی کیسا جو بیٹے سے بڑھ کر محبوب اور پیارا ہو۔ خدا کا بندہ ہونا یا بندہ کہلانا ایسی ویسی شرافت نہیں

ہے۔ اتنے بڑے احکم الحاکمین کا عبد ہونا یہ ایک بڑی بزرگی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو عبدیت کی شان نہایت مقبول اور پسندیدہ ہے۔ اس لئے اکثر مقامات پر حضور ﷺ کو عبدیت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

غرض یونہی ارشاد ہوا کہ بلایا اپنے بندہ کو بلکہ لے گیا یعنی بلانے اور لے جانے والا بھی ساتھ تھا اور لے گیا جبرئیل امین کا ہونا ایک بہانہ تھا۔

کتاب وخط ہی کے دھوکہ میں رہ گئے اغیار — وہ یار آپ ہی آیا تھا نامہ بر ہو کر

"بِعَبْدِهٖ لیلاً" رات کے ایک جز حصے میں۔

"لیلۃً" اگر ہوتا تو اس کے معنی یہ ہوسکتے کہ ساری رات کی رات سفر میں صرف ہوگئی لیکن یہاں آنا فانا جانا ہوا حتیٰ کہ کنڈی حجرہ مبارک کی ہل رہی تھی۔ بستر شریف ہنوز گرم تھا۔

اس واقعہ کے اکثر ارباب عقل منکر ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کیا مشکل ہے۔ غرض ارشاد ہوتا ہے کہ لے گیا اپنے بندہ کو مختصر حصہ رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک حضور ﷺ کا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا جانا تو کتاب اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے اور منکر اُس کا کافر ہے اور وہاں سے آسمان پر آپ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے منکر اس کا بدعتی اور فاسق ہے۔

جمہور علماء وصحابہ اور تابعین سب کو اس پر اتفاق ہے کہ وجود اسریٰ و معراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔ اور بعضے اس طرف گئے ہیں کہ معراج روح کے ساتھ خواب کی حالت میں ہوئی ہے اور اس پر تو سبھی کا اتفاق ہے کہ رویائے انبیاء وحی ہے۔ کہ اس میں شک وشبہ کو دخل نہیں ہے۔ ان کے دل جاگتے رہتے ہیں۔

عارفین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ۳۴ مرتبہ معراج ہوئی ہے ایک تو مجسم حالت بیداری میں اور باقی روح کے ساتھ خواب میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ: یہیں پر عقول متوسط والوں کے اعتراض کا جواب بھی ہے۔ توپ کا گولہ ذرا سی بارود اور آگ کی حرکت سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے۔ اگر حضور ﷺ مثل اور نبیوں کے معراج کے لئے استدعا کرتے یا مرضی سے جاتے تو آنا فانا جانا اور آنا کسی حد تک غیر ممکن بھی ہوسکتا تھا لیکن حضرت نہ تو اپنی خواہش سے گئے اور نہ تن تنہا بلکہ سبحان الذی کا اطلاق تو اس پر ہے کہ حضور ﷺ کو لے جانے والا کوئی اور ہی تھا وہی جو پاک و افضل سب سے اعلیٰ اور برتر ہے دوسرے یہ کہ کسی غیر ملک میں اجنبی یا غیر مذہب لوگوں سے ریل یا تار برقی کا تذکرہ کیا جائے کہ ایک انجن ایسا تیار ہوا ہے کہ مہینوں اور سالوں کا سفر ہفتے اور چند دنوں میں طے ہو جاتا ہے یا لاکھوں کوس کی خبر چند منٹ میں آسکتی ہے تو انہیں اس قصہ معراج سے کہیں زیادہ تعجب ہو۔

اعتراض اور جواب

اس واقعہ معراج کی نسبت بعض اعتراض کرتے ہیں کہ سفر بیداری میں مسجد الاقصیٰ تک ہوا جیسا کہ آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے اب اگر اس کے بعد بھی جسم کے ساتھ واقع ہوا ہوتا تو اس کا ذکر فرمادیا جاتا لیکن آیۃ کریمہ میں ذکر مسجد اقصیٰ کی تخصیص بجہت وقوع خلاف ونزاع اور انکار قریش واقع ہوئی ہے اور ان کا حضور ﷺ سے استفسار علامت ونشانی اور آپ سے امتحان لینے کی وجہ سے قولہ سبحانہٗ وتعالیٰ "لنریہ من آیاتنا" دکھائیں اپنی قدرت کے نمونے معراج سموات سے ہے۔ اور اگر حالت خواب میں معراج ہوتی تو کفار کیوں دھوکہ میں پڑ جاتے اور سوالات کرتے کہ دوسرے یہ کہ اسریٰ کا اِطلاق خواب پر نہیں ہوتا اس لئے جبکہ سفر مسجد اقصیٰ تک بیداری

میں ہوا تو معراج بھی یقینی حالت بیداری میں روح اور جسم کے ساتھ واقع ہوئی اور بعضوں نے قول سبحانہٗ وتعالیٰ

وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس۔

ترجمہ: اور نہیں کیا ہم نے وہ نمود یعنی خواب جو دکھلائی ہم نے تجھ کو مگر لوگوں کی آزمائش کے لیے۔

سے قصہ معراج مراد لیا ہے لیکن یہ رویا حضور ﷺ کا قضیہ حدیبیہ یا واقع بدر سے متعلق ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ معراج ان کے سامنے واقع نہیں ہوئی۔ سبب یہ ہے کہ معراج حضور ﷺ کو ہجرت سے پہلے ہوئی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں ہجرت کے بعد تشریف لائے ہیں اُس وقت عمر اُن کی سات یا آٹھ برس کی تھی۔ دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بتاتے ہیں کہ "ما فقد جسد محمد ﷺ نہیں چھوڑا محمد ﷺ کا جسد مبارک جس کے معنی یہ بھی ہو سکتے کہ آپ کی روح پاک جسم سے علیحدہ نہیں ہوئی تو اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت زوجیت سے مشرف نہ ہوئی تھیں بلکہ اس وقت غالبًا پیدا بھی نہ ہوئی ہوں۔ غرض رسول اللہ ﷺ کو معراج بیداری میں ہوئی اور آپ کے دل نے چشم کو وہم میں نہ ڈالا اور جو کچھ کہ آنکھوں نے دیکھا دل نے اس سے انکار نہ کیا۔ جیسا کہ شامل کر لیا تب بندگان صالحین کو شریک فرمایا بس فرشتے کہنے لگے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

فائدہ

غرض جب حضور خاتم النبیین سید المرسلین فریادرس تشنہ کامان محضر آبرو بخش "انا اعطینك الكوثر"، نور عینین کونین ندیم حریم قاب قوسین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ روحی فداہ وہاں سے مالا مال ہو کر واپس چلے عرض کرنے لگے مولیٰ کریم ہر شخص کے لیے سفر میں تحفہ ملتا ہے میرے لیے کیا چیز عنایت ہوئی ارشاد ہوا کہ ہم نے آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی۔ جب آپ لوٹے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس سفر میں کیا ہدیہ ملا؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے لیے پچاس وقت کی نماز فرض فرمائی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کا خوب امتحان لیا ہے اور ان کا اندازہ کر چکا ہوں آپ کی امت سے اس قدر نماز ہرگز ادا نہیں ہو سکتی۔ آپ جائیے اور اللہ تعالیٰ سے نماز میں تخفیف کرائیے۔ غرض حضور ﷺ وہاں سے لوٹے اور جناب باری عز اسمہٗ کی درگاہ عالی میں التجا شروع کی وہاں سے صرف پانچ وقت کی نماز کم کر دی گئی۔ جب آپ وہاں سے چلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو پھر واپس بھیجا کہ جا کر اور تخفیف کروائیں۔ غرض حضور ﷺ بار بار جاتے اور نماز کم کراتے حتیٰ کہ یہ پانچ وقت کی نماز باقی رہ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ اس قدر بھی آپ کی امت سے ممکن نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے بار بار کہتے ہوئے شرم آتی ہے میں نے منظور کر لیا اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ارشاد ہوا کہ ہم نے ان پر پانچ وقت کی نماز کا وہی ثواب رکھا ہے کہ جو پچاس وقت کا تھا۔

حضرات صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ طرفین کو یہ بات تو معلوم تھی ہی کہ تعین نماز کا پانچ وقت ہوگا لیکن اس تاخیر میں حبیب کو محبوب کے ساتھ گفتگو کرنے کا ایک موقع

ہاتھ آگیا تھا کہ چلتے چلتے نماز کے بہانہ سے کچھ دیر بات چیت ہوتی تو اللہ اکبر جل جلالہٗ وعم نوالہ۔

معراج کی شب نبی کا جانا آنا — اس کے نزدیک جو رگِ جان سے بھی پاس
جانا تھا نفی وہاں سے آنا اثبات — یہ دَور تھا سحر ذکر پاس اِنفاس

مشرکین کا انکار

جب آپ معراج سے لوٹے تو دوسرے دن حضور ﷺ متحیر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ قصہ معراج لوگوں سے کس طرح کہوں یہ کفار کس طرح باور کریں گے کہ ان لوگوں نے دیکھا اور حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا کوئی آج عجیب بات بتانے والے ہو جس کی وجہ سے تم کو سکوت ہے آپ نے فرمایا ہاں اگر تم یقین کرو تو میں تم سے معراج کا قصہ کہوں غرض حضور ﷺ نے ان سے سارا قصہ معراج کا بیان فرمایا کفار ہنسنے لگے اور تکذیب حضور ﷺ کی شروع کی ابو جہل نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آج اپنے دوست کی باتیں سنو تو تم بھی تعجب کرو گے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں جا کر نماز پڑھی اور یہ یہ کچھ دیکھا اِس بات کو تم یقین کرو گے آپ نے کہا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ زیادہ عجائبات پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ میں آسمان پر گیا اور لوٹ گیا تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں چہ جائیکہ بیت المقدس تک جانا۔ اُسی روز سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔ پھر کافروں نے امتحاناً حضور ﷺ سے بیت المقدس کے متعلق اپنے قافلہ کے حالات دریافت کرنے شروع کئے جس کے سلسلہ میں حضور ﷺ سے معجزہ ردِ شمس کا ظہور میں آیا۔ جس کا بیان پہلے واقع ہو چکا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم۔

O=O=O

دیدارِ خداوندی

صحابہ اور تابعین نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ حضور ﷺ "و اصحابہ وازواجہ وسلم" نے شب معراج میں حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نہیں دیکھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لا تدرکہ الابصار وھو یدرك الابصار وھو اللطیف الخبیر۔

لیکن شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب چشم واحد ہو تو نہ دیکھنا کیا معنی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اقرار کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا دیکھا محمد رسول اللہ ﷺ نے پروردگار کو شب معراج میں۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک آپ نے دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے عطا کیا خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور رویت حضرت محمد ﷺ کو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بخدا دیکھا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اور محدثین یہ بھی کہتے ہیں کہ معراج اتم مقامات واقصیٰ حضور ﷺ سے ہے۔ کہ کسی انبیاء مرسلین کو نصیب نہیں ہوئی مقام تعجب ہے کہ ایسی جگہ جہاں کوئی نہ پہنچا ہو لے جا کر اپنے دیدار سے محروم رکھیں اور حضور ﷺ اس بات سے راضی ہو جائیں اگر چہ معنی رضائے الٰہی اور کمال بندگی اور ادب کے یہی ہیں کہ سوال نہ فرماتے اور ذوق کلام الٰہی سے مست ہو جاتے۔ لیکن حضور ﷺ کا حضرت ایزدی کے نزدیک کمال محبوبیت کا ہے کیسے ہو سکتا

ہے کہ حجاب حائل رہ جاتا۔

ہزار پردے میں مشتاق دیکھ لیتے ہیں　　اُسے حجاب تھا موسیٰ کو تو حجاب نہ تھا

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف بوجہ سوال اور طلب کے محروم دیدار ہے۔ جیسا کہ کبھی بے طلب اور بلاخواہش عطاو بخشش ہو جاتی ہے اور کبھی ہزار ناک رگڑیئے اور لاکھ التجا کیجئے مگر وہاں ہر خواہش رد اور ہر طلب نامقبول اور بعض ارباب طائف لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا محروم دیدار رہ جانا اس وجہ سے تھا کہ یہ نعمت کبریٰ ہمارے حضور ﷺ کے حصہ کی تھی اور آپ اس وقت تک مشرف برویت الٰہی نہ ہو چکے تھے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناکام واپس ہوئے۔ فقط

O=O=O

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

۱۲۔ ربیع الاوّل

ولادت یا وصال؟

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

فہرست

☆=☆=☆

آہ! حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ و پے میں مستی کردار خون کی طرح محوِ گردش ہو جن کا قلب عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار جن کی صورت و سیرت سنت نبوی کی علمی تصویر ہوں جن کا کردار و گفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف و تالیف کی جان بہرصورت اپنے فرسن کمالات کے خوشنہ حسینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت اور حق گوئی و بیبا کی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، ہر سوز جان قہاری و غفاری اور قدوسی و جبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ کو میسر رہے۔ امت بحفاظت تمام سوئے منزل محوِ فرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینۂ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغۂ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت استاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر پائے آبدار سے لبریز کر رکھا تھا۔ آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشواء سچائی کے خوگر، امن و آشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی، علم و فضل کمال اور عجز و انکساری کے پیکر تھے۔ غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری ژوف نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، ارست فکر، صبر و رضا، حلم و حیاء، زہد و تقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔ فی الجملہ حضور

فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہم جہت شخصیت تھے۔ جس سمت سے دیکھا باکمال نظر آئے۔ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کرسکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم ﷺ اکیلے کر دکھایا۔ آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا متقی ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام عطیہ خداوندی سے محروم ہوگیا وہ سایہ جو امت مسلمہ پر افگن تھا اُٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

☆=☆=☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین۔

اما بعد!

ہمارے دور میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاوّل کو جلسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اس کے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو تو حضور پاک ﷺ کی وفات ہے لہٰذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو نہیں ۹ ربیع الاوّل کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاوّل کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۴سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاوّل کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک وشبہ پیدا ہوگا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت ومحبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاوّل کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش وجنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاوّل ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی ﷺ کو بند کرنا ہے لیکن:

ایں خیال است ومحال ست جنوں

وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاوّل شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور ﷺ کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کے لیے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے؟

O=O=O

مقدمہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمند اُلو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ: آغاز بہار تھا کہ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوا میں کیف و مستی کی کیفیت تھی مگر عقلمند اُلو ایک ویران جگہ اداس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوۃ وسلام کے تحفے نچھاور کیے جا رہے تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر عین صبح کے وقت جو حضور کی ولادت و باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہا تھا کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اویسی غفرلہ اہل انصاف سے گذارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسورنے والے ربیع الاوّل شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سنیوں کے کان کھائیں گے۔ ان کے علاج کے لیے فقیر کے رسالہ ھذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اس کی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کے لیے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاوّل کو بڑے شد و مد

سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المومنین تصویر حزن و ملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے ۔مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مرتب نقشے سے اس دعویٰ کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاوّل بروز پیر ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا تھا۔

البدائیہ والنہایہ جلد۲ ص ۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے۔

حین لعن و حین اھبط وحین ولد رسول اللہ ﷺ وحین نزلت فاتحۃ الکتاب۔

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاوّل کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اظہار مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا

(۱)..... قال یعقوب بن سفیان عن یحییٰ بن بکیر عن اللیث انه قال توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لیلۃ خلت من ربیع الاوّل۔ (البدایۃ والنہایہ ص ۳۵۱ جلد۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاوّل کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲)..... علامہ محمد بن سعد محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ یوم

دوشنبہ ہوئی۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳)..... امام ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاوّل کو کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا۔ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم خمیس (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے انتیس دنوں کے یا بعض انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں آتا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۴۰ جلد۲)

(۴)..... نواب صدیق حسن خاں نے لکھا وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ (شمامہ عنبریہ ص ۸۰)

(۵)..... مولوی اشرف علی تھانوی ...... اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کو تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہوکر بارہ ربیع الاوّل دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ (نشر الطیب ص ۲۴۱)

(۶)..... ابوالکلام آزاد اپنے مقالات کا مجموعہ "رسول رحمت" جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارموے کی روشنی میں لکھتے ہیں حساب کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱)..... ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاوّل کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاوّل کو۔

(۲)..... ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاوّل کو اور ۹ ربیع الاوّل کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱۔	ذی الحجہ ۳۰، محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
۲۔	ذی الحجہ و محرم ۲۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۳۔	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۴۔	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
۵۔	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
۶۔	ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاوّل ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہوسکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کرلیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاوّل ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے۔ (رسول رحمت ص ۲۵۴)

نوٹ: اس کے علاوہ بے شمار حوالہ جات پیش کیے جاسکتے ہیں اہل انصاف کے لیے اتنا کافی ہے اور ضدی کے لیے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سُرور

جس کا کوئی عزیز مرجائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے

ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے فرحت و سرور ہوتا ہے۔ ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال: ...... اس دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اور اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب: ...... امت کے حق میں حضور پاک ﷺ کی ولادت اور رحلتِ اطہر دونوں رحمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لیے باعث خیر ہیں۔

حیاتی خیر الکم وموتی خیر لکم

(شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۹)

دوسرے مقام پر اس کی حکمت ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا کرکے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کردیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کرکے ہلاک کردیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے:

اذا ارادالله رحمة بامة قبض نبيها قبلها فجعله لها فرطا و سلفهاواذا اراده هكلة امة عذبها ونبيها حي فاهلكها وهو ينظر فاقر عينيه بهلكتها حين كذبوه و عصوا امره۔ (مسلم)

فائدہ

مذکورہ حدیث میں لفظ ''فرط'' کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اصل الفرط ھوالذی یتقدم الواردین یھیئ لھم مایحتاجون الیہ عند نزولھا فی منازلھم ثم استعمل لشفیع فیمن خلفہ۔ (مرقاۃ)

ترجمہ: ''فرط'' کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لیے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لیے حضور پاک ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پا گئی کہ امت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمت عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقیقۃ عند الولادۃ وھی اظھار شکر و فرح بالمولود ولم یامر عند الموت بذبح ولا بغیرہ بل نھی عن

النیاحۃ و اظھار الجزع فدلت قواعد الشریعۃ علی انہ یحسن فی ھذا الشھر اظھار الفرح بولادتہ ﷺ دون اظھار الحزن فیہ بوفاتہ۔ (حسن المقصد فی عمل المولد الحاوی للفتاوی)

ترجمہ: شریعت نے ولادت کے موقعہ پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاوّل شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔

(تواریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضان رحمت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

لیس ھناک موت ولافوت بل انتقال من حال الی حال۔ (مرقات)

ترجمہ: کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

O=O=O

صحابہ وآئمہ رضی اللہ عنہم کے اقوال

ولادت ۱۲ ربیع الاوّل یا ۹؟

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاوّل کو مناتے چلے آرہے ہیں۔ اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاوّل ہی کو نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔

بعض مورخین نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا ان کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوتی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بیشمار ملتی ہیں۔ لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔ انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاوّل کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولین کتاب میں یہ تاریخ

نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاوّل کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز

دین ودنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابل قبول ہے کہ بات وہی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرے جس میں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت کریمہ ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاوّل ۵ ربیع الاوّل ۱۰ ربیع الاوّل تمام اقوال ناقابل قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلاف تحقیق یا مؤوّل ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا:

> عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر و ابن عباس انهما قالاولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل۔

ترجمہ: ’’عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔‘‘

فائدہ

اس حدیث کے راوی ابوبکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظِ حدیث تھے۔ ابوزرعہ رازی المتوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔ ’’میں نے ابوبکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظِ حدیث نہیں دیکھا‘‘۔

محدث ابنِ حبان فرماتے ہیں

ابوبکر عظیم حافظِ حدیث تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ ان کی جمع وتدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ابنِ ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط واتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ کسی اور دن ہوئی ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور پاک ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْهِ وَانْشُرْ عَنْهُ۔

''اے اللہ اِن کو برکت عطا فرما اور اِن سے نورِ علم پھیلا''۔

(۲)..... محمد بن اسحاق کا قول

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے ''مغازی'' تو لکھی جاچکی تھیں۔ مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابنِ اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ''کتاب المغازی'' ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی ''المبتداء'' ''المبعث'' اور ''المغازی'' پہلے حصے میں

اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ حضور ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق، رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وُلد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاوّل، عام الفیل۔ (سیرت بن ہشام)

ترجمہ: ''حضور ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے''۔

فائدہ

ابن اسحاق امام زُہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے ''رسول نمبر'' نے یہ مسئلہ حل کردیا۔ ''رسول نمبر'' جلد اوّل میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہوروِتس JOSEPH HOROVITZ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے''۔

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اُردو ترجمہ نور الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے ''رسول نمبر'' کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔ (۱)

(۱)..... اب اس کتاب ترجمہ حضرت مولانا اطہر نعیمی صاحب نے سیرت رسول پاک ﷺ کے نام سے کیا۔ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور نے شائع ہے۔ (محمد عبدالاحد قادری)

سیرت ابنِ اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پر وفیسر (A.GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ھ میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday , 12 Rabi-ul-awwal, in the year of the Elephant.

ترجمہ: "پیغمبرِ خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے"۔

(۳)......ابنِ ہشام کا قول:

حضرت ابو محمد عبد المالک بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے "سیرت ابنِ ہشام" میں لکھا ہے۔ "رسولِ خدا پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی"۔

"سیرت ابنِ ہشام" ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(۴)......ابی الفداء اسماعیل ابن کثیر کا قول

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ "السیرۃ النبوۃ" میں رقم طراز ہیں:

و رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر و ابن عباس انھما قالا ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاوّل وھذا ھو المشھور عند الجمھور۔

علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی"۔

نوٹ......مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵)......علامہ ابن جوزی کا قول

ابو الفرج عبد الرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰۔۵۹۷ھ) نے "الوفا" میں لکھا ہے۔ "آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاوّل کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارھویں رات کو ولادت ہوئی"۔ علامہ ابن جوزی نے حضور پاک ﷺ کے حالات پر ایک کتاب "تلقیح فہوم الاثر" بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۲۹ء میں مفید حواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاوّل کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابن جوزی نے "مولد النبی" کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبد الحکیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنو سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

"تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک

یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے''۔

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ ۲، ۸ اور ۱۰ ربیع الاوّل کے بارے میں اقوال نقل کیے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاوّل پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(۶)...... شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

شارح بخاری نے لکھا ہے:

وکان مولدہ لیلۃ الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاوّل۔

ترجمہ: ''آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں ہوئی''۔

(۷)...... علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

المشہور انہ ﷺ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل وھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی۔ (شرح مواھب)

ترجمہ: ''مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے''۔

(۸)...... علامہ احمد موسیٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

احمد موسیٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''التاریخ العزلی القدیم والسیرۃ النبویۃ'' سعودی عرب کی وزارۃ المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

ولد رسول الکریم محمد ﷺ فی مکۃ المکرمۃ فی فجر یوم الاثنین لثانی عشر عن ربیع الاوّل الموافق، ۲۰ نیسان (اپریل) ۵۷۱م و تعرف سنۃ مولدہ بعام الفیل۔

ترجمہ: ''رسول کریم محمد مصطفےٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے''۔

(۹)...... علامہ ابراہیم الابیاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

''مہذب السیرۃ النبویۃ'' میں رقم طراز ہیں:

وولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاوّل، عام الفیل

''رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے''۔

(۱۰)...... علامہ ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ نے ''عیون الاثر'' میں لکھا ہے:

وولد سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل عام الفیل۔

ترجمہ: ''ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع

الاوّل کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے"۔

(۱۱)......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

(۱۱)......امام محمد غزالی نے "فقہ السیرۃ" میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے:

سنۃ ۵۷۰ مفی الثانی عشر من ربیع الاوّل ۵۳ ق۔ھ

"یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت۔

(۱۲)......ڈاکٹر عبدہ یمانی کا قول

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی نے اپنی کتاب " عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُمْ مَحَبَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔

یقول ابن اسحاق شیخ کتاب السیرۃ(ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاوّل عام الفیل)

ترجمہ:" ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفیل کے مہینے میں ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا"۔

(۱۳)......ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقم طراز ہیں:۔

واما ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد کانت فی عام الفیل، ای العام الذی

حاول فیہ ابرھۃ الاشرم غزو مکۃ وھدم الکعبۃ فردہ اللہ عن ذلک بالایۃ الباھرۃ التی وصفھا القرآن، کانت علی الارجح یوم الاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاوّل۔

ترجمہ:" جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبے کو گرادے۔لیکن خداوند عالم نے کھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں"۔

(۱۴)......ابوالحسن علی الحسینی الندوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابوالحسن علی الحسینی الندوی رحمۃ اللہ علیہ نے "قصص النبیین" کی جلد پنجم موسوم بہ "سیرۃ خاتم النبیین" میں لکھا ہے:

وولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یوم الاثنین الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاوّل عام الفیل۔

ترجمہ:" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے"۔

(۱۵)......امام سید جمال حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

محدث جلیل سید جمال حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۸۰ھ میں " روضۃ الاحباب"، لکھی انہوں نے ولادتِ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا:

ترجمہ:" مشہور قول یہ ہے کہ اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہا

آپ ﷺ ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاوّل مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاوّل کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نوشیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے''۔

(۱۶)...... شیخ نجدی (بانی نجدیت) کا قول

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ''مختصر سیرت الرسول'' میں لکھتے ہیں:

وولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاوّل، اختاره وقیل لعشر منه، وقیل لاثنتی عسرة خلت منه

ترجمہ: ''حضور پاک ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاوّل کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔''

نوٹ: مخالفین ہمیشہ عوام کو اکساتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اوّل کے لختِ جگر کا ہے اس کو بھی مان لو۔

(۱۷)...... علامہ ابن خلدون کا قول

عظیم مؤرخ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے ''سیرت الانبیاء'' میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل ۵۷۰ کو ہوئی۔

(۱۸)...... علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

طبری نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹)...... طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین ﷺ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(۲۰)...... مولوی سیّد محمد الحسنی ایڈیٹر ''البعث الاسلامی'' نے ''نبی رحمت'' میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کی دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱)...... علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔ علامہ نبہانی جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشق رسول تھے۔ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے ہمعصر تھے۔ ان کی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔

(۲۲)...... مشہور عالم دین الشیخ المصطفےٰ الغلایینی (المتوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر مکتبہ اسلامیہ بیروت اپنی تالیف ''لباب الخیار فی سیرۃ المختار'' میں رقم طراز ہیں:

''ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو عالم مادی آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا''۔

نوٹ

علامہ مصطفےٰ الغلایینی جماعت اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔ اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر ''پیش لفظ'' ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر مودودی کو بارہ ربیع الاوّل کے دن حضور اکرم ﷺ

کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ وتقریظ میں اس کا اظہار کرتا۔ لیکن مودودی نے بارہ ربیع الاوّل کو یوم ولادت مصطفےٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کا یوم ولادت مانتی ہے۔ مصر کے سیرت نگار سرکار دو عالم ﷺ کی ولادتِ پاک ۱۲ ربیع الاوّل ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیر کی کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳)......ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے ''حیاتِ محمد'' میں تحریر کیا ہے۔

والجمهور علی انه ولد فی الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل۔

ترجمہ: ''اکثریت کے نزدیک حضور ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی''۔

(۲۴)......شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف ''محمد رسول اللہ'' میں رقم طراز ہیں:

ترجمہ: ''بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہل مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے''۔

نوٹ

شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد یہ بات لکھی

ہے وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ وعلماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵)......مصر کے شہرۂ آفاق عالم شیخ محمد ابوزہرۃ اپنی تالیف ''خاتم النبیین'' میں لکھتے ہیں:

والجمهرة المعظی من علماء الروایة علهان مولده علیه الصلوة والسلام فی ربیع الاوّل من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر عنه۔

(۲۶)......علامہ محی الدین خیاط مصری نے ''تاریخ اسلام'' میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷)......انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان ''رسول اکرم اور انسانی معاشرہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے''۔

(۲۸)......جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے (The Muslim Digest) کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلو اپنے مضمون بعنوان ''تین عیدیں'' میں رقم طراز ہیں۔

The 12th of lunar month of Rabi-ul-Awwal

is Commonly taken to be the date of the birth of Prophet.

ترجمہ: ''قمری سال کے ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ (رسول نمبر ص ۶۴۹)

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاوّل نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۹)..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سُرور المحزون ترجمہ نُور العُیون ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ ولادت حضور ﷺ روز دوشنبہ مستحق شد از شہر ربیع الاوّل از سالے کہ واقعہ فیل دراں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم وبعض گفتہ اند بتاریخ سوم وبعض گفتہ اند بتاریخ دوازدہم''۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے ''سیّد المرسلین'' کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا ''حضور ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاوّل کی نو تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ''سیرت الرسول'' کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔ ''جس سال واقعہ فیل پیش آیا، اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن حضور ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری بعض نے

تیسری اور بعض نے بارھویں تاریخ بیان کی ہے۔

راز فاش

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی علمی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اس کے اپنے بھائی نے۔ دارالاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدلنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہودیانہ سازش ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب التحقیق الجلی فی مسلك شاہ ولی۔

(۳۰)..... ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کاکوروی کی کتاب ''تواریخ حبیب اللہ'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''اردو زبان میں سیرت مبارکہ شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے علامہ عنایت احمد کاکوروی ایک جید عالم تھے، انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ''مواقع النجوم'' لکھی اور ''ملخصائے حساب'' بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاوّل میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے مؤقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ کاکوروی نے ۷ شوال المکرم ۱۲۷۹ھ کو حالت احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱)......سر سیّد احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب ''سیرت محمدی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ حضور ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کے چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے''۔

''خطبات لاحمدیہ علی العرب والسیرۃ الاحمدیہ'' کے انگریزی ترجمہ Life of Muhammad Birth and Childhood of Muhammad) (حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے۔

Oriental historian are for the most part of opiton that thhe date of Mohammad`s birth was 12th of Rabi 1, in the first year of elephant or fifty five days after the attack of Abraha.

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ حضور ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲)......مفتی شفیع دیوبندی کا قول

مولانا مفتی محمد شفیع کی ''سیرت خاتم الانبیاء'' بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلیو میرے نام کردیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ مولوی

عزیز الرحمٰن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے۔ مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجازِ محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات وواقائع کو جمع کردیا ہے۔ حسین احمد مدنی نے لکھا'' میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پا کر نصاب میں داخل کرچکا ہوں'' مولوی انور شاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تقاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ ''سیرت خاتم الانبیاء'' میں ہے۔

الغرض جب سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کی مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم واولادِ آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروزِ عالم ہوتے ہیں۔''

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں

اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں۔ مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البزار نے اس پر اجماع نقل کردیا۔ اور اسی کو کاملِ ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے۔ یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالعے ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔

دیوبندی گروہ سے فقیر اُویسی کا سوال

یہ تمہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرمارہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود فلکی غیر معروف جس کی تائید صرف شبلی کررہے ہیں جس کی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کو تھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔ اب سوال ہے کہ کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شبلی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ

فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ناظرین

خدارا انصاف فرمایئے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور علمائے محدثین و مفسرین اور فقہا و مؤرخین ہیں ایک طرف تنہا چند غیر معروف نجومی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔

محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ حضور ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاوّل یوم ولادت ہے۔ لیکن

دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کو مکی لکھتے ہیں جبکہ حفیظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے۔ جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی کی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ''نتائج الافہام'' کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائی کورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہوسکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اس کی نفی کردیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کررہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کرسکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعات وعلوم فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گرین وچ آبزرویٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان

کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا۔ اِس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا لیا وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سنِ ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاوّل ۱۷ھ (۶۳۸ء ۲ جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعثتِ نبوی سے قبل عرب میں کوئی قاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں ردّوبدل کرلیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنادیا کرتے تھے۔ صاحب ”فتح الباری“ نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

بعض محرم کا نام صفر لکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کردیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی

بنادیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنادیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنالیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلانِ نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسیٔ کی گئی۔ مولوی اسحاق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ”سیرتِ نبوی کی توقیت“ میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ ا ہجری سے ۱۰ ہجری تک نسیٔ کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش وکوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ میں پیش کیا جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کن سالوں میں نسیٔ کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔ قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں۔

It is not, however, possible to make pre-Islamic Calender.

”جاہلی تقویم کا بنانا بہرحال ناممکن ہے۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام، تابعین اور مؤرخین کی روایت کو درست تسلیم کرنا پڑیگا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی

سعیٔ لاحاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اہل زیچ (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ وتابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی

فقیر نے صحابہ وتابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کیے ہیں وہ بارہ ربیع الاوّل کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاوّل۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول جھٹلایا جا سکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ کس کو علم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

ترجمہ: ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے''۔

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

ترجمہ: ''اللہ اُن (صحابہ) سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی

ہوئے''۔

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبًا، واعمقها علمًا واقلها تكلفًا اختارهم الله بصحبة نبيه واقامة دينه۔

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لیے اور اقامتِ دین کے لئے چنا تھا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت لکھا ہے۔ حضور پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

''جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا''۔

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علماء کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کا استدلال کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہیں کہ حضور ﷺ عام الفیل میں حملہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی قول صحیح ترین قول ہے۔

علامہ سہیلی، حافظ ابن کثیر، مسعودی کے مطابق "واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی" سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔

طبقات ابن سعد میں ہے:

فبین، الفیل وبین مولد رسول اللہ ﷺ خمس و خمسون لیلۃ۔

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں"۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر "فتح العزیز" میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔ جس سال یہ واقعہ گزرا ہے اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۵۵=۲۵+۳۰) بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے۔

محدث جلیل سید جمال حسینی مصنف نے "روضۃ الاحباب"

سر سید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا لشکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایت کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں "ابرہہ کی آمد تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل آتا ہے۔ ۱۳-۳۰×۱۲=۵۵ ثابت ہو گیا کہ یوم ولادت سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مورخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا۔ ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علامہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاوّل ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحب لولاک، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

نبی پاک ﷺ کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ و تابع تابعین کی صریح عبارت کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاوّل کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جارہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاوّل پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کے لیے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذشذفی النار۔ (ابن ماجه)

ترجمہ: ''بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائے گا''۔

(۲) ان الله لا یجمع امتی علی ضلالة۔ (ترمذی)

ترجمہ: ''بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دے گا''۔

(۳) ید الله علی الجماعته و من شذشذفی النار۔

ترجمہ: ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا''۔ (ترمذی)

مسلمانو! بتاؤ ۱۲ ربیع الاوّل ولادت رسول ﷺ میں جملہ مسلمانانِ عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نجومی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

اکیلی بکری بھیڑیئے کی غذا

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دور والی کو پکڑتا ہے اسی لئے اے امتیو گھاٹیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

آخری گذارش

مسلمانو سوچ کر فیصلہ فرمایئے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو پیدائش رسول ﷺ کی دھوم مچی ہوتی ہے صرف چند ٹوٹر منہ بسور کر بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقت ولادت عرش تا فرش ساری مخلوق رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منارہی تھیں صرف ابلیس بیچارہ نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

انکشاف

شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولاد آدم سے ہی میں اپنے ہمنوا بناؤں گا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو ہمنوا بنایا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ وروپ سے نبوت دشمنی پر امت مصطفویہ میں سے اولاد آدم کو اپنے ساتھ ملالیا ہمارے دور میں دشمنان میلاد کھڑے کر دیئے ان بیچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تخریب کاری کی مثلاً ابتدا شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگرچہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الاپا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع

الاوّل کو تو حضور پاک ﷺ کی وفات ہے اسی لیے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔

اہل انصاف اور اہل علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمایئے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور از صحابہ تا حال کی بات سے انکار اور ایک نجومی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ ان کے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ بہاولپور

۲۶ صفر ۱۴۱۴ھ

O=O=O

نبی الانبیاء ہیں رحمت و فضل خدا یارو
ہمیں فلیفرحوا فرماتا ہے رب العلیٰ یارو

ہے مطلب عید کا' یوم مسرت کے سوا کیا ہے؟
ہے میلاد النبی کی عیدٗ تو عید علیٰ یارو

مناؤ عید میلاد النبی شان و تجمل سے
کہ خوشیوں کا کوئی موقع نہیں اس سے بڑا یارو

نہ در آئے کوئی مذموم بدعت جشن مولد میں
کہ بدعات سیئہ کا ہے جہنم ہی صلہ یارو

ہم ایام صحابہ بھی عقیدت سے مناتے ہیں
ہم اچھے کام کو ہرگز نہیں کہتے برا یارو

انہیں نفرت ہے میلاد النبی کے جشن سے اتنی
کہ شیطان کی طرح کرتے ہیں واویلا بڑا یارو

بڑا دکھ شیخ نجدی کو ہے اس روشن حقیقت سے
کہ چمکا ہے زمانے بھر میں اسم مصطفیٰ یارو

جو جلتے ہیں میلاد مصطفیٰ کا دیکھ کر چرچا
ہمیں کیا' چاہے ہو جائیں وہ جل جل کر فنا یارو

خدا آباد رکھے مصطفیٰ کے نعت خوانوں کو
بڑے خوش بخت ہیں سرکار کے مدحت سرا یارو

باعث صد خیر و برکت عید میلاد النبی
ہے سراسر ابر رحمت عید میلاد النبی

آج کا دن لے کے آیا ہے جلو میں رحمتیں
ہے یہ دل افروز ساعت عید میلاد النبی

آج چمکا ہے سر فاران اک مہر منیر
نور زا روز سعادت عید میلاد النبی

مشرق و مغرب ہوئے روشن اندھیرے چھٹ گئے
ہوگئی کافور ظلمت عید میلاد النبی

دل فگاروں کی تسلی کیلئے پیغام نو
ہے سکینت در حقیقت عید میلاد النبی

جو غلامی کے شکنجے میں پڑے تھے ہر طرف
ان کی آزادی برأت عید میلاد النبی

تھے گرفتار ضلالت عہد عیسیٰ سے جو لوگ
آگئی ان کی ہدایت عید میلاد النبی

بے کسوں کو جس نے بخشا ہے جہانبانی کا گر
وہ نشان فتح و نصرت عید میلاد النبی

بدرؔ کامل قریۂ جاں کو منور کر گیا
تا ابد روشن سلامت عید میلاد النبی

صاحبزادہ سعید بدر قادری ۱۹۳۹ء (لاہور)

فہرست

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ”اے نبی آگاہ کر دیجئے اللہ کے فضل ورحمت پر ہی خوشی منایا کرو کیونکہ یہ ہر اس شے سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو“۔ (سورۃ یونس)

الحمدللہ ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور فضل ہیں۔ جب بھی سرکار کے میلاد کا مہینہ آتا ہے کچھ بدعقیدہ لوگ اپنی قلبی منافقت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میلاد منانا، جلوس نکالنا، ولادت کے عجائبات بیان کرنا، مساجد اور گلیوں، محلوں کو روشن کرنا، لنگر تقسیم کرنا، صلاۃ و سلام پڑھنا، خوشی کرنا بدعت اور گناہ ہے۔ خیر القرون میں اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے اور بارہ ربیع الاوّل وفات کا دن ہے ان بدعقیدہ لوگوں کو بتانا چاہیے کہ ہم اہلسنت محفل میلاد میں کیا کرتے ہیں اس کا جواب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے کہ

”میرے نزدیک میلاد کے لیے اجتماع تلاوت قرآن، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مرتب ہوتا ہے؟ کیونکہ اس میں سرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم ومحبت اور آپ کی آمد کی پر خوشی کا اظہار ہے۔ (حسن المقصد)

مگر افسوس کہ یہ کور باطن اس برکت و ثواب اور خوشی سے محروم ہیں عداوت رسول انہیں (ان شاء اللہ) جہنم میں لے جائے گی۔

زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے حضرت علامہ مولانا نسیم احمد صدیقی دامت برکاتہم العالیہ (کراچی) نے خوبصورت انداز میں ان کو جوابات دیئے ہیں۔

کہ ان لوگوں کے یہ تمام اعتراضات بے سروپا ہیں بلکہ میلاد منانا ایک جائز و مستحسن اور باعث اجر و ثواب عمل ہے۔ مصنف کے دیگر حالات کے بارے میں مجھے علم نہیں ورگرنہ تمام حالات مصنف کے درج کرتا۔

زیرِ نظر کتاب کو اپریل 2006ء کو انجمن ضیائے طیبہ کراچی نے شائع کیا اور دوسری مرتبہ نومبر 2006ء میں۔ اب اس کتاب کو دیگر رسائل میلاد کے ساتھ زینت بناتے ہوئے قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے (یہ بات یاد رہے کہ مصنف کی اجازت کے بغیر میں نے اس کتاب کو زیادہ آسان کرنے کے لیے نئے عنوانات پیرا بندی، معمولی اضافہ اور رد و بدل کیا ہے لیکن مضامین کا اختکار نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ مصنف اور میرے لیے اور معاونین کے لیے اللہ ذریعہ نجات بنائے۔

محمد عبد الاحد قادری

گوگڑاں تحصیل و ضلع لودھراں

(حال مقیم محلہ حبیب گنج لاہور)

محرم الحرام ۱۴۳۳ھ بروز منگل بمطابق ۶ دسمبر ۲۰۱۱ء

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ
و صحبہ و ازواجہ اجمعین۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ و عز اسمہٗ نے کائنات کی تخلیق سے قبل اپنے پیارے محبوب و خلیل، رسول جلیل، تخلیق جمیل کو اظہار ربوبیت کی دلیل قرار دیا ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

لَوْ لَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ۔ (مجموعۃ الاحادیث القدسیہ)

ترجمہ: ”اے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو میں ہرگز ہرگز اپنی ربوبیت ظاہر نہ فرماتا“۔

استاذی المحترم شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد نصر اللہ خاں مدفیوضہم النورانیہ
(سابق چیف جسٹس جمہوریہ اسلامی افغانستان)

حدیث قدسی کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر ربوبیت کا ظہور نہ ہوتا تو یقیناً مربوبیت بھی نہ ہوتی کوئی شے نہ ہوتی کہ ماسوی اللہ تعالیٰ (ہر شے) اللہ تعالیٰ کے مربوب ہیں۔ خدا کا ظہور اسی نور (یعنی مصطفیٰ ﷺ) کی خاطر ہوا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ خالق عالم جل مجدہٗ نے اس مقصد تخلیق کو آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا:

ما خلقت احب الی ولا اکرم لدی منک بک اعطی وبک اخذ بک اثیب و بک اعاقب O

(شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ۔ تفسیر جلد اول صفحہ ۲)

ترجمہ:۔ میں نے آپ ﷺ کو محبوبان میں محبوب ترین بنایا ہے آپ ﷺ کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا ہے آپ ﷺ ہی کی خاطر لیتا ہوں اور آپ ﷺ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ﷺ ہی کے لیے ثواب سے نوازتا ہوں اور آپ ہی کے لیے سزا وعقاب دیتا ہوں۔"

(محمد نصر اللہ خاں، شیخ الحدیث والتفسیر: عید میلاد النبی کا مقدمہ صفحہ ۶)

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ حدائق بخشش حصہ اول، صفحہ ۱۱۱)

میلاد شریف کب سے؟

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ:۔ "میلاد منانے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اولیاء کی سنت ہے، مفسرین کی سنت ہے محدثین کا طریقہ ہے، اہلبیت نے میلاد منایا، صحابہ کرام نے میلاد منایا، حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود بیان فرمایا منبر پر کھڑے ہو کر"۔

(امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ: جامع الترمذی، جلد دوم صفحہ ۶۶۰-۶۶۷)

(امام محمد بن عبد اللہ تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوۃ شریف باب فضائل النبی ﷺ)

"ہر نبی نے حضور ﷺ کی آمد بیان کی ہے، حضور ﷺ کی آمد کا پہلا جلسہ خدا نے منعقد کیا، بیان کرنے والا خدا تھا، سننے والے انبیاء تھے، شمع محفل مصطفیٰ ﷺ تھے، موضوع آمدِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔"

"اس آیت میں حضور ﷺ کی آمد کو رب نے بیان فرمایا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجمع میں یہ سنت خداوندی ہے قرآن سے ثابت ہے۔"

(منظور احمد چشتی، مفتی وشیخ الحدیث مدظلہ، ضیائے میلاد النبی ﷺ صفحہ ۱۷-۱۸)

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، کا مظہر کب ہوا؟

میلاد النبی ﷺ کے تاریخی تسلسل کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم آگے بڑھ کر (یعنی مستقبل) میلاد شریف کی شوکت کو تلاش نہیں کریں گے بلکہ ماضی کے آئینے میں جھانکتے ہوئے پیچھے کی جانب چلیں گے تو ایک سے بڑھ کر ایک عظیم الشان اور وقار وشوکت والی محافل میلاد نظر آتی ہیں۔ اولیاء، اتقیاء، اصفیاء، صلحاء، عرفاء، رُجباء، اور نقبائے امت کی منعقدہ محافل میلاد......اور......انبیائے علیہم السلام کی منعقدہ محافل میلاد......اور جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی منعقد کردہ محفل میلاد شریف جس کی شوکت کا کوئی اندازہ و پیمانہ ہی نہیں۔ (رجوع کیجئے، راقم کی تالیف، میلاد النبی اجالے اور حوالے)

نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کی ذات وصفات کے مظہر کامل ہیں۔ وہ اللہ رحمٰن ورحیم جو وحدہٗ لاشریک ہے "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ" ہے۔ اسی ذات نے اپنے محبوب کو تخلیق فرما کر جب اپنی ربوبیت، الوہیت اور قدوسیت کے اظہار کی دلیل کامل کو اپنا عارف بنایا اسی وقت سے میلاد کا سلسلہ جاری ہوا، جبکہ اس عمل کے وقت کا تعین کرنا ممکن ہی نہیں۔

کائنات ومخلوق کو تخلیق کرنے کا راز

آیئے اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات وکائنات کو کیوں پیدا کیا؟ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

لاعرف۔

(محمود آلوسی بغدادی، شیخ المفسرین علیہ الرحمۃ۔ تفسیر روح المعانی، جلد۱۴، جزء۲۷، صفحہ۲۲ (بیروت)

ترجمہ: ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کیا۔“

یہی حدیث قدسی کلمات کے معمولی فرق کے ساتھ چار دیگر طریق سے بھی ملتی ہے۔

(۲) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت ھذا الخلق لیعرفونی فیعرفونی“

(روح المعانی، جلد۱۴، جزء۲۷، صفحہ۲۵/ سید نورالدین سمہودی علیہ الرحمۃ: انوار السنیہ)

ترجمہ: ”میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ مجھے پہچانا جائے تو میں نے اس مخلوق کو پیدا کیا، تاکہ وہ مجھے پہچانے، پس اس نے مجھے پہچانا۔“

(۳) کنت کنزا لا أعرف فخلق خلقا فعرفتھم بی فعرفونی۔ (امام عجلونی علیہ الرحمۃ: کشف الخفاء، جلد۲، صفحہ۱۷۳)

ترجمہ: ”میں خزانہ تھا مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا، پس مخلوق کو پیدا کیا تو میں نے اپنی پہچان ان کو کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا“۔

(۴) کنت کنزالم اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق و تعرفت الیھم فعرفونی۔ (فتوحات مکیہ، باب ۱۹۸، صفحہ۳۴۳)

ترجمہ: ”میں خزانہ تھا، مجھے کوئی نہیں پہچانتا تھا میں نے پسند کیا کہ مجھے پہچانا جائے سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا پس میں نے انہیں اپنی پہچان کرائی تو انہوں نے مجھے پہچان لیا“۔

(۵) کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فیعرفونی۔ (کشف الخفاء، جلد۲، صفحہ۱۷۳)

ترجمہ: ”میں پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا سو انہوں نے مجھے پہچان لیا“۔

فائدہ

امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی صوفیا کے کلام میں متفرق ہیں اقوال کے ساتھ منقول ہے اور انہوں نے اس پر اعتماد کیا ہے اور کئی اصول وضع کیے ہیں۔ (المرجع السابق)

شیخ محمد واعظ الرہاوی ”جامع المعجزات“ میں تفصیل سے کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لیے اپنے محبوب کے نور کو اپنی تجلی سے تخلیق فرمایا۔“ (جامع المعجزات، صفحہ۳)

اس کی تائید مشہور حدیث جابر سے ہوتی ہے جسے مصنف عبدالرزاق (۱۶) میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، حدیث کے ابتدائی کلمات یہ ہیں:

یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

ترجمہ: ”اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تحقیق تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی ﷺ کے نور کو اپنے نور سے تخلیق کیا۔“

یہ حدیث بہت مفصل ہے اور اس میں رسول اکرم ﷺ کے نور مقدس سے بتدریج عرش کرسی، لوح وقلم اور بہشت بریں سے لے کر آسمان وزمین اور مافیہا تک کی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاق مطلق نے تمام کائنات اور موجودات سے ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس

پہلے نور محمدی ﷺ کو پیدا کیا۔

حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نور سے اللہ پاک نے فرمایا:

" کونی محمداً فصارت عموداً من نورٍ الی العرم۔

(حضرت اکبر وارثی علیہ الرحمۃ: اصلی میلاد النبوی صفحہ ۲۳)

یعنی فرمایا کہ محمد (ﷺ) ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور بلند ہوا
کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا۔

سب سے پہلے نور

ایک اور حدیث اس طرح ہے۔

اوّل ما خلق اللہ نوری و کل الخلائق من نوری و انا من
نور اللہ۔

(امام عبدالرحمٰن بن جوزی علیہ الرحمۃ: مدارج النبوت جلد دوم، صفحہ ۲۔۱)

ترجمہ: "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو تخلیق فرمایا اور تمام مخلوق
کو میرے نور سے پیدا کیا اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔

تخلیق اوّل سے متعلق مضامین کی تائید میں اور بھی احادیث ملتی ہیں۔

کنت اوّل الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

(امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ، جامع الصغیر، جلد دوم، صفحہ ۳۰۰)

ترجمہ: "لوگوں میں باعتبار تخلیق میں پہلے ہوں اور باعتبار بعثت آخر میں
ہوں۔

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد۔

(امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ، جامع الترمذی، امام محمد بن عبداللہ تبریزی علیہ الرحمۃ، مشکوۃ المصابیح)

(امام قسطلانی علیہ الرحمۃ: مواہب الدنیہ، جلد اوّل، صفحہ ۸۸۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ: جامع الصغیر جلد دوم، صفحہ ۳۰۰)

ترجمہ: "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم جسم و روح کے درمیان تھے۔"

انی عند اللہ فی اول الکتب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل
فی طینتہ۔ (۲۲)

(امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، مسند امام احمد، امام حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ: المستدرک، جلد دوم، صفحہ ۶۰۰)

(امام محمد بن عبداللہ تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوۃ۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ: دلائل النبوت جلد اوّل، صفحہ ۸۳)

ترجمہ: "بے شک میں اللہ کے نزدیک پہلی کتاب میں آخری نبی لکھا ہوا
تھا اور حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھا۔"

بعض احادیث میں
"بین الماء و الطین"۔

(شاہ عبدالرحیم قادری علیہ الرحمۃ: شمامۃ العنبر من المولد خیر البشر، صفحہ ۱۰)

"یعنی آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے"۔

کے کلمات بھی ملتے ہیں اور بعض احادیث میں حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار
برس قبل۔ (امام علی حبی علیہ الرحمۃ: سیرت حلبیہ، جلد اوّل صفحہ ۴۹)

اور جبرائیل امین علیہ السلام کی تخلیق سے قبل نبی کریم ﷺ کی مبارک تخلیق کا پتہ چلتا
ہے۔ (المرجع السابق)

من جملہ ان احادیث کے مطالعے کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
جل شانہٗ نے اپنے عرفان (پہچان) کے لیے اپنے نور کی تجلی سے اپنے محبوب ﷺ
کے نور کو تخلیق کیا اور مقصد تخلیق حاصل ہوا کہ نور مصطفوی ﷺ نے اپنے خالق کو پہچانا
اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اوّل عابد و ساجد اور عبد خاص کا اعزاز و اکرام حاصل
کیا۔

بارگاہ ربوبیت میں سب سے پہلے سجدہ

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سب سے اوّل اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ کیا جو ستر ہزار برس کے عرصے پر محیط تھا۔ پھر اللہ کے حکم سے سر اٹھایا پھر اللہ نے نظرِ محبت فرمائی پھر محبوب شکرانہ کے طور پر سجدہ میں چلے گئے، سجدوں کا یہ عمل پانچ مرتبہ ہوا، پانچویں سجدے کے بعد خالق مصطفیٰ نے جو نظرِ محبت کی تو محبوب ﷺ اس محبت کی تاب نہ لاسکے اور شرما گئے جس کے نتیجے میں نورِ مصطفیٰ پسینہ پسینہ ہوا۔

(قارئین پر واضح ہو کہ تخلیق کائنات کے عمل کی عکاسی لفظوں میں کرنا ممکن ہی نہیں آئندہ کے مضمون میں راقم الحروف نے اپنے پڑھنے والوں کو سمجھانے کے لیے اپنے شکستہ الفاظ کا سہارا لیا ہے)

تو اللہ تعالیٰ نے انوارِ محبوب کے پسینے جمع فرمائے، محبوب نے عرض کیا: "اے میرے خالق! اس پسینے کا کیا کرنا ہے؟" فرمایا "اس پسینے سے مزید کچھ تخلیق کرنا ہے" کیا اپنی پہچان کے لیے ایسے ہی کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے جیسے اپنی معرفت کے لئے صرف تم ہو، اے میرے عابد و ساجد! کوئی تمہارے جیسا عبادت گزار اور سجدہ کرنے والا نہیں ہوسکتا، جو بھی پیدا کروں گا اسے عبادت کرنے کے لیے تمہارا اختراع کردہ اور ایجاد کردہ ہے تم موجد ہو۔ اے میرے بندۂ خاص! کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہوسکتا، میں تمہارا خالق یکتا ہوں اور تمہیں مخلوق میں یکتا بنایا ہے۔ میں نے تمہیں اپنی معرفت کے لیے بنایا ہے اسی طرح میرا ارادہ ہے کہ اب تمہاری پہچان کے لیے باقی مخلوق پیدا کروں، جس طرح تم میرے عارف ہو کہ میری پہچان کے لیے پیدا ہوئے ایسے ہی اب میں تمہارے عارفوں کو پیدا کرنا چاہتا ہوں جو تمہیں پہچانیں۔ تم میری بندگی کے

لیے کافی قرار پا جائے۔ اے محبوب! بس میں ہی تمہارے لیے (تمہارا خدا) کافی ہوں، میری ذات تمہاری روح اور حقیقت کا قبلہ اور میرا قبلہ تمہاری ذات ہے تم میری جملہ صفات اور ذات کا مظہر ہو، لہٰذا میری صمدیت کا بھی مظہر ہو، میری صفت "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" کا بھی مظہر ہو۔ اس لئے اپنی شانِ بے نیازی سے اظہار کرو کہ تمہارے لیے تمہارا اللہ ہی کافی ہے، اس لئے کہ میرے سوا کسی کا نام تم جانتے ہی نہیں اپنی تخلیق کے بعد تم نے مجھے اللہ کہا تو میں بہ اعتبارِ عرفان اور بہ اعتبارِ اسم "اللہ" ہوا یہ میرا "اسمِ ذات" قرار پایا۔ اور تمہارے عرفان کے باعث ایسا ہوا۔ اور تمہاری زبان سے یہ اسم ادا ہوا۔ میں نے تمہیں اپنا نام پکارتے سنا اور دیکھا بس تم ہی میرے عارف و عابد و ساجد...... تم میرے لیے اور میں صرف تمہارے لیے۔ اور سب کچھ ایں و آں، چنیں و چناں تمہارے لیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

(امام احمد رضا علیہ الرحمۃ)

باب اوّل کا حاصل مطالعہ

ہم اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ رب العالمین جل مجدہٗ نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی اوّل تخلیق فرمائی، بندۂ خاص بنایا، مظہرِ کامل بنایا، صرف اپنے لیے بنایا تو صرف اپنی ہی ثناء و تسبیح کا خوگر بنایا، دوسروں سے افضل بنایا، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے

محبوب کے سوا سب سے بے نیاز ہے، اسی لیے باقی مخلوق، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی توجہات حاصل کرنے اور اپنا دھیان و گیان و توجہات اور معروضات اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں بہر دو اعتبار، رسول اکرم ﷺ کی محتاج ہیں۔

اب مخلوق کی ذمہ داری ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کی ثنا و مدح میں مصروف عمل ہوں، کیونکہ اللہ رب العزت عزاسمہٗ خود اپنے محبوب کی تعریف فرماتا ہے رحمتیں اور سلامتی بھیجتا ہے۔ تو اگر ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب کی نعت و منقبت بیان کریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوگا۔

منقبت

اللہ کے محبوب کی تعریف کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب پر درود و سلام پڑھنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کی سنت پر عمل کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب احادیث پڑھنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کا حسن و جمال بیان کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کے معجزات بیان کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کا نسب شریف بیان کرنا ہی میلاد ہے
اللہ کے محبوب کی تشریف آوری کا بیان کرنا ہی میلاد ہے
اور بارہ ربیع الاوّل کو عید اکبر سمجھنا ہی میلاد ہے

(تلك عشرة كاملة)

قابل مبارکباد ہیں وہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ جو آقائے دو جہاں، سرور مرسلاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اور اس دنیا میں جلوہ گری کا جشن مناتے ہیں اور خود بھی مسرت حاصل کرتے ہیں اور عالمِ اسلام کی شادمانی کا سامان بھی کرتے ہیں۔

☆=☆=☆

باب: دوم

میلاد النبی ﷺ عقیدۂ توحید کے استحکام کا ذریعہ

قارئین محترم! یہ حقیقت ہے کہ میلاد شریف کا انعقاد سنت الٰہیہ ہے اور اس کے منانے سے عقیدۂ توحید مستحکم ہوتا ہے، اس لیے کہ ہمارا خالق، کائنات کا خالق، پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا خالق، یکتا، وحدہٗ لاشریک ہے، معبود ہے۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی کو سجدہ کرتے ہیں، ہمارے آقا مدنی تاجدار ﷺ نے بھی اسی کو سجدہ کیا اگر سجدۂ عبودیت کسی اور کو ہوگا تو شرک ہوگا جس سے عقیدۂ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے امت کو شرک سے بچانے کے لیے آقائے کائنات ﷺ نے واضح فرمادیا کہ تمام تر عظمتوں اور کمالات و معجزات کے باوصف تم کبھی مجھے سجدۂ عبودیت ہی نہیں بلکہ سجدۂ تعظیمی بھی نہیں کروگے۔

(امام بخاری علیہ الرحمۃ: حدائق بخشش، حصہ دوم، صفحہ ۷۸)

اور یہ تعلیم بھی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" ہے باقی مخلوق ایک سبب کے تحت ماں، باپ اور اولاد بنتے ہیں۔ کوئی یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ "میرا باپ یا ماں نہیں، میں یونہی خود بخود پیدا ہوگیا، میرا کوئی پیدا کرنے والا نہیں" یہ قول شرک ہے اور اس سے بھی عقیدۂ توحید پر زد پڑتی ہے، اسی لیے ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ہماری عقلوں کو راہ راست پر رکھنے کے لیے واضح فرمایا کہ میں "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" کا مظہر ہوں، "جو کسی سے پیدا نہیں ہوا اور جس کی کوئی اولاد نہیں" تو صرف اور صرف پروردگار عالم اللہ تعالیٰ ہے۔

(القرآن: پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص، آیات ۲-۳)

میں تو پیدا ہوا ہوں، میرے نسب کا بھی ذکر کرو اور میری ولادت کا بھی ذکر کرو اور میری ولادت کے یوم اور آخرت کا بھی ذکر کرو۔

(امام مسلم علیہ الرحمۃ: صحیح مسلم شریف، خطیب تبریزی علیہ الرحمۃ: مشکوٰۃ، صفحہ ۱۷۹)

اس عمل کے نتیجے میں عقیدۂ توحید مستحکم ہوگا اور شرک کا خطرہ ٹل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا نہیں ہوا اُس کا میلاد نہیں ہوتا، حضور سید عالم ﷺ پیدا ہیں اس لیے آپ ﷺ کا میلاد منایا جاتا ہے، اس طرح میلاد منانے والے اپنے عمل سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ خدا نہیں، خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ آپ ﷺ مخلوق کے حاجت روا ہیں، انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بھی حاجت روا ہیں، سب آپ کے محتاج ہیں، مگر آپ رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

وہ خدا نہیں با خدا نہیں — وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ کیا نہیں — یہ محب، حبیب کی بات ہے

(حضرت منور بدایونی علیہ الرحمۃ:)

جشن میلاد النبی ﷺ کے مخالفین نے تاریخ بدل دی

عید میلاد النبی ﷺ منانا، جلوس نکالنا، سڑکوں پر نعرے لگانا، کلمہ طیبہ کا ورد کرنا، بالکل جائز ہے۔ قرآن مجید، حدیثِ پاک اور سنتِ صحابہ، تابعین تبع تابعین، بلکہ آج تک کے سلاطین و اُمراء بڑے تزک و احتشام سے یہ عید میلاد مناتے رہے اور محافلِ جشن منعقد فرماتے رہے ہیں۔ یہ وہ عید ہے جس کا حکم رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا اور جس کے منانے کا طریقہ خود سرورِ کائنات ﷺ نے احادیث میں بیان فرمایا۔ کوئی مسلمان عید میلاد النبی ﷺ کے جشن کو برا نہیں کہتا۔ ایک ہی بدعقیدہ گروہ ہے جو میلاد النبی ﷺ جیسی برکتوں اور رحمتوں والی خوشی کو ناجائز و اختراع، بے دینی اور بدعت کہہ کر سخت ترین گستاخی کرتا ہے۔

حالانکہ اہل علم و دانش کو ایسی سخت کلامی کسی صورت مناسب نہیں۔ ان کو اس خداداد ابدی عید سے اتنا دکھ اتنی دشمنی، اتنا تعصب، اتنی نفرت ہے کہ اس کی مخالفت میں علم و عقل، فکر و شعور، حقیقت و اصلیت، تاریخ و شواہد سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات مؤرخین کے نزدیک عین حقیقت ہے اور سب معتبر کتب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے اور سب محققین مفکرین، مدبرین، دانشور، علماء، فضلاء اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ سرورِ کون و مکاں آقائے دوعالم حضور اقدس محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نبی الانبیاء صاحب ارض و سماء ﷺ بارہ ربیع الاوّل شریف بوقتِ طلوع فجر دنیائے کائنات میں تشریف لائے۔ مگر صرف یہی گروہ اور وہ بھی فقط تعصب قلبی اور محض عید میلاد

النبی ﷺ کا انکار کرنے کی غرض سے اس مسلمہ حقیقت اور تاریخ کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ۹ ربیع الاوّل کو ولادت پاک ہوئی۔ حالانکہ ان کے پاس اپنی تمام باتوں کی طرح اس پر بھی کوئی مستند حوالہ موجود نہیں۔

(شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد اوّل: نیز اسی طرح اکثر غیر مقلدین، ندوی علماء اور مکتب فکر دیوبند کے علماء بھی بارہ ربیع الاوّل شریف سے اختلاف رکھتے ہیں۔ علم فلکیات کے مصری نژاد ماہر محمد پاشا نے بھی اختلاف کیا ہے)

بارہ ربیع الاوّل پر اجماعِ امت ہے

بارہ ربیع الاوّل کا ثبوت کثیر معتبر اور مستند کتابوں سے ہے چنانچہ:

(۱) روایت کیا اس تاریخ کو محدث ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مصنف'' میں حضرت عفان سے وہ روایت کرتے ہیں سعید بن میناء سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک ان دونوں نے فرمایا کہ آقا ﷺ کا میلاد پاک اصحابِ فیل کے حملے والے سال ہوا (دو ہی ماہ بعد) پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل شریف ہی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ تمام علماء اسلام کے نزدیک (جمہور کے نزدیک) یہی مشہور ہے۔ (امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ: المیلاد النبی، صفحہ ۱۹۹)

(۲) امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں ہوئی دس ربیع الاوّل کے بعد۔ ایک روایت ہے کہ ربیع الاوّل کی دو ابتدائی راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ بارہویں رات کو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عام الفیل میں ولادت شریف ہوئی۔'' (ابراہہ کی اپنے ساتھیوں اور ہاتھیوں کے ساتھ تباہی سترہ محرم اتوار کو ہوئی)۔ (امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ: الوفا، مترجم اردو، صفحہ ۱۱۷)

(۳) محمد ابن اسحاق المطلبی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کو ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی (الخ) مطابق ۵۷۱ء بوقت فجر (صبح صادق)۔ (سیرت ابن ہشام، جلد اوّل، صفحہ ۱۵۳)

(۴) علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''کچھ مصنفین نے

اختلاف کیا ہے نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے بارے میں تین اقوال سے ایک یہ کہ آپ کی ولادت پاک ربیع الاوّل شریف بارہ راتیں گزار کر ہوئی یہ فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آٹھ راتیں ربیع الاوّل کی گزر کر ولادت شریفہ ہوئی۔ یہ فرمان حضرتِ عکرمہ کا ہے۔ تیسرا قول یہ کہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزری تھیں اس کے بعد میلاد النبی ہوا۔ یہ قول حضرت عطا کا ہے اور پہلا قول سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (ابن جوزی علیہ الرحمۃ: میلاد النبوی، صفحہ ۵۰)

(۵) علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اور بے شک اختلاف کیا گیا ہے آقا ﷺ کی ولادت پاک کے سال میں اور اکثر محققین اس پر متفق ہیں کہ بے شک آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ابراہہ کے ہاتھیوں والے سال میں واقعہ کے پچاس دن بعد اور بے شک وہ پیر کے دن ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کی رات گزر کر طلوعِ فجر صبح صادق کے وقت میں۔ (امام نبہانی علیہ الرحمۃ: انوارِ محمدیہ، صفحہ ۲۷)

(۶) دسویں صدی ہجری کے مفتی اعظم مکہ مکرمہ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (جو چونتیس سال حرم شریف کے مفتی اعظم رہے) فرماتے ہیں:

وَكَانَ مَوْلِدُهٗ لَيْلَةَ الْاِثْنَيْنِ لا ثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل۔ (ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ: نعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۳۹)

ترجمہ: ''اور ولادت شریفہ بارہ راتیں ربیع الاوّل کی گزار کر دوسری پیر کی رات میں ہوئی''۔

یہ حوالہ باقی بہت حوالوں سے اس لیے زیادہ مضبوط سمجھا جاتا ہے کہ اس فرمان کو سعودی وہابیوں کے پیشوا ابن تیمیہ صاحب نے اپنے فتاویٰ کی اکیسویں جلد میں بہت اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ ہندو پاکستان کے تمام غیر مقلد بھی ہر بات میں ان کی کامل

تقلید کرتے ہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں اس طرح ہے کہ ''آقائے کائنات ﷺ کا میلاد پاک پیر کی رات ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف کی بارہ راتیں گزار کر ہوا۔''

(فتاویٰ ابن تیمیہ: جلد ۲۱)

(۷) بارہ ربیع الاوّل شریف اتنی مشہور تاریخ ہوگئی ہے کہ مسلمانوں میں بارہویں شریف اس کا لقب معروف ہوگیا ہے۔ اور ہر صدی کے بڑے بڑے مشہور اکابر بزرگ یہاں تک کے بعض مواقع پر مکتبہ فکر دیوبند اور وہابیہ کے علماء بھی اپنی ذاتی غرض سے بارہ ربیع الاوّل شریف میں عید میلاد النبی ﷺ مناتے رہے ہیں۔

چنانچہ ماہنامہ نقوش لاہور میں بعنوان (عید میلاد النبی ﷺ) منانے کا اعلان ۲۲ مئی ۱۹۳۵ء کا واقعہ اس طرح درج ہوا ہے کہ ''اکابر اسلام نے نوع انسانی کو دعوت اتحاد دیتے ہوئے تمام کائنات میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۵۴ء کو یوم النبی منانے کی اپیل کی ہے۔'' اس اپیل پر علامہ اقبال کے علاوہ مندرجہ ذیل اکابرین کے دستخط تھے۔ مولانا عبدالظاہر (امام وخطیب مسجد حرم مکہ معظمہ) امام مولانا عبدالرزاق (امام مسجد مکہ معظمہ) امیر سعید الجزائری (رئیس جمیعۃ الخلافہ شام) عبید اللہ سندھی (مقیم مکہ معظمہ) سلیمان ندوی لکھنؤ (یہ دونوں سخت دیوبندی تھے) ان بزرگوں کے علاوہ عید میلاد النبی میں مصر، قاہرہ، شام، جنیوا، علی گڑھ، لاہور، مدارس، لندن، افغانستان، کابل، بیروت، بیت المقدس، ایران، پشاور اور ملتان وغیرہ سے کثیر تعداد میں علماء اور دانشوروں کا اجتماع ہوا، اس محفل میلاد کی تقریروں اور اپیلوں کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ ''ہم نہایت ہی خلوص واحترام سے تمام بنی نوع انسان کو اس عید اتحاد میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اپیل کرتے ہیں کہ بارہ ربیع الاوّل کو تمام کائنات کی آبادیوں میں سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر متحدہ جلسے منعقد کیے جائیں (الخ) ہماری

دعا ہ کہ خداوند پاک اس بین الاقوامی عید کو تمام انسانیت کے لیے باعث برکت بنائے۔ (نقوش اقبال نمبر، ستمبر ۱۹۷۷ء، صفحہ ۳۹)

ان مندرجہ بالا حوالوں کو نقل کرنے کے بعد مفتی اہلسنت علامہ مفتی محمد اقتدار خاں نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ متذکرہ حوالوں سے درج ذیل چار باتیں ثابت ہوئیں۔ (علامہ مفتی اقتدار خاں نعیمی، فتاویٰ نعیمیہ، جلد ۳، صفحہ ۱۵)

(۱) یہ کہ بارہ ربیع الاوّل شریف ہی یوم النبی ﷺ اور عید میلاد النبی ﷺ ہے۔

(۲) یہ کہ محافل میلاد کا انعقاد مروجہ طریقہ کے مطابق آج کی ایجاد نہیں بلکہ جن کتب کے ہم نے حوالے پیش کیے ہیں، ان کے مصنفین ۵۰۰ھ تا ۹۰۰ھ سے متعلق ہیں۔

(۳) یہ کہ ماضی قریب کے مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز عید میلاد النبی ﷺ کو سراسر بدعت، دین میں نئی اختراع اور شرعاً ناجائز جیسے نامناسب لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ (عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز: فتاویٰ علماء البلد الحرام)

جبکہ ۱۹۳۵ء میں اسی سعودی حکومت کے مفتی اعظم امام وخطیب حرم پاک شیخ عبدالظاہر معینہ بارہ ربیع الاوّل شریف کو عید اتحاد اور بین الاقوامی عید کہہ رہے ہیں اور نہایت خوشی سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا اہتمام بھی کر رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آج بھی حکومت پاکستان کے زیر اہتمام عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں تو بڑے بڑے دیوبندی علماء بھی اس میں شریک ہوکر تقریریں کرتے اور انتظامیہ سے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کی محافل میلاد میں غلام اللہ خان، غلام غوث ہزاروی، مفتی محمود، یوسف بنوری، شمس الحق افغانی، احتشام الحق

تھانوی، محمد یوسف قریشی پشاوری وغیرہ دیوبندی علماء کو ان اسٹیجوں پر دیکھا گیا جن کی پچھلی دیوار پر سنہرے کپڑے کے بینر پر جلی حروف کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ۔ آج بھی بہت سے مسلمانوں کے پاس ان اسٹیجوں کی مکمل تصاویر محفوظ ہیں۔ اسی طرح جب بھی حکومت پاکستان کی طرف سے جشن میلاد پر چراغاں کرنے کا انعام مقرر ہوا تو بڑے بڑے اکابرین دیوبند انعام پانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنے لوگوں میں بیٹھ کر اسی عید میلاد پر بدعت اور بے دینی کے فتوے شائع کرتے ہیں اور پھر ان فتووں میں علمی وفکری اتنی غلطیاں ہوتی ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

(۴) یہ کہ اس تمہیدی گفتگو سے یہ بتانا مقصود ہے کہ منکرین میلاد کے پاس انکار کی کوئی دلیل نہیں صرف فرقہ واریت کو ہوا دینے اور تعصب کے تحت مخالفت پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ رہا یہ کہ اس کے جواز پر کتنے اور کیسے دلائل ہیں تو بحمدہ تعالیٰ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جائز اور مستحب ہونے پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اقوال وافعال صحابہ کرام، فقہا، علماء، صوفیا، زہاد کے طریقے کثیر تعداد میں بصورت مضبوط دلائل موجود ہیں اور کثیر تعداد میں کتب میلاد و رسائل موجود ہیں درج ذیل علماء کی تالیفات ملاحظہ کریں۔

میلاد پر علماء کی کتب کے اسماء

امام ابن حجر مکی کی تالیف ''النعمۃ الکبریٰ'' اور ''فتاویٰ حدیثیہ''۔

امام عبداللہ محمد بن عبدالرحمن مالکی کی تالیف ''مواہب جلیل''۔

امام ابوالخطاب عمر بن حسن اندلسی کی تالیف ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر''۔

محدث ابن جوزی کی تالیف ''المیلاد النبوی''۔

امام بن کثیر دمشقی کی تالیف ''میلاد رسول ﷺ''۔

امام ملا علی قاری کی تالیف ''المورد الروی فی بیان میلاد نبوی''۔

امام جلال الدین سیوطی کی تالیف ''حسن المقصد فی عمل المولد''۔

شیخ الدلائل عبدالحق مہاجر مکی کی تالیف ''الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم''

شاہ احمد سعید مجددی (رحمہم اللہ) کی تالیف ''اثبات المولد والقیام''۔

علامہ احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین شامی کی تالیف ''نہر الدرر علیٰ مولا ابن حجر''

علامہ سید جعفر برزنجی، کی تالیف ''عقد الجوہر فی مولود النبی الازہر''۔

علامہ السید محمد مغربی کی تالیف، ''المیلاد''۔

علامہ عبدالغنی نابلسی کی تالیف، ''المیلاد النابلسی''۔

امام احمد رضا خاں کی تالیف، ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام النبی تہامہ''۔

سیری امام احمد الدردیر المکی المصری کی تالیف، ''المولد النبوی''۔

علامہ شیخ عبداللہ ہرری حبشی کی تالیف ''الروائح الزکیہ فی مولا خیر البریہ''۔

امام احمد رضا خاں کی تالیف، ''نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال''۔

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی کی تالیف، النظم البدیع فی میلاد النبی۔

شاہ فضل رسول بدایونی کی تالیف، ''میلاد براہم فتویٰ''۔

علامہ ابوالحسن زید فاروقی کی تالیف، ''خیر المورد فی احتفال المولد''۔

علامہ محمد عبدالاحد قادری کی تالیف، ''میلاد مصطفیٰ''۔

علامہ نور بخش توکلی کی تالیف، ''عید میلاد النبی''۔

علامہ شاہ محمد اجمل قادری سنبھلی کی تالیف، ''عطر الکلام فی استحسان المولود

القیام۔

علامہ طاہر القادری کی تالیف، ''نور محمدی''۔

مولوی اشرف علی تھانوی، دیوبندی کی تالیف، ''نشر الطیب''۔

صدیق حسن بھوپالی وہابی کی تالیف، ''الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ''۔

(از محمد عبد الاحد قادری)

☆=☆=☆

باب سوم

جشن میلاد النبی ﷺ کیا ہے؟

جشن عید میلاد النبی ﷺ کیا ہے اور اس کی حقیقت و اصلیت کیا ہے؟ واضح رہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا موجودہ مروجہ طریقہ جو تقریباً پانچویں صدی ہجری سے شروع ہو کر آج تک نو سو سال سے تمام عالم اسلام میں بہت ہی زیب و زینت اور شان و شوکت سے جاری ہے اور ان شاء اللہ مزید ترقیوں کے ساتھ جاری رہے گا۔ یہ آٹھ اعمال کا مجموعہ ہے۔ (سطور ذیل کا اکثر مواد فتاویٰ نعیمیہ جلد سوم سے لیا گیا ہے)

(۱) آقائے دو جہاں حضور اقدس ﷺ کا دن منانا۔

(۲) پیارے نبی ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا۔

(۳) لوگوں کو جمع کرنا اور ان کے سامنے آقا ﷺ کی آمد کا ذکر کرنا۔ ان کی شان بیان کرنا اور ولادت کا ذکر کرنا۔

(۴) محفل میں بیٹھ کر آقا ﷺ کے ماہ و سال بیان کرنا اور ولادت کا ذکر کرنا۔

(۵) محفل کے لیے اہتمام کرنا اور روشنی کرنا، گلیوں، بازاروں اور شاہراہوں پر جھنڈے لگانا و جلوس نکالنا اور یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگانا۔

(۶) کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔

(۷) ذکر خیر کے بعد دعا مانگنا۔

(۸) خوشی میں غریبوں، امیروں، دوستوں، اپنوں اور پرایوں کو کھانا کھلانا

ان آٹھ اعمال کے مجموعے کا سالانہ اہتمام کرنے کا نام ہی جشن عید میلاد النبی ﷺ ہے۔ یہ جزئیات علیحدہ علیحدہ جائز ثابت ہو جائیں تو مجموعہ کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے اور پھر جس طرح ہم بہت صاف صاف واضح آیات سے ان جزئیات کو ثابت کریں گے مخالف کو انکار پر بھی اسی طرح دلائل سے مخالف اور ناجائز ہونا ثابت کرنا چاہئے۔ محض بناوٹی باتوں سے کسی دینی شرعی اور مفید عمل کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بدعقیدہ افراد کے پاس سوائے لغویات کے کچھ نہیں، یہ اہل سنت ہی کی شان ہے کہ ان کے ہر عمل، عقیدے اور مسلک پر بے شمار دلائل ہیں۔ فالحمد لله علی ذالك۔

چنانچہ جشن میلاد پاک کا پہلا بنیادی جز ''دن منانا'' خواہ وہ یوم ولادت ہو، یوم آمد ہو یا کسی نعمت کے حاصل ہونے کا دن ہو۔ اس کی یاد تازہ رکھنا اس میں خوشیاں کرنا قرآن مجید کی صریح آیات سے صاف صاف ثابت بھی ہے اور اس دن کی خوشی منانے کا حکم ربانی بھی ہے۔

یوم منانے پر دلائل

قرآن مجید پارہ نمبر ۶، آیت نمبر ۱۱۴، سورۂ مائدہ:

کسی دن کو منانے اور یادگار قائم کرنے کے ثبوت کے لیے یہ آیت پاک ایسی مضبوط دلیل ہے کہ کوئی مخالف اس کا انکار نہیں کرسکتا نہ کسی کی جرأت ہے کیونکہ یہاں دن منانے کا صاف ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عمل شریف اور رب تعالیٰ کی تائید وحمایت اور خوشنودی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اس لیے کہ نزول مائدہ اس وعدے کے بعد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام نے عید منانے کا کیا اور پھر بعد والی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یادگار قائم کرنا رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور نہ منانا یا مٹانا یکْفُرْ میں شامل ہے۔ اگر یہ عید منانا برا ہوتا تو:

اولاً...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا وعدہ ہی نہ فرماتے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں لہٰذا کسی برے عمل کا ان سے صدور ممکن ہی نہیں۔

ثانیاً...... رب تعالیٰ دسترخوان نہ بھیجتا کہ لوگ اس دن کو عید نہ منالیں۔ مگر نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے وعدے کی ہی وجہ سے نازل فرمایا اور قرآن مجید میں اس کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو بتایا گیا کہ انہوں نے چھوٹی نعمت کے نزول کو یوم عید منایا۔ اے ایمان والو تم پر وہ نعمت نازل فرمائی ہے جس کا آنا رب کا احسان عظیم ہے۔ وہ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ ہے۔ لہٰذا اس دن عید میلاد النبی ﷺ منانا تو بہت ہی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یادگاری کلینڈر جاری فرمایا:

فقیر نسیم احمد صدیقی عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید اور اسلام کو سمجھنے کے لیے ان کے مزاج کو سمجھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے بعد اس کے نظام کو چلانے کے لیے قدرتی طور پر دو کلینڈر جاری فرمائے ہیں۔

نمبر۱: یہ کہ سو برس کے مجموعہ یعنی صدی کبھی واپس لوٹ کر نہیں آتی اسی طرح صدیاں جن سالوں کے مجموعوں سے بنتی ہیں وہ سال بھی کبھی لوٹ کر نہیں آتے۔ فقیر راقم الحروف ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوا یعنی چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسویں میں فقیر کی پیدائش والا سال اور صدی کبھی واپس نہیں آئیں گی۔ اس لیے کہ فقیر راقم کی عمر آگے بڑھ رہی ہے ایسے ہی یہ دھرتی، یہ کائنات اپنی عمر طے کرتے کرتے آگے بڑھ رہے ہیں۔

نمبر۲: یہ کہ جن مہینوں سے سال بنتے ہیں اور جن دنوں سے مہینے بنتے ہیں وہ مہینے اور ایام واپس لوٹتے ہیں۔ یہ دوسرا کلینڈر ہے جو یادگاری کلینڈر رہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ وحقیقیہ سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ سات دنوں کے بعد ایک آٹھواں نیا دن یا نواں یا دسواں یا بیسواں یا ہزارواں نیا دن نئے نام کے ساتھ بنا دیتا اور گزرے دن معدوم ہوتے جاتے اسی طرح بارہ مہینوں کے بعد تیرھواں مہینہ یا یا چودھواں مہینہ الغرض ہر مہینہ نیا مہینہ ہوتا۔ مگر خالق کائنات نے کائنات کے بسنے والوں کو زمانوں کے تعین کے لیے کیلنڈر کا علم عطا فرمایا تاکہ ماضی کے آئینے میں دیکھ کر حال کے خدوخال کو شاندار اور مستقبل کو جاندار بنانے کی کوشش کی جائے۔ ہر سات دنوں کے بعد پھر وہی دن واپس ہو ہو کر لوٹتے ہیں تاکہ دنوں کو یاد رکھا جاسکے کہ ان دنوں میں کیا کیا نعمتیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ بارہ مہینوں کے بعد پھر وہی گذرے

ہوئے مہینے لوٹ جاتے ہیں تاکہ مخلوق مہینوں کو بھی یاد رکھے۔ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی منشاء معلوم ہوتی ہے کہ بعض نعمتوں کو ہفتہ وار یاد رکھو، بعض نعمتوں کو ماہوار اور جبکہ بعض نعمتوں کو سالانہ یاد رکھنے کا اہتمام کرو۔

قرآنی مزاج

قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ آیات ہیں، آیات کا نفس مضمون ان میں تفاوت اور درجہ بندی کرتا ہے، راقم عرض کرتا ہوں کہ بعض آیات اوامر اور بعض آیات نواہی کے طور پر متعارف ہیں۔ بعض آیات اللہ (یعنی اللہ کی نشانیوں) سے متعلق ہیں تو بعض جزا اور سزا یعنی جنت وجہنم کی خبروں سے متعلق ہیں یہ اصول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیے ہیں۔

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ: الفوز الکبیر)

راقم ان اصولوں کی روشنی میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایک ہزار آیات احکام اور ایک ہزار آیات نواہی ایک مسلمان کی زندگی کے لیے کافی ہیں تو کیا (نعوذ باللہ) بقایا چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات زائد وفالتو ہیں؟ جو قرآن مجید میں درج ہیں نہیں...... نہیں...... قطعی نہیں حقیقت یہ ہے کہ اوامر نواہی کی دو ہزار آیات کے علاوہ چار ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات، پچھلی قوموں سے متعلق بطور یادگار اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے متعلق ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جملہ آیات ربانی میں تیس فیصد آیات اسلامی نظام حیات کے لیے کافی وشافی تھیں مگر باقی ستر فیصد آیات ہی کی فہم اور ادراک کی روشنی میں یہ تیس فیصد آیات ہمارے لیے نافع ہونگی۔ یاد رکھئے کہ جو یادگاروں کو باقی رکھتا ہے وہ باقی رہتا ہے اور جو ان کو مٹاتا ہے وہ خود بھی مٹ جاتا ہے۔

امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اے حبیب ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل آنے پر اور اس کی رحمت کے تشریف لانے پر۔ پس اس کے آنے پر خوب خوشیاں منائیں۔ وہ خوشی منانا اچھا ہے ان تمام مال و اعمال سے جو یہ منکرین جمع کرتے ہیں۔ ب جارّہ کی وجہ سے یہاں فعل پوشیدہ ہے یا کوئی عامل مصدر اور یہ مابعد عبارت اقوال ہیں خود امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں "لِیَفْرَحُوْا" فعل امر غائب پوشیدہ ہے۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ تو آگے موجود ہے۔ دوبارہ ضرورت نہیں بلکہ بہت غور و فکر کے بعد مناسب یہ ہے کہ یہاں "اِذَا جَآءَ" پوشیدہ ہے اور اصلاً اس طرح ہے "قُلْ اِذَا جَآءَ بِفَضْلِ اللّٰہِ"۔ (الخ) تو ترجمہ وضاحتاً یوں ہوگا:

"فرما دو اے نبی (ﷺ)! جب آ جائے اللہ کا فضل اور آ جائے اللہ کی رحمت تو اس آنے پر خوب خوشی مناؤ"۔

مقصود باری تعالیٰ یہ ہے کہ اس آنے کے دن کی یاد تازہ رکھو۔ ب جارّہ یہاں تین جگہ ارشاد ہوئی۔ لہٰذا یہاں فعل عامل پوشیدہ ماننا لازم ہے ورنہ نحو، صرف اور بلاغتِ قرآنی و وضاحت لسانی کے خلاف ہو جائے گا۔

رحمت و فضل سے مراد کیا ہے؟

اب غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں رحمت سے کیا مراد ہے اور فضل سے کیا مراد ہے اس میں بھی مفسرین کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ راقم (نسیم احمد صدیقی) نے

متعدد مفسرین میں اکثر کا یہ قول مطالعہ کیا کہ فضل و رحمت سے نبی کریم ﷺ ہی کی ذات مراد ہے۔ بعض نے دین اسلام اور قرآن کو بھی فضل خدا اور رحمت الٰہی قرار دیا ہے تو یہ قول بھی راقم کی تائید کرتا ہے کہ اسلام اور ایمان اور قرآن کے نزول کا ظرف زمان، رسول اکرم ﷺ کا زمانہ ہے۔ اور قرآن کے نزول کا ظرف مکان رسول اکرم ﷺ کا قلب مقدس ہے۔

مفتی اقتدار خاں نعیمی فرماتے ہیں کہ ہم خود قرآن مجید سے پوچھتے ہیں کہ رحمت کون ہے؟ قرآن مجید میں لفظ رحمت تقریباً ایک سو تیرہ ۱۱۳ جگہ ارشاد ہوا ہے مگر کسی بھی آیت میں قرآن مجید کو یا اسلام کو اتنے وسیع اور صاف لفظوں میں رحمت قطعاً نہیں فرمایا گیا جتنا صاف، وسیع اور ذاتی خطاب کی ضمیر سے آقائے کائنات نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو رحمت فرمایا گیا ہے۔

تفسیر

اس آیت پاک میں کوئی تاویل یا تغیر و تبدل یا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ ہر طرح نبی کریم ﷺ کی ذات پاک ہی رحمت ہے لہٰذا ہر اعتبار سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے پر ہی خوشی مناؤ اور خوشی منانے کا نام ہی عید ہے اور چونکہ "فَلْیَفْرَحُوْا" امر ہے اس لیے یہ خوشی اور عید بھی دو عیدوں کی طرح واجب ہوئی اور چونکہ امر جمع غائب ہے اس لیے قیامت تک ہر مسلمان پر یہ عید میلاد منانا واجب ہے یہ میرا مطلب یا معانی یا حکم نہیں بلکہ ایچ پیچ کے بغیر اور بلا تاویل ترجمے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ کچھ ثابت کرنے کے لیے کافی توڑ موڑ کرنا پڑے گا۔ یہ آیتیں گویا عید میلاد النبی ﷺ لیے عبارت النص ہیں۔

(فتویٰ نعیمیہ: جلد سوم)

لوگوں کو میلاد کے لیے جمع کرنا

میلاد شریف کی پہلی محفل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں“۔

یہ وہ پہلی عید میلاد النبی ﷺ کی محفل ہے جو عالم ارواح میں منعقد ہوئی۔ اس میں وعظ ارشاد فرمانے والا خوب رب العالمین اور سامعین ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش) پیغمبرانِ کرام ہیں۔ کتنا بڑا اجتماع تھا اور کتنے مقدس سامعین تھے اور ذکر تھا احمد مجتبیٰ ﷺ کے آنے کا اسی کو ”یوم میلاد“ کہا جاتا ہے۔

مسلمان بھی آج اس دن کی یاد مناتے ہوئے اسی آنے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ عالم ارواح میں انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کا یہ وعظ مبارک سن کر غم یا دکھ نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ انتہائی فرحت خوشی وسرور حاصل ہوا ہوگا اور اسی خوشی کا نام عید ہے۔ لہٰذا عالم ارواح کی اس پہلی محفل کا نام ”عید میلاد النبی ﷺ“ ہی رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام مناسب حال نہ ہوگا۔

مفتی اہلسنّت اور مفتی دیوبند کا مکالمہ

میری (مفتی اقتدار نعیمی) ایک دفعہ گجرات کے ایک بہت بڑے دیو بندی وہابی

مقرر سے اسی نام کے بارے میں گفتگو ہوئی، کہنے لگے اس کا نام محفلِ میثاق ہونا چاہئے نہ کہ محفل میلاد۔ میں نے کہا یہ نام ہے تو ٹھیک مگر مکمل نہیں، کیونکہ اس محفل میں صرف میثاق ہی کی طرف اشارہ نہیں بلکہ تین چیزیں واضح ہیں نمبر۱: میثاق نمبر۲: ثُمَّ جَاءَ نمبر۳: وہ قلبی خوشی جو انبیاء کو حاصل ہوئی۔ اس لیے اس محفل کا اصل نام یوم عید میلاد النبی ﷺ نہایت درست ہے کیونکہ وہ وقت یوم تھا۔ وہ خوشی عید تھی اور وہ آنا میلاد تھا۔ وہ رسول یہی ہمارے آقا ﷺ تھے لہٰذا وہ بھی محفل میلاد تھی اور آج بھی اُسی انداز میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ذکر تھا کہ آئیں گے (کیونکہ ”جاءَ“ ”فعل ماضی کلمہ ”ثُمَّ“ کی وجہ سے زمانہ مستقبل کے معنیٰ میں ہے کہ ”آئیں گے“) اور اب وعظ ہوتا ہے کہ وہ تشریف لے آئے۔ (فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم)

دوسری محفل میلاد شریف

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: ”اور یاد کیجئے جب فرمایا تھا حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے۔ اے بنی اسرائیل! بے شک میں رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اس کی جو میرے سامنے ہے توریت کی اور بشارت کرنے والا ہوں ایک معظم رسول کی جو تشریف لائیں گے“۔

تفاسیر میں بروایت حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آپ کے بہت حواری حاضر بارگاہ تھے کسی نے عرض کیا سرکار کیا ہمارے بعد بھی کوئی امت ہے۔ تب ان کے جواب میں کثیر مجمع میں جہاں بنی اسرائیل کا جم غفیر تھا آپ نے بہت فصیحانہ وعظ فرمایا جس میں آقاء کائنات کی شان، صفات، آنے کا زمانہ مقام علاقہ اور جائے ولادت کا ذکر فرمایا اور آپ کا یہ نام بھی بتایا اور اس وعظ کی اہمیت بتانے کے لیے پہلے اپنی شان کا تعارف کرایا۔ قرآن پاک میں یہاں اس کا اجمالی

ذکر ہے۔

انجیل میں ذکر

انجیل ''برناباس'' میں اس وعظ کی کچھ تفصیل موجود ہے۔ ''جب بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے القاب ''کلمۃ اللہ''۔ ''روح اللہ'' کی بنیاد پر آپ کو اپنا نجات دہندہ قرار دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! نہیں ...... میں نجات دہندہ نہیں بلکہ نجات دہندہ کی خبر لے کر آیا ہوں، جو اتنا صاحب فضیلت ہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا، وہ آنے والا ایسا ہے کہ پنگھوڑے میں لیٹ کر چاند سے باتیں کرتا ہوگا۔'' (انجیل برنباس)

اسی طرح کے وعظ اور اجتماع کا نام محفل میلاد ہے۔ یہ ایسی معظم محفل ہے کہ میلاد النبی ﷺ کا بیان فرمانے والے ایک عظیم صاحب کتاب نبی مرسل جناب مسیح علیہ السلام ہیں اور سننے والے اس وقت کے ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کی تیسری محفل

ابھی تک قرآن مجید سے ان محافل میلاد کو ثابت کیا گیا جو عالم ارواح میں انبیاء کے لیے اور زمانہ عیسوی میں پچھلی امتوں اور بنی اسرائیل کے لیے منعقد ہوئیں قرآن پاک نے صرف حضرت یسوع مسیح کی محفل میلاد کا ذکر فرمایا۔ ورنہ حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی امتوں کے لیے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کی۔ نیز رب تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے قرآن پاک میں جگہ جگہ ''قَدْ جَآءَکُمْ'' اور ''اِنَّآ اَرْسَلْنٰا''، ''وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ''، ''بَعَثَ''، ''اِذْ بَعَثَ''، ''وَابْعَثْ فِیْھِمْ''۔ وغیرہ کلمات ارشاد فرما کر نبی کریم رؤف کریم ﷺ کی آمد اور ولادت کا ذکر فرمایا۔ اسی آمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرنا محفل میلاد ہے۔ ہمارے پیش کردہ یہ قرآنی دلائل اتنے مضبوط

اور صاف او واضح ہیں کہ نہ کسی تاویل کی گنجائش نہ تفسیری نکات کی باریکیاں، نہ کسی انکار کی جرأت۔ (فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم)

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے محافلِ میلاد کا ثبوت دیتے ہوئے امام احمد رضا مجدد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جس قدر ہو سکے لوگ جمع کیے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے''۔

(امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمۃ: اقامۃ القیامہ، صفحہ ۲۸)

میلاد شریف کی چوتھی محفل

حضور ﷺ نے اپنا میلاد بیان کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی محفل میلاد منعقد کی۔

یہاں تک تو قرآن مجید سے عید میلاد کے ثبوت اور جواز میں دلائل پیش کیے گئے۔ اب احادیثِ مطہرات کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ خود اپنا ذکر بیان کیا

''۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجلس میں حاضر ہوتے ہیں جہاں کثیر تعداد میں صحابہ کرام پہلے سے موجود ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں کون ہوں؟ تو فوراً سب نے جواباً (باآواز بلند نعرہ لگایا) اور کہا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ آپ اللہ کے رسول ہیں (تب اگلی تقریر شروع کرتے ہوئے) فرمایا: میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا وہ عبدالمطلب کے بیٹے (رضی اللہ عنہم اجمعین) بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے اچھی مخلوق بنایا، پھر اس بہتر مخلوق کے دو حصے کیے تو مجھ کو اچھے حصے

میں بنایا پھر اس اچھے حصے میں قبیلے بنائے تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں
بنایا پھر اس قبیلے کے شہر و گھر بنائے تو مجھ کو ساری زمین کے اچھے شہر میں
رکھا اور شہر و گھر میں بھی افضل کیا۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۱۳)

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت سے اجازت لی کہ میں آپ کا
ذکر ولادت کروں، اجازت ملنے پر انہوں نے منظوم مولود نامہ پیش کیا
جن کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

آپ پہلے سایوں میں تھے منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن
ڈھانپا گیا...... پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت
پوست نہ خون بستہ ...... بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا جب طوفان
نے بت "نسر" کے پوجنے والوں کو ڈبو ڈالا...... آپ صلب سے رحم کی
طرف منتقل ہوتے رہے یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں
آتے رہے...... آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے جب ان کے
صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے...... تا آنکہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان
گھرانہ ہوا جو بلند مرتبہ ہے...... جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے
زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے...... تو اب ہم اس ضیائے نور میں
ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں۔

(امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ: میلاد الرسول، صفحہ ۳۰-۲۹)

اس حدیث پاک نے بالکل آج کی مروجہ محفل میلاد کا نقشہ کھینچ دیا کہ جس طرح
ہم اپنی محافل میں کسی عالم کی تقریر اور وعظ ذکر میلاد شریف سے پہلے نعرہ رسالت
لگاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی ابتداء نعرہ فرمایا "مَنْ اَنَا"۔ سب نے زور سے
کہا "اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہ" آج مسلمانوں نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے صرف اتنا

فرق کر لیا کہ ایک شخص کہتا ہے نعرۂ رسالت تو سب کہتے ہیں "یَارَسُوْلَ اللّٰہ" یہ فرق بھی
صرف ابتدائی لفظ میں ہے کیونکہ وہاں فرق ضروری تھا۔ ورنہ جواب میں حقیقی فرق
نہیں کیونکہ "اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہ" اور "یَارَسُوْلَ اللّٰہ"۔ دونوں ہی حاضر کے جملے ہیں۔

صحابہ ذکر نبی ﷺ سننے کے لیے جاتے تھے

ذکرِ نبی ﷺ سننے کے لیے لوگوں کا کسی عالم کے پاس آنا محفل سجانا۔ حدیث
شریف میں ہے:

"روایت ہے حضرت عطار بن یسار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ میں نے
عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے صرف اس لیے ملاقات کی کہ مجھ کو نبی
کریم ﷺ کی شانیں بیان کرو اور خبر دو مجھ کو حالات مبارکہ کی۔"

(فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم)

صحابی کے گھر میں حضور ﷺ کی باتیں

"حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت سے
لوگ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور ان کی
خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو پیارے آقا ﷺ کی حدیثیں اور باتیں
سنائیے۔" (فتاویٰ نعیمیہ، جلد سوم)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے ذکر کی محفل منعقد کرنا سنت
صحابہ ہے۔

ذکرِ ولادت اور سیرت طیبہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ (۶۱)

ترجمہ: ''اور ذکر کروان امت والوں سے اللہ کے دنوں کا''۔

یہاں ارشاد ہے ''ذَکِّـرْ'' باب تفعیل کا امر حاضر نحوی قانون کے مطابق باب تفعیل کے پانچ وزن پر مصدر ہوتے ہیں جن میں سے ایک ''تَذْکِرَۃٌ'' ہے اس کا معنی ہے ''کسی کی یادگار قائم کرنا یادگار منانا'' اور جب اس کا مفعول بہ بھی موجود ہو تو معنی ہوگا ''یادگار منوانا''۔ اس آیت میں دونوں باتیں ہیں (اوّل) باب تفعیل بھی (دوم) ''ھم'' ضمیر مفعول بہ بھی ہے، لہٰذا ترجمہ یوں ہوگا کہ ''یادگار منواؤ''۔ (۲۶)

بقاعدہ اصول فقہ، امر اصلاً وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ گویا کہ یادگار منوانا، یاد تازہ رکھنا حکم واجبی ہے۔ نہ منانے والا گناہ گار ہے آگے ارشاد ہے ''بایام اللّٰہ'' اللہ کے دنوں کی یاد مناؤ۔ باعتبار ملکیت تو سب دن ہی اللہ جل شانہٗ کے ہیں مگر یادگار منانے والے کچھ خصوصی دن ہیں۔ جن میں اللہ کے پیارے تشریف لائے۔ اس سے واضح اور کیا دلائل ہو سکتے ہیں، جن سے عید منانے کا قرآن اور ربانی حکم ظاہر ہو رہا ہے۔ اب جو یوم عید میلاد منانے کا منکر ہو وہ صاف حکم خدا کا منکر ہے اس آیت میں بظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم الٰہیہ ہے مگر حقیقتاً تا قیامت امت مسلمہ کو حکم دیا جا رہا ہے اور اگر غور کیا جائے تو عید الفطر یوم قرآن منانے کا حکم نام ہے اور عید الاضحیٰ یوم ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام منانے کا نام ہے اور ان دو عیدوں سے زیادہ اہم عید میلاد النبی ﷺ منانا ہے کیونکہ یہ اللہ کا سب سے بڑا دن ہے۔

(امام رازی علیہ الرحمۃ: تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی)

چراغاں کرنا، پرچم لہرانا، جلوس نکالنا

یہ تو آیت قرآنیہ سے ثابت ہو گیا کہ دن منانا بالکل جائز ہے بلکہ اللہ کے دن منانا بہت ضروری اور واجب ہیں۔ اسی کے تحت آقائے دو عالم ﷺ کے تشریف لانے کا دن منانا اور اس دن خوشیاں کرنا اشد ضروری ہے مگر اس عید میلاد کے منانے کا طریقہ ہم کو صحابہ کرام کے اس عمل سے ملا جو مدینہ منورہ کے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ کی آمد پر اختیار فرمایا اور نبی پاک ﷺ کی موجودگی میں وہ عمل کیا، حضور اقدس ﷺ نے اس طریقے پر خوشی کا اظہار فرمایا:

آمد مدینہ پر لوگوں کا جشن

فصعد الرجال والنساء فوق البيوت وتفرق الغلمان و الخدم في الطرق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول الله۔ (مسلم شریف، جلد دوم، صفحہ ۴۱۹)

ترجمہ: ''جب سرور انبیاء ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے خوب جشن اور خوشی منائی اس طرح کہ مردوں اور عورتوں نے اپنی چھتوں پر چڑھ کر اور نوجوان لڑکے نوکر چاکر غلام و خدام وغیرہ راستوں میں پھرتے تھے اور نعرۂ رسالت لگاتے تھے اور کہتے تھے یا محمد یا رسول، اللہ یا محمد، یا رسول اللہ ﷺ۔

مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے موجودہ جشن عید میلاد منانے کا مروجہ طریقہ بڑے صاف انداز سے ثابت ہوا، نہ ہی کسی تردد کی ضرورت ہے نہ اگر مگر کی

گنجائش۔ اسی عمل شریف کو عید میلاد کا جلوس کہا جاتا ہے اور اسی سنت صحابہ رضی اللہ عنہم کے مطابق آج جلوس میں نعرۂ رسالت لگائے جاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کی جس آمد کی خوشی میں یہ جلوس نکالا وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک تھی اور آج جس آمد کی خوشی میں جلوس سجائے اور بنائے جا رہے ہیں وہ پیارے نبی ﷺ کی عرش سے فرش تک آمد کی خوشی کے اظہار میں ہیں۔ وہ بھی تمام صحابہ بلکہ خود آقائے کائنات ﷺ نے عید میلاد کی خوشی فرمائی۔ کسی نے بازاروں میں جلوس نکال کر کسی نے چھتوں پر چڑھ کر اس جلوس کا دیدار کر کے اور نبی پاک ﷺ نے حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما ہو کر اس جلوس کی خبریں سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ اگر یہ جلوس نکالنا غلط ہوتا تو اسی وقت نبی پاک ﷺ منع فرما دیتے یا کوئی آیت نازل ہو جاتی اور یہ آج بھی مسلمانوں کا جلوس جشن عید میلاد سرور کائنات ﷺ کی خوشنودی کے عین مطابق ہے۔ وہ ہجرت والا جلوس حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھ کر نبی اکرم ﷺ نے ملاحظہ و مشاہدہ فرمایا۔ اور آج ہمارے جلوس، گنبد خضراء میں عظیم الشان دربار رونق افروز ہو کر مشاہدہ فرما رہے ہیں اور کبھی اپنے غلاموں پر کرم فرمانے کے لیے جلسوں اور جلوسوں میں تشریف بھی لاتے ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و آلہٖ و صحبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔

تبع اسعد الحمیری کا جلوس میلاد نکالنا

تبع حمیری یمن کی حمیری سلطنت کا حاکم تھا۔ اسی نے سب سے پہلے بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا اور جب سے اسے معلوم ہوا کہ آخری نبی ﷺ یہاں مکہ میں

جلوہ گر ہوں گے تو یہ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مکہ میں مقیم ہو گیا اور اپنی سلطنت کو ٹھوکر مار دی، چونکہ یہ یمن کا رہنے والا تھا اور یمن ٹھنڈا ملک ہے اس لیے مکہ کے موسم کی شدت کے باعث تبع حمیری (یثرب) مدینہ منورہ آ کر آباد ہو گیا کہ اسے کتب توریت وانجیل سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ختم مرسلاں ﷺ ہجرت فرما کر یہیں تشریف لائیں گے۔ یہ پہلی صدی عیسوی کے نصف اوّل کی بات ہے یعنی نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے سوا پانچ سو برس پہلے۔ جب تبع حمیری کا آخری وقت آیا تو اس نے بستر مرگ پر اپنے بچوں کو بلا کر یہ وصیت کی کہ افسوس میں نے آخری رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا، میرے بعد شاید تمہیں یہ سعادت مل جائے لہٰذا میں نے یہ تحریر اپنے ایمان لانے کی لکھ دی ہے جو اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کو پیش کر دینا، اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے محض آخری رسول ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین اور عظیم الشان سلطنت کو چھوڑ دیا ہے اور اس یاد کو قائم رکھنے کے لیے کہ ہم اس شہر مدینہ منورہ (یثرب) میں کیوں آباد ہوئے ہیں تم اپنی نسلوں کو یاد دلاتے رہو اور اہل شہر کو بھی یہ باور کراتے رہو۔

تبع حمیری کے انتقال کے بعد کی اولاد نے باپ کی اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے ماہانہ اور سالانہ ایک جلسہ اور ایک جلوس منعقد کرنے کا اہتمام رکھا جس میں نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہوتا، عشق و محبت کا مظاہرہ ہوتا اور جلوس کے ذریعے اہل شہر کو بتایا جاتا ہے کہ ہم ہزاروں میل دور سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ جس کا مقصد واحد حبیب خدا ﷺ کی ذات پر ایمان لانا ہے ان سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہے۔ تقریباً تبع حمیری کی سات نسلیں اس پر عمل کرتی رہیں تا آں کہ وہ وقت سعید آیا جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیارے محمد ﷺ کو مکہ مکرمہ میں جلوہ گر

فرما دیا اور پھر حضور ﷺ اپنے دار الہجرت مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

''رسول اکرم ﷺ جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان ہوئے تو میزبان نے اپنے دومنزلہ مکان کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ گھر کے کس حصے میں رونق افروز ہونا پسند فرمائیں گے؟ حضور ﷺ نے اپنے قیام سے متعلق سوال کو جواب دینے سے پہلے اپنا مختصر سامان ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ اے ابوایوب! پہلے تبع حمیری کا خط مجھے دو۔ جس پر حضرت ابو ایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پرانے صندوق سے بوسیدہ کپڑے پر لکھی ہوئی تحریر حضور ﷺ کے حوالے کی جس تحریر کو خود انصاری صحابی پڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے کہ یہ قدیم زمانے کی تحریر تھی۔ مگر جب حضور ﷺ (معلم کائنات) نے تحریر کو ملاحظہ فرمایا تو تبع اسعد الحمیری کے ایمان کو قبول فرما کر اس کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا کہ وہ جنت کے باغوں میں ہے۔''

(دائرہ معارف اسلامیہ/پیر محمد کرم الازہری علیہ الرحمۃ: ضیاء النبی، جلد اوّل)

واضح رہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یا تو تبع اسعد الحمیری کی اولاد میں سے تھے یا تبع کے خدام کی اولاد میں سے تھے۔

پرچم لہرانے کا ثبوت

جب آقائے دوجہاں ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو شب ولادت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر آویزاں کیا اور مشرق و مغرب میں دو جھنڈے لہرائے گئے۔ یہ اہتمام اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تھا۔

(امام نبہانی علیہ الرحمۃ: انوار محمدیہ، صفحہ ۳۳۔ امام برہان الدین علیہ الرحمۃ: سیرت حلبیہ، جلد اوّل، صفحہ ۱۰۹)

چراغاں کرنے کا ثبوت

جب آقائے دوجہاں ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو غیبی طور پر ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق تا مغرب سب روشن ہوگئے اور حضرت ام النبی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس نور کی روشنی میں، میں نے ملک شام کے محلات اور بازار اور راہوں میں چلنے والے قافلوں میں شامل اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔

(امام ابن سعد علیہ الرحمۃ: طبقات ابن سعد، جلد اوّل صفحہ ۱۰۲۔ سیرت حلبیہ، جلد اوّل، صفحہ ۹۱)

جب آقائے دوجہاں ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشی میں رب تعالیٰ نے سدرہ بیری کے درخت کو سجایا۔ نور سے اور سبز پرندوں سے اور سدرہ بیری چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان تک ہے۔ آسمانوں کا فاصلہ تو احادیث میں مذکور ہی ہے۔ گویا اتنا لمبا راستہ رب تعالیٰ نے پیارے حبیب ﷺ کی آمد پر سجایا اور بہت ہی شان سے قرآن مجید میں سورۃ النجم کے اندر اس کا اظہار فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ یَغْشَی السدرۃ ما یغشی ○

ترجمہ: ''جس وقت چھا گئے تھے سدرہ پر وہ (انوار) جو چھا گئے''۔

یہاں لفظ ''اِذْ'' ظرف زمان بتا رہا ہے کہ بیری کا درخت تو پہلے سے تھا مگر یہ انوار کا چراغاں آج معراج کے لیے خصوصی طور پر ہوا۔ مقام غور تو یہ ہے وہاں بیری اگائی کیوں گئی۔ ہزار حکمتوں کے علاوہ یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ کسی کی آمد کی خوشی منانے کے لیے درختوں کو سجانا اور چراغاں کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال حسب ذیل ہیں:

اقوال مفسرین

(۱) نورانی پرندوں نے اور ان کے علاوہ (انوار) نے بیری کو (سجاوٹ کے لیے) گھیرا۔

(۲) وہ نورانی مخلوق فرشتے تھے جنہوں نے پرندوں کی شکل میں آ کر اس بیری کو گھیرا یا پرندوں کی طرح اس کے آس پاس اڑتے پھرتے تھے۔

(جلالین مع جمل، جلد۴، صفحہ ۲۷)

اس چراغاں کا پورا نقشہ تو نبی اکرم ﷺ ہی جانتے ہیں۔ ہم ذرا یہ سوچیں گے کہ اگر کسی باغ کے کسی درخت پر لاکھوں کی تعداد میں جگنوں بیٹھ جائیں تو کیسی پیاری زینت اور کیسا خوب صورت نظارہ ہوگا۔

(۳) چھا گئے تھے اس درخت پر فرشتے کسی خاص پرندوں کی شکل میں۔ یا چھا گئے اس درخت پر انوار الٰہی۔

(امام علاؤ الدین خازن علیہ الرحمۃ: تفسیر خازن، جلد۶، صفحہ ۲۵۹)

(۴) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ڈھک لیا تھا اس کو رب تعالیٰ کے نور نے اور ایک قوم ہے کہ ڈھک لیا تھا اس درخت کو سبز رنگ کے پرندوں نے جن کا نام رفرف ہے۔ (تفسیر روح المعانی، جلد۱۴، جزء ۲۷، صفحہ ۴۴)

یہ مختلف اقوال مفسرین اور محدثین کے ہیں۔ جن سے ثابت ہوا کہ آسمانوں پر یوم النبی ﷺ کس شان سے منایا گیا۔ رب تعالیٰ نے بڑی اہمیت سے اس چراغاں کا ذکر فرمایا مگر اللہ کریم جل وعلا نے وضاحت نہ فرمائی کہ کس طرح چراغاں فرمایا۔ مَا یَغْشٰی کہہ کر صرف اشارہ فرما دیا یعنی سجاوٹ اور روشنی ہوئی جو بھی ہوئی ہوگی۔ تاکہ

فرش پر یوم النبی ﷺ منانے والوں کے لیے بھی عام اجازت ثابت ہو جائے کہ آمد مصطفیٰ ﷺ میں خوشی مناتے ہوئے چراغاں ضرور کرو خواہ کسی طرح کرو۔ اس آیت سے آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں شاندار مضبوط دلیل حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ۔

ترجمہ: ''فقط وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے''۔

مسجد کی تعمیر مسجد کی آبادی ہے چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ مسجد بنانا اور خوب صورت فرش بچھانا اور زینت کے لیے چراغاں (بہت زیادہ روشنی) کرنا بھی مسجد کو آباد کرنے کے مترادف ہے۔ مسجدوں میں چراغوں سے زینت کرنا مسجد کی آبادی ہے۔ (تفسیر نسفی، جلد دوم، صفحہ ۱۲۰)

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی نشانی یہ بھی بتائی کہ وہ موقع بموقع اللہ کی مسجدوں میں چراغاں اور زیب و زینت کرتے ہیں۔ اگر قلب مومن سے پوچھا جائے تو جشن میلاد سے بہتر چراغاں کرنے کا کون سا موقع ہوگا۔

سونے کی قندیلوں سے بیت المقدس روشن

''روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس بنوائی تو زیادہ سے زیادہ اس میں زینت (خوبصورتی) کی یہاں تک کہ قبہ شریف کے اوپر کبریت احمر کا چراغ بنوایا۔ یہ اس زمانے میں بہت سی قیمتی چیز تھی (آج تو نایاب ہے) اور کئی میل روشنی جاتی تھی اور بارہ میل تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا

تھا کہ سونے کے ایک ہزار سات سو چراغ بنائے جائیں اور ان کی زنجیریں چاندی کی ہیں۔ ان چراغوں سے مسجد شریف میں چراغاں کیا جاتا تھا۔" (امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ: تفسیر روح البیان، جلد۳، صفحہ۲۹۹)

دیکھئے حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ضرورت سے کہیں زیادہ صرف زینت اور خوشی کے لیے چراغاں فرمارہے ہیں۔

مسجد نبوی کو روشن کرنے والے صحابی

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سب پہلے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی موجودگی میں مسجد نبوی شریف میں بہت شاندار چراغاں کیا تو نبی کریم ﷺ نے دعائیں دیں۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں چراغاں دیکھ کر مدینہ منورہ آئے تو ان کے ساتھ بہت زیادہ چراغ اور بتیاں اور تیل تھا انہوں نے ان چراغوں کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ لٹکا دیا اور سب روشن دیے گئے تو آقا ﷺ نے فرمایا تم نے ہماری مسجد کو منور کیا۔ اللہ تعالیٰ تم پر نور ڈالے یا تم کو منور کرے۔ (المرجع السابق، صفحہ۴۰۰)

کیسی قسمت ہے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی۔ چراغاں کرنے کے صلے میں کیسی ابدی دعائیں مل گئیں۔ بس یوں لو کہ آج سنی مسلمان بھی اپنے آقا کی دعائیں لینے کے لیے جشن میلاد پر مسجدوں اور گھروں کو چراغاں سے سجاتے ہیں۔

مسجد کو روشن کرنے کا اجر

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فرمایا آقا ﷺ نے جس شخص نے ہماری کسی بھی مسجد میں چراغاں کیا تو فرشتے اور حاملین عرش اعظم اس کے لیے بخشش مانگتے ہیں جب تک اس مسجد میں اس کی روشنی رہے۔

(تفسیر روح المعانی، جلد۴)

جس نے مسجد میں ایک چراغ بھی جلایا تو اس کے لیے دعائیں ہیں۔ اس میں یہ حکم عام ہے اور ہر مسلمان کو دعوت دی جارہی ہے۔ اب اگر ہر شخص ایک ایک چراغ لے کر آئے تو ضرورت سے کہیں زیادہ چراغ آجائیں گے جس سے زینت ہوگی اور اس زینت پر دعا ملائکہ حاصل ہوگی تب بھی چراغاں کرنے پر ثواب مل گیا۔ بہر حال خوشی کے لئے کثرت سے روشنی کرنا گناہ یا فضول خرچی نہیں بلکہ اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی ہے۔ اس کو برا کہنے اور منع کرنے والے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

محفل میلاد کے لیے مال و دولت خرچ کرنا۔ بالکل جائز، کار خیر اور بہت باعث برکت ہے۔

چنانچہ سورۂ یونس آیت نمبر ۵۸ پارہ نمبر ۱۱......

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ......

ترجمہ: "وہ یعنی رحمت اللعالمین کے آنے کی خوشی منانا اچھا ہے اس مال و دولت وغیرہ سے جو وہ منکرین جمع رکھتے ہیں بلکہ اعمال سے وعبادات سے بھی"۔

اس آیت میں اقتضاء النص سے ثابت ہورہا ہے کہ اظہار خوشی ہوتا ہی دولت خرچ کرنے سے ہے ورنہ "فَلْيَفْرَحُوا" اور "مِمَّا يَجْمَعُونَ" کو صاف صاف ذکر نہ کیا جاتا۔

شیخ الاسلام امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو (۳۴ سال ۲۲ رجب ۹۴۰ھ سے ۹۷۴ھ بمطابق ۲۴ فروری ۱۵۲۷ء) تک حرم شریف مکہ معظمہ کے مفتی اعظم مقرر رہے انہوں نے مکہ میں بیٹھ کر ہی میلاد پاک کے ثبوت میں ایک کتاب "نعمتِ کبریٰ" تصنیف فرمائی۔ یہ دسویں صدی ہجری کے امام اہل سنت تمام

عرب کے مفتی اعظم۔ ان کا تذکرہ مطبوعات مصر، قاہرہ اور بغداد شریف کی فہرست تواریخ وادب اور کشف الظنون جیسی معتبر کتب مفہرس مورخین و مصنفین میں بہت شاندار طریقہ سے ملتا ہے اور امام ابن حجر کی ذات گرامی بین الاقوامی طور پر مقبول ہے۔ ان کی تصنیف

نعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم

کعبہ مکرمہ کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔ اس کتاب میں میلاد شریف منانے کے آداب وطریقے بیان کیے گئے ہیں۔

فائدہ

مندرجہ بالا کتاب، النعمۃ الکبریٰ، کا ترجمہ رسائل میلاد مصطفیٰ ﷺ، میں ناچیز (محمد عبدالاحد قادری) نے شامل کیا ہے قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور سے حاصل کریں۔ (محمد عبدالاحد قادری)

☆=☆=☆

کھڑے ہوکر سلام پڑھنا

کھڑے ہوکر سلام پڑھنا اس میں دو عمل ہیں اوّل کھڑا ہونا، دوم سلام پڑھنا۔ یہ دونوں کام بھی قرآن وحدیث اور عمل صحابہ وتابعین اور بزرگانِ دین سے ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے:

ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوعلیہ وسلموا تسلیما ○(سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود فرشتے ہیں نبی ﷺ پر، ایمان والوں تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجو۔

(کنزالایمان)

یہ قانون نحو میں موجود ہے کہ مفعول مطلق تاکید اور مبالغہ (زیادتی، کثرت) کے لیے آتا ہے آیت میں درود شریف کے ساتھ مفعول مطلق نہیں مگر "سَلِّمُوْا" کے ساتھ "تَسْلِیْمًا" مفعول مطلق موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ ذکر میں صیغہ صلوٰۃ کا حکم پہلے سلام کا بعد میں مگر اہمیت سلام کی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ چھ(۶) طرح ہے۔

(۱) یہ کہ نماز پڑھنے میں سلام پہلے ہے اور صلوٰۃ بعد میں۔

(۲) یہ کہ نماز میں سلام واجب ہے درود سنت۔

(۳) یہ کہ سلام دو مرتبہ درود شریف ایک مرتبہ یعنی قعدۂ آخر میں پڑھا جاتا ہے۔

(۴) یہ کہ سلا حاضر وناظر کے صیغے سے "السلام علیك ایھا النبی"

پڑھتے ہیں مگر درود شریف غائب کے صیغے سے۔

(۵) یہ کہ سلام بغیر درود شریف پڑھنا اور کرنا، جائز ہے کہ سلام پڑھتے وقت نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بنانا واجب ہے اور رب کا وجوبی حکم ہے۔

(۶) یہ کہ درود شریف ابراہیمی میں یہ اظہار نہیں یہ تو نماز کے اندر سلام پڑھنے کا حکم تھا اس لیے بیٹھ کر سلام پڑھا گیا۔ لیکن زمانہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک مدینہ منورہ میں ہر نماز کے بعد روضہ انور اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر بالکل اسی طرح ہاتھ باندھ کر حاضر و ناظر سمجھ کر مخاطب کے صیغے سے سلام پڑھا جاتا ہے۔ جس طرح آج کل عید میلاد النبی ﷺ میں کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ صرف زبان اور طرز تکلم میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ قیام چار قسم کا ہے۔

قیام کی اقسام

(۱) قیام ضرورت...... جیسے دن رات آنے جانے اور بیٹھنے اٹھنے میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

(۲) قیام عبادت...... جیسے نماز میں اٹھنا رکعت پڑھنا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔

(۳) قیام تعظیم...... کسی کے احترام میں کھڑا ہونا، خواہ کسی شخص کا احترام یا کلام کے تبرکات کے احترام میں قیام کرنا۔ تینوں قسم کی تعظیم کا جائز ہونا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

(۴) قیام خوشی ...... خوشی ہونے یا پانے یا ملنے کے وقت اظہار خوشی کے لیے کھڑا ہو جانا۔

چونکہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بے انتہا خوشی بھی ہے اور اپنے آقا ﷺ کو سلام کرنا ہے اس سلام کی تعظیم بھی ہے۔ لہٰذا کھڑا ہونا عین ضروری ہے۔

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے انصار صحابہ کھڑے ہو جاؤ تم اپنے سردار کے لئے۔" یہ تعظیم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرائی گئی۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۳۴۴۔۴۰۷)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آقا ﷺ ہمارے پاس بیٹھا کرتے تھے اور گفتگو ارشاد فرمایا کرتے تھے ہمارے ساتھ تو جب کھڑے ہوتے ہم بھی ایک دم کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک ہم دیکھ نہ لیتے کہ آپ کسی بیوی صاحبہ کے گھر اندر تشریف لے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۴۰۳)

ان دونوں حدیثوں سے بزرگوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ثابت ہو رہا ہے کیونکہ پہلی روایت میں حکم رسول اللہ ﷺ سے قیام ثابت ہوا اور دوسری میں ماضی استمراری اور مفعول مطلق سے قیام ثابت ہوا۔ یعنی فوراً کھڑا ہونا اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث شریف سے کلام رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۱۶)

فقہا فرماتے ہیں کہ نماز کا قیام تلاوت قرآن مجید کی تعظیم کے لیے فرض ہوا۔ اس طرح دیگر تبرکات کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا بھی لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زمزم شریف کو کھڑے ہو کر پیا۔ آج بھی یہ حکم ہے کہ آب زمزم کی تعظیم کے لیے اس کو کھڑے ہو کر پینا چاہیے۔ اسی طرح وضو کے بچ جانے والے پانی کا حکم ہے۔ خوشی میں کھڑا ہونا بھی جائز ہے چنانچہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

(امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ: تاریخ طبری، جلد اوّل)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ آقائے کائنات ﷺ کے سلام کے وقت خوشی اور تعظیم سے کھڑا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود یہ مخالفین بھی اپنے بڑوں اور معزز مہمانوں کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو اس وقت نہ شرک ہے نہ بدعت، عداوت صرف نبی اکرم ﷺ کے لیے قیام سے ہے۔

☆=☆=☆

جلسہ میلاد کے بعد دعا مانگنا

عید میلاد النبی ﷺ کی محفلوں میں بڑے اہتمام سے رب کے حضور حاضری دیتے ہوئے مسلمان دعائیں کرتے ہیں یہ بھی قرآن پاک اور احادیث مطہرات سے جائز و ثابت ہے۔ اگرچہ رب تعالیٰ سے ہر وقت ہی دعا مانگنا جائز اور بہتر ہے مگر مقدس مقامات اور پاکیزہ ذکر اور بہترین محفلوں میں دعا مانگنا بہت ہی فائدہ مند ہے اور باعث قبولیت ہے۔ قرآن مجید میں ایسی دعا کی بھی شان کا اظہار اور جواز مذکور ہے چنانچہ پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ۔ (سورة آل عمران)

ترجمہ: ”حضرت زکریا علیہ السلام نے (حضرت مریم کے قرب کو باعث برکت اور وقت قبولیت سمجھتے ہوئے) وہیں پر کھڑے کھڑے فوراً اپنے رب تعالیٰ کے حضور دعا مانگی“۔

اس آیت میں ثابت ہوا کہ اچھی محفلوں میں دعا مانگنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ آج دنیائے کائنات میں مسلمانوں کے لئے محفل میلاد اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل سے زیادہ کون سی محفل مقدس و مطہر و منور ہو سکتی ہے؟ اس لیے تمام مسلمان عید میلاد النبی ﷺ کے دن تمام ذکر اذکار سے اپنے قلب و زبان کو مزین کرنے کے بعد اپنی دعائیں عرض کرتے ہیں۔ اور تجربہ ہے کہ اس محفل کی دعا ضائع نہیں ہوتی۔

رزق حلال سے دستر خوان سجانا

محفل عید میلاد النبی ﷺ میں اختتام پر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کی خوشی میں آقا ﷺ کے نام پر ایصال ثواب اور شرف قبولیت کے لیے عمدہ کھانے پکا کر ہر امیر غریب کو کھلاتے ہیں جس سے ثواب کے علاوہ امراء کے ذریعہ غرباء کی پرورش ہو جاتی ہے۔ منکرین اس کے بھی مخالف ہیں۔ لیکن شریعت میں یہ کام بالکل جائز اور باعث برکت ہے۔ اس کے بھی ثبوت بہت زیادہ ہیں۔

قرآن سے ثبوت

(۱) فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔ (سورۃ حج آیت ۲۸)

ترجمہ: "اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے خود بھی کھاؤ اور ضرورت مند (مصیبت زدہ) محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔"

اگرچہ یہ آیت حاجیوں کو اور قربانی کرنے والوں کو گوشت کھلانے کا حکم دے رہی ہے مگر مقصد ہر وقت عام ہے۔

(۲) وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۔ (سورۃ ماعون)

ترجمہ: "یہ کافر لوگ مسکین کو کھانا کھلانا پسند نہ کرتے نہ کھلانے دیتے تھے"۔

(۳۔۴) وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ○۔ (سورۃ دہر)

ترجمہ: "(رب کے عاشق بندے) کھانا کھلاتے ہیں فقط اس کی محبت میں مسکینوں کو یتیموں کو اور اسیروں کو (اور یہ کہتے ہیں) ہم تو فقط اللہ کی خوشنودی کے لئے تم کو کھانے پکا کر کھلا رہے ہیں۔ تم سے کسی جزا یا شکریہ کے طالب نہیں ہیں"۔

یہ تو رب تعالیٰ نے قیامت تک مومنوں کی نشانیاں بتائیں کہ ہر طریقے سے میلاد وغیرہ کے ذریعے مسلمان بندے عاشق رسول و عوام اہل سنت اپنے غریب دوستوں ساتھیوں، پڑوسیوں وغیرہ کو کھانا کھلاتے رہیں گے اور قیامت تک وعظ نصیحت کے ذریعے امراء اور وزراء وغیرہ کو گیارہویں، بارہویں اور ہر خوشی کے موقع پر کھلانے کی رغبت دیتے رہیں گے۔ بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام نے جتنا کھلانے کا حکم دیا ہے اتنا تو کسی نے نہیں دیا۔ یہ عقیقہ، یوم ولادت کی یادگار ہے ولیمہ شادی نکاح کی یادگار ہے، تیجہ دسواں، چالیسواں، قربانی وغیرہ سب غریب پروری کے ذرائع ہیں۔ مگر رب تعالیٰ نے بے دینوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ کھلانے دیتے ہیں۔

(۵) وَ لَا تحضون علی طعام المسکین۔

(سورۃ الفجر آیت:۱۸)

ترجمہ: "اور وہ (گمراہ، بے دین، کفار) ذرا رغبت نہیں دلاتے مسکین کو کھانا کھلانے پر۔"

باب سوم کا حاصل مطالعہ

جشن عید میلاد النبی ﷺ میں یہ آٹھ اعمال ہوتے ہیں۔ جو سب کے سب قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہو رہے ہیں۔ جب جزوی طور پر علیحدہ علیحدہ میلاد

شریف کا ہر عمل جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور پسند ہے تو ان نیک کاموں کا مجموعہ کیونکر منع ہوگا۔ دن متعین کرنا بھی رب کا حکم ہے۔ عید، بقر عید، حج، روزے سب کو ہی رب نے دنوں اور وقتوں سے معین کیا ہے۔ آگے پیچھے کرنے والا غلط ہے۔ اسی طرح دنیوی کام بغیر تعیین ناممکن ہیں۔ یہ منکرین بھی اپنا ہر کام ماہانہ، سالانہ معین کرتے ہیں۔ وہ تقرر نہ شرک ہے نہ کفر نہ بدعت نہ گناہ۔ دکھ تو صرف پیارے آقا ﷺ کے میلاد پر ہے۔ اور دشمنی وعداوت صرف ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے ہے۔

ہم نے جن کثیر دلائل سے عید میلاد النبی ﷺ کو ثابت کیا ہے۔ مخالفت میں ایک بھی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ ہی آج تک کسی کو جرأت ہوئی صرف اہل سنت ہی وہ پاکیزہ جماعت ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مطہرات اس کی ہر جگہ تائید فرماتی ہیں ورنہ کسی فرقہ کے کسی بھی عقیدے کا ساتھ قرآن وحدیث نہیں دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عید میلاد ہی کی صورت میں یوم نبی ﷺ منایا اور ہم سے زیادہ منایا۔ آج مسلمان سالانہ مناتے ہیں مگر صحابہ کرام نے ہفتہ وار منایا۔ صرف فرق اتنا ہوا کہ آج مسلمان غریبوں کو کھانا کھلا کر اور کھا کر عید مناتے ہیں مگر صحابہ نے روزہ رکھ کر۔ سحری وافطار کر کے یوم النبی ﷺ منایا۔

پوچھا گیا آقائے کائنات ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی اجازت میں تو آپ نے فرمایا کہ اسی دن میں ہم بھیجے گئے ہیں اور اسی دن میں ہم پر پہلی وحی نازل فرمائی گئی ہے۔

بغیر کسی الجھن کے اس حدیث پاک سے یوم النبی ﷺ منانے کا صاف ثبوت مل رہا ہے۔ تین وجہ سے۔ پہلی یہ کہ صحابہ کرام صرف پیر کے دن روزہ رکھنے کی خصوصیت سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور دن کی اجازت یا

سوال کا ذکر کسی اور حدیث شریف میں نہیں ہے۔ غیب جاننے والے پیارے نبی ﷺ بھی صحابہ کرام کی قلبی کیفیت اور دلی چاہت جان کر اسی کے مطابق روزے کی اجازت کے ساتھ ساتھ اس روزے کی شان بھی بیان فرما رہے ہیں۔

دوسری وجہ یہ کہ ولادت پاک تو مشہور زمانہ ہے۔ دنیا میں اپنے پرائے بلکہ کاہنوں نجومیوں کے علاوہ فارس کے محلات تک سب کو معلوم ہے کہ پیارے آقا ﷺ کی ولادت کا دن تاریخ اور مہینہ اور سال کیا ہے۔ صحابہ بھی جانتے ہیں اس لیے صحابہ کبار صرف عید میلاد منانے کے لیے اس روزے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ لیکن نبی پاک صاحب لولاک ﷺ جواب میں دو چیزیں بیان فرماتے ہیں۔ ولادت اور نزول وحی صحابہ کرام کو دوسری چیز کا ابھی اس سے پہلے کچھ پتہ نہ تھا۔ آج پتہ لگ رہا ہے کہ غار حرا میں پیر کے دن وحی نازل ہوئی۔ جواب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اے تا قیامت مسلمانو! اتم پیر کو روزہ رکھو۔ اس دن روزہ رکھتے ہیں یوم تشکر منانے کے لئے۔

تیسری وجہ یہ کہ کسی خاص دن نفلی روزہ معین کرنا اس دن کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ یوم عاشورہ کی تعظیم کے لیے اس دن روزہ اولاً فرض ہوا بعد میں نفلی رہا اور یہودیوں کا اس دن روزہ تعظیم کے لیے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم اس خوشی کو منانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (متفق علیہ: بخاری و مسلم)

صحابہ کرام نے اس دن کو روزے سے منانے کی اجازت اس لیے طلب کی کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ جسمانی اور شرعی عیدیں ہیں ان کو کھانے پینے سے مناؤ کہ یہ جسم کی تازگی کے لیے ہے۔ مگر عید میلاد معرفت، حقیقت، طریقت اور روحانیت کی عید ہے اس میں روزہ رکھ کر مناؤ کہ یہ روزہ روح کی تازگی اور ترقی ہے اور نیز اس میں یہ اشارہ بھی ملا کہ جس طرح روزہ پہلے ہوتا ہے عید الفطر بعد میں اسی طرح عید میلاد کی

اہمیت شان پہلے ہے عید الفطر کی بعد میں۔ جو روزہ رکھے سچی عید الفطر اسی کی ہے اسی
طرح جو مسلمان عید میلاد مناتے ہیں عید الفطر وغیرہ کا فائدہ اور خوشی بھی انہی لوگوں کو
قیامت میں حاصل ہوگی۔ اور اس لیے بھی روزے کی اجازت طلب کی گئی کہ عبادات
جسمانیہ میں روز مرہ کی عبادت صرف روزہ اور نماز ہی ہیں تو دو عیدیں نماز سے پوری
کی گیں اور یہ تیسری عید روزے سے پوری کی جائے۔

بہر کیف نبی پاک ﷺ نے اس یوم النبی ﷺ کو منانے کی اجازت دی اور صحابہ
کرام نے افطاری اور سحری کے ذریعہ اس کو خوب منایا اور یوم میلاد سمجھ کر منایا۔ آج
مسلمان بھی اسی یوم میلاد کو سنت صحابہ سمجھ کر مناتے ہیں۔ اور سنت الٰہیہ۔ سنت انبیاء
اور حکم قرآن و حدیث وغیرہ کو پورے مجموعے کے ساتھ سالانہ طریقے سے منالیتے
ہیں۔ جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا دلائل سے ثابت کر دیا۔ صحابہ کرام نے اس طرح
مجموعی طور پر اگر نہیں منائی تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ابھی اسلام کا ابتدائی دور ہے
ابھی اسلام کو کئی مسائل کا سامنا ہے ابھی شجر اسلام کی آبیاری کی ضرورت ہے۔ ابھی
جہادات کی مصروفیات ہیں۔ ابھی تو پکی مسجد پکے گھر پختہ قبور بنانے کی بھی اجازت
نہیں اور نہ ہی فرصت ہے۔ ابھی تو مسلم بخاری اور کتب احادیث کی چھان بین اور
ترتیب کی بھی فرصت نہیں۔ ابھی تو فقہ اسلامی جیسی اہم چیز کی تدوین کا بھی وقت
نہیں ملتا۔ ابھی تو قرآن مجید و اعراب لگانے آیتوں، سورتوں اور سپاروں کی شکل میں
مزین و مرتب بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دور تو مدارس و خانقاہ کی تعمیر بھی نہیں کرنے دیتا۔ نہ
چلوں وظیفوں کا وقت ملتا ہے یہ تمام کام تو دور صحابہ کے بعد شروع ہوئے اور آج تک
ہوتے چلے آرہے ہیں نہ کوئی ان کو بدعت کہتا ہے نہ شرک نہ ناجائز حالانکہ ان کاموں
کا جواز کا اشارہ بھی احادیث میں نہیں ملتا۔ کیا جشن عید میلاد سے ہی اتنا دکھ ہے کہ

باوجود اتنے دلائل کے بھی اسی کے خلاف فتوے دیے جاتے ہیں۔ (فتاویٰ نعیمیہ: جلد سوم)

متحدہ عرب امارت کی عدالت شریعہ کے چیف جسٹس کا بیان

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کی ولادت
باسعادت کے دن ساحل سمندر گیا وہاں الحاج ابن عاشر اور ان کے ساتھی بھی موجود
تھے انہوں نے دستر خوان لگایا اور مجھے بھی دعوت دی، میں عید میلاد النبی ﷺ کے روز
ہمیشہ روزے رکھتا تھا لہٰذا میں نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، ابن عاشر نے میری
طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں
روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا عید کے دن میں نے ان کے کام پر غور کیا اور میں
نے اس کو حق پایا۔ (روزنامہ جنگ کراچی، اشاعت یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ/دسمبر ۱۹۸۱)

☆=☆=☆

باب چہارم

میلاد مصطفیٰ ﷺ کا تاریخی تسلسل

حضرت آدم علیہ السلام اور محفل میلاد:

امام حاکم نیشاپوری قدس سرہٗ ''المستدرک'' اور امام بیہقی "دلائل النبوۃ" میں با صحیح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

''حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! میں محمد ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں، رب تعالیٰ نے فرمایا! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا ابھی نہ فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا، میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا! آدم تو نے سچ کہا یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی ہے تو میں نے قبول کی اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا ابھی نہ کرتا۔

(مولد رسول، صفحہ ۱۳)

پیشانی عبداللہ رضی اللہ عنہ میں نور مصطفیٰ ﷺ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے بزرگوار سسر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوئیں، سرکار دوعالم ﷺ کا نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جبین سعادت سے منتقل ہو کر آپ کے شکم طاہر میں قرار پذیر ہوا لیکن یہاں بھی اس نور پاک کی شان نرالی تھی۔

سردار دوجہاں سے حاملہ ہو، مبارک ہو

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ماشعرت انی حملت به ولاوجدت له ثقلا کما تجد النساء الاانی الکہرت رفع حیضتی و اتانی ات و انا بین النائم و الیقظان و قال ھل شعرت انك حملت ؟ فکانی اقول ما ادری وقال انك حملت سید ھذہ الامۃ ونبیھا فذالك یوم الاثنین۔

ترجمہ: ''مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں، نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جو ان حالات میں عورتوں کو محسوس ہوتا ہے، مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ میرے ایام ماہوار بند ہوگئے ہیں ایک روز میں خواب اور بیداری کی حالت میں تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا: آمنہ! تجھے علم ہوا ہے کہ تو حاملہ ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں، پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے اور جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ سوموار کا دن تھا۔''

فرماتی ہیں کہ ایام بڑے آرام سے گذرے جب وقت پورا ہو گیا تو وہی فرشتہ جس نے مجھے پہلے خوشخبری دی تھی وہ آیا اس نے آ کر مجھے کہا:

قولی اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد

ترجمہ: "یہ کہو کہ میں اللہ واحد سے اس کے لیے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں"۔

شام کے محلات روشن

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات کو سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اٹھے، یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی، دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایک نور نکلا جس نے سارے گھر کا بقعہ نور بنا دیا، ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔ (سیرت حلبیہ)

مشرق ومغرب نور علیٰ نور

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ حضرت الشفاء جس کی قسمت حضور ﷺ کی دایہ بننے کی سعادت رقم تھی وہ کہتی ہیں جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور ﷺ کو میں نے اپنے دو ہاتھوں پر سہارا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی۔ "رحمك ربك" ...... "تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے"۔

حضرت شفاء کہتی ہیں:

فاضاء لی مابین المشرق و المغرب حتٰی نظرت الی بعض قصور الشام۔

ترجمہ: "اس نور مجسم کے ظاہر ہونے سے میرے سامنے مشرق ومغرب

میں روشنی پھیل گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات دیکھے"۔

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں لیٹ گئی تو اندھیرا چھا گیا اور مجھ پر رعب و کپکپی طاری ہو گئی اور میرے دائیں جانب سے روشنی ہوئی تو میں نے کسی کہنے والے کو سنا وہ پوچھ رہا تھا "این ذہبت بہ؟" تم اس بچے کو لے کر کہاں لئے تھ؟ جواب ملا: میں انہیں لے کر مغرب کی طرف گیا تھا۔

پھر وہی اندھیرا وہی رعب اور وہی لرزا مجھ پر لوٹ آیا پھر میری بائیں جانب سے روشنی ہوئی میں نے سنا کہ کوئی پوچھ رہا تھا تم اسے کدھر لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا: میں انہیں مشرق کی طرف لے گیا تھا، اب دوبارہ نہیں لے جاؤں گا۔ یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جو سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لائے۔ (سیرت حلبیہ)

جدّ رسول ﷺ اور محفل میلاد

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے آپ کی ناف پہلے ہی کٹی ہوئی تھی، وہب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ کے ہاں رسول ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا جب وہ خوشخبری سنانے والا پہنچا اس وقت آپ حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مردوں کے درمیان تشریف فرما تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی ومسرت کی حد نہ رہی۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت جو انوار و تجلیات دیکھی تھیں اور جو

آوازیں سنی تھیں ان کے بارے میں عرض کی۔

حضرت عبدالمطلب حضورﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور جو انعام اس نے عطا فرمایا تھا اس کا شکریہ ادا کیا۔ ابن واقد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت عبدالمطلب کی زبان پر فی البدیہہ یہ اشعار جاری ہو گئے۔

الحمد للہ الذی اعطانی
ھذا الغلام الطیب الاردان

ترجمہ: "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا"۔

قد سادہ فی المھد علی الغلمان
اعیذہ بالبیت ذی الارکان

ترجمہ: "یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں"۔

حتی اراہ بالغ البنیان
اعیذہ من شرذی شنان
من حاسد مضطرب العیان

ترجمہ: "یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں میں اس کو ہر دشمن اور ہر حاسد آنکھوں کے گھمانے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔

مختون شدہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مختون تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی۔ یہ معلوم کر کے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ میرے "اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہو گی"۔

(پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ: ضیاء النبی)

علمائے یہود اور میلاد رسولﷺ

شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی ساٹھ سال آپ نے جہالت میں گزارے اور ساٹھ سال بحیثیت ایک سچے مومن کے آپ کو زندگی گزارنے کی مہلت دی گئی۔ آپ فرماتے ہیں "میری عمر ابھی سات یا آٹھ سال تھی، مجھ میں اتنی سمجھ بوجھ تھی کہ جو میں دیکھتا اور سنتا تھا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا وہ یہ اعلان کر رہا تھا۔

یامعشر یہود فاجتمعو الیہ

"اے گروہ یہود! سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ"۔

وہ اس کا اعلان سن کر بھاگتے ہوئے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا،

"وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا جو بعض کتب قدیمہ کے مطابق احمد (ﷺ) کی ولادت کی رات ہے"۔

(سبل الہدیٰ والرشاد)

ولادت کا علامتی ستارہ

حضرت کعب احبار کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتادی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت محمد ﷺ کی ولادت کا ہوگا اور یہ بات بنی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسل کو اس سے خبردار کرتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب، جلد اوّل)

یہودی کا بیہوش ہونا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے، آپ نے کہا،

"مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا، اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کرلو! اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلے میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا، لوگ یہ بات سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کو "محمد" کے

بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو آکر بتایا اس نے کہا مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ، "ہمیں وہ فرزند دکھاؤ" وہ آپ کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں انہوں نے آپ کی پشت سے کپڑا ہٹایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا: "تمہیں کیا ہو گیا تھا؟" تو اس نے بصد حسرت کہا کہ "بنی اسرایل سے نبوت ختم ہوگئی، اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں اس کی عظمت کا ڈنکا بجے گا۔" (زرقانی علی المواہب، جلد اوّل)

اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن میں علماء اہل کتاب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشخبریاں دی ہیں۔

بت اوندھے منہ

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں، "میں رات کو کعبہ میں تھا، میں نے بتوں کو دیکھا سب بت اپنی اپنی جگہ سے سربسجود سر کے بل گر پڑے ہیں اور دیوار کعبہ سے یہ آواز آرہی ہے،

"وہ مصطفیٰ اور مختار پیدا ہوا، اس کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے اور کعبہ بتوں کی عبادت سے پاک ہوگا اور وہ اللہ کی عبادت کا حکم دے گا جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔ (زرقانی علی المواہب، جلد اوّل)

مسجد نبوی میں محفلِ نعت و مجلس میلاد کا اہتمام

عن عائشہ رضی اللہ عنها کان رسول اللہ ﷺ یضع لحسان

منبراً فی المسجد یقوم علیہ قائماً یفاخر عن رسول اللہ ﷺ و یقول رسول اللہ ﷺ ان اللہ یؤید حسان بروح القدس۔ (امام بخاری علیہ الرحمۃ: بخاری شریف، جلد دوم)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکثر اوقات حضرت حسان کے لیے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی طرف سے فخر کا اظہار کرتے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے ”اللہ تعالیٰ روح القدس (حضرت جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے۔“

امام بخاری علیہ الرحمہ (یکم شوال ۲۵۶ھ/۳۱ اگست ۸۷۰ء) نے دوسرے مقام پر ”باب الشعر فی المسجد“ (جلد اوّل صفحہ ۶۴-۶۵) کے تحت ”اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ“۔ کے دعائیہ کلمات نقل کیے ہیں۔ ”سنن نسائی شریف“ میں بھی جلد اوّل صفحہ ۸۳ ”باب الرخصہ فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد“ کے تحت یہی دعائیہ کلمات ہیں۔ جبکہ ”سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۳۳۶ پر ”باب ماجاء فی الشعر“ کے تحت ”اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ“ کے کلمات موجود ہیں۔

مصطفیٰ کریم ﷺ نے نعت کہنے والوں کو عزت بخشی

اللہ کے محبوب امت کے مطلوب ﷺ کی بارگاہ میں نعتیہ قصائد کہنے والے متعدد اصحاب رسول (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا نام ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں، تاہم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب ابن زہیر، حضرت عبداللہ ابن رواحہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت کعب بن مالک، حضرت عمرو بن

ربیعہ اور دیگر اصحاب رضوان اللہ علیہم کو عزت بخشی اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور انہیں دعاؤں سے بھی نوازا۔ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے:

”اے حسان! کفار کی ہجو بیان کرو، جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں، رسول اللہ ﷺ حضرت حسان سے فرماتے میری طرف سے جواب دو اور دعا فرماتے، اے اللہ جبرائیل کے ذریعے حسان کی مدد فرما“۔

(متفق علیہ بخاری ومسلم)

نعتیہ قصائد کے ذریعے شاتمان رسول کی مذمت

ہجرت مدینۃ المنورہ کے موقع پر انصاران مدینہ کے ساتھ ہی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے اور پھر تمام عمر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے محاسن ومناقب بیان کرکے مدح وذکر رسول کا حق ادا کرتے رہے۔ جب قریش مکہ نے میدان جنگ میں معرکہ آرائیوں کے علاوہ میدان شاعری میں تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے جانثاروں سے فرمایا ”کیا وجہ ہے کہ تم لوگ ہتھیاروں سے امداد کے علاوہ اللہ اور رسول کی امداد اپنی زبانوں سے نہیں کرتے“ فوراً حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! پھر اپنی لمبی زبان کو ناک کی نوک پر مارتے ہوئے بولے اس زبان کے عوض اگر مجھے بصرہ سے لے کر صنعاء تک لمبی زبان ملے تو بھی اسے قبول نہ کروں واللہ اگر میں اس زبان (یعنی کہے گئے اشعار کی قوت سے) کو چٹان پر رکھ دوں تو چٹان کے دو ٹکڑے ہوجائیں اور اگر بالوں پر رکھ دوں تو یہ بال مونڈھ ڈالے“۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم قریش کی ہجو کیسے کروگے؟ جبکہ میرا تعلق اسی قبیلہ سے ہے، حضرت حسان نے عرض کیا، ”میں آپ ﷺ کو ان سے اس طرح صاف نکال لوں گا جس طرح گوندے ہوئے آٹے میں

سے بال نکال لیا جاتا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کفار کی ہجو کرو اور روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔" چنانچہ حضرت حسان نے کفار کی ہجو کہہ کر انہیں سخت تکلیف پہنچائی اور ان کی زبانیں بند کر ڈالیں اور ان کے اشعار سے کفار کو وہی تکلیف پہنچی جو اندھیرے میں لگنے والے تیروں سے پہنچتی ہے۔ (تاریخ ادب عربی، صفحہ ۲۲۴)

علامہ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی قدس سرہٗ (م ۶۶۸ھ/۱۲۷۰ء) لکھتے ہیں، "جب رسول اللہ ﷺ نے اشعار سنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (و دیگر صحابہ) نے اشعار کہے ہیں تو ان ہستیوں سے ارفع یعنی بڑھ کر تقلید اور اقتداء کا زیادہ مستحق کون ہو سکتا ہے؟"۔ (امام قرطبی علیہ الرحمۃ: الجامع الاحکام، جلد ۱۳، صفحہ ۱۴۸)

مداح رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ ۸ ہجری کفار پر اپنے اشعار کے تیر برسانے شروع کیے تو حضرت عمر نے انہیں ٹوکا کہ حرم خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسے اشعار پڑھتے ہو، تو نبی کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا، "اے عمر اس کو چھوڑ دے اس کے اشعار کفار مکہ کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں"۔ (المرجع السابق، صفحہ ۱۵۱)

رسول اکرم ﷺ نے نعتیہ مجالس کو پسند فرمایا ہے حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا ہے اپنے فضائل بیان فرمائے ہیں، ایک یا دو نہیں، سینکڑوں احادیث کے مضامین کا آغاز واحد متکلم "انا" یعنی "میں ایسا ہوں"۔

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِّنْ نُّوْرِیْ۔

ترجمہ: "میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔"

(مدارج النبوت، جلد اوّل)

ان مضامین کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی منشاء ہی سے اپنی فضیلت کو بیان فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء و محدثین (رحمہم اللہ اجمعین) کے درمیان اتفاق ہے (دو رائے نہیں) کہ حضور سید عالم ﷺ نے اقوال، اعمال، خلوت، جلوت، مجالس، غزوات الغرض تمام حیات مقدسہ کا لمحہ لمحہ..... لحظہ لحظہ..... سب اللہ رب العالمین جل مجدہٗ کی رضا کا پابند ہے۔

ورنہ متذکرہ فضائل والی احادیث سے متعلق کوئی دریدہ دہن یہ کہہ سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی شان وانانیت کا بیان فخر ومباہات پر مبنی ہے اور ایسا عمل صریحاً تکبر ہے، وہ بدنصیب ہیں جو سرکار ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف حمیدہ اور فضائل جمیلہ سننے سے خود کو محروم رکھے ہوئے ہیں، وہی (معاذ اللہ) گستاخی کی جرأت کر سکتے ہیں۔ ملت اسلامیہ کی غیرت مندانہ فکر تو یہ ہے کہ پیارے آقا ﷺ خود اپنے فضائل بیان فرما کر ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ "تحدیث نعمت" کے لیے میں رحمۃ اللعالمین اپنے فضائل، اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بیان کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے اپنے کلام قرآن مجید (اور سابقہ کتب وصحائف سماوی میں بھی) میں میری محبوبیت، نورانیت، رفعت اور عظمت بیان فرمائی ہے۔ اے میرے غلامو! تم بھی اسی طرح میری سنت پر عمل کرتے ہوئے میرے ذکر کی محافل ومجالس میں میری عظمت و فضیلت کے ترانے گاؤ اور سناؤ۔

آئندہ صفحات میں عید میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے لیے مختصراً کچھ حوالے درج ہیں، جن کے مطالعہ سے یقیناً ہمارے قارئین استفادہ کریں گے۔ اور مثبت نتائج اخذ کریں گے۔

خلفاء راشدین کا کرنے والوں کے لیے بشارات

خلیفہ رسول اللہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

''جس کسی نے محفل میلاد میں ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔ (امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، النعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ ترکی، صفحہ ۷)

خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس کسی نے نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کی عظمت کو بیان کیا تو گویا اس نے اسلام کو زندہ کیا''۔

(امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، النعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ ترکی، صفحہ ۷)

خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس کسی نے بھی ولادت باسعادت نبی مکرم ﷺ پر ایک درہم بھی خرچ کیا تو گویا وہ غزوۂ بدر وحنین میں حاضر ہوا''۔

(امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، النعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ ترکی، صفحہ ۷)

سیدنا مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں،

''جس کسی نے ظہور قدسی ﷺ کی عظمتوں کو بیان کیا وہ دنیا سے صاحب ایمان رخصت ہوگا اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا''۔

(امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ، النعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ ترکی، صفحہ ۷)

صحابہ رضی اللہ عنہم اور محفل میلاد کرنا:

سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

اے صحابہ! آج تمہارا یہاں بیٹھنا کس لیے ہے؟

عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج ہم بیٹھ کر اس رب کی حمد وثنا کر رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل وکرم سے اپنا محبوب ﷺ ہمیں عطا کیا اور اپنے دین کے ماننے کا شرف بخشا۔ (مسلم شریف)

رسول ﷺ کا ذکر کرنا ہی میلاد ہے اور یہی ہم اہل سنت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کی ایک محفل کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صحابہ آپس میں مختلف انبیاء علیہم السلام کے درجات ومقامات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلیم تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور روح تھے۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارا تعجب بھی ملاحظہ کیا، یہ بات درست ہے کہ حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل تھے حضرت موسیٰ اس کے کلیم، حضرت عیسیٰ اس کی روح اور کلمہ اور حضرت آدم کو اس نے اپنا صفی بنایا لیکن متوجہ ہو کر سن لو میں اللہ کا محبوب ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں۔'' (جامع الترمذی)

مذکرہ محافل صحابہ سے واضح ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد، ولادت اور درجات کا تذکرہ نہایت محبوب ترین عمل ہے ان کی ہر محفل کو محفل میلاد قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ محفل میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرہ ولادت اور آپ ﷺ کو عطا شدہ عظمتوں کے بیان پر ہی مشتمل ہوا کرتی ہے۔

اگرچہ ذکر مصطفوی ﷺ کی محفل روز ازل سے جاری ہے، تا ابد جاری رہے گی (ان شاء اللہ) تاہم یہاں صرف اہل حرمین کے بارے میں تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا معمول ہوتا تھا تاریخ حرمین، خصوصاً تاریخ

مکہ پر لکھی جانے والی کتب کے مطالعہ۔کے بعد اہل حرمین کے درج ذیل معمولات سامنے آتے ہیں۔

اہل مکہ کا میلاد کے دن مولد النبی ﷺ کی زیارت کرنا

اہل مکہ کا معمول تھا کہ ولادت کی رات محلہ بنی ہاشم میں واقع مولد النبی ﷺ حضور کی جائے ولادت کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔

امام ابوالحسین محمد المعروف بابن جبیر اندلسی المتوفی ۶۱۴ھ اپنے تاریخی سفرنامے میں مولد رسول ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک مولد پاک بھی ہے اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اس کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا ﷺ کے جسم اقدس کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کے لیے رحمت ہے۔ ماہ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کے لیے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔

(رحلۃ ابن جبیر، صفحہ ۱۲۶)

ہم نے مولد پاک میں داخل ہو کر اپنے رخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیئے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کا سب سے زیادہ مبارک اور طیب بچہ پیدا ہوا۔ ہم نے اس کی زیارت کے ذریعے خوب برکات حاصل کیں۔

(رحلۃ ابن جبیر، صفحہ ۱۲۶)

امام جمال الدین محمد بن جار اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ہر سال بارہ ربیع الاوّل کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ

(جو کہ شافعی المذہب ہیں) کی زیر سرپرستی مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔"

(الجامع اللطیف، صفحہ ۲۰۱)

اہل مکہ کی عادت ہے کہ مشائخ، اکابر علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔

(فی رحاب بیت الحرام، صفحہ ۲۶۲)

اہل مکہ ہر پیر مولد پاک میں محفل سجاتے

امام قطب الدین حنفی (متوفی ۹۸۸ء، جو کہ مکہ مکرمہ میں علوم دینیہ کے استاد تھے) اہل مکہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہل مکہ ہمیشہ ہر سوموار کی رات مولد پاک میں محفل ذکر سجاتے تھے۔

"مولد پاک معروف و مشہور جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں اہل مکہ ہر سوموار ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال بارہ ربیع الاوّل کی رات اس کی زیارت کی جاتی ہے"۔

(الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مکہ مکرمہ، صفحہ ۳۵۵)

مولد النبی ﷺ کے پاس محفل میلاد

مولد النبی ﷺ کی زیارت کے ساتھ ساتھ وہاں محفل میلاد بھی منعقد کی جاتی جس میں آپ کی ولادت اور اس موقع پر ظاہر ہونے والی نشانیوں کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا۔ شیخ قطب الدین علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں،

"لوگ جوق در جوق مسجد حرام سے نکل کر سوق اللیل کی طرف جاتے ہیں اور وہاں مولد پاک کے مقام پر اجتماع اور محفل منعقد کرتے ہیں اور میں

ایک شخص خطاب بھی کرتا ہے۔"

امام ابن ظہیرہ علیہ الرحمۃ اس جلسہ عام کی روداد اور اس کا موضوع سخن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"مولد پاک کی مناسبت سے وہاں خطبہ دیا جاتا ہے پھر عشاء سے پہلے لوگ لوٹ کر مسجد حرام آجاتے ہیں۔"

(الجامع اللطیف فی فضل مکہ واھلہا وبناء البیت الشریف، جلد دوم، صفحہ ۲۰۱)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہمارے تمام اسلاف نے تصریح کی ہے کہ مولد پاک ان مقدس مقامات میں سے ہے جن کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

مفتی مکہ شیخ عبدالکریم القطبی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں،

"مولد النبی ﷺ کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ مقام محلہ بنی ہاشم میں مشہور ومعروف ہے۔" (اعلام العلماء، صفحہ ۱۵۴)

اہل مکہ کا میلاد کی خوشی میں کھانا کھلانا

اہل مکہ کا یہ بھی معمول تھا کہ آپ کی ولادت کی خوشی میں کھانا تقسیم کرتے تھے، دوست احباب کی دعوت کرتے، فقراء ومساکین کی خدمت کرتے، خصوصاً حرم شریف کے خدام کی خدمت کرتے۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ علیہ الرحمۃ اپنے سفر حج (۷۲۸ھ) میں "ذکر قاضی مکہ وخطیبہا" کے تحت لکھتے ہیں،

"(اس وقت) مکہ کے قاضی جو کہ عالم صالح اور عابد ہیں امام نجم الدین محمد بن الامام محی الدین الطبری وہ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ

شریف کا کثرت کے ساتھ طواف کرنے والے ہیں حج کے مہینوں میں بہت زیادہ کھانا کھلانے والے ہیں اور خصوصاً حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے موقع پر وہ مکہ کے شرفاء، معززین فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (رحلہ ابن بطوطہ، اوّل صفحہ ۹۲)

میلاد پاک کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس

اہل حرمین میلاد پاک کی خوشی میں مختلف محافل کے ساتھ چراغاں کرتے اور جلوس نکالتے تھے جن میں علماء، مشائخ اور شہر کی تمام معزز شخصیات کے علاوہ حاکم وقت بھی شرکت کرتے اور صرف اہل مکہ ہی ان میں شریک نہ ہوتے بلکہ دور دراز دیہاتوں سے لوگ آتے حتیٰ کہ جدہ شہر سے جلوس میں شرکت کے لیے آنے والے لوگوں کے ہاتھوں میں فانوس ہوتے اور ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے۔ یہ جلوس مسجد حرام سے شروع ہوتا اور سڑکوں، شاہراہوں سے گزرتا ہوا محلہ بنی ہاشم میں مولد پاک پر جاتا وہاں جلسہ عام ہوتا اور پھر وہاں سے یہ جلوس مسجد حرام آتا جہاں بادشاہ وقت علماء ومشائخ کی دستار بندی کرتا۔ آخر میں دعا ہوتی اور بعد ازاں لوگ اپنے گھروں کو رخصت ہوتے۔ اس جلوس کی روداد درج ذیل عبارات میں ملاحظہ ہو۔

میلاد کے دن اہل مکہ کا معمول

(۲) شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاوّل کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا تھا تمام علاقوں کے علماء فقہا، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوجاتے۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی ﷺ وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی کی زیارت کے

لیے جاتے ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا۔ وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کے لیے دعا ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے۔ بادشاہ وقت مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مکہ مکرمہ، صفحہ ۱۹۶)

(۲) امام جمال الدین محمد بن جار اللہ بن ظہیرہ رقمطراز ہیں:

”ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو (اہل مکہ کا) یہ معمول ہے قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ اکثر فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں ۔ وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت، امیر مکہ اور قاضی شافعی کے لیے (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعاء کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں مقام خلیل علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے پھر الوداع ہو جاتے ہیں (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں یہ سلسلہ کس

نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مؤرخین سے پوچھنے کے باوجود اسکا علم نہیں ہو سکا۔ (الجامع اللطیف، جلد دوم، صفحہ ۲۰۱)

(۳) محدث ابن جوزی اہل حرمین اور عالم اسلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کی ولادتِ سعیدہ کے موقع پر محافلِ میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔ (المیلاد النبوی، صفحہ ۵۸)

بزرگانِ دین کا میلاد منانا

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''مجھے اگر جبل احد کے مثل سونا مل جائے تو میں سب کو میلاد شریف پر خرچ کر دوں''۔ (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸)

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا محفل میلاد کرنا

''میلاد النبی ﷺ کے دن جائے ولادت محمد ﷺ مکہ شریف جاتا ہوں اس سے یہ برکات حاصل ہوتے ہیں کہ ہماری محفل میں میرے نانا نبی پاک ﷺ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ہم زیارت کرتے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا میلاد جس جگہ کیا جائے، دل کے اعتقاد کے ساتھ، وہاں مصیبت اور بیماری نہیں آتی۔'' (سراج منیر، صفحہ ۴۷)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

سید الاولیاء حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس نے ذکرِ رسول ﷺ میں حاضری دی اس کی قدر و عظمت کو سمجھا وہ ایمان میں کامیاب و کامران ہوا۔'' (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸)

امام ابن جریر طبری مفسر قرآن رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

مفسرِ قرآن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں صاحب خزینۃ القرآن امام محمد باقر

رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہوں اور امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی آپ علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ ہم دونوں اپنے استاد کے ہمراہ ہر سال ربیع الاول شریف میں مکہ مکرمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی جائے ولادت پر جایا کرتے تھے۔ وہاں جھوم جھوم کر وعظ کیا کرتے تھے اور سید الانبیاء ﷺ کو کبھی کبھی ہم اس محفل پاک میں دیکھا کرتے تھے اور ہم یہ کہتے کہ کیا خوب بات ہے کہ میلاد نبی کریم ﷺ کا ہے اور منانے والے آپ ﷺ کے نواسے ہیں۔ (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

''جب سے مجھے ابولہب والی روایت ملی ہے تو اس وقت سے میں ہر سال صاحب خزینۃ القرآن کے ساتھ حضور ﷺ کی جائے ولادت پر حاضری دیتا ہوں۔ (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس نے محفل میلاد منعقد کی اور شریک ہونے والوں کو دسترخوان پر جمع کیا کھانا کھلایا، روشنی کی، چراغاں کیا اور نئے کپڑے پہنے، لوبان اور عطر کا استعمال کیا، تو روز حشر اللہ تعالیٰ اسے اس پہلی جماعت میں شامل فرمائے گا جو انبیاء پر مشتمل ہوگی اور اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔ (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۸)

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''جس نے میلاد شریف کی محفل میں اپنے بھائیوں (یعنی برادرانِ

اسلام) کو جمع کیا اور انہیں بٹھایا، کھانا کھلایا، ان سے اچھا سلوک کیا تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ، یوم قیامت صدیقین، شہدا اور صالحین کی جماعت میں شامل فرمائے گا اور جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔

(النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۱۰)

سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں اور شیخ طریقت سیدنا سرّی سقطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"جس نے کسی علاقہ میں محفل میلاد کا انعقاد کیا تو گویا اس نے "روضة من رياض الجنة" کا قصد کیا اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی محبت کے بغیر محفل میلاد کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ (النعمۃ الکبریٰ، صفحہ ۱۰)

مجدد امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ذکر و میلادِ رسول ﷺ

ایک شخص نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور ﷺ نے کچھ توجہ نہیں فرمائی، اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری جانب التفات فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا، "تیری جانب توجہ نہ کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں تجھے پہچانتا نہیں بلکہ اس سبب سے ہے کہ تو میرا ذکر نہیں کرتا، مجھے درود شریف کے ذریعے یاد نہیں کرتا جبکہ میں اپنے امتی کو درود شریف پڑھنے کے نتیجے میں یاد رکھتا اور پہچانتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب المقرب بحضرت علام الغیوب، صفحہ ۷۹)

امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وقت آخر (یعنی وصال کے وقت) وصیت فرمائی، "مجھے غسل اور کفن دے کر کوئی میرے قریب نہ ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے گا، پھر ملائکہ المقربین حضرت جبرائیل، حضرت میکا

ئیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام اور دیگر تمام فرشتے، پھر میرے اہل بیت، وصحابہ پھر خواتین اور بچے سب درود وسلام بھیجیں گے۔ اور جو میرے بعد اور ہیں (یعنی آنے والے ملت اسلامیہ کے افراد) انہیں بھی میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو (یعنی درود وسلام کے ذریعے مجھے یاد کرتے رہیں، محفل میلاد منعقد کرتے رہیں)"۔ (مکاشفۃ القلوب، صفحہ ۱۲۷)

شیخ الاسلام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

شیخ الاسلام شمس الدین بن جزری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"کیا کہنا ہے اس مسلمان موحد کا جو حضور ﷺ کی امت میں ہے اور خوشی مناتا ہے میلاد شریف کی اور جی بھر کر حسب استطاعت خرچ کرتا ہے یہ عمل نبی کریم ﷺ کی محبت میں اختیار کرتا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی جزا رب کریم کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے فضل عام سے اُس کو جنت میں داخل فرما دے۔ (عرف التاریخ بالمولد الشریف)

یہی شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:

"میں ۷۸۵ھ میں شب عید میلاد النبی ﷺ سلطانِ مصر کی تخت گاہ پہاڑی والے قلعے میں گیا تو وہاں میں نے جو دیکھا اس سے خوش ہوا، میرا اندازہ ہے کہ اس رات قاریوں، حاضرین، واعظین اور نعت خوانوں وغیرہ پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا، خلعتوں، طعام، اور چراغاں کرنے پر خرچ کیا گیا۔ میں نے شمار کیا تو پچیس حلقے صرف ان پڑھنے والوں کے تھے جو ابھی بچے تھے۔ (ملا علی قاری علیہ الرحمۃ: مورد الروی فی مولد النبی)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا محفل میلاد کرنا

نویں صدی ہجری کے مجدد امام جلال الدین سیوطی الشافعی قدس سرہٗ اپنی تصنیف لطیف ''الوسائل فی شرح الشمائل'' میں لکھتے ہیں:

''وہ گھر، مسجد، محلہ اور وادی امن میں ہیں، جس میں نبی مکرم ﷺ کی محفل میلاد کا انعقاد ہو، ملائکہ اس گھر یا مسجد یا محلہ کو گھیر لیتے اور رحمتیں نازل کرتے ہیں یہاں مقیم افراد پر۔ انہیں اللہ تعالیٰ رحمۃ ورضوان کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ (نعمۃ الکبریٰ، صفحہ:11)

بوقت ولادت گھر کے قریب آنا

امام بیہقی قدس سرہٗ اپنی سند صحیح کے ساتھ حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ (صحابی ورسول) سے روایت کرتے ہیں کہ جس شب آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ ہوئی، میری والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھیں، وہ بیان کرتی ہیں:

''گھر کی جس چیز پر میں نظر ڈالتی وہ پرنور نظر آتی میں ستاروں پر نگاہ ڈالتی تو کیا دیکھتی کہ وہ اس گھر سے قریب تر آرہے ہیں، یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ ستارے میرے اوپر نہ گر جائیں تو میں بے اختیار بول پڑی کہ ستارے میرے اوپر گر پڑیں گے۔ (تذکرہ میلاد الرسول، صفحہ14)

حافظ الحدیث علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اندلس'' اور ''مغرب اقصیٰ'' کے سلاطین اسلام نے ربیع الاول شریف کی ایک رات ایسی معین کی تھی کہ لوگ

سواریوں پر آتے اور اس شب کو مجمع کرتے تھے، اکابر آئمہ کرام ہر طرف سے آتے اور غیر مسلموں میں کلمہ ایمان کا غلبہ ہوتا تھا۔'' (موردالروی فی مولد النبی)

علامہ اسماعیل ابن عمر بن کثیر دمشقی اور محفل میلاد

(م۔۷۷۴ھ مصنف تفسیر ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جامع المسانید والسنن وتلمیذ علامہ ابن تیمیہ حرانی)

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے ایک کتاب ''مولد الرسول ﷺ'' جامع مسجد مظفری (جہاں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام ہوتا تھا) کے مؤذن شیخ عماد الدین ابوبکر بن بدر الدین حسن کی درخواست پر تالیف کی۔ جامع مسجد مظفری ''سلطان مظفر الدین کوبری الاربل (م۔۶۳۰)'' نے دمشق میں تعمیر کروائی تھی۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

''ساتویں دن عقیقہ کے موقع پر اہل قریش دعوت طعام سے فارغ ہوکر حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنے پوتے کا نام کیا رکھا؟ انہوں نے فرمایا ''محمد'' لوگوں نے پوچھا، خاندان کے ناموں سے ہٹ کر یہ نام کیوں رکھا؟ جواب دیا، میری نیت ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی حمد کرے اور زمین پر اللہ کی مخلوق ان کی حمد کرے۔ چوں کہ حضور اقدس ﷺ اوصاف حمیدہ اور لائق ستائش کمالات کے جامع تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کو ''محمد'' نام رکھنے کا الہام فرمایا، تاکہ نام اور نام والے میں مناسبت رہے۔ (مولد الرسول، صفحہ17)

محفل میلاد کو جشن کا انداز دینے والے سلطانِ عادل

(ابوسعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین صاحب اربل)

سلطان مظفر الدین کا شمار نیک اور عادل حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ آپ ''اربل اور اس کے نواحی شہروں'' کے حاکم تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ کی بہن

اسلت ربیعہ خاتون بنت ایوب، سلطان مظفر کے نکاح میں تھی۔ آپ کے والد ابی الحسن زین الدین المعروف کجک تھے۔

مورخ ابن خلکان ''وفیات الاعیان'' میں لکھتے ہیں:

''اور اب رہی اس کی سیرت کی بات، تو کارہائے خیر میں اس کے ایسے عجیب وغریب واقعات ہیں کہ کسی نے سنا نہ ہوگا کہ اس نے جو کیا ہے کسی نے نہیں کیا اور اسے دنیا میں صدقہ سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی وہ ہر روز ڈھیروں ڈھیروں روٹیاں شہر کے مختلف مقامات پر محتاجوں میں تقسیم کرتا تھا اور ہر جگہ پر بہت لوگ اکٹھے ہوجاتے تھے وہ دن کے پہلے حصے میں ان کی تقسیم کرتا تھا اور جب وہ سواری سے اترتا تو اس کے گھر کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوجاتے تو وہ انہیں اپنے پاس بلاتا اور ہر ایک کو موسم گرما اور سرما کے مطابق لباس وغیرہ دیتا اور لباس کے ساتھ سونے کے دو تین دینار بھی دیتا یا اس سے کم وبیش دیتا، اور اس نے لنجوں، اور اندھوں کے لیے چار خانقاہیں بنائیں، اور انہیں ان دونوں قسم کے آدمیوں سے بھر دیا اور ہر روز جو انہیں ضرورت ہوتی تھی اس کے مطابق ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا اور وہ سوموار اور جمعرات کی عصر کو خود ان کے پاس آتا تھا، اور ہر ایک کے گھر میں داخل ہوتا تھا اور اس کا حال پوچھتا تھا۔ اور وہ اس سے کچھ خرچ مانگتا تو دیتا اور وہ دوسرے کے پاس جاتا حتیٰ کہ وہ سب کے پاس چکر لگاتا اور وہ ان کو خوش کرتا۔ اور ان سے مذاق کرتا اور ان کے دلوں کو ڈھارس دیتا۔

اس نے بیوہ عورتوں کے لیے ایک گھر بنایا اور ایک گھر چھوٹے یتیم

بچوں کے لیے بنایا اور ایک گھر ملاقیط (وہ نومولود بچے جن کو پھینک دیا جاتا ہے) کے لیے بنایا، اور ان کے لیے دودھ پلانے والیوں کی ایک جماعت مقرر کی، اور ہر مولود کو اٹھا کر ان کے پاس لایا جاتا اور وہ انہیں دودھ پلاتیں۔ اور اس نے ہر گھرانے کی ضرورت کے مطابق وظائف مقرر کیے، اور وہ ہر وقت گھروں میں آتا اور ان کے احوال معلوم کرتا۔ اور مقرر شدہ خرچ سے انہیں زائد خرچ دیتا اور وہ ہسپتال بھی جاتا، اور ایک ایک مریض کے پاس کھڑے ہوکر اس کا حال اور اس کے شبستان اور اس کی خواہش کے متعلق پوچھتا اور اس کا ایک مہمان خانہ بھی تھا جس میں شہر آنے والا ہر فقیہ اور فقیر آتا۔ مختصر یہ کہ جو بھی اس کا قصد کرتا اس میں اسے داخل ہونے سے نہ روکا جاتا اور ان کے لیے صبح اور شام کے کھانے مقرر ہوتے تھے اور جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اس کے مناسب حال اسے خرچ دیتے۔

اس نے ایک مدرسہ بنایا اور اس میں شافعیہ اور حنفیہ کے فقہا کو مقرر کیا، اور وہ ہر وقت خود بھی اس مدرسہ میں آتا تھا اور وہاں دستر خوان لگاتا اور رات گزارتا اور سماع کرتا اور جب خوش ہوتا اور اپنے کچھ کپڑے اتارتا تو بطور انعام ایک جماعت کو بھجوا دیتا۔ اور سماع کے سوا اسے کوئی لذت نہ تھی۔ وہ برے کاموں کا ارتکاب نہ کرتا تھا اور نہ انہیں شہر میں آنے کا موقع دیتا تھا۔

اس نے صوفیاء کے لیے دو خانقاہیں بنائیں جن میں قیام کرنے والوں اور آنے والوں کی بہت سی مخلوق رہتی تھی۔ اور اجتماعات کے ایام میں ان دونوں میں مخلوق کی اس قدر کثرت ہوتی تھی جس سے انسان

حیرت زدہ ہو جاتا تھا اور ان دونوں کے لیے بہت سے اوقاف بھی تھے جو اس مخلوق کی تمام ضروریات کے متکفل تھے اور وہ ہر سال دو دفعہ اپنے سیکرٹریوں کی ایک جماعت بلادِ ساحل کی طرف بھیجتا تھا اور ان کے پاس بہت سا مال بھی ہوتا تھا جس سے وہ مسلمان قیدیوں کو کفار کے قبضے سے چھڑاتے تھے۔ اور جب وہ اس کے پاس پہنچتے تو وہ ہر ایک کو کچھ دیتا۔ اور اگر نہ پہنچتے تو سیکریٹری اس کے حکم کے مطابق انہیں دیتے۔

اور وہ ہر سال حاجیوں کے لیے سبیل مقرر کرتا اور اس کے ساتھ راستے میں مسافر کو جو ضروریات ہوتیں وہ بھی بھجواتا، اور اس کے ساتھ اس کا سیکریٹری پانچ یا چھ ہزار دینار لے کر چلتا، جنہیں وہ حرمین کے محتاجوں اور وظیفہ خواروں میں خرچ کرتا اور مکہ میں اس کی خوبصورت یادگاریں ہیں جن میں سے بعض اب تک باقی ہیں۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے وقوف کی رات کو جبل عرفات کیطرف پانی جاری کیا اور اس پر بہت خرچ کیا۔ اور پہاڑ پر پانی کے حوض بنائے، کیونکہ حجاج پانی کے نہ ہونے سے تکلیف اٹھاتے تھے اور اس نے وہاں قبرستان بھی بنایا۔

اب رہی بات اس کے نبی کریم ﷺ کے جشن میلاد کی تو تاریخ وتعریف اس کا احاطہ نہیں کرسکتی، لیکن ہم اس کا کچھ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ:

"اہل ملک نے سنا کہ اسے اس کے بارے میں حسن اعتقاد ہے تو اربل کے نزدیکی شہروں مثلاً بغداد، موصل، قراء اور شعراء کی بہت سی مخلوق اس کے پاس پہنچ جاتی اور وہ محرم سے ماہ ربیع الاوّل کے اوائل تک مسلسل آتے رہتے، اور مظفر الدین لکڑی کے گنبد نصب کرنے کا حکم دیتا اور ہر گنبد چار یا پانچ منزلوں کا ہوتا اور وہ بیس یا اس سے زیادہ گنبد بناتا، ان

میں سے ہر ایک گنبد اسکا اپنا ہوتا اور باقی امراء اور اعیانِ حکومت کے لیے ہوتے، یعنی ہر ایک کے لیے ایک گنبد ہوتا اور جب یکم صفر ہوتی تو وہ ان گنبدوں کو کئی قسم کی خوبصوت اشیاء سے مزین کرتا اور خانقاہ میں رات بسیرا کرتا اور سماع کرتا اور صبح کی نماز کے بعد شکار کو چلا جاتا، پھر ظہر سے پہلے قلعہ کی طرف واپس آجاتا۔ اور میلاد سے دو دن پہلے بے شمار اونٹ، بیل اور بکریاں باہر نکالتا ان سب کو بھیجتا حتیٰ کہ انہیں میدان میں لے آتا پھر وہ انہیں ذبح کرنے میں مصروف ہو جاتے اور دیگیں نصب کرتے اور مختلف قسم کے گوشت پکاتے اور جب میلاد کی رات آتی تو وہ قلعے میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد سماع کرتا پھر نیچے اترتا اور اس کے آگے بہت سی شمعیں روشن ہوتیں اور ان میں دو یا چار مجھے اس میں شک ہے۔ جتنی شمعیں ہوتیں جن میں ہر ایک کو خچر پر لادا جاتا اور ان کے پیچھے ایک شخص ان کو سہارا دیئے ہوتا اور وہ خچر کی پشت سے بندھی ہوتیں، حتیٰ کہ وہ خانقاہ تک پہنچ جاتا۔ اور جب میلاد کے دن کی صبح ہوتی تو وہ صوفیا کے ہاتھوں خلعتوں کو قلعہ سے خانقاہ تک لاتا ان میں سے ہر شخص کے ہاتھ پر بقچہ ہوتا اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے پے درپے آتے اور ان میں بہت سی چیزیں آجاتیں جنکی تعداد کو میں یقین کے ساتھ بیان نہیں کرسکتا، پھر وہ خانقاہ کی طرف آتا اور اعیان اور رؤسا اور چوہدریوں کی ایک بہت بڑی جماعت اور واعظوں کے لیے سٹیج لگایا جاتا اور مظفر الدین کے لیے چوبی گنبد نصب کیا جاتا جس کی کھڑکیاں اس جگہ تک تھیں جس میں لوگ اور اسٹیج ہوتا اور افواج اکٹھی ہوتی تھیں اور وہ اس دن ان کی نمائش کرتا اور کبھی وہ فوج کی نمائش کو دیکھتا اور کبھی لوگوں اور واعظوں کو دیکھتا۔ اور مسلسل ایسے ہی کرتا

رہتا حتیٰ کہ فوج اپنی نمائش سے فارغ ہو جاتی۔ اس موقع پر میدان میں فقراء کے لیے دستر خوان لگایا جاتا اور عام دستر خوان میں کھانا اور بے شمار روٹیاں ہوتیں اور دوسرا دستر خوان خانقاہ میں اسٹیج کے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے لیے لگایا جاتا اور وہ نمائش اور واعظوں کے وعظ کے دوران اس اجتماع میں آنے والے اعیان اور رؤسا کو، وہ فقہاء واعظین، قراء اور شعراء کو ایک ایک کر کے بلاتا اور ہر ایک کو خلعت دیتا پھر وہ اپنی جگہ واپس آ جاتا اور جب یہ سب کام مکمل ہو جاتا تو وہ دستر خوان پر آتے رہتے۔ پھر وہ یہ رات وہیں گزارتا۔ اور صبح تک نعتیہ قصائد ہوتے رہتے اس طرح وہ ہر سال کرتا میں نے صورت حال کا ملخص کر دیا ہے اور استقصاء طویل ہوتا ہے، او جب وہ اس اجتماع سے فارغ ہو جاتے تو ہر شخص اپنے شہر کو واپس جانے کو تیار ہو جاتا تو وہ ہر شخص کو کچھ خرچ دیتا۔

اور وہ کریم الاخلاق، بہت متواضع، اچھے عقیدے والا، راز کی حفاظت کرنے والا اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف بہت میلان رکھنے والا تھا۔ اہل علم میں سے فقہاء اور محدثین کے سوا کسی پر خرچ نہ کرتا تھا اور ان کے علاوہ جو لوگ تھے انہیں تکلف سے کوئی چیز دیتا تھا اور یہی شعراء کا حال تھا۔ وہ ان سے بات نہ کرتا اور نہ انہیں دیتا، مگر جب وہ اس کا قصد کرتے تو وہ ان کے قصد کو ضائع نہ کرتا اور جو اس سے نیکی کا خواہاں ہوتا، اس کی امید کو ناکام نہ کرتا، اور وہ علم تاریخ کی طرف مائل تھا اور اس کے دل میں اس کے متعلق کوئی بات تھی۔ جس کے بارے میں وہ گفتگو کرتا تھا۔ اور مرحوم ہمیشہ ہی اپنی جنگوں میں باوجود ان کے بکثرت ہونے کے مؤید و منصور رہا، اور یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اس نے کبھی جنگ میں شکست کھائی ہو۔

اور اگر میں نے اس کے محاسن کا استقصاء کیا، تو کتاب طویل ہو جائے گی او اس کی نیکیوں کی شہرت طوالت سے بے نیاز کرنے والی ہے اور اس سوانح سے واقفیت رکھنے سے معذرت ہے کہ اس میں طوالت پائی جاتی ہے۔ اور اس کا سبب ہم پر اس کے وہ حقوق ہیں جن کے بعض کا ہم شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ اور منعم کا شکر واجب ہے،" جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء"۔

اور اس کے ہم پر کتنے ہی احسان ہیں اور اس کے اسلاف کے ہمارے اسلاف پر کتنے ہی انعام ہیں، اور انسان احسان کا پروردہ ہے اور اس کی نیکیوں کے اعتراف کے باوجود میں نے اس کے متعلق از راہ مبالغہ کوئی بات بیان نہیں کی، بلکہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے سب کا سب دیکھا بھالا ہے اور بسا اوقات میں نے اختصار کیا خاطر اس کا کچھ حصہ حذف کر دیا ہے۔

اس کی ولادت قلعہ موصل میں ۲۷ محرم ۵۴۹ ھ کو منگل کی رات کو ہوئی اور وفات ۱۴ رمضان ۶۳۰ ھ میں کو ظہر کے وقت اس کے گھر میں ہوئی، جو اس کے غلام شہاب الدین قراطایا کا تھا۔ پھر اسے قلعہ اربل لے جا کر وہیں دفن کر دیا گیا۔ پھر اس کی وصیت کے مطابق اسے مکہ لایا گیا اور وہاں اس نے اپنے لیے پہاڑ کے نیچے ایک گنبد تیار کیا تھا کہ اس میں اسے دفن کیا جائے۔" (تاریخ ابن خلکان)

سلطان مظفر الدین کی "محفل میلاد اور علماء و مشائخ"

سلطان کے خلاص کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک صحابی رسول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

کی اولاد میں ان کے نبیرہ (یعنی پوتے) علامہ ابوالخطاب ابن وحیہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان
کے یہاں محفل میلاد میں تشریف لانے لگے۔ سلطان کی درخواست پر معروف کتاب ''
التنویر فی مولد سراج المنیر '' تصنیف کی، اور اسے محفل میں پڑھتے۔

علامہ ابن جوزی محدث لکھتے ہیں:

''اس محفل میلاد میں اکابر علماء و مشائخ شریک ہوتے تھے''۔

(مولد النبوی:)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''اس شان وشوکت کی محفل مبارک کی بنیاد رکھی اس سلطان نے جو علم
والے تھے اور نیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حال ہو اور محفل مبارک میں
سارے علماء اور مشائخ شریک ہوتے بغیر کسی انکار و منکر کے۔''

(حسن المقصد فی عمل المولد)

غرض علماء و اولیاء کا اس محفل مبارک پر اجماع ہوگیا، یہ ہم ۶۰۴ھ کی بات ہے
سلطان اس محفل کو ۶۳۶ھ تک کرتے رہے اور وصال کیا اور تمام آئمہ و اعیان، علماء و
مشائخ نے برابر شرکت کی۔ اور اس طرح یہ اجماع دلیل شرعی بن گیا، اس اجماع کے
بعد سارے مسلمان تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں ربیع الاول شریف میں
محافل میلاد کرنے لگے اور اس محفل پاک کی برکتیں اور فضلِ خداوندی کے جلوے ظاہر
ہونے لگے۔ (مواہب اللدنیہ، جلد اول)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور محفلِ میلاد

دسویں صدی کے مجدد برحق لکھتے ہیں کہ

''ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ

کی میلاد خوانی کرتے ہیں جس کی برکت سے اللہ کا فضل نازل ہوتا ہے۔

(مورد الروی فی مولد النبی)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

''ہم نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکانے اور ایک
محفل مسرت قائم کرنے کو کہا ہے''۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، صفحہ ۷۲)

شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہم الرحمۃ اور محفل میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ میں یوم میلاد کے موقعہ پر کھانا پکوایا
کرتا تھا اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آسکی کہ کھانا پکواؤں، صرف
بھنے ہوئے چنے موجود تھے، چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کیے،
خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، یہی چنے آپ کے
سامنے رکھے ہیں، اور آپ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے
ہیں۔'' (در ثمین فی مبشرات النبی الامین)

یہی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں

''میں مکہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں بارہویں شریف کو موجود تھا سب
لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے اور ان عجائب احوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو
ولادت شریفہ کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور بعثت سے پہلے کا احوال
بیان ہو رہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ (فیوض الحرمین)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور محفل میلاد

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علی محمد خان صاحب مراد آبادی کو ایک خط میں لکھا،

"بارہویں شریف کی محفل میلاد شریف اور عاشورہ کی مجلس میرے معمولات میں سے ہے"۔

(علامہ عبدالسمیع رام پوری علیہ الرحمۃ: انوار ساطعہ، صفحہ ۱۳۵)

علمائے برصغیر اور محفل میلاد

حضرت علامہ عبدالسمیع انصاری رامپوری علیہ الرحمۃ نے اپنی عظیم تصنیف "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" کو عالم اسلام کے مقتدر علماء و مشائخ سے منقول دلائل و براہین سے مزین کیا ہے۔ حضرات علمائے کرام کے دستخط اس تصنیف کے آخر میں موجود ہیں اور انہوں نے تقاریظ بھی تحریر فرمائی ہیں۔ اسی تصنیف پر علماء حرمین شریفین، علماءِ عراق، علماءِ شام اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے علماء و مفتیانِ کرام کی تقاریظ اور مواہیر موجود ہیں، جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ جبکہ یہ علماء کرام مختلف مذاہب (یعنی فقہی مذاہب) میں مقلد ہیں۔

(علامہ عبدالسمیع رام پوری علیہ الرحمۃ: انوار ساطعہ، صفحہ ۲۴۸ تا ۲۶۷)

یہ حضرات نہ صرف اپنے یہاں محافل میلادِ مقدسہ کا اہتمام نہایت عقیدت واحترام سے کرتے تھے بلکہ معتقدین و مسلمین کی دعوت پر ان کے یہاں جا کر میلاد شریف کا بیان ان کا معمول تھا۔ ان حضرات میں جو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جا کر مقیم ہو گئے وہاں بھی انہوں نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور ان کے معتقدین و مریدین اور ان کی اولاد میں یہ سلسلہ آج

بھی جاری وساری ہے۔

فائدہ

انوار ساطعہ، پر جن جید علماء نے دستخط کیے ان میں چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت علامہ شاہ عبدالغنی دہلوی، شیخ الاسلام حضرت ارشاد حسین مجددی رام پوری، مولانا رحمت اللہ کیرانوی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ المکرمہ، علامہ ہدایت اللہ سندھی مہاجر مکی، استاذ العلماء مفتی لطف اللہ علی گڑھی، رحمہم اللہ۔

شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور محفل میلاد

"اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے ...... رہا اعتقاد کہ جس مجلس مولد میں حضور پرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا، حد سے بڑھتا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً، بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے، رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کسی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے، یہ ادنیٰ سی بات ہے، علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محلِ کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں، بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے...... پس تحقیق مختصر اس مسئلے میں یہ ہے کہ جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ ۳ تا ۵)

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ علیہ الرحمۃ (آخری تاجدار مغلیہ) اور محفل میلاد

سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ دہلی بھی استحباب محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکھتے تھے اور رئیس مسلمان، اسلام کے تجمل واحتشام کا سبب ہوتا ہے اس لئے رئیس المسلمین وزین المسلمین سمجھ کر ان کی مہر بھی علماءِ دہلی کی مہروں کے ساتھ کرائی گئی، علامہ فضل حق خیرآبادی، مفتی صدرالدین آزردہ، حضرت شاہ فضل رسول بدایونی اور مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمہم اللہ کی مہریں اور دستخط بھی رسالہ ''غایۃ المرام'' مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۷۰ھ پر شائع ہوئی تھیں۔ (انوار ساطعہ، صفحہ ۲۶۵-۲۶۶)

تاجدار گولڑہ قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

''ہمارے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق میں سب سے اوّل ہیں، اسی طرح اذنِ شفاعت میں بھی سب سے اوّل ہونگے۔ باعتبارِ ظہورِ خارجی آپ خاتم النبیین ہیں اور اسی وجہ سے آپ کی مثل اور نظیر ناممکن ہے کیونکہ جس طرح اوّل ثانی نہیں ہوسکتا اور ثانی بھی اوّل نہیں ہوسکتا۔''

(مہر منیر، صفحہ ۴۶۵)

علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے میلاد مصطفی ﷺ پر ایک تحقیقی کتاب ''الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ'' تصنیف فرمائی جس میں نبی کریم ﷺ کا بیان فرمودہ بابت میلاد شریف رقم کرکے موجودہ مروجہ میلاد شریف کے دلائل وبراہین تحریر کیے ہیں۔

(الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم)

شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''میلاد مصطفی ﷺ کے دلائل پوچھنے والے اے عالمو!...... یاد رکھو! میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کی کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وفات کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے لہٰذا ہمارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں اگر تم مسلمان ہو اور محبوب رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے احوال سننے کا شوق ہے تو (ہمارے) پاس آؤ اور سنو (تاکہ) تمہیں پتہ چلے کہ ہمارا دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے۔ محفل میلاد دراصل وعظ ونصیحت ہے اس کے لیے جو کان لگائیں اور متوجہ ہوں۔'' (تقریظ بر تالیف انوار ساطعہ، صفحہ ۲۷۷-۲۷۸)

دیگر علماء برصغیر اور میلاد شریف

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی ...... حضرت مولانا شاہ عبدالحیٔ گلشن آبادی...... حضرت مولانا احمد حسن کانپوری ...... حضرت مولانا شاہ عبداللہ کانپوری...... حضرت مولانا نور محمد کانپوری (بانی مدرسہ احسن المدارس، کانپور)...... حضرت مولانا فقیر محمد کانپوری...... حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری...... حضرت مولانا ابوالبرکات تراب علی فرنگی محلی ...... حضرت مولانا ابوالبقاء محمد عبدالحکیم فرنگی محلی ...... حضرت مولانا محمد عبدالحلیم فرنگی محلی ...... حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی ...... پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری...... حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری...... حضرت مولانا نبی بخش حلوائی ...... حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی ...... حضرت امین

الحسنات پیر آف مانکی شریف، حضرت مولانا عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف...... حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ شہید پیر آف پگاڑا...... حضرت شمس الدین سیالوی...... حضرت شاہ وصی اللہ محدث سورتی ...... حضرت مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی ...... حضرت مولانا امجد علی اعظمی اور حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری وغیرہا محفل میلاد شریف اور اس میں سلام و قیام کو اہتمام سے انجام دیتے تھے۔

(انوار ساطعہ، صفحہ ۱۴۱)

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمان گنج مراد آبادی اور محفل میلاد

حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری مصنف ''انوار ساطعہ'' نے ایک خط لکھ کر شیخ گنج مراد آبادی سے دریافت کیا ''میلاد شریف کی بابت آپ کا کیا عمل ہے؟'' تو انہوں نے جواب بھیجا کہ ''ہم اپنے استاد مولانا محمد اسحاق کے ساتھ ہمیشہ محفل میلاد میں شریک ہوتے تھے۔'' (قواعد وضوابط جمیعت الاحناف)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی منجملہ ایک ہزار سے زائد تصنیفات میں میلاد شریف کے عنوان سے ایک درجن سے زائد تالیفات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے یہاں نہایت تزک و احتشام سے محافل میلاد کا اہتمام فرمایا کرتے اور محفل سے خطاب فرماتے، جب آپ صرف چھ برس کے تھے تو میلاد شریف کے موضوع پر پہلا خطاب فرمایا، اور تادمِ زیست سالانہ محافلِ میلاد سے خطاب فرماتے رہے۔ آپ لکھتے ہیں،

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے (واما بنعمت ربك فحدث) تو واجب ہو گیا ہم پر بیان کرنا اس امر کا کہ اللہ نے ہم پر احسان کیا جو ایسی نعمت بھیج دی اور

فرمایا اللہ تعالیٰ نے (وذکرھم بایام اللہ) پھر کون سا بڑا دن ہے حضرت کے یوم ولادت شریف ﷺ سے اور فرمایا اللہ نے (قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلك فليفرحوا) اور یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ رحمت ہیں اور فضل بھی، پس واجب کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرحت ولادت ﷺ کو تو ہمیں چاہیے مولود شریف کو عید بنا لیں۔

شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد

شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے آپ مولد شریف دائم کرتے تھے اور اثبات میلاد میں دلائل قاطعہ قائم کرتے تھے، نظماً و نثراً اس محفل قدس کی ترغیب دلاتے اشعار دلکش اس باب میں ارشاد فرماتے، ازاں جملہ دو شعر ان کے رسالہ موسومہ 'خدا کی رحمت' میں ہیں رقم کرتا ہوں،

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے
یہ شادی میلاد رسول عربی ہے
تعظیم کھڑے ہو کے لاؤ ادب سے
اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے

شاہ غلام رسول قادری اور محفل میلاد

پیر طریقت شاہ غلام رسول قادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۱۳ء میں کراچی میں ''جمیعت الاحناف'' کی بنیاد رکھی جس کے قواعد وضوابط میں اراکین کے لیے یہ شق طے کی کہ ہر شادی وبیاہ کے موقع پر محفل میلاد کا انعقاد ضروری ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان اور محفل میلاد

قیام پاکستان کے بعد کراچی میں جلوس میلاد کا اجراء ''انجمن مسلمانانِ پنجاب'' اور جماعت اہل سنت پاکستان کے تحت مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، علامہ شاہ احمد نورانی، اور پیر طریقت محبوب رحمانی محمد شاہ فاروق رحمانی نے کیا اور جلوسِ میلاد کی قیادت کرتے رہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدور و وزراءاعظم بھی ہمیشہ سرکاری طور پر محفل میلاد کا انعقاد کرتے رہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ بانی پاکستان نے قیامِ پاکستان کے بعد جس تعطیل کا فیصلہ اپنی پہلی تشکیل شدہ کابینہ سے لیا تھا وہ عید میلاد النبی ﷺ کے دن ۱۲ ربیع الاول سے متعلق ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح اور محفلِ میلاد

قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف محافل میلاد النبی ﷺ میں شرکت فرماتے بلکہ محبت وعقیدت میں ڈوب کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی عقیدت کے پھول بھی نچھاور کرتے تھے۔

نواب بہادر یار جنگ مرحوم ۱۹۳۴ء میں عید میلاد النبی ﷺ کے ایک جلسہ میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملے۔ نواب بہادر یار جنگ بہت بڑے خطیب تھے اور ان کی خصوصیت یہی تھی کہ وہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلسوں میں خطاب کیا کرتے تھے۔ قائداعظم سے مل کر اتنے متاثر ہوئے کہ تحریک پاکستان میں قائداعظم کے دست راست ثابت ہوئے۔ اسی جلسہ کے ضمن میں نواب بہادر یار جنگ قائداعظم کی تقریر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

''خطبہ صدارت ختم ہوا اور تکبیر کے نعروں میں، محمد ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کے ناموں سے نسبت رکھنے والا، عقل ودل کے جناحین پر خود بھی عرش کی سیر کرنے لگا اور اپنے سامعین کو بھی فرش سے بلند کرنے لگا۔ تقریر مختصر تھی جس کے ابتدائی جملے میرے لیے سند تھے اور آخری حصہ قانون محمدی ﷺ کا دنیا کے دیگر مشہور قوانین خصوصاً ''رومن لاء'' سے تقابلی مطالعہ تھا۔ موجودہ قوانین کا ایک عالم متبحر جس کی زندگی ''رومن لاء'' کی ذرّیات کو اپنی آغوش میں پرورش کرتے ہوئے گزری، جب قانون محمدی ﷺ کے گوشے کھولنے لگا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تعلیم مغرب کے شیدائیوں نے حسن محمدی ﷺ کے کیسے کیسے جلوے دیکھے ہوں گے۔''

قیام پاکستان کے بعد جنوری ۱۹۴۸ء میں پہلی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر قائداعظم محمد علی جناح حضور سرکار کائنات ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

''آج ہم لوگ یہاں ایک حقیر اجتماع کی صورت میں اس عظیم شخصیت ﷺ کو خراج عقیدت ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ جس کی تقدیس نہ صرف یہ کہ کروڑوں دلوں میں مؤجزن ہے بلکہ جس کے سامنے دنیا کی تمام بڑی بڑی شخصیتوں کا سر احترام واکرام بھی خم ہے۔ میں ایک عاجز، انتہائی خاکسار بندہ ناچیز، اتنی عظیم ہستیوں سے بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کس طرح نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔
حضور اکرم ﷺ عظیم مصلح تھے، عظیم معلم تھے، عظیم واضع قانون تھے، عظیم مدبر تھے، عظیم فرمانروا تھے، جنہوں (ﷺ) نے بہترین حکومت کر کے دکھائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ہم جب

اسلام کی گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف چند مناسک اور روایات اور روحانی تعلیمات ہی کا مجموعہ نہیں ہے، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو ہر مسلمان کی زندگی کو مرتب ومنظم کرتا ہے اور اس کے طرز عمل کو درست رکھتا ہے حتیٰ کہ سیاست اور معاشیات میں بھی وہی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ضابطہ حیات، عزت واحترام، دیانت، حسن عمل اور عدل وانصاف کے بلند ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ وحدت ربانی اور مساوات انسانی، اسلام کی بنیادی اصولوں میں سے نہایت اہم اصول ہیں۔ اسلام میں آدمی، آدمی میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ مساوات حریت اور اخوت، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی زندگی انتہائی سادہ تھی آپ نے جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپ کے قدم چومے...... تجارت سے لے کر حکمرانی اور فرمانروائی تک ہر شعبہ حیات میں آپ مکمل طور پر کامیاب رہے...... رسول اکرم ﷺ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی ہیں۔"

(سید صابر حسین شاہ بخاری: بارگاہ رسالت مآب میں قائداعظم، صفحات ۵۳۔۵۴۔۵۵)

۱۴ فروری ۱۹۴۸ کو شاہی دربار "سبی" (بلوچستان) میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔"

(سید صابر حسین شاہ بخاری: بارگاہ رسالت مآب میں قائداعظم، صفحات ۵۹)

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک مختصر مگر جامع مقالہ "رحمۃ للعالمین ﷺ" میں نہایت خوبصورتی سے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو صفحہ قرطاس پر پیش کیا ہے۔ آپ کا یہ مقالہ متعدد اخبارات ورسائل کی زینت بن چکا ہے۔ اس کی سطر سطر سے محبت مصطفیٰ ﷺ کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر آتے ہیں۔ پہلے تو یہ کہ آپ "امی" ہیں لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اس "امی" نے علم و حکمت، تمدن ومعاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا جس کی روشنی نے جہالتوں اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک کردیئے...... دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کیے جس میں شراب خوری، بت پرستی اور عیاشی کا دور دورہ تھا، لیکن آپ کا دامن (اقدس) ان آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپ کے بدترین دشمن کو بھی کبھی آپ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا۔ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر تھی آپ ﷺ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی زندگی کا بہ نظر عمیق مطالعہ کیا ہے، جناب ابوطالب کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگا۔ "میں نے محمد ﷺ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا۔ ان کے لب (اقدس) کبھی غیر مہذب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے۔ وہ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھے۔"

(سید صابر حسین شاہ بخاری: بارگاہ رسالت مآب میں قائداعظم، صفحات ۶۰)

شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ اور محافلِ میلاد

آیے اس پیغمبر وحدت کی یاد منانے کے لیے مسلمانوں میں سچی اخوت کو عام کرنے کے لیے ایک عظیم الشان دن مقرر کریں جس میں ہم سب اپنے ہنگامی اختلافات اور تعصبات کو فراموش کردیں اور مساوات اور اخوت کے مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہوں یہ عظیم الشان دن ۱۲۔ ربیع الاوّل کا دن ہونا چاہیے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ ہم نہایت ہی خلوص و محبت سے اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں اس موقع پر اجتماعات میں حضور ﷺ کے بابرکت اور مبارک سیرت و کردار کا بیان ہونا چاہیے۔ یہ بین الاقوامی دن ہے ہماری یہ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس بین الاقوامی یوم کو نسل انسانی کے لیے بابرکت بنائے۔

(اپیل برائے شرکت کا پمفلٹ، مطبوعہ ۱۹۳۳ء بحوالہ ''ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور'' صفحہ ۱۶)

دنیائے اسلام میں جشن ہائے عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد

مکہ مکرمہ میں میلاد النبی ﷺ

روز پیدائش نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں بڑی خوشی منائی جاتی اور اس کو عید یوم ولادت رسول اللہ کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ حرم شریف میں حنفی مصلیٰ کے پیچھے مکلف فرش بچھایا جاتا۔ شریف مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف لباس فاخرہ زیب تن کر کے آموجود ہوتے۔ اور نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت پر نعت خوانی کر کے آتے۔ حرم شریف سے مولد النبی ﷺ تک دورویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتیں۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی۔ ۱۱ ربیع الاوّل بعد نماز عشاء حرم شریف میں محفل میلاد منعقد ہوتی۔ ۱۱ ربیع الاوّل کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاوّل کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا۔ مکہ مکرمہ کی تقریب میلاد کے بارے میں ماہنامہ ''طریقت'' سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''گیارھویں ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے درودیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جب کہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لیے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارکباد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلیٰ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صبح کو عید میلاد کی مبارکباد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع

کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ مولد النبی ﷺ تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مودب کھڑا ہوگیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرۃ النبی ﷺ بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب اعظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی۔ آخر میں ایک مقرر نے نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ اس کے بعد سب نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہوکر حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں سالانہ بیان میلاد سننے کے لیے جمع ہوگئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے نبی کریم ﷺ کے اوصاف وشمائل بیان کئے۔ عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاوّل کو ایک دن کے لیے بند کر دیئے گئے۔" (روزنامہ القبلہ مکہ مکرمہ، صفحہ ۲۱ تا ۲۳، بحوالہ "ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور" صفحہ ۱۶)

مدینہ منورہ میں عید میلاد النبی ﷺ

بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں محفل میلاد مسجد نبوی میں ہوتی ہے۔ (تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۵) سید محمد سلطان شاہ کے پاس مدینہ منورہ کے نور حزیں کی ایک تحریر موجود ہے، جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاوّل کو

عید میلاد النبی ﷺ اہل محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مناتے ہیں۔ لوگ حرم نبوی میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم، مضمون "میلاد النبی بلاد اسلامیہ میں" صفحہ ۲۸۱)

حکیم محمد موسیٰ امرتسری بتاتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ شاہ ضیاء الدین احمد مدنی روزانہ محفل میلاد کراتے تھے۔ مولوی نور اللہ بصیر پوری نے بھی اس کی تصدیق میں لکھا ہے کہ مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ نے تقریباً ۷۵ سال جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو میں دیار حرم میں گزار دیئے اور انہوں نے آقا ﷺ کی محفل میلاد میں کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے پیرو مرشد حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۷۵ سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں محفل میلاد ہوتی انہیں ضرور دعوت دی جاتی۔ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محفل میلاد کے بارے میں مولانا حسن الدین خاموش لکھتے ہیں:

"مولانا ضیاء الدین قادری کے یہاں محفل میلاد تھی، مدینہ منورہ میں اس قسم کے جلسے میں میری پہلی حاضری تھی، یہاں میلاد خواں کتاب لے کر نہیں پڑھتے، بلکہ یوں ہوتا ہے کہ باری باری سے چند لوگ نعتیہ کلام پڑھتے ہیں، اس کے بعد سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور سلام پڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں، فاتحہ پڑھ کر تبرک تقسیم ہوتا ہے۔ ہماری آج کی محفل خاصی پر کیف تھی کیونکہ حضرت شاہ غلام محمد خاں تشریف فرما تھے اور ان کے قوالوں نے جوان کے ساتھ یورپ بھی گئے تھے سلام پڑھ کر بہتوں کو بے خود کردیا، بس یہ محسوس ہورہا تھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور ہم

غلام سلام عرض کر رہے ہیں۔ حاضرین کو تبرک کی شیرنی کے علاوہ نفیس پلاؤ اور زردہ کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب نے لکھنوی پاندان مع جملہ لوازمات ہمارے سامنے دھرا ہم نے پان بنا کر کھائے۔"

(مرقع حجاز مطبوعہ آگرہ ۱۹۳۵ء، صفحہ ۲۰۴)

بغداد میں میلاد النبی ﷺ

بغداد میں میلاد النبی ﷺ کی ابتداء کے بارے میں مولانا حسن مثنیٰ ندوی لکھتے ہیں:

"عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج ہوا تو اس کے ایک سردار ابن آبق خوارزمی نے ۴۶۸ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ یہ وہی خلیفہ ہے جس کے زمانے میں دوسری طرف یوسف بن تاشقین کو عروج ہوا اور اس نے درخواست بھیجی کہ جس قدر ملک میرے قبضہ میں ہے اس کی سند مجھ کو دے کر سلطان کا لقب مرحمت ہو۔ مقتدی نے اسے سند بھیجی۔ سلطان کا لقب اور امیر المومنین کا خطاب عطا کیا۔ اسی یوسف بن تاشفین نے شہر مراکش کی بنیاد رکھی تھی۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی اپنی مہمات سے فارغ ہو کر سالہا سال کے بعد جب بغداد پہنچا تو یہ ۴۸۴ھ تھا۔ اس نے ۴۸۵ھ میں ایک مجلس مولود دھوم دھام سے بغداد میں منعقد کی۔ اسکا بڑا چرچا ہوا۔ یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی اس لئے اس کو تاریخ کے صفحات میں جگہ ملی۔ عید میلاد النبی ﷺ کا آغاز اس سے کہیں پہلے ہو چکا تھا۔

(۱۵۷)

دربارِ غوث الثقلین کے خطیب سید محمد سعید آفندی رحمۃ اللہ علیہ اور محفلِ میلاد

"مولد شریف کا پڑھنا درست ہے کہ انوار محمدی ﷺ ظاہر ہوتے ہیں، اور تعظیم رسول واجب ہے ہر مسلمان پر اگر مجھ کو طاقت ہوتی تو سر کے بل کھڑا ہوتا ثواب اور قربت حاصل کرنے کے لیے"۔

مندرجہ بالا تحریر فتویٰ "بغداد شریف" کے عنوان سے معروف ہے اور اس تحریر کے نیچے علامہ آفندی کے علاوہ شیخ العلماء مدرس اوّل، استاد نقیب الاشراف صاحب سجادہ دربار غوث الثقلین علامہ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔ اور صاحب تفسیر روح المعانی کے خلف رشید السید محمود شکری آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فتوے کی تائید کرتے ہیں۔

(اثبات مولد والقیام، بر انوار ساطعہ، صفحہ ۲۶۳)

متحدہ عرب امارات/کویت اور محافل عید میلاد

اس ملک میں جشن عید میلاد النبی ﷺ سرکاری طور پر منایا جاتا ہے جس میں خصوصی تقاریر کا اہتمام ریڈیو ٹیلی ویژن پر پروگرام، اخبارات و رسائل میں اس مناسبت سے مضامین کی اشاعت اور حکومت و دیگر اہل خیر کی طرف سے اس موضوع پر کتب طبع کرا کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ ملک کے نامور عالم دین فضیلۃ الشیخ حسن الحفناوی محفل مولد مصطفیٰ ﷺ کے میزبان ہوتے ہیں اور فضیلۃ الشیخ بلال سعید مبروک خطیب جامع مسجد ابوظہبی، الدکتور الاستاذ صبری عبدالحصی زغلول، خطیب وزارۃ اوقاف اور فضیلۃ الشیخ محمد عبدالفتح اسماعیل خطیب افواج ابوظہبی وغیرہ میلاد شریف کے عنوان سے خطاب فرماتے ہیں۔ کویت کے سابق وزیر اوقاف سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ العالی بھی کبھی کبھی دبئ آ کر محافل میلاد میں خطاب فرماتے ہیں۔

(رپورٹ ماہنامہ "سوئے حجاز لاہور، نومبر ۱۹۹۸ء،" صفحہ ۴۱-۴۲)

مملکت مصر اور محفل میلاد

۱۲۔ ربیع الاوّل کو مصر میں سالانہ سرکاری چھٹی ہوتی ہے لوگ گھروں میں میلاد کا حلوہ پکاتے ہیں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر جلوس میلاد کے شرکاء آکر محفل منعقد کرتے ہیں مصر میں تمام مساجد میں میلاد منایا جاتا ہے، اذان سے پہلے اور بعد میں ہمیشہ درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس والے مزار، شیخ رفاعی، امام سیوطی اور مام شافعی کے مزارات پر میلاد شریف اور بڑے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔

(بیان: استاذ جامعۃ الازہر، شیخ حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ، "ماہنامہ سوئے حجاز، ستمبر ۱۹۹۸ء، صفحہ ۱۹)

شیخ محمد رضا لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں برابر میلاد سے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقراء و مساکین کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گذرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ اشرافیہ، کوئلہ بازار اور حسینیہ سے گذرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔ عباسیہ میں وزراء و حکام کے لیے شامیانے نصب کیے جاتے ہیں۔ شاہ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ شاہ کی آمد پر فوج سلامی دیتی ہے پھر صوفیاء و مشائخ اپنے اپنے جھنڈے لے کر وہاں حاضر ہوتے ہیں جن کا بادشاہ استقبال کرتے ہیں۔ پھر شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلاد النبی ﷺ سنتا ہے۔ اختتام محفل پر مولود خواں کو بادشاہ

شاہانہ خلعت عطا کرتا ہے پھر حاضرین میں شیرینی و شربت تقسیم ہوتا ہے اس کے بعد شاہانہ سواری پر بادشاہ کی مراجعت توپوں کی گونج میں ہوتی ہے۔ اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔ بہترین آتش بازی چھوڑی جاتی ہے۔

(محمد الرسول اللہ، صفحہ ۳۴۔۳۵)

ایڈورڈ ولیم لین الاوّل ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا۔ اس نے وہاں منائے جانے والے جشن میلاد النبی ﷺ کا ذکر اپنی کتاب (Modern Egyptians) میں ان الفاظ سے کیا ہے کہ ۷۸۶ھ میں مصر کے شہنشاہ کے محفل میلاد کے اہتمام کے لیے دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا۔

اولاد کی موت پر جشن میلاد کو ترجیح

اس دور کے معروف عالم حسن البنا شہید مصری بانی جماعۃ اخوان المسلمین مصر، عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شمولیت کا ایک نہایت ہی پر درد، روح پرور، ایمان افروز واقعہ اپنی ڈائری میں درج کرتے ہوئے رقم طراز ہیں، جسے پاکستان میں ابوالاعلیٰ مودودی کے دست راست جناب خلیل احمد حامدی نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

"مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاوّل کا مہینہ آتا ہے تو یکم ربیع الاوّل سے لے کر ۱۲ ربیع الاوّل تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان، میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے، اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آگئی، ہم عادۃً عشاء کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے، دیکھا پورا مکان خوب روشنیوں (چراغاں) جگمگا رہا ہے اسے خوب صاف وشفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جاچکا ہے۔ شیخ شلبی الرجال

نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور قہوہ اور خوشبو پیش کی اس کے بعد ہم جلوس بنا کر نکلے اور بڑی مسرت وانبساط کے ساتھ مروجہ مناقب اور نظمیں (میلادیہ نعتیں) پڑھتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شلمی الرجال کے مکان پر واپس آ گئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے جب اٹھنے لگے تو شیخ شلمی الرجال نے بڑے لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک اعلان کیا" ان شاء اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصبح تشریف لے آئیں تاکہ "روحیہ" کی تدفین کر لی جائے"۔

روحیہ شیخ شلمی کی اکلوتی بچی ہے، شادی کے تقریباً گیارہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ کو عطا کی ہے، اس بچی کے ساتھ انہیں اس قدر شدید محبت ووابستگی ہے کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے یہ بچی نشو ونما پا کر اب جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے شیخ نے اس کا نام روحیہ تحریر کر رکھا ہے کیونکہ شیخ کے دل میں اسے وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں روح کو حاصل ہے۔ شیخ کی اس اطلاع پر ہم حیران رہ گئے، عرض کیا:

روحیہ کا کب انتقال ہوا فرمانے لگے آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے، ہم نے کہا آپ نے ہمیں پہلے کیوں نہ اطلاع کر دی کم از کم میلاد ﷺ کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے؟ کہنے لگے جو کچھ ہوا بہتر تھا اس سے ہمارے حزن وغم میں تخفیف ہو گئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا، اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت درکار ہے۔

(حسن البنہ شہید کی ڈائری، مترجم خلیل احمد حامدی، صفحہ ۱۹۶۔۱۹۷)

جنوبی افریقہ میں عید میلاد النبی ﷺ

جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی عید میلاد النبی ﷺ پورے مذہبی جوش وخروش اور دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ ابراہیم عمر جیلو نے اپنے ایک مضمون تین عیدیں

(Three Eids) میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ مضمون ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے "دی مسلم ڈائجسٹ" کی اشاعت دسمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا"۔

(دی مسلم ڈائجسٹ، ڈربن، ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۷۶۔ بحوالہ "اردو میں میلاد النبی"، صفحہ ۸۲۱)

یمن اور شام میں میلاد النبی ﷺ

یمن اور شام میں میلاد النبی ﷺ کے بارے میں علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

" میلاد النبی ﷺ ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ ومدینہ، مصر ویمن و شام، تمام بلاد عرب اور مشرق ومغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے ہیں اور ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے، عمدہ عمدہ لباس پہنتے، زیب وزینت اور آرائش کرتے، عطر وگلاب چھڑکتے، سرمہ لگاتے اور ان دنوں خوب خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد وجنس وغیرہ میں سے خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور میلاد مبارک کے سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک واہتمام کرتے ہیں اور اس اظہار مسرت وخوشی کی بدولت خوب اجر وثواب اور خیر وبرکت، سلامتی وعافیت، کشادگی رزق، مال ودولت، اولاد اور پوتوں نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے اور آبادی وشہروں میں امن وامان اور سلامتی اور گھروں میں سکون وقرار نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے۔

(المیلاد النبوی، مترجم مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ، صفحہ ۳۴۔۳۵)

حاصل مطالعہ وکلماتِ آخر

کاش ملت اسلامیہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرکز پر جمع ہو جائے

ایک بات جو عام مسلمان کو بری طرح کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن بیشتر مساجد زیب وزینت سے معمور اور بقعہ نور بنی نظر آتی ہیں اور ان میں سے درودوسلام کی صدائیں سنائی دیتی ہیں اور اس کے برعکس کچھ مساجد مقفل اور سنسان نظر آتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری کائنات کے لئے رحمت اور نور ہدایت بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ آپ کی بعثت اور میلاد کی خوشیوں میں اظہار محبت وعقیدت ہر جگہ نمایاں نظر آنا چاہیے۔

سالانہ تعین سے یوم سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سید عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام کا دن جس اہتمام سے منائے جاتے ہیں وہ سب جانتے ہیں مگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دن منانا کچھ لوگوں کے نزدیک کیوں بدعت ہے؟ یہ جمیع امت کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں
نثار تیری چہل پہل پر، ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں، سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

☆=☆=☆
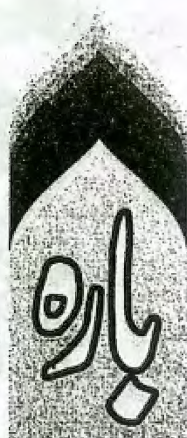
ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور